فیض الباری

علامہ محمد ابو الحسن سیالکوٹی

اردو ترجمہ

فتح الباری

ابن حجر العسقلانی

شرح صحیح بخاری

جلد ۲۶

تصدیر
حافظ محمد اسماعیل الخطیب

تقدیم
حافظ محمد اسماعیل اسد حافظ آبادی

بحسن اہتمام
عبداللطیف ربانی مدیر

مکتبہ اصحاب الحدیث
حافظ پلازہ مچھلی منڈی
نیو اردو بازار لاہور
042-37321823
0301-4227379

بسم الله الرحمن الرحيم

بَابُ الْمُعَانَقَةِ وَقَوْلِ الرَّجُلِ كَيْفَ أَصْبَحْتَ

باب ہے بیچ بیان معانقہ کے اور قول مرد کے یعنی کہنے مرد کے اپنے ساتھی سے کہ تو نے کس حال میں صبح کی؟

٥٧٩٥۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ شُعَيْبٍ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ كَعْبٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَلِيًّا يَعْنِي ابْنَ أَبِيْ طَالِبٍ خَرَجَ مِنْ عِنْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ خَرَجَ مِنْ عِنْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ وَجَعِهِ الَّذِيْ تُوُفِّيَ فِيْهِ فَقَالَ النَّاسُ يَا أَبَا حَسَنٍ كَيْفَ أَصْبَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَصْبَحَ بِحَمْدِ اللّٰهِ بَارِئًا فَأَخَذَ بِيَدِهِ الْعَبَّاسُ فَقَالَ أَلَا تَرَاهُ أَنْتَ وَاللّٰهِ بَعْدَ الثَّلَاثِ عَبْدُ الْعَصَا وَاللّٰهِ إِنِّيْ لَأُرٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيُتَوَفّٰى فِيْ وَجَعِهِ وَإِنِّيْ لَأَعْرِفُ فِيْ وُجُوْهِ بَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ الْمَوْتَ فَاذْهَبْ بِنَا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَسْأَلُهُ فِيْمَنْ يَكُوْنُ

٥٧٩٥۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ علی رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے نکلے آپ کی اس بیماری میں جس میں آپ کا انتقال ہوا تو لوگوں نے کہا یعنی پوچھا کہ اے ابو حسن! (یہ علی رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے) حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کس حال میں صبح کی؟ یعنی آج حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟ کہا کہ صبح کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کا شکر ہے اچھے ہونے والی بیماری سے یعنی شکر ہے کہ آج اچھے ہیں یعنی قریب الصحت ہیں سو عباس رضی اللہ عنہ نے علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا سو کہا کہ کیا تو نہیں جانتا شان یہ ہے کہ تو تین دن کے بعد لاٹھی کا غلام ہے قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ البتہ مجھ کو گمان ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اس بیماری میں فوت ہوں گے سو بے شک میں عبدالمطلب کی اولاد کے چہروں میں موت پہچانتا ہوں یعنی ذلیل ہو جائیں گے سو تو ہمارے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چل سو ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھیں کہ خلافت کن لوگوں میں ہوگی سو اگر ہم لوگوں میں ہو تو ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھیں سو ہم کو وصیت کریں، علی رضی اللہ عنہ نے کہا قسم ہے اللہ تعالیٰ کی اگر ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خلافت پوچھیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو منع کریں یعنی جواب دیں کہ تم میں نہیں ہوگی تو لوگ ہم کو کبھی خلافت نہ دیں گے، میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خلافت کا حال کبھی نہیں پوچھوں گا۔

الْأَمْرُ فَإِنْ كَانَ فِينَا عَلِمْنَا ذٰلِكَ وَإِنْ كَانَ فِيْ غَيْرِنَا أَمَرْنَاهُ فَأَوْصٰى بِنَا قَالَ عَلِيٌّ وَاللّٰهِ لَئِنْ سَأَلْنَاهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَمْنَعُنَا لَا يُعْطِيْنَاهَا النَّاسُ أَبَدًا وَإِنِّيْ لَا أَسْأَلُهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَدًا.

فائدہ: اس حدیث کی شرح وفات نبوی ﷺ میں گزر چکی ہے اور معانقہ کے معنی ہیں بدن سے بدن لگا کر ملنا کہا ابن بطال نے مہلب سے کہ باب باندھا ہے بخاری رحمہ اللہ نے واسطے معانقہ کے اور نہیں ذکر کیا اس کو باب کی حدیثوں میں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ارادہ کیا تھا بخاری رحمہ اللہ نے یہ کہ داخل کرے اس میں معانقہ کرنا حضرت ﷺ کا واسطے حسن کے الحدیث، جو کتاب البیوع میں گزر چکی ہے سو اس نے اس کی پہلی سند کے سوائے اور سند نہ پائی سو فوت ہوا پہلے اس سے کہ اس میں کوئی چیز لکھے سو اس واسطے معانقہ کے ذکر سے باب خالی رہا اور تھا بعد اس کے باب قول الرجل کیف اصبحت اور یا اس میں علی رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے سو جب کتاب کے ناقل نے دونوں ترجمہ کے پے در پے پایا تو دونوں کو ایک گمان کیا اس واسطے کہ اس نے دونوں کے درمیان کوئی حدیث نہ پائی اور کتاب یعنی صحیح بخاری میں بہت باب خالی ہیں حدیثوں سے ان کو حدیثوں سے تمام نہیں کر سکا اور بیچ جزم کرنے اس کے ساتھ اس کے نظر ہے اور اظہر یہ ہے کہ بخاری رحمہ اللہ نے ارادہ کیا ہے اس حدیث کا کہ روایت کیا ہے اس کو ادب مفرد میں کہ اس نے ترجمہ باندھا ہے اس میں ساتھ معانقہ کے اور وارد کی ہے اس میں حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی کہ اس کو پہنچی ایک صحابی سے کہ اس نے کہا سو میں نے ایک اونٹ خریدا سو اس پر اپنا کجاوہ ایک مہینا باندھا یعنی اس پر سوار ہو کر مہینہ بھر چلتا رہا یہاں تک کہ شام میں آیا سو اچانک دیکھا کہ عبداللہ بن اُنیس رضی اللہ عنہ صحابی وہاں ہیں میں نے ان کو بلا بھیجا وہ باہر آئے سو وہ مجھ کو بدن سے بدن لگا کر ملے اور میں ان سے بدن لگا کر ملا، الحدیث، سو یہ اولیٰ ہے ساتھ مراد اس کی کے چند حدیثیں ہیں کہ نہیں قرین ہے ان میں معانقہ ساتھ قول کیف اصبحت کے بلکہ نہیں واقع ہوا ہے باب کی حدیث میں کہ دونوں ملے اور ایک نے دوسرے سے کہا کیف اصبحت تا کہ ٹھیک ہو حمل کرنا عادت پر معانقہ میں بلکہ اس میں تو فقط اتنا ہے کہ جو حضرت ﷺ کے دروازے کے پاس موجود تھے جب انہوں نے علی رضی اللہ عنہ کو حضرت ﷺ کے پاس سے نکلتے دیکھا تو ان سے حضرت ﷺ کی بیماری کا حال پوچھا، علی رضی اللہ عنہ نے ان کو خبر دی اور راجح یہ ہے کہ ترجمہ معانقہ کا حدیث سے خالی ہے اور نیز معانقہ میں حدیث ابو ذر رضی اللہ عنہ کی وارد ہوئی ہے روایت کیا ہے اس کو احمد اور ابوداؤد نے ایک مرد سے جو عنزہ کے قبیلے سے تھا جس کا نام معلوم نہیں اس نے کہا کہ میں نے

ابو ذر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تم سے مصافحہ کیا کرتے تھے جب تم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتے تھے؟ ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کبھی نہیں ملا مگر کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے مصافحہ کیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو ایک دن بلا بھیجا اور میں اپنے گھر میں نہ تھا سو جب میں گھر میں آیا تو مجھے خبر ہوئی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو بلا بھیجا سو میں آپ کے پاس حاضر ہوا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی چارپائی پر تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے بدن لگا کر ملے سو تھا یہ ملنا خوب اور خوب اور اس حدیث کے راوی معتبر ہیں مگر یہ مرد مبہم جس کا حال معلوم نہیں اور روایت کی ہے طبرانی نے اوسط میں انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ اصحاب کا دستور تھا کہ جب آپس میں ملتے تو ایک دوسرے سے مصافحہ کرتے اور جب سفر سے آتے تو ایک دوسرے سے معانقہ کرتے اور واسطے اس کے کبیر میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب اپنے اصحاب سے ملتے تو نہ مصافحہ کرتے یہاں تک کہ ان کو سلام کرتے کہا ابن بطال نے کہ اختلاف کیا ہے لوگوں نے معانقہ میں سو مکروہ رکھا ہے اس کو مالک رحمہ اللہ نے اور جائز رکھا ہے اس کو ابن عیینہ نے اور روایت کی ہے ترمذی رحمہ اللہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ مدینے میں آئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں تھے سو اس نے دروازے کو دستک دی سو کھڑے ہوئے اس کی طرف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کپڑا کھینچتے سو اس سے معانقہ کیا اور اس کو چوما کہا ترمذی رحمہ اللہ نے کہ حدیث حسن ہے، کہا مہلب نے کہ عبداللہ نے جو علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا تو اس میں جواز مصافحہ کا ہے اور پوچھنا بیمار کے حال سے کہ کیا حال ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے قسم کھانا غالب گمان پر اور یہ کہ نہیں ذکر ہوئی ہے خلافت واسطے علی رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہرگز اس واسطے کہ عباس رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی کہ علی رضی اللہ عنہ مامور یعنی محکوم ہوں گے نہ حاکم واسطے اس چیز کے کہ پہچانتے تھے پھیرنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سے خلافت کو طرف غیر علی رضی اللہ عنہ کی اور علی رضی اللہ عنہ نے جو عباس رضی اللہ عنہ کے اس قول پر سکوت کیا تو اس میں دلیل ہے اوپر علم علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ اس چیز کے کہ عباس رضی اللہ عنہ نے کہی کہا اس نے اور بہر حال قول علی رضی اللہ عنہ کا کہ اگر تصریح کرتے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ساتھ پھیرنے اس کے عبدالمطلب کی اولاد سے تو کوئی ان کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلافت نہ دے سکتا سو نہیں ہے جیسا کہ گمان کیا اس نے اس واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائے سو کسی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اگر آپ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو حکم کریں تو خوب ہو تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر رضی اللہ عنہ کو حکم نہ کیا پھر نہ منع کیا اس نے عمر رضی اللہ عنہ کو روایت اس کی سے اس کے بعد، میں کہتا ہوں اور یہ کلام اس شخص کا ہے جس نے علی رضی اللہ عنہ کی مراد نہیں سمجھی اور میں نے اول بیان کیا ہے میں نے بیچ شرح حدیث وفات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان مراد اس کی کا اور حاصل اس کا یہ ہے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ڈرے علی رضی اللہ عنہ اس سے کہ ہو منع کرنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطے ان کے خلافت سے حجت قاطع ساتھ منع کرنے ان کے اس سے ہمیشہ واسطے تمسک کرنے کے ساتھ منع اول کے واسطے وارد ہونے اس کے ساتھ منع کرنے کے خلافت سے بطور نص کے اور بہر حال منع کرنا نماز پڑھانے سے سو نہیں ہے اس

میں نص اور پر منع کرنے کے خلافت سے اگر چہ بیچ نص کرنے کے اوپر امامت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اپنی بیماری میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ لائق تر ہیں ساتھ خلافت کے لیکن یہ بطورِ استنباط کے ہے نہ بطورِ نص کے اور اگر نہ ہوتا قرینہ ہونے اس کے کا مرض الموت میں تو نہ قوی ہوتا استنباط نہیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے اس سے اپنے سفروں میں اور لوگوں کو بھی نماز میں اپنا نائب بنایا ہے اور بہر حال جو استنباط کیا اس نے پہلے سو اس میں بھی نظر ہے اس واسطے کہ عباس رضی اللہ عنہ کی اس میں فراست ہے اور قرینے احوال کے اور نہیں بند ہے یہ بیچ اس کے کہ اس کے پاس تھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اوپر منع کرنے علی رضی اللہ عنہ کے خلافت سے اور یہ ظاہر ہے قصے کے سیاق سے اور میں نے پہلے بیان کیا ہے کہ اس حدیث کے بعض طریقوں میں ہے کہ عباس رضی اللہ عنہ نے علی رضی اللہ عنہ سے کہا بعد فوت ہونے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ اپنا ہاتھ دراز کر کہ میں تجھ سے بیعت کروں، سو لوگ تجھ سے بیعت کریں گے سو علی رضی اللہ عنہ نے ہاتھ دراز نہ کیا سو یہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ عباس رضی اللہ عنہ کے پاس اس باب میں کوئی نص نہ تھی، واللہ اعلم۔ اور یہ جو کہا کہ آمرنا تو شاید مراد عباس رضی اللہ عنہ کی ساتھ اس کے یہ ہے کہ وہ سوال میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر تاکید کرے یعنی سوال میں بڑی تاکید کرے یہاں تک کہ ہو جائے جیسے کہ وہ آمر ہے واسطے اس کے ساتھ اس کے اور کہا کرمانی نے کہ اس میں دلالت ہے اس پر کہ نہیں شرط ہے امر میں علو اور استعلاء اور حکایت کی ہے ابن تین نے داؤدی سے کہ پہلے پہل استعمال کیف اصبحت کی طاعون عمواس کے زمانے میں ہوا اور تعاقب کیا ہے اس کا ساتھ اس کے کہ عرب لوگ اسلام سے پہلے بھی یہ لفظ بولا کرتے تھے اور ساتھ اس کے کہ مسلمانوں نے اس کو اس حدیث میں کہا میں نے کہا اور جواب حمل کرنا اور روایت کا اس چیز پر ہے جو اسلام میں واقع ہوئی اس واسطے کہ آیا اسلام ساتھ مشروع ہونے سلام کے واسطے دو ملنے والوں کے پھر حادث ہوا سوال حال سے اور قلیل تھا جو دونوں کو جمع کرے اور سنت پہلے سلام کرنا ہے اور گویا کہ سبب اس میں وہ ہے جو واقع ہوئی طاعون سے سو باعث بہت تھے اوپر سوال کرنے شخص کے اپنے دوست کے حال سے بیچ اس کے پھر اس کے پھر بہت زیادہ ہو گیا یہ حتی کہ کفایت کی انہوں نے ساتھ اس کے سلام سے اور ممکن ہے فرق درمیان سوال شخص کے اس شخص سے جو اس کے پاس ہو جس کو پہچانتا ہو کہ وہ دردناک ہے اور درمیان سوال کے حال اس کے سے کہ احتمال رکھتا ہے دونوں کا۔ (فتح)

بَابُ مَنْ أَجَابَ بِلَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ

باب ہے بیچ بیان اس شخص کے جو جواب دے ساتھ لفظ لبیک اور سعدیک کے یعنی میں حاضر ہوں خدمت اور اطاعت میں۔

٥٧٩٦۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنْ مُعَاذٍ

٥٧٩٦۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سوار تھا یعنی ہم دونوں ایک گدھے پر

قَالَ أَنَا رَدِيفُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا مُعَاذُ قُلْتُ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ ثُمَّ قَالَ مِثْلَهُ ثَلَاثًا هَلْ تَدْرِيْ مَا حَقُّ اللّٰهِ عَلَى الْعِبَادِ قُلْتُ لَا قَالَ حَقُّ اللّٰهِ عَلَى الْعِبَادِ أَنْ يَّعْبُدُوْهُ وَلَا يُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا ثُمَّ سَارَ سَاعَةً فَقَالَ يَا مُعَاذُ قُلْتُ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ قَالَ هَلْ تَدْرِيْ مَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ إِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ أَنْ لَّا يُعَذِّبَهُمْ.

حَدَّثَنَا هُدْبَةُ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ عَنْ مُعَاذٍ بِهٰذَا.

سوار تھے آگے حضرت ﷺ تھے اور پیچھے میں سو فرمایا اے معاذ! میں نے کہا میں حاضر ہوں خدمت اور اطاعت میں پھر اسی طرح فرمایا تین بار بھلا تو جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کیا حق ہے بندوں پر؟ وہ یہ ہے کہ اس کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں، پھر ایک گھڑی چلے سو فرمایا کہ اے معاذ! میں نے کہا میں حاضر ہوں خدمت اور اطاعت میں، بھلا تو جانتا ہے کہ کیا حق ہے بندوں کا اللہ تعالیٰ پر جب کہ وہ اس کو کریں؟ یعنی اس کی بندگی کریں وحدہ لاشریک جان کر، بندوں کا حق اللہ تعالیٰ پر یہ ہے کہ ان کو عذاب نہ کرے۔

فائدہ: اس حدیث کی کچھ شرح کتاب العلم میں گزر چکی ہے اور پوری شرح کتاب الرقاق میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

٥٧٩٧۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنَا وَاللّٰهِ أَبُوْ ذَرٍّ بِالرَّبَذَةِ قَالَ كُنْتُ أَمْشِيْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَرَّةِ الْمَدِيْنَةِ عِشَآءً اسْتَقْبَلَنَا أُحُدٌ فَقَالَ يَا أَبَا ذَرٍّ مَا أُحِبُّ أَنَّ أُحُدًا لِيْ ذَهَبًا يَأْتِيْ عَلَيَّ لَيْلَةٌ أَوْ ثَلَاثٌ عِنْدِيْ مِنْهُ دِيْنَارٌ إِلَّا أَرْصُدُهٗ لِدَيْنٍ إِلَّا أَنْ أَقُوْلَ بِهٖ فِيْ عِبَادِ اللّٰهِ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا وَأَرَانَا بِيَدِهٖ ثُمَّ قَالَ يَا أَبَا ذَرٍّ قُلْتُ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الْأَكْثَرُوْنَ هُمُ الْأَقَلُّوْنَ إِلَّا مَنْ قَالَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا ثُمَّ قَالَ لِيْ مَكَانَكَ لَا تَبْرَحْ يَا أَبَا ذَرٍّ حَتّٰى أَرْجِعَ فَانْطَلَقَ حَتّٰى غَابَ عَنِّيْ فَسَمِعْتُ صَوْتًا فَخَشِيْتُ أَنْ

٥٧٩٧۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ میں حضرت ﷺ کے ساتھ چلتا تھا مدینے کی پتھریلی زمین میں عشاء کے وقت کہ ہم کو اُحد پہاڑ سامنے آیا سو فرمایا کہ اے ابو ذر! میں نہیں چاہتا کہ اُحد پہاڑ میرے واسطے سونا ہو اور مجھ پر ایک یا تین راتیں گزریں اور میرے پاس اس سے ایک دینار ہو مگر کہ میں اس کو ادا قرض کے واسطے نگاہ رکھوں مگر یہ کہ خرچ کروں اس کو اللہ کے بندوں میں اس طرح اور اس طرح یعنی لپ بھر بھر کر دائیں اور بائیں اور آگے سب طرف خرچ کروں اور ہم کو اپنے ہاتھ سے اشارہ کر کے دکھلایا پھر فرمایا کہ اے ابو ذر! میں نے کہا کہ میں خدمت اور اطاعت میں حاضر ہوں، فرمایا کہ جو مالدار ہیں وہی قیامت میں ثواب سے مفلس ہیں مگر جس نے مال کو خرچ کیا اس طرح اس طرح یعنی دائیں اور بائیں اور آگے سب طرف خرچ کیا یعنی جس مالدار نے راہ الٰہی میں خوب دیا وہ البتہ بہت ثواب پائے گا

يَكُوْنَ عُرِضَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَرَدْتُ أَنْ أَذْهَبَ ثُمَّ ذَكَرْتُ قَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَبْرَحْ فَمَكُثْتُ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ سَمِعْتُ صَوْتًا خَشِيْتُ أَنْ يَكُوْنَ عُرِضَ لَكَ ثُمَّ ذَكَرْتُ قَوْلَكَ فَقُمْتُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاكَ جِبْرِيْلُ أَتَانِيْ فَأَخْبَرَنِيْ أَنَّهُ مَنْ مَّاتَ مِنْ أُمَّتِيْ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَإِنْ زَنٰى وَإِنْ سَرَقَ قَالَ وَإِنْ زَنٰى وَإِنْ سَرَقَ قُلْتُ لِزَيْدٍ إِنَّهُ بَلَغَنِيْ أَنَّهُ أَبُو الدَّرْدَاءِ فَقَالَ أَشْهَدُ لَحَدَّثَنِيْهِ أَبُوْ ذَرٍّ بِالرَّبَذَةِ قَالَ الْأَعْمَشُ وَحَدَّثَنِيْ أَبُوْ صَالِحٍ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ نَحْوَهُ وَقَالَ أَبُوْ شِهَابٍ عَنِ الْأَعْمَشِ يَمْكُثُ عِنْدِيْ فَوْقَ ثَلَاثٍ .

اور جس نے بخیلی کی اور مال کو دبا رکھا وہ قیامت میں مفلس ہوگا نہ تو مال ہی پاس ہوگا اور نہ ثواب پھر مجھ سے فرمایا کہ اے ابوذر! تو اپنے مکان سے نہ ہٹنا یہاں تک کہ میں پھروں سو حضرت ﷺ چلے یہاں تک کہ مجھ سے چھپے سو میں نے ایک آواز سنی تو میں ڈرا کہ حضرت ﷺ کو کچھ چیز عارض ہوئی ہو یعنی کسی چیز نے آپ کو تکلیف دی ہو سو میں نے چاہا کہ آگے جاؤں پھر میں نے حضرت ﷺ کا قول یاد کیا کہ اپنے مکان سے نہ ہٹنا سو میں وہیں ٹھہرا رہا میں نے کہا یا حضرت! میں نے ایک آواز سنی میں ڈرا کہ کوئی بدی سے حضرت ﷺ کے پیش آیا ہو پھر مجھ کو آپ کی بات یاد آئی سو میں اپنی جگہ میں کھڑا رہا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ جبریل تھا کہ میرے پاس آیا سو اس نے مجھ کو خبر دی کہ جو میری امت سے مر جائے اس حال میں کہ نہ شریک جانتا ہو ساتھ اللہ تعالیٰ کے کسی چیز کو وہ بہشت میں داخل ہوگا میں نے کہا یا حضرت! اور اگرچہ زنا کیا ہو اور چوری کی ہو؟ فرمایا اور اگرچہ زنا کیا ہو اور چوری کی ہو، اعمش کہتا ہے کہ میں نے زید بن وہب سے کہا کہ بے شک شان یہ ہے کہ مجھ کو خبر پہنچی کہ وہ ابودرداء رضی اللہ عنہ ہے اس نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ البتہ بیان کی مجھ سے حدیث ساتھ اس کے ابوذر رضی اللہ عنہ نے ربذہ میں کہ نام ہے ایک جگہ کا قریب مدینے کے کہا اعمش نے اور حدیث بیان کی مجھ سے ابو صالح نے ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مانند اس کے اور کہا اور ابو شہاب نے اعمش سے کہ رہے میرے پاس زیادہ تین رات سے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جواب میں لبیک کا لفظ کہنا جائز ہے اور البتہ وارد ہو چکا ہے یہ لفظ حضرت ﷺ سے بھی سو روایت کی نسائی نے اور صحیح کہا ہے اس کو ابن حبان نے محمد بن حاطب رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ میری ماں مجھ

کو ایک مرد کے پاس لے گئی جو بیٹھا تھا سو اس نے اس سے کہا کہ یا رسول اللہ! حضرت ﷺ نے اس کو جواب میں فرمایا لبیک وسعدیک یعنی میں حاضر ہوں خدمت میں اور اطاعت میں، میں کہتا ہوں اور اس عورت کا نام ام جمیل ہے بیٹی محلل کی اور پوری شرح اس کی رقاق میں آئے گی۔ (فتح)

بَابُ لَا يُقِيمُ الرَّجُلُ الرَّجُلَ مِنْ مَجْلِسِهِ.

نہ اُٹھائے ایک مرد دوسرے مرد کو اس کے بیٹھنے کی جگہ سے۔

فائدہ: یہ باب ساتھ لفظ خبر کے ہے اور وہ ساتھ نہی کے ہے اور البتہ روایت کیا ہے اس کو ابن وہب نے ساتھ لفظ نہی لا یقیم کے اور ایک روایت میں نفی مؤکد کا لفظ آیا ہے لا یقیمن۔

٥٧٩٨۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُقِيمُ الرَّجُلُ الرَّجُلَ مِنْ مَجْلِسِهِ ثُمَّ يَجْلِسُ فِيهِ.

٥٧٩٨۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ اٹھائے کوئی مرد کسی مرد کو اس کے بیٹھنے کی جگہ سے پھر وہاں خود بیٹھے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح ابھی آتی ہے، انشاء اللہ تعالیٰ۔

بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى ﴿إِذَا قِيلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوا فِي الْمَجَالِسِ فَافْسَحُوا يَفْسَحِ اللهُ لَكُمْ وَإِذَا قِيلَ انْشُزُوا فَانْشُزُوا﴾ الْآيَةَ.

باب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بیان میں کہ جب تم کو کہا جائے کہ کھل بیٹھو مجلسوں میں تو کھل بیٹھو اللہ تمہاری ہر مشکل کھولے، آخر آیت تک۔

فائدہ: اختلاف کیا گیا ہے اس آیت کے معنی میں سو بعض نے کہا کہ یہ حکم خاص ہے ساتھ مجلس حضرت ﷺ کے کہا ابن بطال نے کہ کہا بعض نے کہ مراد اس سے خاص حضرت ﷺ کی مجلس ہے یہ مروی ہے مجاہد اور قتادہ سے، میں نے کہا کہ لفظ طبری کا قتادہ سے یہ ہے کہ تھے رغبت کرتے حضرت ﷺ کی مجلس میں جب حضرت ﷺ کو سامنے سے آتے دیکھتے تو اپنی مجلس کو تنگ کرتے سو اللہ تعالیٰ نے ان کو حکم کیا کہ کشادگی کرے بعض واسطے بعض کے، میں کہتا ہوں اور آیت جو اس میں اتری تو اس سے اس کا خاص ہونا لازم نہیں ہوتا اور روایت کی ہے ابن ابی حاتم نے مقاتل بن حیان سے کہ یہ آیت جمعہ کے دن اتری کہ مہاجرین اور انصار بدریوں کی ایک جماعت سامنے آئی سو ان کو بیٹھنے کے واسطے کوئی جگہ نہ ملی سو حضرت ﷺ نے چند آدمیوں کو جو پیچھے اسلام لائے تھے اٹھایا اور ان کو ان کی جگہ میں بٹھلایا سو یہ بات ان پر بھاری پڑی اور منافقوں نے اس میں کلام کیا سو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ اے ایمان والو! جب تم کو کہا جائے کہ کھل بیٹھ مجلس میں تو کھل بیٹھو، اور حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ مراد ساتھ اس

کے لڑائی کی مجلس ہے اور کہا کہ معنی انشزوا کے یہ ہیں کہ اٹھو واسطے لڑائی کے اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ وہ عام ہے ہر مجلس میں خیر کی مجلسوں سے اور یہ جو فرمایا کہ کشادگی کرو اللہ تمہارے واسطے کشادگی کرے یعنی کشادگی کرے تم پر دنیا اور آخرت میں۔(فتح)

۵۷۹۹۔ حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ نَهٰى أَنْ يُّقَامَ الرَّجُلُ مِنْ مَّجْلِسِهٖ وَيَجْلِسَ فِيْهِ آخَرُ وَلٰكِنْ تَفَسَّحُوْا وَتَوَسَّعُوْا.

۵۷۹۹۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ اٹھایا جائے مرد اپنی جگہ سے پھر دوسرا مرد اس کی جگہ میں بیٹھے لیکن کشادگی کرو اور کھل بیٹھو۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ نہ اٹھائے کوئی مرد کسی مرد کو اس کے بیٹھنے کی جگہ سے پھر خود وہاں بیٹھے اور واقع ہوا ہے بیچ حدیث جابر رضی اللہ عنہ کے نزدیک مسلم کے کہ ہرگز نہ اٹھائے کوئی اپنے بھائی کو اس کے بیٹھنے کی جگہ سے پھر خود وہاں بیٹھے لیکن کہے کہ کھل بیٹھو کہا ابن ابی جمرہ نے کہ یہ لفظ عام ہے سب مجلسوں میں لیکن وہ خاص کیا گیا ہے ساتھ مباح مجلسوں کے یا تو بطور عموم کے مانند مساجد اور مجلسوں حکام اور علم کے اور یا بطور خصوص کے جیسے بلائے کوئی شخص خاص لوگوں کو واسطے ولیمہ کے اور مانند اس کی کے اپنی جگہ میں اور بہرحال مجلسیں کہ نہیں ہے ان میں واسطے شخص کے ملک اور نہ اجازت سو وہ اٹھایا جائے اور وہاں سے نکالا جائے پھر وہ عام مجلسوں کا حکم ہے اور نہیں ہے آدمیوں میں بلکہ وہ خاص ہے ساتھ غیر دیوانوں کے اور وہ شخص کہ حاصل ہو اس سے تکلیف جب کہ داخل ہو مسجد میں اور بیوقوف کے جب کہ داخل ہو مجلس علم یا حکم میں کہا اور حکمت اس نہی میں منع ناقص کرنا حق مسلمان کا ہے جو تقاضا کرنے والا ہے واسطے کینے کے اور حث ہے تواضع پر جو مقتضی ہے دوستی کو آپس میں اور نیز لوگ مباح چیز میں سب برابر ہیں سو جو کسی چیز کی طرف پہلے جائے وہ اس کا مستحق ہو جاتا ہے اور جو کسی چیز کا مستحق ہو تو اس چیز سے اس سے ناحق چھیننا غصب ہے اور غصب حرام ہے بنا بر اس کے بعض اس کا بطورِ کراہت کے ہوتا ہے اور بعض اس کا بطورِ تحریم کے اور بہرحال یہ جو کہا تفسحوا و توسعوا سو اول کے معنی یہ ہیں کہ اپنے درمیان کشادگی کرو اور دوسرے کے معنی یہ ہیں کہ ایک دوسرے کے ساتھ جڑ کر بیٹھو تا کہ مجلس سے کوئی جگہ خالی بچے واسطے آنے والے کے۔(فتح)

وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَكْرَهُ أَنْ يَّقُوْمَ الرَّجُلُ مِنْ مَّجْلِسِهٖ ثُمَّ يَجْلِسَ مَكَانَهٗ.

اور ابن عمر رضی اللہ عنہما مکروہ رکھتے تھے یہ کہ کھڑا ہو مرد اپنے مکان سے پھر وہاں بیٹھے۔

فائدہ: روایت کیا ہے اس کو بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ادب مفرد میں ساتھ اس لفظ کے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا دستور تھا کہ جب کوئی ان کے واسطے اپنی جگہ سے اٹھتا تو وہاں نہ بیٹھتے اور البتہ وارد ہو چکا ہے یہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوع روایت کیا

ہے اس کو ابوداؤد نے اس سے کہ ایک مرد حضرت ﷺ کے پاس آیا تو ایک مرد اس کے واسطے اپنی جگہ سے کھڑا ہوا سو وہ وہاں بیٹھنے لگا حضرت ﷺ نے منع کیا اور نیز اس میں سعید بن ابی الحسن سے روایت ہے کہ ہمارے پاس ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے تو ایک مرد ان کے واسطے اپنی جگہ سے کھڑا ہوا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے وہاں بیٹھنے سے انکار کیا اور کہا کہ حضرت ﷺ نے اس سے منع فرمایا اور روایت کیا ہے اس کو حاکم نے اور صحیح کہا ہے اس کو اس وجہ سے لیکن لفظ اس کا مثل لفظ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ہے صحیح میں سو شاید ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حمل کیا ہے نہی کو عام معنی پر اور کہا بزار نے کہ نہیں پہچانا جاتا واسطے اس کے کوئی طریق سوائے اس کے اور اس کی سند میں ابوعبداللہ ہے اور وہ بصری ہے نہیں پہچانا جاتا ہے کہا ابن بطال نے کہ اختلاف کیا گیا ہے نہی میں سو بعض نے کہا کہ ادب کے واسطے ہے نہیں تو جو واجب ہے واسطے عالم کے یہ ہے کہ متصل ہوں اس کے اہل عقل لوگ اور سمجھ والے اور بعض نے کہا کہ وہ اپنے ظاہر پر ہے اور نہیں جائز ہے واسطے اس شخص کے مباح مجلس میں پہلے جائے یہ کہ اُٹھایا جائے اس سے اور حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ حدیث کے یعنی جو روایت کی ہے مسلم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع کہ جب کوئی اپنے بیٹھنے کی جگہ سے کھڑا ہو پھر وہ اس کی طرف پھرے تو وہ زیادہ حق دار ہے ساتھ اس کے کہا انہوں نے کہ جب وہ لائق تر ہے ساتھ اس کے بعد پھرنے اپنے کے تو ثابت ہوا کہ وہ حق اس کا ہے پہلے اس سے کہ اٹھے اور تائید پاتا ہے یہ ساتھ فعل ابن عمر رضی اللہ عنہما کے جو مذکور ہے اس واسطے کہ وہ راوی ہے حدیث کا اور وہ زیادہ تر دانا ہے ساتھ مراد کے اس سے اور جس نے اس کو ادب پر حمل کیا ہے اس نے جواب دیا ہے کہ اصل میں جگہ نہیں ملک اس کے پہلے بیٹھنے سے اور نہ بعد جدا ہونے کے سو دلالت کی اس نے کہ مراد ساتھ احق ہونے کے بیٹھنے میں اولویت ہے سو ہوگا کھڑا ہونے والا تارک واسطے اس کے اس کا سب حق ساقط ہوا اور جو کھڑا ہوا تا کہ پھرے ہوگا اولیٰ اور البتہ پوچھے گئے مالک رحمہ اللہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے سو کہا کہ میں نے اس کو نہیں سنا اور البتہ وہ خوب ہے جب کہ اس کا پھر آنا قریب ہو یعنی جلدی پھرے اور اگر دیر سے پھرے تو میں اس کو اس کے واسطے نہیں دیکھتا لیکن یہ حسن خلق اور خوب عادت ہے اور کہا قرطبی نے مفہم میں کہ یہ حدیث دلالت کرتی ہے اوپر صحیح ہونے قول کے ساتھ وجوب اختصاص جالس کے ساتھ جگہ اپنی کے یہاں تک کہ اس سے کھڑا ہو اور جو حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ اس کے حمل کرنے اس کے سے ادب پر واسطے نہ ہونے اس کے ملک اس کے کے نہ پہلے یہ پیچھے تو نہیں ہے حجت اس واسطے کہ ہم مانتے ہیں کہ وہ جگہ اس کی ملک نہیں لیکن خاص ہے وہ ساتھ اس کے یہاں تک کہ فارغ ہو غرض اس کی سو ہو گیا جیسے کہ وہ مالک ہے اس کی منفعت کا سو نہ ہجوم کرے اس پر غیر اس کا کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ کہا ہمارے ساتھیوں نے کہ یہ حکم اس شخص کے حق میں ہے جو مسجد وغیرہ کی کسی جگہ میں نماز کے واسطے بیٹھے پھر اس سے اٹھے تا کہ اس کی طرف پھرے مثل ارادے وضو کی مثلاً یا واسطے کسی تھوڑے کام کی نہیں باطل ہوتا ہے اختصاص اس کا ساتھ اس کے اور جائز ہے واسطے اس کے یہ کہ اُٹھائے اس شخص کو

کہ اس کی جگہ میں بیٹھے اور لازم ہے بیٹھنے والے پر یہ کہ اس کا کہا مانے اور اس کی اطاعت کرے اور اختلاف ہے اس میں کہ کیا یہ اس پر واجب ہے یا نہیں اس میں دو وجہیں ہیں صحیح تر واجب ہونا ہے اور بعض نے کہا کہ مستحب ہے اور وہ مذہب مالک رحمۃ اللہ علیہ کا ہے کہا ہمارے اصحاب نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ہوتا ہے لائق تر ساتھ اس کے اسی نماز میں سوائے غیر اس کے کہا اور نہیں فرق ہے اس میں کہ کھڑا ہو اس جگہ سے اور چھوڑے اس میں مصلیٰ اور مانند اس کی یا نہ چھوڑے، واللہ اعلم۔ کہا عیاض نے اختلاف کیا ہے علماء نے اس شخص کے حق میں کہ معتاد ہو ساتھ ایک جگہ کے مسجد سے واسطے تدریس اور فتویٰ کے سو حکایت ہے مالک رحمۃ اللہ علیہ سے کہ وہ لائق تر ساتھ اس کے جب کہ پہچانا جائے ساتھ اس کے کہا اور جس پر جمہور ہیں یہ ہے کہ یہ مستحب اور خوب ہے واجب نہیں اور شاید یہی ہے مراد مالک رحمۃ اللہ علیہ کی اور اسی طرح کہا ہے انہوں نے بیچ حق اس شخص کے کہ بیٹھے کسی جگہ میں صحنوں اور راہوں سے جو کسی کی ملک نہیں کہا انہوں نے کہ جس کی عادت ہو کسی جگہ میں بیٹھنے کی تو وہ لائق تر ہے ساتھ اس کے یہاں تک کہ تمام ہو غرض اس کی کہا اور حکایت کیا ہے اس کو ماوردی نے مالک رحمۃ اللہ علیہ سے واسطے قطع کرنے جھگڑے کے کہا قرطبی نے کہ جمہور کا یہ مذہب ہے کہ یہ واجب نہیں اور کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ مستثنیٰ کیا ہے ہمارے ساتھیوں نے اس حدیث کے عموم سے نہ اٹھائے کوئی کسی کو اس کی جگہ سے، الخ اس شخص کو جو الفت رکھتا ہو ساتھ کسی جگہ کے مسجد سے کہ اس میں فتویٰ دے یا قرآن یا علم پڑھے سو اس کے واسطے جائز ہے کہ اُٹھائے اس شخص کو جو اس سے پہلے اس جگہ میں جا بیٹھے اور اسی کے معنی میں ہے وہ شخص جو شارع عام اور بازار کی کسی جگہ میں بیٹھے واسطے کسی معاملہ کے کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اور جو منسوب ہے طرف ابن عمر رضی اللہ عنہما کی سو وہ تقویٰ ہے اس سے اور نہیں ہے بیٹھنا اس میں حرام جب کہ ہو یہ ساتھ رضامندی اس شخص کی جو کھڑا ہوا لیکن وہ اس سے تورع ہے واسطے احتمال کے کہ ہو وہ شخص جو کھڑا ہوا اس کے سبب سے شرمایا ہو اس سے سو کھڑا ہوا ہو بغیر خوشی اپنے دل کی کے سو بند کیا گیا دروازے کو تا کہ اس سے سلامت رہے اور اس نے دیکھا کہ اختیار کرنا ساتھ قرب کے مکروہ ہے یا خلاف اولیٰ سو باز رہا واسطے اس کے تا کہ نہ مرتکب ہو اس کو کوئی اس کے سبب سے کہا ہمارے ساتھیوں کے علماء نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تعریف کیا جاتا ہے اشعار کرنا ساتھ حظ النفس کے اور امور دنیا کے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ قَامَ مِنْ مَجْلِسِهِ أَوْ بَيْتِهِ وَلَمْ يَسْتَأْذِنْ أَصْحَابَهُ أَوْ تَهَيَّأَ لِلْقِيَامِ لِيَقُوْمَ النَّاسُ.

جو اٹھا اپنی مجلس سے یا اپنے گھر سے اور نہ اجازت مانگے اپنے ساتھیوں سے یا تیار ہو واسطے اٹھنے کے تا کہ لوگ اٹھیں۔

۵۸۰۰ ـ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ سَمِعْتُ أَبِيْ يَذْكُرُ عَنْ أَبِيْ مِجْلَزٍ

۵۸۰۰۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب رضی اللہ عنہا جحش کی بیٹی سے نکاح کیا تو

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا تَزَوَّجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْنَبَ بِنْتَ جَحْشٍ دَعَا النَّاسَ طَعِمُوْا ثُمَّ جَلَسُوْا يَتَحَدَّثُوْنَ قَالَ فَأَخَذَ كَأَنَّهُ يَتَهَيَّأُ لِلْقِيَامِ فَلَمْ يَقُوْمُوْا فَلَمَّا رَأَى ذٰلِكَ قَامَ فَلَمَّا قَامَ قَامَ مَنْ قَامَ مَعَهُ مِنَ النَّاسِ وَبَقِيَ ثَلَاثَةٌ وَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَآءَ لِيَدْخُلَ فَإِذَا الْقَوْمُ جُلُوْسٌ ثُمَّ إِنَّهُمْ قَامُوْا فَانْطَلَقُوْا قَالَ فَجِئْتُ فَأَخْبَرْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُمْ قَدِ انْطَلَقُوْا فَجَآءَ حَتّٰى دَخَلَ فَذَهَبْتُ أَدْخُلُ فَأَرْخَى الْحِجَابَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُ وَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ﴾ إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿إِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا﴾.

لوگوں کو دعوت ولیمہ کے واسطے بلایا لوگوں نے کھانا کھایا پھر بیٹھ کر باتیں کرنے لگے کہا سو حضرت ﷺ شروع ہوئے جیسے کھڑے ہونے کے واسطے تیار ہوتے ہیں سو لوگ نہ کھڑے ہوئے سو جب حضرت ﷺ نے دیکھا کہ کھڑے نہیں ہوئے اور اس اشارے کو نہیں سمجھے تو اُٹھ کھڑے ہوئے سو جب حضرت ﷺ کھڑے ہوئے تو اٹھے ساتھ آپ کے جو لوگ کہ اُٹھے اور تین آدمی باقی رہے وہ نہ اٹھے اور حضرت ﷺ آئے تا کہ اندر داخل ہوں سو اچانک دیکھا کہ لوگ بیٹھے ہیں پھر وہ اُٹھ کر چلے گئے کہا سو میں نے آ کر حضرت ﷺ کو خبر دی کہ بے شک وہ چلے گئے سو حضرت ﷺ تشریف لائے یہاں تک کہ اندر داخل ہوئے سو میں بھی اندر جانے لگا سو حضرت ﷺ نے میرے اور اپنے درمیان پردہ ڈالا سو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری اے ایمان والو! نہ داخل ہوا کرو پیغمبر ﷺ کے گھروں میں مگر یہ کہ تم کو پروانگی ملے، اللہ تعالیٰ کے اس قول تک کہ بے شک یہ کام اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑا گناہ ہے۔

فائدہ: اس حدیث میں ہے کہ حضرت ﷺ شروع ہوئے جیسے اُٹھنے کو تیار ہوتے ہیں سو لوگ نہ اُٹھے سو جب حضرت ﷺ نے یہ دیکھا تو اُٹھ کھڑے ہوئے سو جب حضرت ﷺ اُٹھے تو لوگ بھی آپ کے ساتھ اُٹھے اور تین آدمی باقی رہے اور اس حدیث کی پوری شرح سورۂ احزاب کی تفسیر میں گزر چکی ہے کہا ابن بطال نے اس میں ہے کہ نہیں لائق ہے واسطے کسی کے یہ کہ غیر کے گھر میں داخل ہو مگر اس کی اجازت سے اور یہ کہ جس کے واسطے اجازت ملے تو اس کو لائق نہیں کہ دیر تک بیٹھا رہے بعد تمام ہونے اس چیز کے کہ اجازت دی گئی اس کو بیچ اس کے تا کہ گھر والوں کو تکلیف نہ دے اور نہ منع کرے ان کو تصرف کرنے سے اپنی حاجتوں میں اور اس حدیث میں ہے کہ جو شخص یہ کام کرے یہاں تک کہ گھر والا اس کے ساتھ ضرر پائے تو جائز ہے واسطے گھر والے کے یہ کہ ظاہر کرے ثقیل ہونے کو ساتھ اس کے اور یہ کہ اُٹھ کھڑا ہو بغیر اجازت کے یہاں تک کہ مہمان جان جائے کہ یہ مجھ سے تنگ ہے اور یہ کہ گھر والا جب اپنے گھر سے نکل جائے تو نہیں جائز ہوتا ہے واسطے اس شخص کے جس کو داخل ہونے کے واسطے اجازت دی گئی تھی کہ اس کے بعد اس کے گھر میں ٹھہرے مگر نئی اجازت سے۔

بَابُ الْاِحْتِبَآءِ بِالْيَدِ وَهُوَ الْقُرْفُصَآءُ — دونوں زانو اُٹھا کر کونوں پر بیٹھنا اور ہاتھوں کے گرد حلقہ کرنا اور وہ قرفصاء ہے یعنی اس طرح سے بیٹھنا جائز ہے

فائدہ: کہا عیاض نے کہ وہ احتباء ہے اور بعض نے کہا کہ بیٹھنا مرد کا ہے اپنے کونوں پر حدیث قیلہ کی دلالت کرتی ہے اوپر اس کے اس واسطے کہ اس میں ہے کہ آپ کے ہاتھ میں کھجور کی چھڑی تھی سو دلالت کی اس نے کہ حضرت ﷺ نے ہاتھوں سے زانو کے گرد حلقہ نہیں کیا ہوا تھا میں کہتا ہوں اور نہیں ہے اس میں دلالت اوپر نفی احتباء کے اس واسطے کہ وہ کبھی ہاتھوں سے ہوتا ہے اور کبھی کپڑے سے ہوتا ہے سو شاید جس وقت کہ قیلہ نے حضرت ﷺ کو دیکھا تھا اس وقت آپ نے کپڑے سے زانو کے گرد حلقہ کیا ہوا ہوگا۔

۵۸۰۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِيْ غَالِبٍ أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِفِنَآءِ الْكَعْبَةِ مُحْتَبِيًا بِيَدِهٖ هٰكَذَا.

۵۸۰۱۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ کو دیکھا کعبے کے صحن میں یعنی اس کی جانب میں دروازے کی طرف سے کہ زانو اُٹھا کر اپنے دونوں ہاتھوں سے زانو کے گرد حلقہ کر کے بیٹھے تھے اس طرح یعنی دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کے پہنچے پر رکھا تھا۔

فائدہ: اور واقع ہوا ہے نزدیک ابوداؤد کے ابوسعید رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ جب بیٹھتے تو اپنے دونوں ہاتھوں سے حلقہ کرتے اور زیادہ کیا ہے بزار نے اور اپنے دونوں زانو کھڑے کرتے اور نیز روایت کی ہے بزار نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ساتھ اس لفظ کے کہ حضرت ﷺ خانے کعبے کے نزدیک بیٹھے سو اپنے دونوں پاؤں کو جوڑ کر کھڑا کیا اور اپنے دونوں ہاتھوں سے حلقہ کر کے بیٹھے اور مستثنیٰ ہے دونوں ہاتھوں کے ساتھ حلقہ کر کے بیٹھنے سے جب کہ وہ مسجد میں نماز کا انتظار کرتا ہو سو دونوں ہاتھوں سے حلقہ کرے سو لائق ہے کہ پکڑ رکھے ایک کو دوسرے سے جیسے کہ واقع ہوا ہے اشارہ اس حدیث میں رکھنے ایک کے سے دوسرے کے پہنچے پر اور نہ قینچی کرے اپنی انگلیوں کو اس حالت میں سو البتہ وارد ہوئی ہے نہی اس سے نزدیک احمد کے ابوسعید رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ساتھ سند کے کہ نہیں ہے کچھ ڈر ساتھ اس کے، واللہ اعلم۔ کہا ابن بطال نے کہ نہیں جائز ہے واسطے احتباء کرنے والے یعنی اوکڑو بیٹھنے والے کے یہ کہ اپنے ہاتھوں سے کچھ کام کرے اور نماز وغیرہ کے واسطے حرکت کرے اس واسطے کہ اس کی شرم گاہ ظاہر ہو جائے گی مگر جب کہ اس پر کپڑا ہو جو اس کی شرم گاہ کو ڈھانکے پس جائز ہے اور یہ بنا بر اس کے ہے کہ اکڑو بیٹھنا کبھی فقط دونوں ہاتھوں سے ہوتا ہے اور یہی ہے معتمد۔

بَابُ مَنِ اتَّكَأَ بَيْنَ يَدَيْ أَصْحَابِهٖ قَالَ — جو تکیہ کرے اپنے ساتھیوں کے روبرو

خَبَّابٌ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ بُرْدَةً قُلْتُ أَلَا تَدْعُو اللّٰهَ فَقَعَدَ.

فائدہ: بعض نے کہا کہ اتکا لیٹنا ہے اور پہلے گزر چکا ہے بیچ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کے کتاب الطلاق میں وهو متكی علی سریر یعنی لیٹنے والے تھے اپنی چار پائی پر ساتھ دلیل قول اس کے کہ اثر کیا تھا چار پائی نے حضرت ﷺ کے پہلو میں اسی طرح کہا ہے عیاض نے اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ صحیح ہوتا ہے باوجود نہ تمام ہونے اضطجاع کے جس کے معنی ہیں لیٹنا اور کہا خطابی نے کہ ہر تکیہ کرنے والا کسی چیز پر قرار گیر اس سے پس وہ تکیہ کرنے والا ہے اور امام بخاری رحمہ اللہ نے جو خباب رضی اللہ عنہ کی حدیث کو وارد کیا ہے تو یہ اشارہ ہے اس کی طرف کہ اضطجاع کے معنی ہیں تکیہ کرنا ساتھ زیادتی کے اور البتہ روایت کی ہے ترمذی اور داری وغیرہ نے جابر رضی اللہ عنہ سے کہ میں نے حضرت ﷺ کو دیکھا تکیہ کیے تھے گدیلے پر اور نقل کیا ہے ابن عربی نے بعض طبیبوں سے کہ اس نے مکروہ جانا ہے تکیہ کرنے کو اور تعاقب کیا ہے اس کا ساتھ اس کے کہ اس میں راحت ہے مانند استناد اور احتباء کی۔ (فتح)

۵۸۰۲۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا الْجُرَيْرِيُّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكَبَائِرِ قَالُوْا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الْإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ.

۵۸۰۲۔ حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا نہ بتلاؤں میں تم کو کبیرے گناہ جو بہت بڑے ہیں؟ ہم نے کہا کیوں نہیں، یا حضرت! فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرانا اور ماں باپ کی نافرمانی کرنا۔

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا بِشْرٌ مِّثْلَهٗ وَكَانَ مُتَّكِئًا فَجَلَسَ فَقَالَ أَلَا وَقَوْلُ الزُّوْرِ فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا حَتّٰى قُلْنَا لَيْتَهٗ سَكَتَ .

حدیث بیان کی ہم سے مسدد نے کہا کہ حدیث بیان کی ہم سے بشر نے مثل اس کی اور حضرت ﷺ تکیہ کیے ہوئے تھے پھر سیدھے ہو کر بیٹھے سو فرمایا کہ خبردار ہو اور جھوٹی بات پھر حضرت ﷺ اس کو دوہراتے رہے یہاں تک کہ ہم نے کہا کہ کاش حضرت ﷺ یہ چپ ہوتے۔

فائدہ: اس حدیث میں ہے کہ حضرت ﷺ تکیہ کیے تھے پھر سیدھے ہو کر بیٹھے اور البتہ وارد ہو چکی ہے مثل اس کی بیچ حدیث انس رضی اللہ عنہ کی ضمام بن ثعلبہ کے قصے میں جب کہ اس نے کہا کہ تم میں عبدالمطلب کا بیٹا کون ہے؟ تو لوگوں نے کہا کہ یہ سفید رنگ تکیہ کرنے والا، کہا مہلب نے کہ جائز ہے واسطے عالم اور مفتی اور امام کے تکیہ کرنا اپنی مجلس میں

لوگوں کے روبرو واسطے ورد کے کہ پائے اس کے بعض اعضاء میں یا واسطے راحت کے کہ آرام پاتا ہے ساتھ اس کے اور نہ ہو یہ اس کے عام بیٹھنے میں۔ (فتح)

بَابُ مَنْ أَسْرَعَ فِيْ مَشْيِهِ لِحَاجَةٍ أَوْ قَصْدٍ.

جو جلدی چلے اپنی چال میں واسطے حاجت کے یعنی واسطے کسی سبب کے اسباب سے یا واسطے قصد کے یعنی بسبب شے معروف کے اور قصد اس جگہ کے ساتھ معنی مقصود کے ہے یعنی جلدی کی واسطے امر مقصود کے۔

۵۸۰۳۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيْدٍ عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ أَنَّ عُقْبَةَ بْنَ الْحَارِثِ حَدَّثَهُ قَالَ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَصْرَ فَأَسْرَعَ ثُمَّ دَخَلَ الْبَيْتَ.

۵۸۰۳۔ حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی نماز پڑھی سو جلدی کی پھر گھر میں داخل ہوئے۔

فائدہ: یہ ایک ٹکڑا ہے عقبہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کا کہا ابن بطال نے کہ اس حدیث میں ہے کہ جائز ہے جلدی چلنا امام کو واسطے کسی حاجت کے اور البتہ آیا ہے کہ جلدی کرنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطے داخل ہونے کے گھر میں سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تھا بسبب صدقہ کے چاہا تھا کہ اس کو اسی وقت بانٹ دیں، میں کہتا ہوں اور یہ جس کی طرف اس نے اشارہ کیا ہے متصل ہے عقبہ کی حدیث میں کما تقدم فی کتاب الزکوۃ اور کہا ترجمہ میں واسطے حاجت کے یا قصد کے اس واسطے کہ ظاہر سیاق سے یہ ہے کہ وہ اس خاص حاجت کے واسطے تھا سو یہ مشعر ہے ساتھ اس کے کہ چلنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطے غیر حاجت کے باآرام تھا اسی واسطے تعجب کیا لوگوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جلدی چلنے سے سو دلالت کی اس نے کہ واقع ہوا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ برخلاف عادت آپ کے کی سو حاصل ترجمہ کا یہ ہے کہ اگر جلدی چلنا حاجت کے واسطے ہو تو اس کے ساتھ کوئی ڈر نہیں اور اگر جان بوجھ کر بغیر حاجت کے ہو تو نہیں ہے اور البتہ روایت کی ہے ابن مبارک نے کتاب استئذان میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چلنا سوتی یعنی بازاری کے چلنے کے مشابہ تھا نہ عاجز اور نہ سست اور نیز روایت کی ہے اس نے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما جلدی کرتے تھے اور کہتے تھے کہ وہ بعید تر ہے تکبر سے اور پہنچانے والا ہے طرف حاجت کے اور اس کے غیر نے کہا کہ اس میں باز رہنا ہے نظر کرنے سے طرف اس چیز کی کہ نہیں لائق ہے مشغول ہونا ساتھ اس کے اور کہا ابن عربی نے کہ چلنا بقدر حاجت کے سنت ہے جلدی کے ساتھ ہو یا دیر کے جب کہ ہو بغیر تکلیف کرنے کے بیچ اس کے۔ (فتح)

بَابُ السَّرِيْرِ

باب ہے تخت کے بیان میں

فائدہ: سریر ماخوذ ہے سرور سے جس کے معنی ہیں خوشی اس واسطے کہ وہ اکثر اوقات نعمت والوں کے واسطے ہوتا ہے

اور کہا گیا سریر میت کا واسطے مشابہ ہونے اس کے اس کو صورت میں اور واسطے فال لینے کے ساتھ خوشی کے اور کبھی تعبیر کیا جاتا ہے ساتھ سریر کے ملک سے۔

٥٨٠٤۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ وَسْطَ السَّرِيْرِ وَأَنَا مُضْطَجِعَةٌ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ تَكُوْنُ لِي الْحَاجَةُ فَأَكْرَهُ أَنْ أَقُوْمَ فَأَسْتَقْبِلَهٗ فَأَنْسَلُّ انْسِلَالًا.

۵۸۰۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نماز پڑھتے تھے تخت کے درمیان میں اور میں آپ کے اور قبلے کے درمیان میں لیٹی ہوتی سو مجھ کو حاجت ہوتی سو میں برا جانتی کہ حضرت ﷺ کے سامنے اُٹھوں سو میں سرک جاتی سرک جانا۔

فائدہ: اور یہ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی ظاہر ہے بیچ اس چیز کے کہ باب باندھا ہے واسطے اس کے بخاری رحمہ اللہ نے کہا ابن بطال نے کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے بنانا تخت کا اور سونا اوپر اس کے اور سونا عورت کا اپنے خاوند کے روبرو اور وجہ وارد کرنے اس ترجمہ کے اور جو اس سے پہلے ہے اور پیچھے ہے بیچ کتاب استیذان کے یہ ہے کہ اجازت لینا چاہتا ہے دخول منزل کو سو ذکر کیا منزل کے متعلق چیزوں کو واسطے موافقت کے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ أُلْقِيَ لَهٗ وِسَادَةٌ

باب ہے بیچ بیان اس شخص کے کہ ڈالا جائے اس کے واسطے تکیہ

فائدہ: وسادہ وہ چیز ہے کہ رکھا جاتا ہے اس پر سر اور کبھی تکیہ کیا جاتا ہے اوپر اس کے اور یہی مراد ہے اس جگہ۔

٥٨٠٥۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا خَالِدٌ ح وَحَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ خَالِدٍ عَنْ أَبِيْ قِلَابَةَ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبُو الْمَلِيْحِ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ أَبِيْكَ زَيْدٍ عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو فَحَدَّثَنَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذُكِرَ لَهٗ صَوْمِيْ فَدَخَلَ عَلَيَّ فَأَلْقَيْتُ لَهٗ وِسَادَةً مِنْ أَدَمٍ حَشْوُهَا لِيْفٌ فَجَلَسَ عَلَى الْأَرْضِ وَصَارَتِ الْوِسَادَةُ بَيْنِيْ وَبَيْنَهٗ

۵۸۰۵۔ حضرت ابو قلابہ سے روایت ہے کہ خبر دی مجھ کو ابو الملیح نے کہا کہ داخل ہوا میں ساتھ باپ تیرے کے (یہ خطاب واسطے ابو قلابہ کے ہے) جس کا نام زید ہے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ پر سو حدیث بیان کی اس نے ہم سے کہ حضرت ﷺ کے پاس میرے روزے کا ذکر ہوا سو حضرت ﷺ میرے پاس تشریف لائے سو میں نے آپ کے واسطے تکیہ ڈالا جس میں بجائے روئی کے کھجور کی چھیل بھری ہوئی تھی سو حضرت ﷺ زمین پر بیٹھے اور تکیہ میرے اور آپ کے درمیان ہوا سو حضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ کیا نہیں

فَقَالَ لِیْ أَمَا يَكْفِيْكَ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ خَمْسًا قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ سَبْعًا قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ تِسْعًا قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ إِحْدٰى عَشْرَةَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ لَا صَوْمَ فَوْقَ صَوْمِ دَاوٗدَ شَطْرَ الدَّهْرِ صِيَامُ يَوْمٍ وَإِفْطَارُ يَوْمٍ.

کفایت کرتے تجھ کو ہر مہینے میں تین دن یعنی تین روزے؟ میں نے کہا کہ یا حضرت! میں زیادہ طاقت رکھتا ہوں، فرمایا کہ ہر مہینے سے پانچ روزے رکھ، میں نے کہا یا حضرت! میں زیادہ رکھ سکتا ہوں، فرمایا سات روزے رکھ، میں نے عرض کیا کہ یا حضرت! میں زیادہ رکھ سکتا ہوں فرمایا نو روزے رکھ، میں نے کہا کہ یا حضرت! میں اس سے بھی زیادہ رکھ سکتا ہوں، فرمایا کہ گیارہ روزے رکھ میں نے کہا کہ یا حضرت! میں اس سے بھی زیادہ رکھ سکتا ہوں، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کوئی روزہ داؤد علیہ السلام کے روزے سے اوپر نہیں آدھا زمانہ ایک دن روزہ رکھنا اور ایک دن نہ رکھنا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ میں نے حضرت ﷺ کے واسطے تکیہ ڈالا تو کہا مہلب نے کہ اس میں تعظیم بڑے آدمی کی ہے اور یہ کہ جائز ہے کبیر کو جانا واسطے زیارت اپنے شاگرد کی اور سکھلانا اس کا بیچ جگہ اس کی کے وہ چیز کہ ہے محتاج اس کی طرف اپنے دین میں اور اختیار کرنا تواضع کا اور حمل کرنا نفس کا اوپر اس کے اور جواز رد کرامت کا جس جگہ کہ نہ ایذا پائے ساتھ اس کے وہ شخص کہ رد کی جائے اوپر اس کے۔ (فتح)

٥٨٠٦۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مُغِيْرَةَ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ أَنَّهُ قَدِمَ الشَّامَ ح و حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُغِيْرَةَ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ ذَهَبَ عَلْقَمَةُ إِلَى الشَّامِ فَأَتَى الْمَسْجِدَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ فَقَالَ اللّٰهُمَّ ارْزُقْنِيْ جَلِيْسًا فَقَعَدَ إِلٰى أَبِي الدَّرْدَآءِ فَقَالَ مِمَّنْ أَنْتَ قَالَ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ قَالَ أَلَيْسَ فِيْكُمْ صَاحِبُ السِّرِّ الَّذِيْ كَانَ لَا يَعْلَمُهُ غَيْرُهُ يَعْنِيْ حُذَيْفَةَ أَلَيْسَ فِيْكُمْ أَوْ كَانَ فِيْكُمُ الَّذِيْ أَجَارَهُ اللّٰهُ عَلٰى لِسَانِ

٥٨٠٦۔ حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں علقمہ کے پاس شام میں گیا سو وہ مسجد میں آیا سو اس نے دو رکعت نماز پڑھی سو کہا الٰہی! روزی کر مجھ کو ہم نشین نیک سو ابو درداء رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا اس نے کہا کہ تو کون لوگوں میں سے ہے؟ اس نے کہا کہ کوفہ والوں میں سے کہا کہ کیا نہیں تم میں بھید والا کہ اس کے سوائے اس کو کوئی نہ جانتا تھا یعنی حذیفہ رضی اللہ عنہ کیا نہیں تم میں یا تھا تم میں وہ شخص کہ پناہ دی اس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر ﷺ کی زبان پر شیطان سے؟ یعنی عمار رضی اللہ عنہ کو کیا نہیں تم میں مسواک اور تکیہ والا؟ یعنی ابن مسعود عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کس طرح پڑھتا تھا ﴿وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشٰى﴾؟ کہا کہ ﴿وَالذَّكَرِ وَالْأُنْثٰى﴾ یعنی بجائے ﴿وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ

رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الشَّيْطَانِ يَعْنِيْ عَمَّارًا أَوَلَيْسَ فِيْكُمْ صَاحِبُ السِّوَاكِ وَالْوِسَادِ يَعْنِي ابْنَ مَسْعُوْدٍ كَيْفَ كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يَقْرَأُ ﴿وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشٰى﴾ قَالَ وَالذَّكَرِ وَالْأُنْثٰى فَقَالَ مَا زَالَ هٰٓؤُلَآءِ حَتّٰى كَادُوْا يُشَكِّكُوْنِيْ وَقَدْ سَمِعْتُهَا مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

وَالْاُنْثٰی﴾ کے ﴿وَالذَّکَرِ وَالْاُنْثٰی﴾ پڑھتا تھا، سو ابودرداء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہمیشہ رہے یہ لوگ یعنی جھگڑتے ساتھ میرے یہاں تک کہ قریب تھا کہ مجھ کو شک میں ڈالیں اور حالانکہ میں نے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ پناہ دی اس کو اللہ تعالیٰ نے شیطان سے تو اس سے کیا مراد ہے؟ اس کا بیان مناقب میں گزر چکا ہے اور احتمال ہے کہ یہ اشارہ ہو طرف اس چیز کی کہ آئی ہے عمار رضی اللہ عنہ سے اگر ثابت ہو اس واسطے کہ روایت کی ہے طبرانی نے حسن بصری رحمہ اللہ سے کہ عمار رضی اللہ عنہ کہتا تھا کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنوں اور آدمیوں سے لڑا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو بدر کے کنویں کی طرف بھیجا سو شیطان آدمی کی صورت میں مجھ سے ملا سو اس نے مجھ سے کشتی کی اور میں نے اس سے کشتی کی۔ (فتح)

بَابُ الْقَائِلَةِ بَعْدَ الْجُمُعَةِ. — جمعہ کی نماز کے بعد سونا۔

فائدہ: اور وہ سونا ہے بیچ درمیان دن کے وقت زوال کے اور اس کے قریب اس سے پہلے اور پیچھے کہا گیا ہے اس کو قائلہ اس واسطے کہ حاصل ہوتا ہے بیچ اس کے یہ۔

٥٨٠٧۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ كُنَّا نَقِيْلُ وَنَتَغَدّٰى بَعْدَ الْجُمُعَةِ.

٥٨٠٧۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم جمعہ کے بعد قیلولہ کرتے اور دن کا کھانا کھایا کرتے تھے۔

بَابُ الْقَائِلَةِ فِي الْمَسْجِدِ — مسجد میں قیلولہ کرنے کا باب

٥٨٠٨۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ مَا كَانَ لِعَلِيٍّ اسْمٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ أَبِيْ تُرَابٍ وَإِنْ كَانَ لَيَفْرَحُ بِهٖ إِذَا دُعِيَ بِهَا جَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْتَ فَاطِمَةَ فَلَمْ يَجِدْ عَلِيًّا فِي

٥٨٠٨۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک کوئی نام ابوتراب سے زیادہ پیارا نہ تھا اور البتہ وہ اس کے ساتھ خوش ہوتے تھے جب اس کے ساتھ بلائے جاتے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں آئے سو علی رضی اللہ عنہ کو گھر میں نہ پایا سو فرمایا یعنی فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہ تیرے چچا کا بیٹا کہاں ہے؟ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میرے اور ان کے

الْبَيْتِ فَقَالَ أَيْنَ ابْنُ عَمِّكِ فَقَالَتْ كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ شَيْءٌ فَغَاضَبَنِي فَخَرَجَ فَلَمْ يَقِلْ عِنْدِي فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِإِنْسَانٍ انْظُرْ أَيْنَ هُوَ فَجَآءَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ هُوَ فِي الْمَسْجِدِ رَاقِدٌ فَجَآءَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُضْطَجِعٌ قَدْ سَقَطَ رِدَآؤُهُ عَنْ شِقِّهِ فَأَصَابَهُ تُرَابٌ فَجَعَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُهُ عَنْهُ وَهُوَ يَقُولُ قُمْ أَبَا تُرَابٍ قُمْ أَبَا تُرَابٍ .

درمیان کچھ چیز تھی یعنی کچھ گفتگو تھی سو وہ مجھ سے ناراض ہوئے سو باہر گئے اور میرے پاس قیلولہ نہیں کیا تو حضرت ﷺ نے ایک آدمی سے کہا کہ دیکھ وہ کہاں ہے؟ سو وہ آدمی آیا اور کہا کہ یا حضرت! وہ مسجد میں لیٹا ہے، سو حضرت ﷺ تشریف لائے اور وہ لیٹے تھے اور البتہ ان کی چادر ان کے پہلو سے گر پڑی تھی اور ان کو مٹی پہنچی تھی سو حضرت ﷺ مٹی کو ان کے بدن سے پونچھنے لگے اور فرماتے تھے کہ اُٹھ کھڑا ہو اے ابوتراب! اُٹھ کھڑا ہو اے ابوتراب! (دوبار فرمایا)۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الجمعہ میں گزر چکی ہے اور اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ یہ عادت تھی ان کی ہر دن میں اور وارد ہوا ہے ساتھ اس کے امر حدیث میں جو روایت کی ہے طبرانی نے انس رضی اللہ عنہ سے مرفوع حضرت ﷺ نے فرمایا کہ دوپہر کو سویا کرو اس واسطے کہ شیطان نہیں سوتے اور اس کی سند میں ضعیف راوی ہے اور روایت کی ہے سفیان بن عیینہ نے اپنے جامع میں موقوف حدیث کہ اول دن کا سونا حرق ہے یعنی جل جانا اور درمیان سونا خلق ہے اور اخیر دن کا سونا حماقت ہے اور اس کی سند صحیح ہے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ زَارَ قَوْمًا فَقَالَ عِنْدَهُمْ

باب ہے بیچ بیان اس شخص کے جو کسی قوم کی ملاقات کرے سو ان کے پاس قیلولہ کرے

٥٨٠٩ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ ثُمَامَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ أُمَّ سُلَيْمٍ كَانَتْ تَبْسُطُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِطَعًا فَيَقِيْلُ عِنْدَهَا عَلٰى ذٰلِكَ النِّطَعِ قَالَ فَإِذَا نَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَتْ مِنْ عَرَقِهِ وَشَعَرِهِ فَجَمَعَتْهُ فِي قَارُوْرَةٍ ثُمَّ جَمَعَتْهُ فِي سُكٍّ قَالَ فَلَمَّا

٥٨٠٩۔ حضرت ثمامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کا دستور تھا کہ حضرت ﷺ کے واسطے چمڑے کا مصلیٰ یا دستر خوان بچھاتیں سو حضرت ﷺ اس کے پاس اس چمڑے کے مصلے پر قیلولہ کرتے پھر جب حضرت ﷺ کھڑے ہوتے تو آپ کا پسینہ اور بال لیتے اور اس کو شیشے میں جمع کرتی پھر اس کو خوشبو میں ڈالتی کہا راوی نے سو جب انس رضی اللہ عنہ کو موت حاضر ہوئی یعنی قریب المرگ ہوئے تو مجھ کو وصیت کی یہ کہ ڈالا جائے ان کی حنوط (خوشبو مرکب جو غسل کے بعد مردے کو

حَضَرَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ الْوَفَاةُ أَوْصٰى إِلَيَّ أَنْ يُجْعَلَ فِيْ حَنُوْطِهٖ مِنْ ذٰلِكَ السُّكِّ قَالَ فَجُعِلَ فِيْ حَنُوْطِهٖ.

لگائی جاتی ہے) میں اس خوشبو میں سے سو ڈالی گئی ان کی حنوط میں۔

فائدہ: اور بیچ ذکر کرنے بالوں کے اس قصے میں غرابت ہے یعنی اس میں اشکال ہے اور بیچ روایت محمد بن سعد کے وہ چیز ہے جو دور کرتی ہے اس شک کو اس واسطے کہ اس نے روایت کی ہے ساتھ سند صحیح کے انس رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب منیٰ میں اپنے بال منڈائے تو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے آپ کے بالوں کو لیا سو اس کو ام سلیم رضی اللہ عنہا (اپنی بیوی) کے پاس لایا سو ام سلیم رضی اللہ عنہا نے بالوں کو خوشبو میں ڈالا ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ تشریف لاتے اور میرے پاس چمڑے کے دستر خوان پر قیلولہ فرماتے سو میں آپ کا پسینہ جمع کرتی، الحدیث سو اس روایت سے سمجھا جاتا ہے کہ جب ام سلیم رضی اللہ عنہا نے قیلولہ کے وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پسینہ لیا تو اس کو بالوں کے ساتھ ملایا جو اس کے پاس تھے نہ یہ کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بال لیے سونے کے وقت اور نیز اس سے سمجھا جاتا ہے کہ قصہ مذکور حجۃ الوداع کے بعد تھا اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو حجۃ الوداع ہی میں منیٰ میں بال منڈائے تھے اور یہ جو کہا کہ اس کو خوشبو میں ڈالتی تو مسلم کی روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر میں تشریف لائے اور ہمارے پاس دوپہر کو سوئے اور میری ماں شیشہ لائی سو اس میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پسینہ جمع کرنے لگی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جاگے اور فرمایا اے ام سلیم! یہ کیا کرتی ہو؟ کہا کہ یہ آپ کا پسینہ ہے ہم اس کو اپنی خوشبو میں ڈالتی ہیں اور وہ نہایت عمدہ خوشبو ہے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا کرتی ہو؟ کہا کہ ہم اُمید رکھتی ہیں اس کی برکت کی اپنے لڑکوں کے واسطے اور ان روایتوں سے مستفاد ہوتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ام سلیم رضی اللہ عنہا کے اس فعل پر اطلاع ہوئی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اچھا کہا اور یہ جو کہا کہ ہم اس کو خوشبو کے واسطے جمع کرتے ہیں اور پھر کہا کہ ہم اس کو برکت کے واسطے جمع کرتے ہیں تو ان باتوں میں کچھ معارضہ نہیں بلکہ محمول ہے کہ دونوں کام کے واسطے آپ کا پسینہ لیتی تھیں کہا مہلب نے اس حدیث میں مشروع ہونا قیلولہ کا ہے واسطے بزرگ کے بیچ گھر اپنے دوستوں کے ہے واسطے اس چیز کے کہ اس میں ہے ثبوت مودت اور پختہ ہونے محبت کے سے کہا اس نے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آدمی کے بال اور پسینہ پاک ہے اور اس کے غیر نے کہا کہ اس میں دلالت نہیں اس واسطے کہ یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ ہے اور دلیل اس کی قرار گیر ہے قوت میں اور خاص کر جب کہ ثابت ہو دلیل اوپر نہ پاک ہونے ہر ایک کے دونوں میں سے۔ (فتح)

۵۸۱۰۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ

۵۸۱۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب قبا کی طرف تشریف لے جاتے تو ام حرام

طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا ذَهَبَ إِلٰى قُبَآءٍ يَدْخُلُ عَلٰى أُمِّ حَرَامٍ بِنْتِ مِلْحَانَ فَتُطْعِمُهُ وَكَانَتْ تَحْتَ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ فَدَخَلَ يَوْمًا فَأَطْعَمَتْهُ فَنَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ يَضْحَكُ قَالَتْ فَقُلْتُ مَا يُضْحِكُكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ نَاسٌ مِّنْ أُمَّتِيْ عُرِضُوْا عَلَيَّ غُزَاةً فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَرْكَبُوْنَ ثَبَجَ هٰذَا الْبَحْرِ مُلُوْكًا عَلَى الْأَسِرَّةِ أَوْ قَالَ مِثْلَ الْمُلُوْكِ عَلَى الْأَسِرَّةِ شَكَّ إِسْحَاقُ قُلْتُ ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ فَدَعَا ثُمَّ وَضَعَ رَأْسَهُ فَنَامَ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ يَضْحَكُ فَقُلْتُ مَا يُضْحِكُكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ نَاسٌ مِّنْ أُمَّتِيْ عُرِضُوْا عَلَيَّ غُزَاةً فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَرْكَبُوْنَ ثَبَجَ هٰذَا الْبَحْرِ مُلُوْكًا عَلَى الْأَسِرَّةِ أَوْ مِثْلَ الْمُلُوْكِ عَلَى الْأَسِرَّةِ فَقُلْتُ ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ قَالَ أَنْتِ مِنَ الْأَوَّلِيْنَ فَرَكِبَتِ الْبَحْرَ زَمَانَ مُعَاوِيَةَ فَصُرِعَتْ عَنْ دَابَّتِهَا حِيْنَ خَرَجَتْ مِنَ الْبَحْرِ فَهَلَكَتْ.

کے گھر میں داخل ہوتے وہ حضرت ﷺ کو کھانا کھلاتیں اور وہ عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں سو حضرت ﷺ ایک دن اس کے گھر میں تشریف لائے سو اس نے آپ کو کھانا کھلایا پھر حضرت ﷺ سوئے پھر ہنستے جاگے میں نے کہا یا حضرت! آپ کیوں ہنستے ہیں؟ فرمایا کہ چند لوگ میری امت کے میرے سامنے کیے گئے لڑتے اللہ تعالیٰ کی راہ میں سمندر کے اندر سوار بادشاہ بنے تختوں پر یا جیسے بادشاہ تختوں پر اسحاق راوی کو شک ہے، کہ یہ لفظ کہا یا وہ لفظ یعنی بادشاہ بنے تختوں پر یا فرمایا جیسے بادشاہ تختوں پر یعنی میری امت کی ایسی ترقی ہو گی کہ جہازوں پر سوار ہو کے جہاد کریں گے بادشاہوں کی طرح، میں نے کہا کہ یا حضرت! دعا کیجیے کہ اللہ مجھ کو بھی ان غازیوں میں شریک کرے سو حضرت ﷺ نے دعا کی پھر حضرت ﷺ سر رکھ کر سو گئے پھر جاگے ہنستے میں نے کہا یا حضرت! دعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو بھی ان غازیوں میں شریک کرے فرمایا تو پہلے لوگوں میں سے ہے، سو معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ام حرام رضی اللہ عنہا دریا میں سوار ہوئیں پھر جب دریا سے نکلیں تو اپنی سواری سے گر پڑیں اور مر گئیں۔

فائدہ: ام حرام رضی اللہ عنہا انس رضی اللہ عنہ کی خالہ ہیں اور کہا جاتا تھا اس کو رمیصا اور ایک روایت میں ہے کہ وہ حضرت ﷺ کے سر کو کنگھی کرنے لگیں اور یہ جو فرمایا کہ چند لوگ میری امت کے میرے سامنے لائے گئے تو حماد بن زید کی روایت میں ہے کہ میں متعجب ہوا اپنی امت کی ایک قوم سے اور یہ مشعر ہے ساتھ کہ حضرت ﷺ کا ہنسنا تھا واسطے تعجب کرنے کے ساتھ ان کے اور واسطے خوش ہونے کے ساتھ اس چیز کے کہ دیکھے واسطے ان کے مرتبے بلند سے اور یہ جو فرمایا

کہ جیسے بادشاہ تختوں پر تو کہا ابن عبدالبر نے کہ مراد، واللہ اعلم یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے دیکھا کہ جہاد کرنے والوں کو دریا میں سوار ہو کر اپنی امت سے بادشاہ بنے تختوں پر بہشت میں اور حضرت ﷺ کا خواب وحی ہے اور اللہ تعالیٰ نے بہشتیوں کی صفت میں فرمایا کہ تختوں پر بیٹھے ہوں گے ایک دوسرے کے مقابل اور تختوں پر تکیہ کیے ہوں گے یا موقع تشبیہ کا یہ ہے کہ وہ لوگ اس چیز میں کہ اس میں ہیں نعمتوں سے کہ ثواب دیئے گئے ہیں ساتھ اس کے اپنے جہاد پر مثل بادشاہوں دنیا کے ہیں تختوں پر اور تشبیہ ساتھ محسوس چیز کے ابلغ ہے اور یہ جو کہا کہ پھر سر رکھ کر سو گئے تو ایک روایت میں ہے کہ پہلے گروہ کے حق میں فرمایا کہ دریا میں سوار ہو کر جہاد کریں گے اور دوسرے گروہ کے حق میں فرمایا کہ قیصر کے شہر کا جہاد کریں گے اور کہا قرطبی نے کہ پہلا خواب اُن لوگوں کے حق میں ہے جنہوں نے اول جہاد کیا دریا میں اصحاب میں سے اور دوسرا ان لوگوں کے حق میں ہے جنہوں نے اول جہاد کیا دریا میں تابعین میں سے میں نے کہا بلکہ تھا ہر ایک میں دونوں میں سے دونوں فریق سے لیکن اول میں اصحاب اکثر تھے اور دوسرے میں بالعکس کہا عیاض اور قرطبی نے کہ سیاق میں دلیل ہے اس پر کہ پہلا خواب آپ کا اور ہے اور دوسرا اور ہے اور یہ کہ ہر خواب میں ایک گروہ غازیوں کا حضرت ﷺ کو دکھلایا گیا اور یہ جو ام حرام رضی اللہ عنہا نے کہا دوسری بار میں کہ دعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو بھی ان غازیوں میں شریک کرے تو یہ واسطے گمان کرنے اس کے کے ہے کہ دوسرا گروہ مرتبے میں پہلے گروہ کے مساوی ہے اسی واسطے اس نے دوبارہ سوال کیا تا کہ اس کے واسطے ثواب دوگنا ہو نہ یہ کہ اس نے شک کیا بیچ اس کے کہ حضرت ﷺ کی دعا پہلی بار اس کے واسطے قبول ہوئی یا نہیں، میں کہتا ہوں اور نہیں ہے مخالفت درمیان قبول ہونے دعا حضرت ﷺ کی کے اور جزم کرنے حضرت ﷺ کے کہ وہ پہلے گروہ میں سے ہے اور درمیان سوال کرنے ام حرام رضی اللہ عنہا کے کہ ہو دوسرے گروہ سے اس واسطے کہ نہیں واقع ہوئی تصریح واسطے ام حرام رضی اللہ عنہا کے کہ وہ دوسرے جہاد کے زمانے سے پہلے مر جائیں گی سو اس نے جائز رکھا کہ وہ اس کو پائے اور ان کے ساتھ جہاد کرے اور حاصل ہو واسطے اس کے اجر دونوں فریق کا سو حضرت ﷺ نے اس کو معلوم کروایا کہ وہ دوسرے جہاد کو نہ پا سکے گی سو جیسے آپ نے فرمایا تھا ویسے ہی ہوا اور یہ جو کہا کہ وہ معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں دریا میں سوار ہوئیں تو لیث کی روایت میں ہے کہ نکلیں وہ ساتھ اپنے خاوند عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے جہاد کو اول جب کہ سوار ہوئے مسلمان سمندر میں ساتھ معاویہ رضی اللہ عنہ کے اور پہلے گزر چکا ہے بیان اس وقت کا کہ سوار ہوئے تھے مسلمان دریا میں واسطے جہاد کے اول اور یہ کہ وہ ٢٨٠ ہجری المقدس میں تھا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں اور معاویہ رضی اللہ عنہ اس وقت شام کا امیر تھا اور اس حدیث میں اور بھی فوائد ہیں سوائے اس کے کہ پہلے گزرے رغبت دلاتا ہے جہاد میں اور باعث ہونا ہے اوپر اس کے اور بیان فضیلت مجاہد کا اور اس میں جواز سوار ہونا دریا تلخ کا ہے واسطے جہاد کے یعنی سمندر میں اور پہلے گزر چکا ہے بیان اختلاف کا بیچ اس کے اور یہ کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس سے منع کیا کرتے تھے پھر عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کی

اجازت دی کہا ابو بکر بن العربی نے کہ پھر منع کیا اس سے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے پھر اجازت دی بیچ اس کے اس کے بعد اور قرار پایا امر اوپر اس کے اور منقول ہے عمر رضی اللہ عنہ سے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ منع کیا انہوں نے سوار ہونے سے بیچ سمندر کے ساتھ غیر حج اور عمرے کے اور مانند اس کے کے اور نقل کیا ہے ابن عبدالبر نے کہ حرام ہے سوار ہونا وقت موج مارنے اس کے کے اتفاقاً اور مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ عورتوں کو دریا میں سوار ہونا مطلق منع ہے واسطے اس چیز کے کہ خوف کی جاتی ہے اطلاع ان کی سے مردوں کی شرم گاہوں پر بیچ اس کے اس واسطے کہ دشوار ہے بچنا اس سے اور خاص کیا ہے اس کے اصحاب نے اس کو ساتھ چھوٹی کشتیوں کے اور بہر حال جہاز اور بڑی کشتیاں کہ ممکن ہو ان میں پردہ کرنا ساتھ جگہوں کے کہ خاص ہوں ساتھ عورتوں کے تو نہیں ہے کوئی حرج بیچ اس کے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے آرزو کرنی شہادت کی اور یہ کہ جو مر جائے جہاد میں وہ ملحق ہے ساتھ اس شخص کے جو جہاد میں قتل کیا جائے اسی طرح کہا ہے ابن عبدالبر نے اور وہ ظاہر ہے قصہ کا لیکن اصل فضیلت میں برابر ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ درجوں میں بھی برابر ہوں اور میں نے ذکر کیا ہے باب الشہداء میں بہت لوگوں کو بلایا جاتا ہے ان کو شہید اگرچہ نہیں قتل کیے گئے معرکہ میں اور اس میں مشروع ہونا قیلولہ کا ہے واسطے اس چیز کے کہ اس میں ہے مدد سے رات کے کھڑے ہونے پر اور جواز نکالنا اس چیز کا کہ ایذا دے بدن کو جوں وغیرہ سے اور مشروع ہونا جہاد کا ساتھ ہر امام کے واسطے شامل ہونے اس کے کو اوپر اس شخص کے کہ جہاد کرے قیصر کے شہر کا اور تھا امیر اس جہاد کا یزید بن معاویہ اور یزید یزید ہے اور ثبوت فضل غازی کا جب کہ نیک ہو نیت اس کی اور اس میں کئی قسم خبر دینا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے ساتھ امر آئندہ کے سو واقع ہوا جس طرح کہ آپ نے فرمایا اور یہ شمار کیا گیا ہے آپ کی پیغمبری کی نشانیوں سے ایک خبر دینا آپ کا ہے ساتھ باقی رہنے امت آپ کی کے بعد آپ کے اور یہ کہ ان میں صاحب قوت اور شوکت کے ہوں اور وہ جو دشمن کو زخمی کریں گے اور یہ کہ قدرت پائیں گے شہروں پر یہاں تک کہ جہاد کریں گے دریا میں اور یہ کہ ام حرام رضی اللہ عنہا اس زمانے تک زندہ رہے گی کہ وہ ہو گی ساتھ ان لوگوں کے جو سمندر میں سوار ہو کر جہاد کریں گے اور یہ کہ وہ دوسرے جہاد کا زمانہ نہ پائے گی اس واسطے کہ حدیث میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو دوسرے گروہ میں نہیں اور اس میں جواز خوشی کا ہے ساتھ اس چیز کے کہ پیدا ہو نعمتوں سے اور ہنسنا وقت حصول خوشی کے واسطے ہنسنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تعجب سے ساتھ اس چیز کے کہ دیکھی بجا لانے امت اپنی کے سے آپ کے حکم کو ساتھ جہاد دشمن کے اور جو ثواب دیا ہے ان کو اللہ تعالیٰ نے اوپر اس کے اور جو وارد ہوا ہے اس کے بعض طریقوں میں ساتھ لفظ تعجب کے محمول ہے اوپر اس کے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے مہمان کو سونا دوپہر کے وقت غیر کے گھر میں ساتھ شرط اس کی کے مانند اجازت کے اور امن کے فتنہ سے اور یہ کہ جائز ہے واسطے اجنبی عورت کے یہ کہ خدمت کرے مہمان کی ساتھ کھانا کھلانے اس کے کے اور تمہید کے واسطے اس کے اور مانند اس کی

کے اور مباح ہے وہ چیز کہ لائے اس کو عورت واسطے مہمان کے اپنے خاوند کے مال سے اس واسطے کہ غالب یہ ہے کہ جو عورت کے گھر میں ہوتا ہے وہ خاوند کا مال ہوتا ہے اسی طرح کہا ہے ابن بطال نے اور اس میں ہے کہ وکیل اور امانت دار جب جانے کہ اس کا صاحب خوش ہوگا اس چیز سے کہ کرے اس سے تو جائز ہے واسطے اس کے فعل اس کا اور نہیں شک ہے کہ خوش لگتا تھا عبادہ رضی اللہ عنہ کو کھانا حضرت ﷺ کا اس چیز سے کہ اس کو عورت اس کی حضرت ﷺ کے آگے لائے اگرچہ ہو بغیر اجازت خاص کے اس سے اور تعاقب کیا ہے اس کا قرطبی نے کہ عبادہ رضی اللہ عنہ اس وقت اس کا خاوند نہ تھا میں کہتا ہوں لیکن نہیں حدیث میں وہ چیز جو نفی کرے اس کی کہ وہ اس وقت خاوند والی تھی مگر ابن سعد کی کلام میں وہ چیز ہے جو تقاضا کرتی ہے کہ وہ اس وقت بے خاوند کے تھی اور اس میں ہے کہ جائز ہے عورت کو خدمت کرنا مہمان کی ساتھ کنگھی کرنے کے اس کے سر میں اور البتہ مشکل ہوا ہے یہ امر ایک جماعت پر سو کہا ابن عبدالبر نے کہ میں گمان کرتا ہوں کہ ام حرام رضی اللہ عنہا یا اس کی بہن ام سلیم رضی اللہ عنہا نے حضرت ﷺ کو دودھ پلایا تھا سو ہو گئی ہر ایک دونوں میں سے ماں حضرت ﷺ کی یا خالہ رضاعی آپ کی اسی واسطے حضرت ﷺ اس کے پاس سوتے تھے اور پہنچتی تھی آپ سے اس چیز کو کہ جائز ہے واسطے محرم کے یہ کہ پہنچے محرم اپنے سے پھر بیان کیا اس نے ساتھ سند اپنی کے یحییٰ بن ابراہیم سے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جائز رکھا حضرت ﷺ نے یہ کہ ام حرام رضی اللہ عنہا آپ کے سر کو کنگھی کرے اس واسطے کہ وہ حضرت ﷺ کی محرم تھی آپ کے خالاؤں کی طرف سے اس واسطے کہ عبدالمطلب آپ کے دادا کی ماں بنی نجار سے تھی اور بیان کیا یونس کے طریق سے کہ ام حرام رضی اللہ عنہا حضرت ﷺ کی رضاعی خالہ تھی اسی واسطے حضرت ﷺ اس کے پاس قیلولہ کرتے تھے اور اس کی گود میں سوتے تھے اور وہ حضرت ﷺ کے سر میں کنگھی کرتی تھی کہا ابن عبدالبر نے جس طور سے ہو سو ام حرام رضی اللہ عنہا حضرت ﷺ کی محرم تھی اور حکایت کی ہے ابن عربی نے ابن وہب سے قول اس کا یعنی جو اوپر مذکور ہوا اور کہا کہ اس کے غیر نے کہا بلکہ حضرت ﷺ معصوم تھے اپنی شہوت پر غالب تھے اپنی بیوی سے پس کیا حال ہے اس کے غیر کا اس چیز سے کہ وہ پاک ہیں اس سے یعنی جب اپنی بیوی سے اپنی شہوت کو روک سکتے تھے تو پھر اجنبی عورت سے کیونکر نہ روک سکتے تھے؟ اور حالانکہ حضرت ﷺ پاک تھے ہر فعل قبیح سے اور بیہودہ بات سے پس ہوگا یہ خاصہ حضرت ﷺ کا کہا اور احتمال ہے کہ ہو یہ پہلے پردے کے حکم سے اور رد کیا گیا یہ ساتھ اس کے کہ تھا یہ بعد اترنے پردے کے یقیناً اور اول گزر چکا ہے کہ یہ حجۃ الوداع کے بعد تھا اور رد کیا ہے عیاض نے اول کو کہ خاصہ احتمال سے ثابت نہیں ہوتا اور ثابت ہونا عصمت کا واسطے حضرت ﷺ کے مسلم ہے لیکن اصل نہ خاص ہونا ہے اور جائز ہونا پیروی کا ہے بیچ افعال آپ کے یہاں تک کہ قائم ہو دلیل اوپر خصوصیت کے اور کہا دمیاطی نے کہ نہیں ہے حدیث میں وہ چیز جو دلالت کرے خلوت پر ساتھ ام حرام رضی اللہ عنہا کے اور شاید یہ ساتھ ولد کے یا خادم کے یا خاوند کے یا تابع کے، میں کہتا ہوں اور یہ احتمال قوی ہے لیکن اصل اشکال کو دفع نہیں کرتا

واسطے باقی رہنے ملامت کے بیچ کنگھی کرنے کے سر میں اور اسی طرح بیچ سونے کے اس کی گود میں اور بہت بہتر جواب دعویٰ خصوصیت کا ہے یعنی یہ حضرت ﷺ کا خاصہ ہے اور نہیں رد کرتا ہے اس کو یہ کہ خاصہ نہیں ہوتا ہے مگر دلیل سے اس واسطے کہ دلیل اس پر واضح ہے، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ الْجُلُوْسِ كَيْفَ مَا تَيَسَّرَ.

باب ہے بیچ بیان بیٹھنے کے جس طرح کہ میسر اور آسان ہو۔

٥٨١١۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَزِيْدَ اللَّيْثِيِّ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لِبْسَتَيْنِ وَعَنْ بَيْعَتَيْنِ اشْتِمَالِ الصَّمَّآءِ وَالْاِحْتِبَآءِ فِيْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ لَيْسَ عَلٰى فَرْجِ الْإِنْسَانِ مِنْهُ شَيْءٌ وَالْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ تَابَعَهُ مَعْمَرٌ وَمُحَمَّدُ بْنُ أَبِيْ حَفْصَةَ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بُدَيْلٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ.

٥٨١١۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے منع فرمایا دو طرح کے لباس سے اور دو طرح کی بیع سے ایک لپیٹنے کپڑے سے سب بدن پر اس طرح کہ نماز یا کسی اور کام کے واسطے ہاتھ نہ نکل سکیں دوسرے گوٹ مار کر بیٹھنے سے ایک کپڑے میں اس حال میں کہ آدمی کی شرم گاہ پر اس کپڑے سے کچھ چیز نہ ہو اور بیع ملامست اور منابذہ سے متابعت کی ہے سفیان کی معمر اور محمد اور عبداللہ نے زہری سے۔

فائدہ: احتبا یہ ہے کہ کونوں بیٹھے اور دونوں زانو کو کھڑے کر کے یعنی گوٹ مار کے کپڑا اپنے زانو اور کمر کے گرد لپیٹے اور نیچے سے ستر کھلا رہے اور حدیث کی باقی شرح کتاب الصلوۃ اور بیوع میں گزر چکی ہے، کہا مہلب نے کہ یہ ترجمہ قائم ہے حدیث سے اور اس کا بیان یوں کہ حضرت ﷺ نے منع کیا ہے دو حالتوں سے سو اس سے سمجھا جاتا ہے کہ مباح ہے غیر ان دونوں حالتوں کا اس قسم سے کہ آسان ہو شکلوں اور لباسوں سے جب کہ شرم گاہ کو ڈھانکے، میں کہتا ہوں کہ جو ظاہر ہوتا ہے واسطے میرے یہ ہے کہ مناسبت پکڑی جاتی ہے اس سے کہ حضرت ﷺ نے ہیئت جلوس سے منع نہ کیا بلکہ اس سے عدول کر کے منع فرمایا دو طرح کے لباس سے کہ مستلزم ہے ہر ایک دونوں میں سے ستر کے کھل جانے کو سو اگر بیٹھنا اپنی ذات کے واسطے مکروہ ہوتا تو نہ تعرض کرتے واسطے ذکر لباس کے سو دلالت کی اس نے کہ نہی اس طرح کے بیٹھنے سے ہے جو نوبت پہنچائے طرف کھل جانے شرم گاہ کے کی اور جو شرم گاہ کے کھلنے کی طرف نوبت نہ پہنچائے وہ مباح ہے ہر صورت میں پھر دعویٰ کیا ہے مہلب نے کہ ان دونوں طرح کے لباس کا منع ہونا خاص ہے ساتھ حالت نماز کے اس واسطے کہ ان میں ستر کھل جاتا ہے اونچے نیچے ہونے میں، اٹھنے بیٹھنے میں اور جو نماز کے سوائے دوسری حالت میں بیٹھا ہوا ہو وہ کچھ چیز نہیں کرتا اور نہیں تصرف کرتا ہے اپنے دونوں ہاتھوں سے پس نہیں

ہے کچھ حرج اوپر اس کے اور پہلے گزر چکا ہے باب الاحتباء میں کہ حضرت ﷺ نے احتباء کیا، میں کہتا ہوں اور غافل ہوا ہے وہ اس چیز سے کہ واقع ہوئی ہے تقیید سے نفس حدیث میں اس واسطے کہ اس میں ہے کہ گوٹ مار کر بیٹھنے سے ایک کپڑے میں اس حال میں کہ اس کی شرم گاہ پر اس سے کچھ چیز نہ ہو اور کتاب اللباس میں گزر چکا ہے کہ احتباء یہ ہے کہ ڈالے اپنا کپڑا اپنے ایک مونڈھے پر پس کھل جائے ایک پہلو اس کی اور ڈھانکنا شرم گاہ مطلوب سے ہر حالت میں اگرچہ زیادہ مؤکد ہے نماز کی حالت میں اس واسطے کہ کبھی باطل ہوتی ہے نماز اس کی ترک کرنے سے اور نقل کیا ہے ابن بطال نے ابن طاؤس سے کہ وہ مکروہ رکھتا تھا چارزانو ہو کر بیٹھنے کو اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس چیز کے کہ روایت کیا ہے اس کو مسلم نے جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ جب فجر کی نماز پڑھتے تو اپنی بیٹھنے کی جگہ میں چارزانو ہو کر بیٹھتے یہاں تک کہ آفتاب نکلتا اور ممکن ہے توفیق۔ (فتح)

بَابُ مَنْ نَّاجَى بَيْنَ يَدَيِ النَّاسِ وَمَنْ لَّمْ يُخْبِرْ بِسِرِّ صَاحِبِهِ فَإِذَا مَاتَ أَخْبَرَ بِهِ.

جو کانا پھوسی کرے لوگوں کے روبرو اور جو نہ خبر دے ساتھ بھید ساتھی اپنے کے پھر جب مر جائے تو اس کے ساتھ خبر دے۔

٥٨١٢۔ حَدَّثَنَا مُوْسٰى عَنْ أَبِىْ عَوَانَةَ حَدَّثَنَا فِرَاسٌ عَنْ عَامِرٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ حَدَّثَتْنِىْ عَائِشَةُ أُمُّ الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَتْ إِنَّا كُنَّا أَزْوَاجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَهُ جَمِيْعًا لَمْ تُغَادَرْ مِنَّا وَاحِدَةٌ فَأَقْبَلَتْ فَاطِمَةُ تَمْشِىْ لَا وَاللّٰهِ مَا تَخْفٰى مِشْيَتُهَا مِنْ مِشْيَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَآهَا رَحَّبَ قَالَ مَرْحَبًا بِابْنَتِىْ ثُمَّ أَجْلَسَهَا عَنْ يَّمِيْنِهِ أَوْ عَنْ شِمَالِهِ ثُمَّ سَارَّهَا فَبَكَتْ بُكَآءً شَدِيْدًا فَلَمَّا رَأٰى حُزْنَهَا سَارَّهَا الثَّانِيَةَ فَإِذَا هِىَ تَضْحَكُ فَقُلْتُ لَهَا أَنَا مِنْ بَيْنِ نِسَائِهِ خَصَّكِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالسِّرِّ مِنْ بَيْنِنَا ثُمَّ أَنْتِ تَبْكِيْنَ فَلَمَّا قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى

٥٨١٢۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بے شک ہم حضرت ﷺ کی بیویاں سب آپ کے پاس تھیں ہم میں سے کوئی چھوڑی نہیں گئی تھیں یعنی سب حضرت ﷺ کے پاس حاضر تھیں کوئی غیر حاضر نہ تھی سو فاطمہ رضی اللہ عنہا سامنے سے چلتی آئیں قسم ہے اللہ کی ان کی چال حضرت ﷺ کی چال سے پوشیدہ نہ تھی یعنی ان کی چال حضرت ﷺ کی چال کے موافق تھی سو جب حضرت ﷺ نے ان کو دیکھا تو فرمایا اے میری بیٹی! مرحبا، پھر ان کو اپنی دائیں یا بائیں طرف بٹھایا پھر ان سے کان میں بات کی سو فاطمہ رضی اللہ عنہا سخت روئیں سو جب حضرت ﷺ نے ان کے غم کو دیکھا تو دوسری بار پھر ان سے کان میں بات کی سو اچانک وہ ہنسنے لگیں سو میں نے ان سے کہا کہ میں حضرت ﷺ کی بیویوں سے ہوں حضرت ﷺ نے تجھ کو ہمارے درمیان سے بھید کے ساتھ خاص کیا ہے پھر تم روتی ہو پھر جب حضرت ﷺ اُٹھ کھڑے ہوئے تو میں

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلْتُهَا عَمَّا سَارَّكِ قَالَتْ مَا كُنْتُ لِأُفْشِيَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِرَّهٗ فَلَمَّا تُوُفِّيَ قُلْتُ لَهَا عَزَمْتُ عَلَيْكِ بِمَا لِيْ عَلَيْكِ مِنَ الْحَقِّ لَمَّا أَخْبَرْتِنِيْ قَالَتْ أَمَّا الْاٰنَ فَنَعَمْ فَأَخْبَرَتْنِيْ قَالَتْ أَمَّا حِيْنَ سَارَّنِيْ فِي الْأَمْرِ الْأَوَّلِ فَإِنَّهٗ أَخْبَرَنِيْ أَنَّ جِبْرِيْلَ كَانَ يُعَارِضُهٗ بِالْقُرْآنِ كُلَّ سَنَةٍ مَرَّةً وَإِنَّهٗ قَدْ عَارَضَنِيْ بِهِ الْعَامَ مَرَّتَيْنِ وَلَا أَرَى الْأَجَلَ إِلَّا قَدِ اقْتَرَبَ فَاتَّقِي اللّٰهَ وَاصْبِرِيْ فَإِنِّيْ نِعْمَ السَّلَفُ أَنَا لَكِ قَالَتْ فَبَكَيْتُ بُكَائِي الَّذِيْ رَأَيْتِ فَلَمَّا رَأٰى جَزَعِيْ سَارَّنِي الثَّانِيَةَ قَالَ يَا فَاطِمَةُ أَلَا تَرْضَيْنَ أَنْ تَكُوْنِيْ سَيِّدَةَ نِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ أَوْ سَيِّدَةَ نِسَآءِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ.

نے ان سے پوچھا کہ حضرت ﷺ نے تم سے کیا سرگوشی کی؟ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں حضرت ﷺ کے بھید کو ظاہر نہیں کروں گی سو جب حضرت ﷺ کا انتقال ہوا تو میں نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ میں تجھ کو قسم دیتی ہوں اس حق کی جو میرا تجھ پر ہے کہ البتہ تو مجھ کو خبر دے، فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ہاں اب تو کچھ مضائقہ نہیں خبر دیتی ہوں سو فاطمہ رضی اللہ عنہا نے مجھ کو خبر دی کہا کہ بہرحال جب حضرت ﷺ نے پہلی بار مجھ سے کان میں بات کی سو بے شک آپ نے مجھ کو خبر دی کہ جبریل علیہ السلام مجھ سے ہر سال ایک بار قرآن کا دور کیا کرتا تھا اور تحقیق شان یہ ہے کہ البتہ اس نے مجھ سے اس سال دو بار دور کیا ہے سو میں نہیں دیکھتا اپنی موت کو مگر کہ قریب ہو سو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا اور صبر کرنا کہ بے شک میں خوب پیشوا ہوں واسطے تیرے سو میں روئی رونا جو تو نے دیکھا سو جب حضرت ﷺ نے میری بے قراری دیکھی تو دوسری بار مجھ سے کان میں بات کی سو فرمایا کہ اے فاطمہ! کیا تو راضی نہیں اس سے کہ تو مسلمانوں کی عورتوں کی سردار یا یوں فرمایا کہ تو اس امت کی عورتوں کی سردار ہو۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح مناقب اور وفات نبوی میں گزر چکی ہے اور اس میں ہے کہ خبر دی فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ساتھ اس کے بعد انتقال حضرت ﷺ کے کہا ابن بطال نے کہ سرگوشی کرنی ایک کے ساتھ ایک کی جماعت کے روبرو جائز ہے اس واسطے کہ جو معنی کہ خوف کیے جاتے ہیں ترک واحد کے سے وہ نہیں خوف کیے جاتے ترک جماعت کے سے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے ظاہر کرنا بھید کا جب کہ دور ہو وہ چیز کہ مترتب ہو اوپر ظاہر کرنے اس کے ضرر سے اس واسطے کہ اصل راز میں کتمان ہے نہیں تو اس کا کچھ فائدہ نہیں اور کہا ابن تین نے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول سے کہ میں تجھ کو قسم دیتی ہوں اس حق کی جو میرا تجھ پر ہے جائز ہونا قسم کا واسطے غیر اللہ تعالیٰ کے اور مدونہ میں مالک رحمہ اللہ سے ہے ہے کہ جب کہے اغرم عليك بالله اور نہ کرے تو نہیں حانث ہوتا اور اگر کہے کہ اغرم بالله ان تفعل پس نہ کرے تو حانث ہوتا ہے اس واسطے کہ یہ قسم ہے اور جو شافعیہ کے نزدیک ہے یہ ہے کہ یہ دونوں صورتوں

میں راجع ہے طرف قصد قسم کھانے والے کی اگر اپنی قسم کا قصد ہو تو قسم ہے اور اگر مخاطب کی قسم کا قصد ہو یا شفاعت کا یا مطلق بولے تو نہیں ہے قسم۔ (فتح)

بَابُ الْإِسْتِلْقَاءِ.

باب ہے بیچ بیان چت لیٹنے کے یعنی برابر ہے کہ اس کے ساتھ سونا ہو یا نہ ہو۔

فائدہ: یہ ترجمہ اور اس کی حدیث کتاب اللباس میں گزر چکی ہے اور پہلے گزر چکا ہے بیان حکم کا ابواب المساجد میں اور ذکر کیا ہے میں نے اس جگہ قول اس شخص کا جو گمان کرتا ہے کہ نہی اس سے یعنی چت لیٹنے سے منسوخ ہے اور یہ کہ تطبیق اولیٰ ہے اور یہ کہ محل نہی کا اس جگہ ہے کہ ظاہر ہو شرم گاہ اور جائز اس جگہ ہے کہ نہ ظاہر ہو اور یہ جواب خطابی اور اس کے تابعداروں کا ہے اور نقل کیا ہے میں نے قول اس شخص کا جو ضعیف کہتا ہے حدیث کو جو اس میں وارد ہے اور گمان کیا ہے اس نے کہ صحیح میں نہیں اور وارد کیا ہے میں نے اس پر کہ وہ صحیح مسلم میں ہے۔ (فتح)

٥٨١٣۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَبَّادُ بْنُ تَمِيْمٍ عَنْ عَمِّهٖ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ مُسْتَلْقِيًا وَاضِعًا إِحْدٰى رِجْلَيْهِ عَلَى الْأُخْرٰى.

٥٨١٣۔ حضرت عباد سے روایت ہے اس نے روایت کی اپنا چچا سے کہ میں نے حضرت ﷺ کو مسجد میں چت لیٹے دیکھا اس حال میں کہ ایک پاؤں کو دوسرے پر رکھا تھا۔

بَابُ لَا يَتَنَاجَى اثْنَانِ دُوْنَ الثَّالِثِ

نہ سرگوشی کریں دو سوائے تیسرے کے یعنی نہ بات کریں کان میں

وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا إِذَا تَنَاجَيْتُمْ فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَةِ الرَّسُوْلِ وَتَنَاجَوْا بِالْبِرِّ وَالتَّقْوٰى﴾ إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ﴾ وَقَوْلُهٗ ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا إِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰكُمْ صَدَقَةً ذٰلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَأَطْهَرُ فَإِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَإِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿وَاللّٰهُ

یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے ایمان والو! جب تم سرگوشی کرو تو نہ سرگوشی کرو ساتھ گناہ کے اور تعدی کے اس قول تک پس چاہیے کہ توکل کریں ایمان والے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے ایمان والو! جب تم سرگوشی کرو رسول ﷺ سے تو آگے کر لو اپنی بات کہنے سے پہلے خیرات، اللہ تعالیٰ کے اس قول تک کہ اللہ خبردار ہے ساتھ اس چیز کے کہ تم عمل کرتے ہو۔

خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ﴾

فائدہ: اور اشارہ کیا ہے ساتھ وارد کرنے ان دونوں آیتوں کے اس کی طرف کہ کانا پھوسی جائز جو ماخوذ ہے مفہوم حدیث کے سے مقید ہے ساتھ اس کے کہ نہ ہو گناہ اور تعدی میں اور یہ جو کہا کہ آگے کر لو اپنی بات کہنے سے پہلے خیرات تو روایت کی ہے ترمذی نے علی رضی اللہ عنہ سے کہ یہ آیت منسوخ ہے اور روایت کی ہے سفیان بن عیینہ نے اپنی جامع میں کہ جب یہ آیت اتری تو کوئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سرگوشی نہ کرتا تھا مگر کہ خیرات کرتا تھا سو پہلے پہل علی رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کانا پھوسی کی اور ایک دینار خیرات کی پھر رخصت اتری ﴿فَاِذْ لَمْ تَفْعَلُوْا﴾ سو جب تم نے نہ کیا۔ (فتح)

٥٨١٤۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ ح و حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا كَانُوْا ثَلَاثَةٌ فَلَا يَتَنَاجَى اثْنَانِ دُوْنَ الثَّالِثِ.

۵۸۱۴۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تین آدمی ہوں تو نہ کانا پھوسی کریں دو سوائے تیسرے کے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے اس واسطے کہ یہ اس کو دل گیر کرتا ہے اور ساتھ اس زیادتی کے ظاہر ہو گی مناسبت حدیث کے واسطے آیت کے قول اس کے سے ﴿لِيَحْزُنَ الَّذِيْنَ آمَنُوْا﴾۔

بَابُ حِفْظِ السِّرِّ

باب ہے بیچ بیان نگاہ رکھنے راز کے یعنی نہ ظاہر کرنے اس کے

٥٨١٥۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَبَّاحٍ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ أَبِيْ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ أَسَرَّ إِلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِرًّا فَمَا أَخْبَرْتُ بِهِ أَحَدًا بَعْدَهُ وَلَقَدْ سَأَلَتْنِيْ أُمُّ سُلَيْمٍ فَمَا أَخْبَرْتُهَا بِهِ.

۵۸۱۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ایک راز آہستہ کہا سو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو اس کی خبر نہیں دی اور البتہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے مجھ سے پوچھا سو میں نے وہ راز اس کو بھی نہیں بتلایا۔

فائدہ: کہا بعض علماء نے کہ شاید یہ راز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عورتوں کے ساتھ خاص تھا نہیں تو اگر علم سے ہوتا تو کسی آدمی کو اس کے چھپانے کی گنجائش نہ تھی کہا ابن بطال نے کہ جس پر اہل علم ہیں یہ ہے کہ راز کو ظاہر نہ کیا جائے جب کہ اس کے صاحب پر اس سے ضرر ہو اور اکثر کہتے ہیں کہ جب وہ مر جائے تو نہیں لازم آتا اس کے چھپانے سے وہ

چیز کہ لازم آتی تھی اس کی زندگی میں مگر یہ کہ ہو اس میں اس پر نقص میں کہتا ہوں کہ ظاہر تقسیم ہونا اس کا ہے بعد موت کے طرف اس چیز کی کہ مباح ہے اور کبھی مستحب ہوتا ہے ذکر اس کا اگرچہ مکروہ جانے اس کو راز والا جیسا کہ ہو واسطے اس میں تزکیہ کرامت سے یا مناقب سے اور مانند اس کے سے اور طرف اس کی کہ مکروہ ہے مطلق اور کبھی حرام ہوتا ہے اور اس کی طرف اشارہ کیا ہے ابن بطال نے اور کبھی واجب ہوتا ہے جیسے کہ ہو اس میں وہ چیز کہ واجب ہے ذکر اس کا اور وارد ہوئی ہے اس میں حدیث انس رضی اللہ عنہ کی کہ میرا راز نگاہ رکھ تو ایماندار ہوگا اور ایک حدیث میں ہے کہ دو مجلس کرنے والے امانت کے ساتھ بات کرتے ہیں سو نہیں حلال ہے واسطے کسی کے یہ کہ ظاہر کرے اپنے ساتھی پر اس چیز کو کہ مکروہ جانے مگر تین رازوں کا ظاہر کرنا جائز ہے ایک وہ ہے کہ اس میں خون ریزی ہو یا شرم گاہ حرام ہو یا اس میں غیر کا مال ناحق کاٹا جائے۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا كَانُوْا أَكْثَرَ مِنْ ثَلَاثَةٍ فَلَا بَأْسَ بِالْمُسَارَّةِ وَالْمُنَاجَاةِ

جب تین سے زیادہ آدمی ہوں تو نہیں ڈر ہے ساتھ سرگوشی اور کانا پھوسی کے یعنی ساتھ بعض کے سوائے بعض کے۔

٥٨١٦ـ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كُنْتُمْ ثَلَاثَةً فَلَا يَتَنَاجٰى رَجُلَانِ دُوْنَ الْاٰخَرِ حَتّٰى تَخْتَلِطُوْا بِالنَّاسِ أَجْلَ أَنْ يُّحْزِنَهٗ.

٥٨١٦ـ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم تین آدمی ہو تو دو آدمی چپکے سے کان میں بات نہ کریں سوائے تیسرے کے یہاں تک کہ تم لوگوں کے ساتھ ملو اس سبب سے کہ یہ اس کو دل گیر کرتا ہے۔

فائدہ: یہاں تک کہ تم لوگوں سے ملو یعنی ملیں تین آدمی ساتھ غیر اپنے کے اور غیر عام تر ہے اس سے کہ ایک ہو یا زیادہ پس مطابق ہوگی حدیث ترجمہ کو اور اس سے لیا جاتا ہے کہ جب چار ہوں تو نہیں ہے سرگوشی دو کی واسطے ممکن ہونے اس کے کہ دوسرے دو بھی سرگوشی کریں اور وارد ہو چکا ہے یہ صریح ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ جب چار ہوں تو نہیں ضرر کرتا اس کو اور ایک روایت میں ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا دستور تھا کہ جب سرگوشی کا ارادہ کرتے تو تین آدمی ہوتے تو چوتھے کو بلاتے اور لیا جاتا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول سے کہ یہاں تک کہ تم لوگوں سے ملو کہ جمع تین سے زائد ہو یعنی برابر ہیں کہ اتفاقاً آئے یا بلانے سے اس میں کچھ ڈر نہیں جیسے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کیا اور یہ جو فرمایا کہ یہ اس کو دل گیر کرتا ہے اس واسطے کہ اس کو وہم ہوتا ہے کہ ان دونوں کی سرگوشی سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ واسطے بد ہونے رائے ان دونوں کے ہے بیچ اس کے یعنی وہ خیال کرے گا کہ مجھ کو مشورے کے لائق نہیں جانتے یا کچھ میری بدی کے ذکر میں ہیں اور لیا جاتا ہے تعلیل سے مستثنیٰ ہونا ایک صورت کا ابن عمر رضی اللہ عنہما کے مطلق جواز سے جب کہ ہوں چار اور وہ اس چیز سے ہے جب کہ ہو درمیان ایک کے جو باقی ہے اور درمیان وہ کے عداوت کسی سبب سے کہ دغا کریں

ساتھ اس کے یا ایک دونوں کے اس واسطے کہ وہ ایک کے حکم میں ہوتا ہے اور راہ دکھلایا ہے اس تعلیل نے کہ چپکے سے کان میں بات کہنے ولا جب ان لوگوں میں سے ہو کہ جب کسی کو سرگوشی کے ساتھ خاص کرے تو باقی لوگوں کو دل گیر کرے تو یہ منع ہے مگر یہ کہ ہو کسی امر مہم میں کہ نہ قدح کریں دین میں اور نقل کیا ہے ابن بطال نے مالک رحمہ اللہ سے کہ نہ کان میں بات کریں تین ایک کو چھوڑ کر اور نہ دس اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ہے کہ ایک کو نہ چھوڑا جائے کہا اور یہ استنباط کیا گیا ہے باب کی حدیث سے اس واسطے کہ معنی بیچ ترک جماعت کے واسطے واحد کی مانند چھوڑنے دو کی ہے ایک کو اور کہا کہ یہ حسن ادب ہے تا کہ آپس میں بغض پیدا نہ ہو اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خاص کیا گیا ہے تین کو ساتھ ذکر کے اس واسطے کہ وہ اول عدد ہے کہ تصور کیے جاتے ہیں اس میں یہ معنی سو جب پائے جائیں معنی بیچ اس کے لاحق کیا جائے گا ساتھ اس کے حکم میں کہا ابن بطال نے اور جوں جوں زیادہ ہوگی جماعت ساتھ اس شخص کے کہ نہیں سرگوشی کرتا ہو گا بعید تر واسطے حاصل ہونے غم کے اور وجود تہمت کے پس ہوگا اولیٰ اور جب تنہا ہو ایک جماعت ساتھ کانا پھوسی کے ایک جماعت کو چھوڑ کر تو اس میں اختلاف ہے کہا ابن تین نے اور حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے قصے میں دلالت کرتی ہے جواز پر پھر ذکر کی ہے بخاری رحمہ اللہ نے حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی اس شخص کے قصے میں جس نے کہا کہ اس تقسیم سے اللہ تعالیٰ کی رضا مندی مقصود نہیں اور مراد اس سے قول ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ ایک جماعت میں تھے سو میں نے آپ سے چپکے سے کان میں بات کی اس واسطے کہ اس میں دلالت ہے اس پر کہ دور ہوتی ہے ممانعت جب کہ باقی رہی جماعت کہ نہ ایذا پائیں ساتھ سرگوشی کے اور مستثنیٰ ہے اصل حکم سے وہ چیز جب کہ اجازت دے وہ شخص کہ باقی ہو برابر ہے کہ ایک ہو یا زیادہ واسطے دو کے سرگوشی میں سوائے اس کے یا سوائے ان کے اس واسطے کہ ممانعت دور ہو جاتی ہے اس واسطے کہ وہ حق اس شخص کا ہے جو باقی ہو اور بہر حال جب سرگوشی کریں دو ابتدا اور اس جگہ تیسرا ہو اس طرح سے کہ اگر دونوں اونچی کلام کریں تو ان کی کلام کو نہ سنے پھر آئے تا کہ ان کے کلام کو سنے تو نہیں جائز ہے جیسے کہ نہ ہو حاضر ساتھ ان کے بالکل اور روایت کی ہے بخاری رحمہ اللہ نے ادب مفرد میں سعید مقبری کی روایت سے کہا کہ میں ابن عمر رضی اللہ عنہما پر گزرا اور ان کے ساتھ ایک مرد بات کرتا تھا سو میں ان کے پاس کھڑا ہوا انہوں نے میرے سینے میں مکا مارا اور کہا کہ جب تو دو آدمیوں کو بات کرتے پائے تو ان کے پاس کھڑا مت ہو یہاں تک کہ تو ان سے اجازت لے اور ایک روایت میں ہے کہ کہا کہ تو نے نہیں سنا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب دو آدمی سرگوشی کریں تو نہ داخل ہو ساتھ ان کے غیر ان کا یہاں تک کہ ان سے اجازت لے کہا ابن عبدالبر نے کہ نہیں جائز ہے واسطے کسی کے یہ کہ داخل ہو دو آدمیوں پر کہ آپس میں چپکے سے بات کرتے ہوں ان کی سرگوشی کی حالت میں، میں کہتا ہوں اور نہیں لائق ہے واسطے کسی داخل ہونے والے کے یہ کہ بیٹھے پاس ان کے اگرچہ ان سے دور ہو کر مگر ان کی اجازت سے اس

واسطے کہ جب کہ انہوں نے چپکے سے بات شروع کی اور حالانکہ کوئی ان کے پاس نہیں تھا تو دلالت کی اس نے اس پر کہ مراد ان کی یہ ہے کہ کوئی ان کی کلام پر مطلع نہ ہو اور مؤکد ہے یہ جب کہ ہو ایک کی آواز موٹی نہ حاصل ہو اس سے پوشیدہ کرنا کلام کا حاضر سے اور کبھی ہوتی ہے واسطے بعض لوگوں کے قوت فہم کی اس طور سے کہ جب کچھ کلام سنے تو باقی استدلال کرتا ہے واسطے باقی کے یعنی سب کلام کو سمجھ جاتا ہے پس محافظت کرنی اوپر ترک اس چیز کے کہ ایذا دے مسلمان کو مطلوب ہے اگرچہ اس کے مراتب میں فرق ہے کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ حدیث میں حرام ہونا ہے سنا سرگوشی کا جب کہ ہو بغیر رضا کے اور دوسری جگہ میں کہا مگر اس کی اجازت سے صریح ہو یا غیر صریح ہو اور اجازت خاص تر ہے رضا اس واسطے کہ رضا مندی کبھی معلوم ہوتی ہے قرینہ سے پس کفایت کی جاتی ہے ساتھ اس کے تصریح سے اور ظاہر اطلاق کا یہ ہے کہ نہیں فرق ہے بیچ اس کے درمیان حضر اور سفر کے اور یہ قول جمہور کا ہے اور حکایت کی ہے عیاض نے اور لفظ اس کا یہ ہے کہا گیا ہے کہ مراد ساتھ اس حدیث کے سفر ہے اور ان جگہوں میں کہ نہ امن ہو مرد کو اپنے رفیق سے یا نہ پہچانے اس کو یا نہ اعتبار کرتا ہو ساتھ اس کے اور اس طرح سے ڈرے اور البتہ مروی ہے اس میں اثر ، کہا ابن عربی نے کہ حدیث کا لفظ اور معنی عام ہے اور علت غم ہے اور وہ موجود ہے سفر میں اور حضر میں سو واجب ہے کہ عام ہو نہی دونوں کو۔ (فتح)

٥٨١٧۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَسَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا قِسْمَةً فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ إِنَّ هٰذِهِ لَقِسْمَةٌ مَا أُرِيْدَ بِهَا وَجْهُ اللّٰهِ قُلْتُ أَمَا وَاللّٰهِ لَآتِيَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَيْتُهُ وَهُوَ فِي مَلَإٍ فَسَارَرْتُهُ فَغَضِبَ حَتّٰى احْمَرَّ وَجْهُهُ ثُمَّ قَالَ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلٰى مُوْسٰى أُوْذِيَ بِأَكْثَرَ مِنْ هٰذَا فَصَبَرَ.

٥٨١٧۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن کچھ بانٹا تو انصار میں سے ایک آدمی نے کہا بے شک یہ ایسی تقسیم ہے کہ اس میں وجہ اللہ (رضائے الٰہی) کا ارادہ نہیں کیا گیا تو میں نے کہا خبردار! اللہ تعالیٰ کی قسم میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ضرور جاؤں گا پھر میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اس حال میں کہ آپ جماعت میں بیٹھے تھے سو میں نے آپ کے کان میں (انصاری مرد کا قول) کہہ دیا تو آپ ایسے غضبناک ہوئے کہ آپ کا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا پھر فرمانے لگے اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام پر رحم کرے وہ تو اس سے بھی زیادہ ستائے گئے اور صبر کیا۔

بَابُ طُوْلِ النَّجْوٰى وَقَوْلُهُ ﴿وَإِذْ هُمْ نَجْوٰى﴾ مَصْدَرٌ مِّنْ نَاجَيْتُ فَوَصَفَهُمْ بِهَا وَالْمَعْنٰى يَتَنَاجَوْنَ

باب ہے بیچ بیان طول سرگوشی کے اور بیان قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وَإِذْ هُمْ نَجْوٰى﴾ اور نجویٰ مصدر ہے ناجیت سے پس وصف کیا ان کو ساتھ نجویٰ کے اور معنی اس کے

یہ ہیں کہ جب وہ باہم کانا پھوسی کرتے ہیں۔

فائدہ: اور پہلے گزر چکا ہے بیان اس کا بیچ تفسیر آیت کے سورۂ سبحان میں۔

۵۸۱۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ وَرَجُلٌ يُنَاجِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا زَالَ يُنَاجِيْهِ حَتّٰى نَامَ أَصْحَابُهُ ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى.

۵۸۱۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نماز کی تکبیر ہوئی اور ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کانا پھوسی کرتا تھا ہمیشہ رہا وہ مرد آپ سے سرگوشی کرتا یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سو گئے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور نماز پڑھی۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب الصلوۃ میں گزر چکی ہے۔

بَابٌ لَا تُتْرَكُ النَّارُ فِي الْبَيْتِ عِنْدَ النَّوْمِ

نہ چھوڑی جائے آگ گھر میں سونے کے وقت

۵۸۱۹۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَتْرُكُوا النَّارَ فِيْ بُيُوْتِكُمْ حِيْنَ تَنَامُوْنَ.

۵۸۱۹۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ رکھا کرو آگ کو اپنے گھروں میں جب سویا کرو یعنی اس واسطے کہ اکثر آگ لگ جاتی ہے۔

۵۸۲۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ احْتَرَقَ بَيْتٌ بِالْمَدِيْنَةِ عَلٰى أَهْلِهِ مِنَ اللَّيْلِ فَحُدِّثَ بِشَأْنِهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ هٰذِهِ النَّارَ إِنَّمَا هِيَ عَدُوٌّ لَّكُمْ فَإِذَا نِمْتُمْ فَأَطْفِئُوْهَا عَنْكُمْ.

۵۸۲۰۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار مدینے میں رات کو ایک گھر مع گھر والوں کے جل گیا تو کسی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کا حال بیان کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک یہ آگ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تمہاری دشمن ہے سو جب تم سونے کا ارادہ کیا کرو تو اپنے پاس سے اس کو بجھایا کرو۔

فائدہ: اس حدیث میں بیان ہے حکمت نہی کا اور وہ خوف جل جانے کا ہے اس سے معلوم ہوا کہ سوتے وقت آگ ہو یا چراغ ہو بجھا دینا چاہیے۔

۵۸۲۱۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ كَثِيْرٍ هُوَ ابْنُ شِنْظِيْرٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ

۵۸۲۱۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ڈھانکو برتنوں کو اور بند کرو

بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمِّرُوا الْآنِيَةَ وَأَجِيفُوا الْأَبْوَابَ وَأَطْفِئُوا الْمَصَابِيحَ فَإِنَّ الْفُوَيْسِقَةَ رُبَّمَا جَرَّتِ الْفَتِيْلَةَ فَأَحْرَقَتْ أَهْلَ الْبَيْتِ.

دروازوں اور بجھا دو چراغوں کو اس لیے کہ چوہا اکثر وقت کھینچ لے جاتا ہے بتی کو سو جلا دیتا ہے گھر والوں کو۔

فائدہ: اور یہ جو فرمایا کہ جب تم سویا کرو تو مقید کیا ہے اس کو ساتھ سونے کے واسطے حاصل ہونے غفلت کے ساتھ اس کے اکثر اوقات اور استنباط کیا جاتا ہے اس سے کہ جب پائی جائے غفلت تو حاصل ہوتی ہے نہی اور یہ جو فرمایا کہ آگ تمہاری دشمن ہے تو ابن عربی نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ مخالف ہے ہمارے بدنوں اور مالوں کو جیسے دشمن مخالف ہوتا ہے اگر چہ ہمارے واسطے اس میں نفع ہے لیکن نہیں حاصل ہوتا ہے وسطے ہمارے نفع اس سے مگر ساتھ واسطہ کے سو مطلق فرمایا کہ وہ ہماری دشمن ہے واسطے پائے جانے معنی عداوت کے بیچ اس کے کہا قرطبی نے کہ امر اور نہی اس حدیث میں واسطے ارشاد کے ہے اور کبھی ہوتا ہے واسطے ندب کے اور جزم کیا ہے نووی رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ اس کے کہ وہ واسطے ارشاد کے ہے اس واسطے کہ اس میں مصلحت دنیاوی ہے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ اس میں مصلحت دینی بھی ہے اور وہ بچانا جان کا جس کا قتل کرنا حرام ہے اور بچانا مال کا ہے جس کا بے جا خرچ کرنا حرام ہے اور کہا قرطبی نے کہ ان حدیثوں میں ہے کہ ایک آدمی جب کسی گھر میں سوئے کہ اس کے سوائے اس میں کوئی نہ ہو اور اس میں آگ ہو تو لازم ہے اس پر کہ اس کو بجھا ڈالے اپنے سونے سے پہلے یا کرے ساتھ اس کے وہ چیز کہ بے خوف ہو ساتھ اس کے جلنے سے اور یہی حکم ہے جب کہ گھر میں جماعت ہو کہ متعین ہے بعض پر بجھا ڈالنا اس کا اور لائق تر ساتھ اس کے وہ شخص ہے جو سب سے پیچھے سوئے اور جو اس میں قصور کرے تو وہ سنت کا مخالف ہے اور اس کے ادا کا تارک ہے اور روایت کی ہے ابوداؤد وغیرہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ ایک چوہا آیا اور اس نے بتی کو کھینچ کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے ڈالا اس مصلے پر جس پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے تھے سو بقدر درہم کے اس سے جل گیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم سویا کرو تو چراغ بجھا دیا کرو اس واسطے کہ شیطان ایسی چیز کو ایسے کام کی طرف راہ دکھلاتا ہے اور اس حدیث میں بھی بیان ہے سبب امر کا اور بیان باعث کا واسطے چوہے کے اوپر کھینچنے بتی کے اور وہ شیطان ہے پس مدد لیتا ہے اور وہ آدمی کا دشمن ہے اوپر اس کے اور دشمن سے اور وہ آگ ہے پناہ دے ہم کو اللہ دشمنوں کی کید سے وہ مہربان ہے رحم کرنے والا اور کہا ابن دقیق العید نے کہ جب علت بیچ بجھانے چراغ کے خوف کھینچنے چوہے کا ہے بتی کو تو اس کا مقتضی یہ ہے کہ جب چراغ ایسی جگہ پر ہو کہ اس کی طرف چوہا نہ پہنچ سکتا ہو تو نہیں منع روشن رکھنا اس کا جیسے کہ ہوتا ہے ملائم کے منارے پر کہ وہاں چوہا نہ چڑھ سکے یا ہو مکان اس کا بعید اس جگہ سے

کہ ممکن نہ ہو کہ اس سے چراغ پر کود ے اور بہر حال وارد ہونا امر کا ساتھ بجھانے آگ کے مطلق جیسا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے اور وہ عام تر ہے چراغ کی آگ سے سو پیدا ہوتا ہے اس سے فساد اور سوائے کھینچنے بتی کے مانند گرنے کسی چیز کے چراغ سے اوپر بعض اسباب گھر کے اور مانند گرنے منارے کے پس کھنڈ جائے چراغ طرف کسی چیز کی اسباب سے سو اس کو جلا ڈالے پس حاجت پڑتی ہے طرف اطمینان کی اس سے سو جب حاصل ہو اطمینان اس طور سے کہ اس کے ساتھ چلنے سے امن حاصل ہو تو دور ہوتا ہے حکم ساتھ دور ہونے علت اس کی کے اور تصریح کی ہے ساتھ اس کے نووی رحمہ اللہ علیہ نے قندیل میں یعنی اگر چراغ قندیل میں ہو تو بجھانا ضروری نہیں اس واسطے کہ اس سے آگ نکلنے کا خوف نہیں جیسا چراغ سے خوف ہے اور کہا ابن دقیق العید نے بھی کہ اکثر لوگ ان امروں کو وجوب پر حمل نہیں کرتے اور اہل ظاہر ان کو ظاہر پر حمل کرتے ہیں اور نہیں خاص ہے ساتھ ظاہری کے بلکہ واجب حمل کرنا ظاہر ہے مگر واسطے معارض ظاہر کے کہ قائل ہیں ساتھ اس کے قیاس والے اگرچہ اہل ظاہر اولیٰ ہیں ساتھ التزام کرنے اس کے کے اس واسطے کہ نہیں التفات کرتے وہ طرف مفہومات اور مناسبات کے اور یہ امر کئی قسم پر ہیں باعتبار مقاصد اپنے کے سو بعض امر محمول ہے ندب پر اور وہ بسم اللہ کہنا ہے ہر حال میں اور بعض امر ندب اور ارشاد دونوں پر محمول ہے جیسے دروازوں کا بند کرنا اس واسطے کہ شیطان نہیں کھولتا بند دروازے کو اس واسطے کہ بچنا شیطان کی مخالطت سے مندوب ہے اگرچہ اس کے نیچے کئی مصالح دنیاوی ہیں مانند نگہبانی کی اور اسی طرح بند کرنا مشکوں کا اور ڈھانکنا برتنوں کا، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ إِغْلَاقِ الْأَبْوَابِ بِاللَّيْلِ

باب ہے بیچ بیان بند کرنے دروازوں کے رات میں

٥٨٢٢۔ حَدَّثَنَا حَسَّانُ بْنُ أَبِي عَبَّادٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا عَطَآءٌ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَطْفِئُوا الْمَصَابِيْحَ بِاللَّيْلِ إِذَا رَقَدْتُّمْ وَغَلِّقُوا الْأَبْوَابَ وَأَوْكُوا الْأَسْقِيَةَ وَخَمِّرُوا الطَّعَامَ وَالشَّرَابَ قَالَ هَمَّامٌ وَأَحْسِبُهُ قَالَ وَلَوْ بِعُوْدٍ يَعْرُضُهُ.

٥٨٢٢۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم رات کو سویا کرو تو بجھا دیا کرو چراغوں کو اور بند کیا کرو دروازوں کو اور بند کیا کرو منہ مشکوں کے اور ڈھانکو کھانے اور پینے کو کہا ہمام راوی نے کہ میں گمان کرتا ہوں کہ فرمایا اگرچہ لکڑی سے ہو۔

فائدہ: کہا ابن دقیق العید نے کہ حکم ساتھ بند کرنے دروازوں کے مصالح دینی اور دنیاوی سے ہے واسطے نگاہ رکھنے جان اور مال اہل فساد سے خاص کر شیطانوں سے اور یہ جو فرمایا کہ شیطان دروازے کو نہیں کھولتا تو اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ امر ساتھ بند کرنے دروازوں کے واسطے مصلحت دور کرنے شیطان کے ہے آدمی کے ساتھ ملنے سے

اور خاص کیا ہے اس کو ساتھ تعلیل کے واسطے تنبیہ کرنے کے اس چیز پر کہ پوشیدہ ہے اس چیز سے کہ نہیں اطلاع پائی جاتی ہے اس پر کہ مگر پیغمبری کی جانب سے اور ایک روایت میں سب امروں میں اتنا زیادہ ہے اور یاد کر نام اللہ کا اوپر اس کے اور البتہ حمل کیا ہے اس کو ابن بطال نے عموم پر اور اشارہ کیا ہے طرف اشکال کی سو کہا کہ حضرت ﷺ نے خبر دی ہے کہ شیطان نہیں دیا گیا ہے قوت اوپر کسی چیز کے اس سے اگرچہ دیا گیا ہے وہ چیز جو اس سے زیادہ ہے اور وہ داخل ہونا اس کا ہے ان جگہوں میں کہ نہیں قادر ہے آدمی یہ کہ داخل ہو بیچ ان کے، میں کہتا ہوں اور وہ زیادتی جس کی طرف میں نے اشارہ کیا ہے دور کرتی ہے اس اشکال کو اور وہ یہ ہے کہ ذکر اللہ کا حائل ہوتا ہے درمیان اس کے اور درمیان فعل ان چیزوں کے اور تقاضا اس کا یہ ہے کہ وہ قادر ہے ان سب چیزوں پر جب کہ نہ ذکر کیا جائے نام اللہ کا اور تائید کرتی ہے اس کی وہ چیز جو مسلم نے روایت کی ہے کہ جب مرد اپنے گھر میں داخل ہوتا ہے اور داخل ہوتے وقت اللہ کا نام لیتا ہے اور کھانے کے وقت تو شیطان کہتا ہے یعنی اپنی قوم کو کہ نہ تم کو رات کا ٹھکانہ ہے نہ کھانا اور جب داخل ہوتے وقت اللہ کا نام نہ لے تو شیطان کہتا ہے کہ تم نے ٹھکانہ پایا اور یہ جو فرمایا کہ شیطان بند دروازے کو نہیں کھولتا تو احتمال ہے کہ عموم پر یعنی خواہ اللہ تعالیٰ کا نام لیا ہو یا نہ لیا ہو اور احتمال ہے کہ خاص ہو ساتھ اس کے جب کہ اس پر اللہ تعالیٰ کا نام لے اور احتمال ہے کہ ہو منع واسطے امر کے کہ متعلق ہے ساتھ جسم اس کے اور حدیث دلالت کرتی ہے اس پر کہ جو شیطان کے گھر سے باہر ہے وہ گھر میں داخل نہیں ہوتا اور بہر حال جو شیطان کہ گھر میں داخل ہے سو نہیں دلالت کرتی ہے حدیث اس کے نکل جانے پر سو ہوگا یہ واسطے تخفیف معتدی کے نہ اٹھانے اس کے اور احتمال ہے کہ ہو بسم اللہ کہنا وقت بند کرنے کے تقاضا کرتا دفع کرنے اس شیطان کے کو کہ گھر میں ہے اور بنا بر اس کے پس لائق ہے کہ ہو بسم اللہ کہنا ابتدا بند کرنے سے اس کے تمام ہونے تک اور استنباط کیا ہے اس سے بعض نے بند کرنا منہ وقت جمائی کے واسطے داخل ہونے اس کے عام دروازوں میں۔ (فتح)

بَابُ الْخِتَانِ بَعْدَ الْكِبَرِ وَنَتْفِ الْإِبْطِ

ختنہ کرنا بعد بڑے ہونے کے اور اکھاڑنا بغل کے بالوں کا

فائدہ: کہا کرمانی نے کہ مناسبت اس ترجمہ کے ساتھ کتاب استیذان کی یہ ہے کہ ختنہ تقاضا کرتا ہے اجتماع کو جگہوں میں غالبا۔

٥٨٢٣۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْفِطْرَةُ

٥٨٢٣۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ پانچ چیزیں پیدائشی سنت ہیں ایک ختنہ کرنا دوسری زیر ناف کے بال مونڈنا تیسری بغل کے بال اکھاڑنا چوتھی مونچھ کتروانا پانچویں ناخن کاٹنا۔

خَمسٌ الْخِتَانُ وَالْاِسْتِحْدَادُ وَنَتْفُ الْإِبْطِ وَقَصُّ الشَّارِبِ وَتَقْلِيْمُ الْأَظْفَارِ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح لباس میں گزر چکی ہے اور اسی طرح حکم ختنے کا اور استدلال کیا ہے ابن بطال نے اوپر واجب ہونے اس کے ساتھ اس کے کہ جب مسلمان اسلام لائے تو ان کو ختنہ کرنے کا حکم نہ ہوا اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ احتمال ہے کہ کسی عذر کے واسطے چھوڑے گئے ہوں یا قصہ ان کا ختنہ واجب ہونے سے پہلے تھا یا ان کا ختنہ ہوا ہو پھر نہیں لازم آتا ہے عدم نقل سے نہ واقع ہونا اور البتہ ثابت ہو چکا ہے امر واسطے غیر اس کے۔ (فتح)

٥٨٢٤۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ أَبِيْ حَمْزَةَ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اخْتَتَنَ إِبْرَاهِيْمُ بَعْدَ ثَمَانِيْنَ سَنَةً وَاخْتَتَنَ بِالْقَدُوْمِ مُخَفَّفَةً.

۵۸۲۴۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ختنہ کیا ابراہیم علیہ السلام نے بعد اسی برس کے اور ختنہ کیا قدوم سے جو بغیر تشدید کے ہے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے ایک سو بیس برس کے بعد ختنہ کیا اور ممکن ہے جمع ساتھ اس کے کہ ہو مراد ساتھ قول اس کے کہ وہ اسی سال کے تھے اس وقت سے کہ جدا ہوئے اپنی قوم سے اور ہجرت کی عراق سے طرف شام کی اور یہ کہ روایت دوسری اور وہ ایک سو بیس کے تھے پیدا ہونے کے وقت سے ہے، کہا مہلب نے کہ ابراہیم علیہ السلام کا اسی برس کے بعد ختنہ کرنا نہیں ہے اس قسم سے کہ واجب ہو ہم پر مثل فعل اس کے اس واسطے کہ عام لوگ تو اسی برس کو نہیں پہنچتے بلکہ اسی برس سے پہلے ہی مر جاتے ہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ختنہ کیا ابراہیم علیہ السلام نے اس وقت میں کہ وحی کی اللہ نے ان کی طرف اس کے ساتھ اور حکم کیا ان کو ساتھ اس کے اور نظر تقاضا کرتی ہے یہ کہ نہ ہو لائق ختنہ کرنا مگر وقت حاجت کے اس کی طرف واسطے استعمال کرنے آلت کے بیچ جماع کے جیسا کہ واقع ہوا ہے واسطے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے جس جگہ کہا کہ ختنہ نہ کرتے تھے مرد کو یہاں تک کہ بالغ ہوتا پھر کہا کہ ختنہ کرنا چھوٹی عمر میں چاہیے واسطے آسان ہونے امر کے لڑکے پر واسطے ضعیف ہونے عقل اس کی کے اور کم ہونے فہم اس کے، میں کہتا ہوں کہ استدلال کیا جاتا ہے ساتھ قصے ابراہیم علیہ السلام کے واسطے مشروع ہونے ختنے کے یہاں تک کہ اگر مؤخر ہو واسطے کسی مانع کے یہاں تک کہ عمر مذکور کو پہنچے تو نہیں ساقط ہوتی ہے طلب اس کی اور اس کی طرف اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ ترجمہ کے اور اس کی یہ مراد نہیں کہ مشروع ہے مؤخر کرنا ختنے کا بڑے ہونے تک تا کہ حاجت ہو طرف عذر کرنے کی اس سے اور بہر حال جو تعلیل کہ اس نے بطور نظر کے ذکر کی ہے سو اس میں نظر ہے اس واسطے کہ حکمت ختنہ کرنے کی نہیں بند ہے بیچ کامل کرنے اس چیز کے کہ متعلق ہے ساتھ جماع کے بلکہ

اور واسطے اس چیز کے کہ خوف کیا جاتا ہے بند ہونے بول کے سے بیچ زائد گوشت کے خاص کر واسطے ڈھیلے لینے والے کے سونہیں امن ہے کہ بول بھی اور کپڑا اور بدن پلید ہو جائے سو ہو گا جلدی کرنا واسطے قطع کرنے اس کے نزدیک پہنچنے کی طرف اس عمر کی کہ حکم کیا جاتا ہے اس میں لڑکا ساتھ نماز کے لائق تر وقتوں کا اور کہا بعض نے کہ ابراہیم علیہ السلام نے بسوئے سے ختنہ کیا اور شاید دونوں امر کا اتفاق ہوا ہو۔ (فتح)

قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا الْمُغِيْرَةُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ وَقَالَ بِالْقَدُّوْمِ وَهُوَ مَوْضِعٌ مُشَدَّدٌ.

اس روایت میں ہے کہ قدوم تشدید کے ساتھ ہے اور وہ جگہ ہے۔

٥٨٢٥۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ أَخْبَرَنَا عَبَّادُ بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ إِسْرَائِيْلَ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ سُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ مِثْلُ مَنْ أَنْتَ حِيْنَ قُبِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَنَا يَوْمَئِذٍ مَخْتُوْنٌ قَالَ وَكَانُوْا لَا يَخْتِنُوْنَ الرَّجُلَ حَتّٰى يُدْرِكَ وَقَالَ ابْنُ إِدْرِيْسَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قُبِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا خَتِيْنٌ.

٥٨٢٥۔ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ تو کتنی عمر کا تھا جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے؟ کہا کہ میں اس دن ختنہ کیا گیا تھا، کہا اور دستور تھا کہ نہ ختنہ کرتے تھے مرد کا یہاں تک کہ بالغ ہوتا اور دوسری روایت میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے اور میں ختنہ کیا گیا تھا یعنی میں بالغ تھا۔

بَابٌ كُلُّ لَهْوٍ بَاطِلٌ إِذَا شَغَلَهُ عَنْ طَاعَةِ اللّٰهِ

باب ہے اس بیان میں کہ ہر کھیل باطل ہے جب باز رکھے اس کو اللہ کی بندگی سے

فائدہ: یعنی مانند اس شخص کی کہ مشغول کی ہو ساتھ کسی چیز کے چیزوں سے مطلق برابر ہے کہ اس کے فعل کی اجازت ہو یا نہی کی گئی ہو مثل اس کے جو مشغول ہو ساتھ نماز نفل کے یا تلاوت کے یا ذکر کے یا فکر کرنے کے قرآن کے معانی میں مثلاً یہاں تک کہ فوت ہوا وقت نماز فرض کا جان بوجھ کر سو بے شک وہ داخل ہوتا ہے نیچے اس ضابطہ کے اور جب ہوا یہ حال ان چیزوں میں کہ رغبت دی گئی ہے بیچ ان کے مطلوب ہے فعل ان کا تو کیا حال ہے اس چیز کا کہ اس سے کم ہے اور اول اس ترجمہ کا لفظ حدیث کا ہے کہ روایت کیا ہے اس کو احمد اور چار نے عقبہ کی حدیث سے کہ ہر چیز کہ کھیلتا ہے ساتھ اس کے مرد مسلمان باطل ہے مگر تیر اندازی اس کی اپنی کمان سے اور ادب سکھلانا اس کا

اپنے گھوڑے کو اور کھیلنا اپنے گھر والوں سے اور شاید چونکہ یہ حدیث بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی شرط پر نہ تھی تو استعمال کیا اس کو لفظ ترجمہ کا اور استنباط کے معنی سے وہ چیز ہے کہ قید کرے ساتھ اس کے حکم مذکور کو اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تیر اندازی کو کھیل کہا واسطے پھیرنے رغبتوں کے طرف تعلیم اس کی کے واسطے اس چیز کے کہ اس میں ہے صورت کھیل کی سی لیکن مقصود اس کے سیکھنے سے مدد کرنا ہے جہاد پر اور ادب سکھلانا گھوڑے کا اشارت ہے طرف مسابقت کی اوپر اس کے اور کھیلنا اپنے گھر والوں سے واسطے دل لگانے کے ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس کے ماسوائے کو باطل کہا مقابلہ کے طریق سے نہ یہ کہ سب باطل حرام ہے۔ (فتح)

وَمَنْ قَالَ لِصَاحِبِهٖ تَعَالَ أُقَامِرْكَ

اور جو اپنے ساتھی سے کہے کہ آ تا کہ میں تجھ سے جوا کھیلوں یعنی کیا ہے حکم اس کا

وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِىْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور بعض لوگ خریدتے ہیں کھیل کو تا کہ گمراہ کریں اللہ کی راہ سے

فائدہ: ذکر کیا ہے ابن بطال نے کہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے استنباط کیا ہے تقیید لہو کو ترجمہ میں اس آیت کے مفہوم سے تا کہ گمراہ کرے اللہ کی راہ سے اس واسطے کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ جو خریدے اس کو نہ اس واسطے کہ گمراہ کریں لوگوں کو تو نہیں ہے مذموم اور اسی طرح ہے مفہوم ترجمہ کا کہ جب نہ باز رکھے کھیل اللہ کی بندگی سے تو نہ ہوگی باطل لیکن عموم اس مفہوم کا مخصوص ہے ساتھ منطوق کے سو ہر چیز کہ نص کی گئی ہے اس کی تحریم پر قسم کھیل سے نہیں ہوتی ہے باطل برابر ہے کہ باز رکھے یا نہ باز رکھے اور شاید کہ اس نے رمز کی ہے طرف ضعیف ہونے اس حدیث کے جو وارد ہوئی ہے بیچ تفسیر لہو کے اس آیت میں ساتھ راگ کے۔ (فتح)

٥٨٢٦۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِىْ حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ مِنْكُمْ فَقَالَ فِىْ حَلِفِهٖ بِاللَّاتِ وَالْعُزّٰى فَلْيَقُلْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَمَنْ قَالَ لِصَاحِبِهٖ تَعَالَ أُقَامِرْكَ فَلْيَتَصَدَّقْ.

٥٨٢٦۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو تم میں سے قسم کھائے سو بھول کر لات اور عزیٰ کی قسم کھائے تو چاہیے کہ اس کے بعد لا الہ الا اللہ کہہ لے اور جو اپنے ساتھی سے کہے کہ آ میں تجھ سے جوا کھیلوں تو چاہیے کہ خیرات کرے۔

فائدہ: اور اشارہ کیا ہے ساتھ اس کے طرف اس کی کہ جوا منجملہ کھیل ہے اور جس نے اس کی طرف بلایا گناہ کی طرف بلایا سو اسی واسطے حکم کیا ہے ساتھ خیرات کرنے کے تا کہ کفارہ ہو اس سے اس گناہ کا اس واسطے کہ جس نے گناہ

کی طرف بلایا واقع ہوا بسبب بلانے اس کے کے طرف اس کی گناہ میں اور کہا کرمانی نے کہ وجہ تعلق اس حدیث کی ساتھ ترجمہ کے اور ترجمہ کے ساتھ استنیذ ان کے یہ ہے کہ جو قمار کی طرف بلاتا ہے نہیں لائق ہے یہ کہ اجازت دی جائے واسطے اس کے بیچ دخول منزل کے پھر واسطے ہونے اس کے کہ شامل ہے لوگوں کے جمع ہونے کو اور مناسبت باقی حدیث باب کی واسطے ترجمہ کے یہ ہے کہ قسم کھانا ساتھ لات کے لہو ہے باز رکھتی ہے حق سے ساتھ خلق کے پس وہ باطل ہے اور احتمال ہے کہ جب مقدم کیا ترجمہ ترک سلام کا اس شخص پر جو گناہ کمائے تو اشارہ کیا طرف ترک اجازت کے واسطے اس شخص کے کہ باز رہے ساتھ کھیل کے بندگی سے اور واسطے حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے شاہد ہے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ مستفاد ہوتا ہے اس سے سبب حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی کا روایت کیا ہے اس کو نسائی نے ساتھ سند قوی کے کہ ہم تازہ مسلمان ہوئے تھے سو میں نے لات اور عزیٰ کی قسم کھائی پھر میں نے یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کہہ **لا اله الا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شيء قدير** اور تھک تھکا اپنی بائیں طرف سے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ پناہ مانگ پھر ایسا نہ کرنا سو احتمال ہے کہ ہو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں لا الہ الا اللہ سے مراد آخر ذکر تک یعنی قدیر تک اور احتمال ہے کہ اکتفا کیا ہو ساتھ لا الہ الا اللہ کے اس واسطے کہ وہ کلمہ توحید کا ہے اور زیادتی جو سعد رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے تاکید ہے۔ (فتح)

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْبِنَآءِ

باب ہے بیچ بیان اس چیز کے کہ آئی ہے عمارت بنانے میں

فائدہ: یعنی منع ہے اور اباحت سے اور بنا عام تر ہے اس سے کہ ہو مٹی سے یا مدر سے یا لکڑی سے یا بانس سے یا بالوں سے۔

وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ إِذَا تَطَاوَلَ رِعَآءُ الْبَهْمِ فِي الْبُنْيَانِ.

اور کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کی نشانیوں سے ہے یہ کہ جب اونٹوں کے چرانے والے عمارتوں میں فخر کریں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الایمان میں گزر چکی ہے اور اشارہ کیا ہے ساتھ اس ٹکڑے کے طرف مذمت فخر کرنے کی عمارتوں میں اور اس استدلال میں نظر ہے اور البتہ وارد ہوئی ہے بیچ مذمت تطویل بنا کے صریح وہ چیز کہ روایت کی ہے ابن ابی الدنیا نے عمارہ بن عامر کی حدیث سے کہ جب مرد ساتھ ہاتھ سے اونچی بنا اٹھائے تو پکارا جاتا ہے اے فاسق کہاں تک! اور اس کی سند ضعیف ہے باوجود موقوف ہونے کے اور بیچ ذم بنا کے مطلق حدیث خباب رضی اللہ عنہ کی ہے مرفوع کہا کہ مرد کو اجر ملتا ہے اس کے ہر خرچ پر مگر جو خرچ کرے مٹی میں اور واسطے طبرانی کے جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے ساتھ بدی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے مال کو عمارتوں میں خرچ کرتا ہے اور روایت کی ہے ابو داؤد نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھ پر گزرے اور

میں باغ کو مٹی سے لیپتا تھا سو فرمایا کہ کام زیادہ تر جلدی کرنے والا ہے اس سے یعنی موت قریب ہے اور یہ سب محمول ہے اس چیز پر کہ نہ حاجت ہو اس کی اس چیز سے کہ نہیں ہے کوئی چارہ اس سے واسطے رہنے کے اور جو بچائے سردی اور گرمی سے اور ایک روایت میں ہے کہ ہر بنا وبال ہے اس کے مالک پر مگر جس سے کوئی چارہ نہ ہو۔(فتح)

۵۸۲۷۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ هُوَ ابْنُ سَعِيْدٍ عَنْ سَعِيْدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ رَأَيْتُنِيْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَنَيْتُ بِيَدِيْ بَيْتًا يُكِنُّنِيْ مِنَ الْمَطَرِ وَيُظِلُّنِيْ مِنَ الشَّمْسِ مَا أَعَانَنِيْ عَلَيْهِ أَحَدٌ مِّنْ خَلْقِ اللّٰهِ.

۵۸۲۷۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے اپنے آپ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں دیکھا کہ میں نے اپنے ہاتھ سے گھر بنایا جو مجھ کو مینہ سے بچائے اور آفتاب سے سایہ کرے اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے کسی نے مجھ کو اس پر مدد نہ کی یعنی میں نے اکیلے بنایا۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے طرف کم محنت ہونے کی۔

۵۸۲۸۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ عَمْرٌو قَالَ ابْنُ عُمَرَ وَاللّٰهِ مَا وَضَعْتُ لَبِنَةً عَلٰى لَبِنَةٍ وَّلَا غَرَسْتُ نَخْلَةً مُنْذُ قُبِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سُفْيَانُ فَذَكَرْتُهُ لِبَعْضِ أَهْلِهِ قَالَ وَاللّٰهِ لَقَدْ بَنٰى قَالَ سُفْيَانُ قُلْتُ فَلَعَلَّهُ قَالَ قَبْلَ أَنْ يَّبْنِيَ.

۵۸۲۸۔ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے قسم ہے اللہ کی نہیں رکھی میں نے اینٹ پر اینٹ اور نہیں لگایا میں نے کوئی درخت جب سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے کہا سفیان نے سو ذکر کیا میں نے اس کو واسطے بعض اہل اس کے سو اس نے کہا کہ قسم ہے اللہ تعالیٰ کی البتہ اس نے گھر بنایا، کہا سفیان نے میں نے کہا سو شاید کہا ہوگا گھر بنانے سے پہلے۔

فائدہ: اور بنا میں تفصیل ہے اور نہیں ہے ہر گھر جو حاجت سے زیادہ ہو مستلزم گناہ کو اور نہیں شک ہے کہ درخت بونے میں اجر ہے بسبب اس چیز کے کہ کھائی جاتی ہے اس سے جو نہیں ہے بنا میں اگرچہ بعض بنا میں وہ چیز ہے کہ حاصل ہوتا ہے ساتھ اس کے اجر مثل اس کی کہ حاصل ہوتا ہے ساتھ اس کے نفع واسطے غیر بانی کے اس واسطے کہ حاصل ہوتا ہے واسطے بانی کے ساتھ اس کے ثواب، واللہ اعلم۔ اور یہ جو کہا کہ اس سے پہلے کہا ہوگا یعنی یہ جو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے اینٹ پر اینٹ نہیں رکھی تو شاید کہا ہوگا یہ قول ابن عمر رضی اللہ عنہما نے پہلے اس سے کہ بنائیں وہ گھر جو ذکر کیا میں نے اور یہ عذر خوب ہے سفیان راوی اس حدیث کی سے اور احتمال ہے کہ نفی کی ہو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کی کہ بنا کیا ہو اپنے ہاتھ سے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اس کو بنایا ہو اور جو ثابت کیا ہے اس کو بعض اہل اس کے نے اس کے حکم سے بنایا گیا ہو سو منسوب کیا ہے اس کو طرف اس کی بطور مجاز کے اور احتمال ہے کہ بنایا ہو اس نے گھر بانس یا بال سے اور احتمال ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نفی کی اس چیز کی ہو جو حاجت سے زائد ہو۔(فتح الباری)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الدَّعْوَاتِ — کتاب ہے دعاؤں کے بیان میں

فائدہ: دعوات جمع ہے دعوت کی اور وہ ایک سوال ہے اور دعا کے معنی ہیں طلب اور دعا کے معنی حث ہے اس کے فعل پر اور کہا ابو القاسم قشیری نے اسماء حسنیٰ کی شرح میں کہ دعا قرآن میں کئی معنوں سے آئی ہے ایک معنی اس کے عبادت ہیں ﴿وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ اور یک معنی اس کے استغاثہ ہیں ﴿وَادْعُوْا شُهَدَآءَ كُمْ﴾ اور ایک معنی اس کے سوال کرنے کے ہیں ﴿اُدْعُوْنِيْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾ اور ایک معنی قول کے ہیں ﴿دَعْوَاهُمْ فِيْهَا سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ﴾ اور ندا ﴿يَوْمَ يَدْعُوْكُمْ﴾ اور ثنا ﴿قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ﴾۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿اُدْعُوْنِيْ أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِيْنَ﴾.

باب ہے بیچ قول اللہ تعالیٰ کے کہ مجھ سے دعا مانگو میں تمہاری دعا قبول کروں اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو تکبر کرتے ہیں میری عبادت سے عنقریب داخل ہوں گے دوزخ میں ذلیل ہو کر۔

فائدہ: یہ آیت ظاہر ہے بیچ ترجیح دعا کے اوپر تفویض کے اور کہا ایک گروہ نے کہ افضل نہ مانگنا دعا کا ہے اور فرماں بردار ہونا واسطے قضا کے اور جواب دیا ہے انہوں نے آیت سے ساتھ اس کے کہ آخر اس کا دلالت کرتا ہے اس پر کہ مراد ساتھ دعا کے عبادت ہے واسطے قول اللہ تعالیٰ کے ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ﴾ اور استدلال کیا ہے انہوں نے ساتھ حدیث نعمان رضی اللہ عنہ کے کہ دعا عبادت ہے پھر ان دونوں آیتوں کو پڑھا اور خلاف کیا ہے ایک گروہ نے سو کہا انہوں نے کہ مراد ساتھ دعا کے آیت میں ترک کرنا گناہوں کا ہے اور جواب دیا ہے جمہور نے کہ دعا بڑی اعظم عبادت ہے پس وہ مانند دوسری حدیث کے ہے کہ حج عرفہ ہے یعنی معظم حج اور رکن اس کا اکبر عرفہ ہے اور تائید کرتی ہے اس کی وہ چیز جو روایت کی ہے ترمذی نے کہ دعا مغز عبادت کا ہے اور البتہ وارد ہو چکے ہیں آثار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ساتھ ترغیب کے دعا میں مانند حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی کہ نہیں کوئی چیز بزرگ تر نزدیک اللہ تعالیٰ کے دعا سے کہا طیبی نے کہ حدیث کے معنی یہ ہیں کہ جو اللہ تعالیٰ سے سوال نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اس سے بغض رکھتا ہے اور مبغوض مغضوب علیہ ہے اور اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ اس سے سوال کیا جائے اور تائید کرتی ہے اس کی حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی کہ اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل مانگو اس واسطے کہ اللہ چاہتا ہے کہ اس سے سوال کا جائے اور کہا شیخ تقی

الدین سبکی نے کہ اولیٰ حمل دعا کا ہے آیت میں اپنے ظاہر پر اور بہر حال قول اس کا اس کے بعد عبادتی پس وجہ ربط کی یہ ہے کہ دعا خاص تر ہے عبادت سے سو جس نے تکبر کیا عبادت سے اس نے تکبر کیا دعا سے بنا بر اس کے پس وعید تو صرف اس شخص کے حق میں ہے جو ترک کرے دعا کو واسطے تکبر کے اور جو ایسا کرے وہ کافر ہو جاتا ہے اور بہر حال جو چھوڑے اس کو واسطے کسی مقصد کے مقاصد سے تو نہیں متوجہ ہوتی ہے اس کی طرف وعید مذکور اگر چہ ہم دیکھتے تھے کہ ملازمت دعا کی اور استکثار اس سے راجح تر ہے ترک سے واسطے کثرت دلیلوں کے جو وارد ہوئی ہیں بیچ رغبت دلانے کے اوپر اس کے میں کہتا ہوں اور البتہ دلالت کی ہے آیت نے جو آئی ہے کہ اجابت شرط کی گئی ہے ساتھ اخلاص کے اور وہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ﴾ اور حکایت کیا ہے قشیری نے مسئلے میں اختلاف کو سو کہا کہ اختلاف ہے کہ دعا مانگنی اولیٰ ہے یا سکوت اور رضا سو بعض نے کہا کہ لائق ہے کہ دعا کو ترجیح دی جائے واسطے کثرت اولیٰ کے واسطے اس چیز کے کہ اس میں ہے اظہار خضوع اور محتاجی سے اور بعض نے کہا کہ سکوت اور رضا اولیٰ ہے واسطے اس چیز کے کہ رضا میں ہے فضیلت سے، میں کہتا ہوں اور شبہ ان کا یہ ہے کہ دعا کرنے والا نہیں پہچانتا ہے کہ کیا مقدر کیا گیا ہے واسطے اس کے سو دعا اس کی اگر ہو موافق واسطے اس چیز کے کہ مقدر کی گئی ہے تو وہ تحصیل حاصل ہے اور اگر اس کے برخلاف ہو تو وہ عناد ہے اور جواب پہلے شبہ کا یہ ہے کہ دعا من جملہ عبادت کے ہے واسطے اس چیز کے کہ اس میں ہے خضوع اور محتاج ہونے سے اور دوسرا جواب یہ ہے کہ جب اس نے اعتقاد کیا کہ نہیں واقع ہوگا مگر جو اللہ تعالیٰ نے مقدر کیا ہے تو ہوگا اذعان اور تسلیم نہ عناد اور فائدہ دعا کا حاصل کرنا ثواب کا ہے ساتھ بجا لانے حکم کے اور واسطے اس احتمال کے کہ ہو چیز مدعو بہ موقوف اوپر دعا کے اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ خالق ہے اسباب کا اور ان کے مسببات کا اور کہا ایک گروہ نے کہ لائق ہے کہ دعا کرے زبان سے راضی ہو کر دل سے کہا اس نے اور اولیٰ یہ ہے کہ کہا جائے کہ جب پائی جائے اس کے دل میں اشارت طرف دعا کی تو دعا افضل ہے وبالعکس، میں کہتا ہوں کہ قول اول اعلیٰ مقامات کا ہے کہ زبان سے دعا کرے اور دل سے راضی ہو اور قول دوسرا نہیں حاصل ہوتا ہے ہر ایک سے بلکہ لائق ہے کہ خاص ہوں ساتھ اس کے کامل لوگ کہا قشیری نے اور صحیح ہے کہ کہا جائے کہ جس چیز میں اللہ تعالیٰ کا یا مسلمانوں کا حصہ ہو تو دعا افضل ہے اور جس نفس کی حظ ہو پس سکوت افضل ہے اور عمدہ شبہ اس شخص کا جو تاویل کرتا ہے دعا کو آیت میں ساتھ عبادت کے یا غیر اس کے قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَيْهِ اِنْ شَآءَ﴾ اور بہت لوگ دعا مانگتے ہیں ان کی دعا قبول نہیں ہوتی سو اگر آیت اپنے ظاہر پر ہوتی تو نہ خلاف ہوتی اور جواب یہ ہے کہ ہر دعا کرنے والے کی دعا قبول ہوتی ہے لیکن قبول ہونا کئی قسم پر ہے سو کبھی تو بعینہ وہی چیز حاصل ہوتی ہے جس کے واسطے دعا کی اور کبھی اس کا عوض ملتا ہے اور البتہ وارد ہوئی ہے اس میں حدیث صحیح جو روایت کی ہے ترمذی اور حاکم نے عبادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے مرفوع کہ نہیں زمین پر کوئی مسلمان جو اللہ تعالیٰ سے

کوئی دعا کرے مگر کہ اللہ تعالیٰ اس کو وہ چیز دیتا ہے یا اس سے بدی کو پھیرتا ہے مثل اس کی اور واسطے احمد کے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ہے کہ اللہ یا تو اس کو وہ چیز دنیا میں دیتا ہے یا اس کو اس کے واسطے جمع کرتا ہے اور واسطے اس کے ابوسعید رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ہے کہ نہیں کوئی مسلمان جو دعا کرے کہ نہ اس میں گناہ ہو نہ توڑنا ناتے کا مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ دیتا ہے اس کو بدلے اس کے ایک تین چیز سے یا اس کی دعا دنیا میں قبول کرتا ہے یا اس کو اس کے واسطے آخرت میں جمع کرتا ہے یا اس سے اس کی مثل بدی دور کرتا ہے اور یہ شرط دوسری ہے واسطے اجابت اور قبول کرنے دعا کے اور شرطیں بھی ہیں ایک یہ کہ اس کا کھانا کپڑا حلال ہو واسطے اس حدیث کے کہ اس کی دعا کب قبول ہوتی ہے اور ایک شرط اجابت کی یہ ہے کہ جلدی نہ کرے واسطے حدیث کے کہ قبول ہوتی ہے دعا ہر ایک کی جب تک کہ نہ کہے کہ میں نے دعا کی میری دعا قبول نہ ہوئی۔ (فتح)

بَابٌ لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ مُّسْتَجَابَةٌ

باب ہے کہ ہر پیغمبر کے واسطے ایک دعا ہے قبول کی گئی

۵۸۲۹۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ مُّسْتَجَابَةٌ يَدْعُوْ بِهَا وَأُرِيْدُ أَنْ أَخْتَبِئَ دَعْوَتِيْ شَفَاعَةً لِأُمَّتِيْ فِي الْآخِرَةِ.

۵۸۲۹۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر پیغمبر کی ایک خاص دعا ہے کہ دعا کرتا ہے ساتھ اس کے اور میں چاہتا ہوں کہ اپنی دعا کو چھپا رکھوں اپنی امت بخشانے کے واسطے آخرت میں۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے سو وہ پہنچنے والی ہے جو مرے میری امت سے اس حال میں کہ نہ شریک ٹھہراتا ہو ساتھ اللہ کے کسی اور کو اور شاید حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ کیا یہ کہ اس کو مؤخر کریں پھر قصد کیا پھر اس کو مؤخر کیا اور اس کے واقع ہونے کے اُمید وار ہوئے پھر آپ کو اللہ تعالیٰ نے وہ معلوم کروایا سو آپ نے اس کے ساتھ جزم کیا اور باقی بیان اس کا شفاعت میں آئے گا، انشاء اللہ تعالیٰ، اور البتہ مشکل جانا گیا ہے ظاہر حدیث کا ساتھ اس چیز کے کہ واقع ہوئی ہے واسطے بہت پیغمبروں کے دعاؤں سے جو قبول ہوئیں خاص کر واسطے ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ظاہر اس کا یہ ہے کہ ہر پیغمبر کی فقط ایک دعا قبول ہوتی ہے اور جواب یہ ہے کہ مراد ساتھ اجابت کے دعا مذکور میں یقین کرنا ہے ساتھ اس کے اور جو دعا ان کی کہ اس کے سوائے ہے سو وہ اوپر اُمید اجابت کے ہے اور بعض نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ ہر پیغمبر کی دعاؤں میں سے ایک دعا اس کی افضل ہے اور ان کے واسطے اور دعائیں بھی ہیں اور بعض نے کہا کہ ہر پیغمبر کے واسطے ایک دعا عام ہے قبول کی گئی اس کی امت میں یا ساتھ ہلاک کرنے ان کے یا ساتھ نجات ان کی کے اور بہرحال جو دعائیں کہ خاص ہیں سو ان میں سے بعض قبول ہوتی ہیں اور بعض قبول نہیں

ہوتیں اور بعض نے کہا کہ واسطے ہر پیغمبر کے ایک دعا ہے کہ خاص کرے اس کو واسطے دنیا اپنی کے یا جان اپنی کے جیسے نوح علیہ السلام نے دعا کی کہ الٰہی! نہ چھوڑ زمین پر کوئی گھر کافروں کا اور سلیمان علیہ السلام نے دعا کی کہ الٰہی! مجھ کو ایسی بادشاہی دے کہ میرے بعد کسی کو ویسی نہ ملے اور کہا طیبی نے کہ اولیٰ یہ ہے کہ کہا جائے کہ بے شک اللہ نے ہر پیغمبر کے واسطے ایک دعا ٹھہرائی ہے جو قبول کی جاتی ہے اس کی امت کے حق میں سو پہنچا اس کو ہر ایک ان میں سے دنیا میں اور بہر حال ہمارے حضرت ﷺ سو جب آپ نے اپنی بعض امت پر بد دعا کی تو آپ پر یہ آیت اتری ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ﴾ یعنی تیرا کچھ اختیار نہیں سو باقی رہی یہ دعا قبول کی گئی جمع واسطے آخرت کے اور اکثر وہ لوگ جن پر بد دعا کی نہ ارادہ کیا ان کے ہلاک کرنے کا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ارادہ کیا تھا ان کے ہٹانے کا کفر سے تاکہ توبہ کریں اور کہا ابن بطال نے کہ اس حدیث میں فضیلت ہے ہمارے پیغمبر ﷺ کی تمام پیغمبروں پر کہ مقدم کیا حضرت ﷺ نے اپنی امت کو اپنی جان پر اور اپنے اہل بیت پر ساتھ دعا قبول کی گئی کے اور نیز نہ ٹھہرایا ان کو دعا اوپر ان کے جیسا کہ واقع ہوا واسطے اگلوں کے اور کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ اس حدیث میں کمال شفقت حضرت ﷺ کی ہے اپنی امت پر اور مہربانی آپ کی کے واسطے ان کے اور کوشش آپ کی ساتھ نظر کرنے کے ان کی بہتریوں میں سو ٹھہرایا اپنی دعا کو بیچ اہم اوقات حاجت ان کی کے اور یہ جو فرمایا کہ وہ پہنچنے والی ہے ہر موحد کو میری امت سے سو اس میں دلیل ہے واسطے اہل سنت کے جو مر جائے اس حال میں کہ نہ شریک ٹھہرایا ہو اس نے کسی کو ساتھ اللہ تعالیٰ کے وہ دوزخ میں ہمیشہ نہیں رہے گا اگرچہ مرے اس حال میں کہ اصرار کرنے والا ہو کبیرے گناہوں پر۔ (فتح)

٥٨٣٠ ـ وَقَالَ لِيْ خَلِيْفَةُ قَالَ مُعْتَمِرٌ سَمِعْتُ أَبِيْ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ نَبِيٍّ سَأَلَ سُؤْلًا أَوْ قَالَ لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ قَدْ دَعَا بِهَا فَاسْتُجِيْبَ فَجَعَلْتُ دَعْوَتِيْ شَفَاعَةً لِأُمَّتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

٥٨٣٠۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہر پیغمبر علیہ السلام نے ایک سوال کیا اللہ تعالیٰ سے یا فرمایا ہر پیغمبر علیہ السلام کے واسطے ایک دعا خاص ہے البتہ اس نے اس کے ساتھ دعا کی سو اس کی دعا قبول ہوئی سو میں نے ٹھہرائی اپنی دعا واسطے بخشانے اپنی امت کے قیامت کے دن۔

بَابُ أَفْضَلِ الْاِسْتِغْفَارِ

باب ہے بیچ بیان افضل استغفار کے

فائدہ: واقع ہوا ہے بیچ شرح ابن بطال کے ساتھ لفظ فضل استغفار کے اور شاید اس نے نہ دیکھا دونوں آیتوں کو اول ترجمہ میں اور وہ دونوں دلالت کرتی ہیں اوپر رغبت دلانے استغفار کے تو اس نے گمان کیا کہ ترجمہ واسطے بیان فضیلت استغفار کے ہے لیکن حدیث باب کی تائید کرتی ہے اس چیز کو کہ واقع ہوئی ہے نزدیک اکثر کے اور شاید بخاری رحمہ اللہ نے ارادہ کیا ہے ثابت کرنا مشروعیت ترغیب کا اوپر استغفار کے ساتھ ذکر آیتوں کے پھر بیان کی ساتھ حدیث کے اولیٰ وہ چیز کہ استعمال کی جاتی ہے اس کے الفاظ سے اور باب باندھا ہے ساتھ افضلیت کے اور واقع ہوا

حدیث میں لفظ سیادت کا اور شاید اس نے اشارہ کیا ہے طرف اس کی کہ مراد ساتھ سیادت کے افضلیت ہے اور معنی اس کے اکثر ہیں نفع میں واسطے استعمال کرنے والے اس کے کے اور زیادہ تر واضح چیز جو واقع ہوئی بیچ فضل استغفار کے وہ حدیث ہے جو روایت کی ہے ترمذی وغیرہ نے حدیث یسار وغیرہ سے مرفوع کہ جو کہے اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ تو اس کے گناہ بخشے جاتے ہیں اگرچہ بھاگا ہو جہاد سے اور کہا ابونعیم اصبہانی نے کہ یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ بعض کبیرے گناہ بعض نیک عملوں سے بخشے جاتے ہیں اور ضابطہ اس کا وہ گناہ ہیں جو نہیں واجب کرتے ہیں اس کے مرتکب پر کسی حکم کو اس کی جان میں اور نہ مال میں اور وجہ دلالت کی اس سے یہ ہے کہ آپ نے مثال دی ہے ساتھ بھاگنے کے جنگ سے اور وہ کبیرہ گناہ ہے سو دلالت کی اس نے کہ جو اس کی مثل یا اس سے کم ہو بخشا جاتا ہے جب کہ ہو مثل بھاگنے کے جہاد سے اس واسطے کہ وہ نہیں واجب کرتا ہے اس کے مرتکب پر حکم کو نہ نفس میں نہ مال میں۔ (فتح)

وَقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا يُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا وَيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا﴾.

اور اللہ نے فرمایا کہ بخشش مانگو اپنے رب سے کہ بے شک وہ بہت بخشنے والا ہے تاکہ بھیجے تم پر مینہ بہنے والا اور پے در پے دے تم کو مال اور بیٹے اور دے تم کو باغ اور بنا دے واسطے تمہارے نہریں۔

فائدہ: صواب یہ ہے کہ واؤ اول میں نہ ہو اس واسطے کہ تلاوت فقلت استغفروا الآیۃ یہ ہے اور شاید بخاری نے اشارہ کیا ہے ساتھ ذکر اس آیت کے طرف اثر حسن بصری رحمہ اللہ کے کی کہ ایک مرد نے ان کے پاس قحط سالی کی شکایت کی حسن بصری رحمہ اللہ نے کہا کہ اللہ سے استغفار کر اور دوسرے نے محتاجی کی شکایت کی کہا کہ اللہ تعالیٰ سے استغفار کر اور ایک اور نے شکایت کی کہ میرا باغ خشک ہو گیا کہا کہ اللہ تعالیٰ سے استغفار کر اور ایک اور نے اولاد کی شکایت کی کہا کہ اللہ تعالیٰ سے استغفار کر پھر ان سب پر یہ آیت پڑھی اور آیت میں حث ہے اوپر استغفار کے اور اشارہ ہے طرف وقوع مغفرت کے واسطے اس کے جو استغفار کرے۔ (فتح)

وَقَوْلِهٖ ﴿وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ﴾.

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور وہ لوگ کہ جب کوئی بے حیائی کرتے ہیں یا اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں یاد کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کو اور بخشش مانگتے ہیں اپنے گناہوں کے لیے، آخر آیت تک۔

فائدہ: اور اختلاف ہے بیچ معنی قول اس کے کے ذکروا اللہ سو بعض نے کہا کہ قول اس کا واستغفروا تفسیر ہے واسطے مراد کے ذکر سے اور بعض نے کہا کہ حذف پر ہے اور تقدیر اس کی یہ ہے کہ یاد کرتے ہیں عتاب اللہ کا یعنی اپنے دلوں

میں فکر کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان سے پوچھے گا سو استغفار کرتے ہیں اپنے گناہوں کے سبب سے اور البتہ وارد ہوئی ہے حدیث میں صفت استغفار کی جس کی طرف آیت میں اشارہ ہے روایت کیا ہے اس کو احمد اور چار نے علی رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہا کہ حدیث بیان کی مجھ سے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اور سچ کہا میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ نہیں کوئی مرد جو گناہ کرے پھر کھڑا ہو اور پاک ہو اور خوب پاک ہو پھر اللہ تعالیٰ سے استغفار کرے مگر کہ اس کے واسطے مغفرت کی جاتی ہے پھر یہ آیت پڑھی ﴿وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً﴾ الآیة اور قول اللہ تعالیٰ کا ﴿وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا﴾ یعنی نہیں اصرار کیا انہوں نے اس فعل پر جو کیا اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ شرط قبول ہونے استغفار کی یہ ہے کہ اکھڑ جائے استغفار کرنے والا گناہ سے اور اس سے الگ ہو جائے نہیں تو زبان سے استغفار کرنا باوجود مشغول رہنے کے ساتھ گناہ کے مانند کھیلنے کی ہے اور استغفار کی فضیلت میں بہت آیتیں اور حدیثیں وارد ہوئی ہیں ان میں سے ایک حدیث ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی ہے مرفوع کہ شیطان نے کہا کہ الٰہی! میں آدمیوں کو ہمیشہ گمراہ کروں گا جب تک کہ ان کی روح ان کے بدنوں میں ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ قسم ہے میری عزت کی کہ میں ہمیشہ ان کو بخشتا رہوں گا جب تک کہ مجھ سے مغفرت مانگیں گے روایت کیا ہے اس کو احمد نے اور حدیث ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ہے مرفوع کہ نہیں مصر ہے جو استغفار کرتا رہے اگرچہ ایک دن میں ستر بار پھر کرے اور ذکر ستر کا واسطے مبالغہ کے ہے نہیں تو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث جو توحید میں مرفوعاً ہے کہ بندہ گناہ کرتا ہے سو کہتا ہے کہ اے میرے رب! میں نے گناہ کیا سو تو مجھ کو بخش دے سو اللہ تعالیٰ اس کے واسطے بخش دیتا ہے اور اس کے اخیر میں ہے کہ میرے بندے نے جانا کہ اس کا رب ہے جو گناہ کو بخشتا ہے اور اس پر پکڑتا ہے میں نے تجھ کو بخشا سو کر جو تیرا جی چاہے۔ (فتح)

۵۸۳۱۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ بُرَيْدَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ بُشَيْرُ بْنُ كَعْبٍ الْعَدَوِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ شَدَّادُ بْنُ أَوْسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيِّدُ الْاِسْتِغْفَارِ أَنْ تَقُوْلَ اللّٰهُمَّ أَنْتَ رَبِّيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ خَلَقْتَنِيْ وَأَنَا عَبْدُكَ وَأَنَا عَلٰى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ أَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَأَبُوْءُ لَكَ بِذَنْبِيْ

۵۸۳۱۔ حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سردار اور عمدہ استغفار یہ ہے کہ بندہ یوں کہے کہ الٰہی! تو میرا مالک ہے کوئی بندگی کے لائق نہیں سوائے تیرے تو نے مجھ کو پیدا کیا اور میں تیرا بندہ ہوں اور میں تیرے قول اور تیرے وعدے پر ہوں جہاں تک مجھ سے ہو سکے میں تیری پناہ مانگتا ہوں اپنے کیے کی بدی سے میں تجھ سے اقرار کرتا ہوں تیرے احسان کا جو مجھ پر ہے اور اقرار کرتا ہوں تجھ سے اپنے گناہ کا سو مجھ کو بخش دے مقرر یہی ہے کہ گناہوں کو کوئی نہیں بخش سکتا سوائے تیرے جو یقین سے اس کو دن میں کہے پھر اسی دن شام سے پہلے مر جائے تو وہ شخص جنتی

فَاغْفِرْ لِيْ فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ قَالَ وَمَنْ قَالَهَا مِنَ النَّهَارِ مُوْقِنًا بِهَا فَمَاتَ مِنْ يَوْمِهٖ قَبْلَ أَنْ يُّمْسِيَ فَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَمَنْ قَالَهَا مِنَ اللَّيْلِ وَهُوَ مُوْقِنٌ بِهَا فَمَاتَ قَبْلَ أَنْ يُّصْبِحَ فَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ.

ہے اور جو اس کو رات میں کہے یقین کر کے پھر مر جائے فجر سے پہلے تو وہ شخص بہشتی ہے۔

فائدہ: اللهم انت سے الا انت تک صبح وشام پڑھا کرے رات اور دن دونوں اس میں آ گئے رات یا دن میں جب مرے گا اس عمدہ شہادت میں داخل ہوگا۔

فائدہ: قولہ سید الاستغفار کہا طیبی نے کہ جب کہ تھی یہ دعا جامع واسطے سب معانی توبہ کے تو مانگا گیا واسطے اس کے اسم سید کا اور سید اصل میں رئیس کو کہتے ہیں کہ رجوع کیا جائے اس کی طرف حاجتوں میں اور یہ جو کہا کہ میں تیرے عہد پر ہوں تو کہا خطابی نے کہ مراد یہ ہے کہ میں قائم ہوں اس چیز پر کہ عہد کیا ہے میں نے اس پر تجھ سے اور وعدہ کیا تجھ سے ایمان لانے کا ساتھ تیرے اور خالص تیری عبادت کرنے کا جہاں تک کہ مجھ سے ہو سکے اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ میں قائم ہوں اوپر اس چیز کے کہ عہد کیا ہے تو نے میری طرف امر سے اور متمسک ہوں ساتھ اس کے اور پورا کرنے والا ہوں تیرے وعدے کو ثواب اور اجر میں اور شرط ہونا استطاعت کا اس میں اس کے معنی اعتراف ہیں ساتھ عاجز ہونے اور قصور کے اس کے حق سے جو واجب ہے اور کہا ابن بطال نے کہ قول اس کا وانا علی عہدک ووعدک مراد وہ عہد ہے جو لیا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں سے جب کہ نکالا ان کو آدم علیہ السلام کی پشت سے مثل چیونٹیوں کی اور گواہ کیا ان کو ان کی جانوں پر کیا میں تمہارا رب نہیں؟ سو اقرار کیا بندوں نے ساتھ ربوبیت کے اور یقین کیا واسطے اس کے ساتھ وحدانیت کے اور مراد ساتھ وعدے کے وہ چیز ہے جو اپنے پیغمبر ﷺ کی زبان پر فرمائی کہ جو مر جائے اس حال میں کہ نہ شریک ٹھہرایا ہو ساتھ اللہ تعالیٰ کے کسی کو کہ داخل کرے اس کو بہشت میں اور بیچ قول اس کے کے جہاں تک مجھ سے ہو سکے اعلام ہے واسطے امت اپنی کے کہ کوئی آدمی نہیں قادر ہے اوپر لانے کے ساتھ تمام اس چیز کے کہ واجب ہے اس پر واسطے اللہ تعالیٰ کے اور نہ وفا ساتھ کمال بندگی کے اور شکر اوپر نعمتوں کے سو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے ساتھ مہربانی کی سو نہ تکلیف دی ان کو مگر موافق ان کے مقدر کے اور قول اس کا میں اپنے گناہ کا اقرار کرتا ہوں اس میں اعتراف ہے ساتھ واقع ہونے گناہ کے مطلق تاکہ صحیح ہو اس سے استغفار اور قول اس کا سو بخش دے واسطے میرے تو اس سے لیا جاتا ہے کہ جو اعتراف کرے گناہ کا اس کا گناہ بخشا جاتا ہے قولہ موقنا بہا یعنی خاص کرنے والا واسطے اس کے دل اپنے کو سچا جاننے والا اس کے ثواب کو اور اس حدیث میں بدیع معانی اور حسن الفاظ سے ہے وہ چیز کہ لائق ہے واسطے اس کے یہ کہ نام رکھا جائے اس کا سید الاستغفار سو اس میں اقرار ہے

واسطے اللہ وحدہ کے ساتھ الوہیت اور عبودیت کے اور اعتراف کے ساتھ اس کے کہ وہ خالق ہے اور اقرار ہے ساتھ عہد کے کہ لیا ہے اس کو اس سے اور اُمید وار ہونا ساتھ اس چیز کے کہ وعدہ کیا ہے ساتھ اس کے اور پناہ مانگنا ہے بدی اس چیز کی سے کہ قصور کرتا ہے آدمی اپنی جان پر اور منسوب کرنا نعمتوں کا طرف پیدا کرنے والے اس کے کی اور منسوب کرنا گناہ کا طرف نفس اپنے کی اور رغبت کرنا اس کی مغفرت میں اور اعتراف اس کا ساتھ اس کے کہ نہیں قادر ہے کوئی اس پر سوائے اس کے مگر وہی اور ان سب امروں میں اشارہ ہے طرف جمع کرنے کی طرف شریعت اور حقیقت کی اس واسطے کہ شریعت کی تکلیفیں نہیں حاصل ہوتی ہیں مگر جب کہ ہو اس میں مدد اللہ تعالیٰ سے اور اس قدر سے مراد حقیقت ہے اور اگر اتفاق ہو کہ بندہ مخالفت کرے تا کہ ہو اس پر وہ چیز کہ قادر ہے او پر اس کے اور قائم ہو حجت او پر اس کے ساتھ بیان مخالفت کے تو نہیں باقی رہتا ہے مگر ایک امر دو سے یا عقوبت ساتھ مقتضی عدل کے یا عفو ساتھ تقاضے فضل کے اور نیز کہا کہ شرط استغفار کی صحت نیت کی ہے اور توجہ اور ادب سو اگر کوئی حاصل کرے شرطوں کو اور استغفار کرے ساتھ غیر اس لفظ کے جو وارد ہے اور استغفار کرے دوسرا ساتھ اس لفظ کے جو وارد ہے لیکن شرطوں کو حاصل نہ کرے تو کیا دونوں برابر ہیں؟ اور جواب یہ ہے کہ جو ظاہر ہوتا ہے کہ لفظ مذکور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ سید استغفار ہے جب کہ جمع کرے شرائط مذکورہ کو۔ (فتح)

بَابُ اِسْتِغْفَارِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ

استغفار کرنا حضرت ﷺ کا دن رات میں

فائدہ: یعنی واقع ہونا استغفار کا آپ سے یا تقدیر یہ ہے کہ مقدار استغفار آپ کے کی ہر دن میں اور نہیں محمول ہے کیفیت پر واسطے مقدم ہونے بیان افضل کے اور حضرت ﷺ افضل کو نہیں چھوڑتے تھے۔

٥٨٣٢۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ وَاللّٰهِ إِنِّيْ لَأَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَأَتُوْبُ إِلَيْهِ فِي الْيَوْمِ أَكْثَرَ مِنْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً.

٥٨٣٢۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ بے شک میں استغفار کیا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ سے اور توبہ کرتا ہوں دن بھر میں ستر بار سے زیادہ۔

فائدہ: اور دوسری روایت میں استغفار کو سو بار فرمایا ہے اور ظاہر اس کا یہ ہے کہ حضرت ﷺ مغفرت کو طلب کرتے تھے اور قصد کرتے تھے توبہ پر اور احتمال ہے کہ ہو مراد کہ بعینہ یہ لفظ کہتے تھے اور مسلم کی حدیث میں ہے کہ ایک بار ایک پردہ میرے دل پر ہو جاتا ہے اور میں اللہ سے ہر روز سو بار مغفرت مانگتا ہوں، کہا عیاض نے کہ مراد ساتھ غین

کے قصور ہے ذکر سے جس کی شان یہ ہے کہ اس پر ہمیشگی کی جائے سو اگر کسی امر کے واسطے اس سے قصور ہو اور کسی وقت چھوٹ جائے تو نہیں گنا جاتا گناہ سو استغفار کرتے تھے اس سے اور بعض نے کہا کہ وہ ایک چیز ہے کہ دل کو عارض ہوتی ہے اس قسم سے کہ واقع ہوتی ہے دل کے خطرے سے اور بعض نے کہا کہ وہ سکینہ ہے جو دل کو ڈھانک لیتی ہے اور مشکل جانا گیا ہے واقع ہونا استغفار کا حضرت ﷺ سے اور حالانکہ آپ معصوم ہیں اور استغفار تقاضا کرتا ہے واقع ہونے گناہ کے کو اور جواب دیا گیا ہے اس سے ساتھ کئی طور کے ایک وہ ہے جو گزر چکا ہے تفسیر غین میں اور ایک قول ابن جوزی رحمہ اللہ کا ہے کہ ہفوات طبائع بشریہ کا نہیں سلامت ہے ان سے کوئی اور پیغمبر لوگ اگرچہ معصوم ہیں کبیرے گناہوں سے سو نہیں معصوم ہیں صغیرے گناہوں سے اسی طرح کہا ہے اس نے اور یہ مفرع ہے خلاف پر اور راجح یہ ہے کہ پیغمبر لوگ صغیرے گناہوں سے بھی معصوم ہیں اور ایک قول ابن بطال کا ہے کہ پیغمبر لوگ سخت تر ہیں سب لوگوں سے عبادت میں واسطے اس چیز کے کہ دی ہے اللہ تعالیٰ نے ان کو معرفت سے سو وہ ہمیشہ ہیں اس کے شکر میں اقرار کرنے والے ساتھ اس کے ساتھ قصور کے اور حاصل جواب اس کے کا یہ ہے کہ استغفار قصور کرنے سے ہے بیچ ادا کرنے حق کے جو واجب ہے واسطے اللہ تعالیٰ کے اور احتمال ہے کہ ہو واسطے مشغول ہونے آپ کے ساتھ مباح کاموں کے کھانے اور پینے اور جماع اور سونے اور آرام کرنے سے یا واسطے کلام کرنے کے ساتھ لوگوں کے اور نظر کرنے کے ان کے مصالح میں اور لڑنے کے ساتھ دشمن ان کے اور تالید مؤلفہ وغیرہ کے اس چیز سے کہ مانع ہوتی تھی آپ کو مشغول ہونے سے ساتھ ذکر اللہ تعالیٰ کے اور تضرع کرنے کی طرف ان کی اور مشاہدے آپ کے اور مراقبہ آپ کے سو خیال کیا اس کو گناہ بہ نسبت اعلیٰ مقام کے اور وہ حضور ہے بیچ مکان پاک کے اور ایک جواب یہ ہے کہ استغفار تشریع ہے واسطے امت اپنی کے یعنی امت کے سکھلانے کے واسطے کرتے تھے تاکہ لوگ استغفار کریں یا استغفار ہے امت کے گناہوں سے سو یہ مانند شفاعت کی ہے واسطے ان کے۔ (فتح)

بَابُ التَّوْبَةِ — باب ہے بیچ بیان توبہ کے

فائدہ: اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ وارد دونوں بابوں کے اور وہ استغفار ہے پھر توبہ کرنا بیچ اول کتاب دعا کے طرف اس کی کہ اجابت جلدی کرتی ہے طرف اس شخص کی کہ نہ ہو مشغول ساتھ گناہوں کے سو جب مقدم کرے گا توبہ اور استغفار کو ہوگا قریب تر واسطے قبول ہونے اس کے اور کہا ابن جوزی رحمہ اللہ نے کہ غفران اللہ سے واسطے بندے کے یہ ہے کہ بچائے اس کو عذاب سے اور توبہ ترک کرنے گناہ کا ہے اوپر ایک وجہ کے وجوہ سے اور شرح میں چھوڑ دینا گناہ کا ہے واسطے قبح اس کے اور نادم ہونا اس کے فعل پر اور نیت کرنی کہ پھر نہ کرے گا اور رد کرنا غصب کی گئی چیز کا ہے یا طلب کرنا برأت کا اس کے مالک سے اور کہا قرطبی نے مفہم میں کہ اختلاف کیا ہے علماء نے توبہ کی تعریف میں کسی نے کہا کہ وہ نادم ہونا ہے کسی نے کہا کہ وہ نیت کرنی ہے پھر نہ کرنے پر اور کسی نے کہا کہ الگ ہونا ہے گناہ

سے اور بعض نے تینوں کو جمع کیا ہے اور وہ کامل تر ہے لیکن نہیں ہے مانع جامع اور کہا بعض محققین نے کہ وہ اختیار کرنا ترک گناہ کا ہے جو پہلے گزر چکا ہو حقیقۃً یا تقدیرًا واسطے اللہ تعالیٰ کے اور یہ زیادہ جامع ہے اس واسطے کہ تائب نہیں ہوتا ہے تارک واسطے گناہ کے جو فارغ ہوا اس واسطے کہ وہ نہیں قادر ہے اس کے عین پر نہ بطور فعل کے نہ ترک کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ قادر ہے اس کی مثل پر حقیقۃً اور اسی طرح وہ شخص کہ نہ واقع ہوا ہو اس سے گناہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ صحیح ہے اس سے بچنا اس چیز سے کہ ممکن ہو واقع ہونا اس کا نہ ترک مثل اس چیز کی کہ واقع ہوئی سو ہو گا متقی نہ تائب پھر جاننا چاہیے کہ توبہ یا کفر سے ہے یا گناہ سے سو توبہ کافر کی مقبول ہے قطعا اور توبہ گنہگار کی مقبول ہے ساتھ وعدے صادق کے اور معنی قبول کے خلاص ہونا ہے ضرر گناہ کے سے یہاں تک کہ رجوع کرتا ہے مثل اس شخص کی کہ نہیں عمل کیا پھر توبہ گنہگار کی یا تو اللہ کے حق سے ہے یا اس کے غیر کے حق سے سو حق اللہ تعالیٰ کا کفایت کرتا ہے بیچ توبہ کے اس سے ترک اس چیز پر کہ پہلے گزری لیکن بعض وہ چیز ہے کہ نہیں کفایت کی شرع نے اس میں ساتھ ترک کے فقط بلکہ جوڑا ہے ساتھ اس کے قضا کو یا کفارے کو اور حق غیر اللہ کا محتاج ہے طرف پہنچانے اس کے اس کے مستحق کو یعنی ضروری ہے کہ جس کی وہ چیز ہو اس کو دی جائے نہیں تو نہیں حاصل ہوتا ہے خلاص ہونا ضرر اس گناہ کے سے لیکن جو پہنچانے پر قادر نہ ہو بعد خرچ کرنے اس کے اپنی وسعت کو بیچ اس کے سو اللہ تعالیٰ کی معافی کی امید ہے اس واسطے کہ وہ ضامن ہوتا ہے حقوق کا اور بدل ڈالتا ہے گناہوں کو ساتھ نیکیوں کے، واللہ اعلم۔

میں کہتا ہوں حکایت کی گئی عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ سے توبہ کی شرطوں میں زیادتی سو کہا کہ نادم ہونا اور نیت کرنی پھر نہ کرنے پر اور پھیر دینا چھینی ہوئی چیز کا اور ادا کرنا اس چیز کا کہ ضائع ہوئی فرائض سے اور یہ کہ قصد کرے طرف بدن کی جس کو پالا ہو حرام سے سو گلائے اس کو ساتھ تشویش اور غم کے یہاں تک کہ پیدا ہو گوشت پاک اور یہ کہ چکھائے اپنے بدن کو رنج بندگی کا جیسے کہ چکھائی ہے اس کو لذت گناہ کی، میں کہتا ہوں اور بعض یہ چیزیں کامل کرنے والی ہیں اور معنی تواب کے پھرنے والا ہے اپنے بندے پر ساتھ فضل رحمت اپنی کے جس وقت کہ پھرے واسطے اطاعت اس کی کے اور نادم ہوا اپنے گناہ پر سو نہیں حبط کرتا اس سے وہ چیز کہ پہلے کی ہے نیکی سے اور نہیں محروم کرتا اس کو اس چیز سے کہ وعدہ کیا ہے ساتھ اس کے فرمانبردار کو احسان سے اور کہا خطابی نے کہ تواب وہ ہے کہ پھرے طرف قبول کی جب کہ عود کرے بندہ طرف گناہ کی پھر توبہ کرے۔ (فتح)

قَالَ قَتَادَةُ ﴿تُوْبُوْٓا إِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَصُوْحًا﴾ الصَّادِقَةُ النَّاصِحَةُ

کہا قتادہ رحمہ اللہ نے اس آیت کی تفسیر میں کہ توبہ کرو طرف اللہ تعالیٰ کی توبہ نصوح یعنی سچی خیر خواہی کرنے والی یعنی خالص۔

فائدہ: اور بعض نے کہا کہ نام رکھا گیا ناصحہ اس واسطے کہ بندہ خیر خواہی کرتا ہے اس میں اپنی جان کی حکایت کی ہے

قرطبی نے کہ توبہ نصوح کی تفسیر میں علماء کے تیس قول ہیں، اول قول عمر رضی اللہ عنہ کا ہے کہ ایک بار گناہ کرے پھر نہ کرے اور روایت کی ہے ابن ابی حاتم نے کہ اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نادم ہو جب کہ گناہ کرے، پھر استغفار کرے پھر گناہ نہ کرے، دوسرا قول یہ ہے کہ برا جانے گناہ کو اور استغفار کرے اس سے جب کہ یاد کرے، تیسرا قول قتادہ رحمۃ اللہ علیہ کا ہے، چوتھا قول یہ ہے کہ خالص کرے، پانچواں قول یہ ہے کہ اس کے نہ قبول ہونے کا خوف رکھے، چھٹا قول یہ ہے کہ نہ محتاج ہو ساتھ اس کے طرف اور توبہ کے، ساتواں یہ کہ شامل ہو خوف اور اُمید پر اور ہمیشہ رہے بندگی پر۔ (فتح)

٥٨٣٣۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا أَبُو شِهَابٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ حَدِيْثَيْنِ أَحَدُهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْآخَرُ عَنْ نَفْسِهٖ قَالَ إِنَّ الْمُؤْمِنَ يَرٰى ذُنُوْبَهٗ كَأَنَّهٗ قَاعِدٌ تَحْتَ جَبَلٍ يَخَافُ أَنْ يَقَعَ عَلَيْهِ وَإِنَّ الْفَاجِرَ يَرٰى ذُنُوْبَهٗ كَذُبَابٍ مَرَّ عَلٰى أَنْفِهٖ فَقَالَ بِهٖ هٰكَذَا قَالَ أَبُوْ شِهَابٍ بِيَدِهٖ فَوْقَ أَنْفِهٖ ثُمَّ قَالَ لَلّٰهُ أَفْرَحُ بِتَوْبَةِ عَبْدِهٖ مِنْ رَّجُلٍ نَزَلَ مَنْزِلًا وَبِهٖ مَهْلَكَةٌ وَمَعَهٗ رَاحِلَتُهٗ عَلَيْهَا طَعَامُهٗ وَشَرَابُهٗ فَوَضَعَ رَأْسَهٗ فَنَامَ نَوْمَةً فَاسْتَيْقَظَ وَقَدْ ذَهَبَتْ رَاحِلَتُهٗ حَتّٰى إِذَا اشْتَدَّ عَلَيْهِ الْحَرُّ وَالْعَطَشُ أَوْ مَا شَآءَ اللّٰهُ قَالَ أَرْجِعُ إِلٰى مَكَانِيْ فَرَجَعَ فَنَامَ نَوْمَةً ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهٗ فَإِذَا رَاحِلَتُهٗ عِنْدَهٗ تَابَعَهٗ أَبُوْ عَوَانَةَ وَجَرِيْرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ وَقَالَ أَبُوْ أُسَامَةَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا عُمَارَةُ سَمِعْتُ الْحَارِثَ وَقَالَ شُعْبَةُ وَأَبُوْ مُسْلِمٍ اسْمُهٗ عُبَيْدُ اللّٰهِ كُوْفِيٌّ قَائِدُ

٥٨٣٣۔ حضرت حارث سے روایت ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ہم سے دو حدیثیں بیان کیں ایک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور ایک اپنی طرف سے کہا کہ بے شک ایماندار دیکھتا ہے اپنے گناہوں کو جیسے وہ پہاڑ کے نیچے بیٹھنے والا ہے ڈرتا ہے کہ اس پر گر پڑے اور گنہگار دیکھتا ہے اپنے گناہوں کو مثل مکھی کی کہ اس کی ناک پر گزری سو کیا ساتھ اس کے اس طرح یعنی اس کو ہاتھ سے اُڑا دیا، کہا ابوشہاب نے اپنے ہاتھ سے ناک پر پھر کہا کہ البتہ حق تعالیٰ کا اپنے ایماندار بندے کی توبہ کرنے سے اس مرد سے بھی زیادہ تر خوش ہوتا ہے جو چٹیل میدان ہلاکی کے مکان میں اترا اور اس کے ساتھ سواری تھی اس پر اس کا کھانا اور پانی تھا سو اس مرد نے اپنے سر کو زمین میں رکھا پھر ایک نیند سویا پھر جاگا اس حال میں کہ اس کی سواری جاتی رہی تھی یعنی کسی طرف کو یعنی سو اس نے اس کی تلاش کی یہاں تک کہ جب اس پر گرمی اور پیاس وغیرہ کی شدت ہوئی تو اس نے کہا کہ اے دل پلٹ چل اسی مکان میں جہاں میں تھا سو وہیں سو رہوں یہاں تک کہ مر جاؤں سو وہ پلٹ آیا یعنی سو اس نے اپنا سر اپنی کلائی پر رکھا تھا تا کہ مر جائے سو وہ ایک نیند سویا پھر جاگ پڑا سو اس نے اپنا سر اٹھایا سو کیا دیکھتا ہے کہ اس کی سواری اس کے پاس موجود ہے اس

الْأَعْمَشِ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ وَقَالَ أَبُوْ مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ عُمَارَةَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ وَعَنْ إِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ.

پر اس کا زادِراہ اور پانی ہے، متابعت کی ہے اس کی ابوعوانہ اور جریر نے اعمش سے۔

فائدہ: قولہ ایماندار اپنے گناہوں کو دیکھتا ہے جیسے پہاڑ کے نیچے بیٹھنے والا ہے ابن ابی جمرہ نے کہا کہ سبب اس کا یہ ہے کہ ایماندار کا دل روشن ہے سو جب اپنے جی سے دیکھتا ہے جو مخالف ہے اس چیز کو جو اس کے دل کو روشن کرے تو بھاری پڑتی ہے اوپر اس کے اور پہاڑ کے ساتھ جو مثال بیان کی تو حکمت اس میں یہ ہے کہ اس کے سوائے جو اور ہلاک کرنے والی چیزیں ہیں کبھی حاصل ہوتا ہے سبب طرف نجات کی اس سے برخلاف پہاڑ کے کہ جب کسی پر گرے تو عادت میں اس سے نجات کے نہیں پاتا اور حاصل اس کا یہ ہے کہ غالب ہوتا ہے ایماندار پر خوف واسطے وقت اس چیز کے کہ اس کے پاس ہے ایمان سے سو نہیں امن میں ہے عقوبت سے بسبب اس کے اور یہ حال ایمان دار کا ہے کہ وہ ہمیشہ ڈرتا رہتا ہے مراقبہ میں رہتا ہے اپنے نیک عمل کو چھوٹا جانتا ہے اور اپنے بدعمل سے ڈرتا ہے اگرچہ چھوٹا ہو قولہ اور گنہگار اپنے گناہ کو دیکھتا ہے مثل مکھی کے کہ اس کی ناک پر گزری یعنی اپنے گناہ کو آسان اور سہل جانتا ہے نہیں اعتقاد کرتا کہ اس کے سبب سے اس کو بڑا ضرر حاصل ہوگا جیسا کہ مکھی کا ضرر اس کے نزدیک سہل ہے کہا طبری نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ صفت ایماندار کی ہے واسطے شدت خوف اس کے اللہ تعالیٰ سے اور اس کے عذاب سے اس واسطے کہ اپنے گناہ کا تو اس کو یقین ہے اور اپنی مغفرت کا اس کو یقین نہیں ہے اور گنہگار اللہ کو کم پہچانتا ہے اسی وسطے اس سے کم ڈرتا ہے اور گناہ کو آسان جانتا ہے اور کہا ابن ابی جمرہ نے کہ سبب اس کا یہ ہے کہ گنہگار کا دل کالا ہے سو گناہ کا واقع ہونا اس کے نزدیک ہلکا ہے اسی واسطے جو گناہ میں جب اس کو وعظ کیا جائے تو کہتا ہے کہ یہ سہل ہے کہا اس نے اور مستفاد ہوتا ہے حدیث سے کہ ایمان دار کا اپنے گناہوں سے کم ڈرنا اور ان کو ہلکا جاننا دلالت کرتا ہے اس کے گنہگار ہونے پر کہا اور گنہگار کے گناہوں کو جو مکھی کے ساتھ تشبیہ دی تو حکمت اس میں یہ ہے کہ مکھی نہایت ہلکا اور ناچیز تر جانور ہے اور وہ اس قسم سے ہے کہ دیکھی جاتی ہے اور دفع کی جاتی ہے ساتھ کم تر چیز کے اور ناک کو جو ذکر کیا تو واسطے مبالغہ کے ہے بیچ اعتقاد اس کے گناہ کے ہلکا ہونے کو نزدیک اس کے یعنی وہ گناہ کو بہت ہلکا جانتا ہے اس واسطے کہ مکھی ناک پر کم اُترتی ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ غالبًا آنکھ کا قصد کرتی ہے اور یہ جو اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا تو اس میں بھی خفت کے واسطے تاکید ہے اس واسطے کہ وہ اس قدر تھوڑے کے ساتھ دفع کرتا ہے اس کے ضرر کو کہا اور حدیث میں بیان کرنا مثال کا ہے ساتھ اس چیز کے کہ ممکن ہو اور اشارہ ہے طرف

رغبت دلانے کی اوپر حساب کرنے کے ساتھ نفس کے اور اعتبار ان علامتوں کا جو دلالت کرتی ہیں اوپر باقی رہنے نعمت ایمان کے اور اس حدیث میں ہے کہ فجور قلبی ہے یعنی دل کا امر ہے مانند ایمان کی اور اس میں دلیل ہے واسطے اہل سنت کے اس واسطے کہ وہ نہیں کافر کہتے آدمی کو ساتھ گناہوں کے اور رد ہے خارجیوں وغیرہ پر جو گناہوں کے ساتھ کافر کہتے ہیں کہا ابن بطال نے کہ لیا جاتا ہے اس سے کہ لائق ہے کہ ایمان دار اللہ تعالیٰ سے بہت ڈرتا ہے ہر گناہ سے کبیرہ ہو یا صغیرہ اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ کبھی عذاب کرتا ہے چھوٹے گناہ پر کہ وہ نہیں پوچھا جاتا اس چیز سے کہ کرتا ہے پاک ہے اور یہ جو کہا کہ اللہ تعالیٰ بہت خوش ہوتا ہے اس بندے کے توبہ کرنے سے تو کہا خطابی نے کہ معنی حدیث کے یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے ساتھ توبہ کے اور متوجہ ہوتا ہے طرف اس کی اور جو خوشی اور فرحت کہ لوگوں میں معروف ہے وہ اللہ تعالیٰ کے حق میں جائز ہے اور وہ مانند قول اللہ تعالیٰ کے کی ہے ﴿كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ﴾ یعنی راضی ہیں، کہا ابن عربی نے کہ ہر چیز کہ تقاضا کرے فرحت اور خوش ہونے کو نہیں جائز ہے کہ وصف کیا جائے اللہ تعالیٰ ساتھ حقیقت اس کی کے سو اگر وارد ہو کوئی چیز اس سے اللہ کے حق میں تو حمل کیا جائے گا اس کو ان معنی پر کہ لائق ہیں ساتھ اس کے اور کبھی تعبیر کی جاتی ہے شے سے ساتھ سبب اس کے یا ثمرے اس کے کہ حاصل ہو اس سے اس واسطے کہ جو کسی چیز کے ساتھ خوش ہو وہ بخشش کرتا ہے واسطے فاعل اس کے ساتھ اس چیز کے کہ مانگے اور خرچ کرتا ہے واسطے اس کے جو طلب کرے سو تعبیر کی گئی ہے عطا باری سے اور اس کے واسع کرم سے ساتھ فرح کے کہا ابن ابی جمرہ نے کہ مراد احسان اللہ تعالیٰ کا ہے واسطے توبہ کرنے والے کے اور تجاوز کرنا اس کا اس سے ہے ساتھ فرح کے اس واسطے کہ بادشاہوں کی عادت ہے کہ جب کسی کے قول سے خوش ہوتے ہیں تو اس کے ساتھ بہت احسان کرتے ہیں اور کہا قرطبی نے مفہم میں کہ یہ مثل ہے کہ مقصود ساتھ اس کے بیان جلدی توبہ قبول کرنے اللہ تعالیٰ کا ہے اپنے بندے توبہ کرنے والے سے یعنی اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ بہت جلدی قبول کرتا ہے اور یہ کہ متوجہ ہوتا ہے اس کی طرف ساتھ مغفرت اپنی کے اور معاملہ کرتا ہے ساتھ اس کے معاملہ اس شخص کا کہ خوش ہوتا ہے اس کے عمل سے اور وجہ مثل کی یہ ہے کہ گنہگار اپنے گناہ کے سبب سے شیطان کے قید میں ہوا ہے اور البتہ قریب ہوا ہے ہلاک پر سو جب اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ مہربانی کرتا ہے اور اس کو توبہ کی توفیق دیتا ہے تو نکلتا ہے اس گناہ کی نحوست سے اور اخلاص ہوتا ہے شیطان کی قید سے اور ہلاکت سے جس کے قریب ہوا ہے سو متوجہ ہوتا ہے اللہ اس پر ساتھ مغفرت اپنی کے اور رحمت کے نہیں جو فرحت کہ مخلوق کی صفتوں سے ہے وہ محال ہے اللہ تعالیٰ پر اس واسطے کہ وہ جنبش کرنا ہے اور خوش ہونا کہ پاتا ہے اس کو شخص نفس اپنے سے وقت ظفریاب ہونے اس کے ساتھ غرض کے کہ پورا ہو ساتھ اس کے نقصان اس کا یا دفع کرے ساتھ اس کے اپنے نفس سے ضرر کو یا نقصان کو اور کل یہ محال ہے اللہ تعالیٰ پر اس واسطے کہ وہ کامل ہے ساتھ ذات اپنی کے غنی ہے ساتھ وجود اپنے کے کہ نہیں لاحق ہوتا ہے اس کو

کوئی نقص اور نہ قصور لیکن اس فرح میں نزدیک ہمارے فائدہ ہے اور متوجہ ہونا ہے اوپر چیز مفروح بہ کے اور اُتارنا اس کا محل اعلیٰ میں اور یہی معنی ہیں جو اللہ تعالیٰ کے حق میں صحیح ہیں پس تعبیر کی ثمرہ فرح کے سے ساتھ فرح کے اور یہ قانون جاری ہے بیچ تمام اس چیز کے کہ بولا ہے اس کو اللہ تعالیٰ نے اوپر صفت کے ان صفات سے کہ نہیں لائق ہیں ساتھ اس کے اور اسی طرح جو ثابت ہوا ہے ساتھ اس کے حضرت ﷺ سے۔ (فتح)

اور قولہ کہا ابو اُسامہ نے یعنی ان تینوں نے موافقت کی ہے ابوشہاب کی اس حدیث کی سند میں سو دونوں اول نے تو اس کو اعمش سے عن کے ساتھ روایت کیا ہے اور ابو اُسامہ رضی اللہ عنہ نے اس کو تحدیث کے ساتھ روایت کیا ہے قول اور کہا شعبہ اور مسلم نے یعنی شعبہ اور ابو مسلم نے مخالفت کی ہے ابوشہاب کی اعمش کے شیخ کے نام میں سو پہلوں نے کہا کہ عمارہ اور ان دونوں نے کہا کہ ابراہیم تیمی قولہ کہا ابو معاویہ نے الخ، یعنی ابو معاویہ نے سب کی مخالفت کی ہے سو ٹھہرایا ہے اس نے حدیث کو نزدیک اعمش کے عمارہ اور ابراہیم تیمی دونوں سے۔ (فتح)

٥٨٣٤ ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا حَبَّانُ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح و حَدَّثَنَا هُدْبَةُ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُ أَفْرَحُ بِتَوْبَةِ عَبْدِهٖ مِنْ أَحَدِكُمْ سَقَطَ عَلٰى بَعِيْرِهٖ وَقَدْ أَضَلَّهُ فِيْ أَرْضِ فَلَاةٍ.

۵۸۳۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ کرنے سے اس مرد سے بھی زیادہ تر خوش ہوتا ہے جو اپنے اونٹ پر گرا یعنی اس کو پایا اور حالانکہ اس کو گم کیا تھا زمین بیابان میں یعنی جاتا رہا تھا اس سے بغیر قصد کے۔

فائدہ: اور مسلم کی روایت میں ہے کہ جب وہ جاگا تو اچانک اس نے دیکھا کہ وہ اونٹ اس کے پاس کھڑا ہے تو اس نے اس کی نکیل پکڑی اور کہا شدت فرحت سے الٰہی! تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا رب ہوں، خطا کی اس نے شدت فرح سے، کہا عیاض نے اس حدیث میں ہے کہ جو کہے اس کو آدمی ایسی بات سے دہشت کی حالت میں نہیں مؤاخذہ کیا جاتا ہے ساتھ اس کے اور اسی طرح حکایت اس کی اس سے اوپر طریق علمی کے اور فائدہ شرعی کی نہ اوپر ہزل اور محاکات اور عبث کے اور دلالت کرتا ہے اس پر حکایت کرنا حضرت ﷺ کا اس سے اور اگر منکر ہوتا تو نہ حکایت کرتے، واللہ اعلم، اور کہا ابن ابی جمرہ نے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں بہت فائدے ہیں نام رکھنا بیابان کا ہے ساتھ مہلکہ کے یعنی ہلاکی کا مکان جس میں کھانے پینے کی چیز نہ ہو اور اس حدیث میں ہے کہ جو اللہ کے سوائے اور چیز کی طرف جھکے یقین کرے ساتھ اس کے تو نہایت محتاج ہوتا ہے اس کی طرف اس واسطے کہ نہیں سویا تھا وہ مرد

بیابان میں اکیلا مگر واسطے جھکنے کی طرف اس چیز کی کہ تھی ساتھ اس کے زاد سے سو جب اس نے اس پر اعتماد کیا تو محتاج ہوا تھا اگر نہ مہربانی کرتا اللہ ساتھ اس کے اور نہ پھیر لاتا اس کی گم ہوئی چیز کو اور اس میں برکت فرماں بردار ہونے کی ہے واسطے امر اللہ کے اس واسطے کہ جب وہ مرد اپنی سواری کے پانے سے ناامید ہو تو تفویض کیا اس نے اپنے آپ کو واسطے موت کے سو احسان کیا اللہ تعالیٰ نے اس پر ساتھ رد کرنے سواری اس کی کے اور اس میں ارشاد ہے طرف رغبت دلانے کی اوپر حساب کرنے نفس کے اور اعتبار کرنے نشانیوں کے جو دلالت کرنے والی ہیں اور پھر باقی رہنے نعمت ایمان کے۔ (فتح)

بَابُ الضَّجْعِ عَلَى الشِّقِّ الْأَيْمَنِ

دائیں کروٹ پر لیٹنا

٥٨٣٥۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ إِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً فَإِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ ثُمَّ اضْطَجَعَ عَلٰى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ حَتّٰى يَجِيْءَ الْمُؤَذِّنُ فَيُؤْذِنَهُ.

٥٨٣٥۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ رات سے گیارہ رکعتیں پڑھتے سو جب فجر نکلتی تو دو رکعت نماز ہلکی پڑھتے پھر اپنی دائیں کروٹ پر لیٹتے یہاں تک کہ مؤذن آتا اور آپ کو نماز کی اطلاع کرتا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الصلوۃ میں گزر چکی ہے۔

بَابٌ إِذَا بَاتَ طَاهِرًا وَفَضْلِهِ

جب پاکی کی حالت میں رات کاٹے اور اس کی فضیلت کا بیان

فائدہ: اور اس باب میں چند حدیثیں وارد ہو چکی ہیں ایک حدیث معاذ رضی اللہ عنہ کی ہے کہ نہیں کوئی مسلمان کہ رات کاٹے ذکر اور طہارت پر پھر جاگے رات سے سو اللہ تعالیٰ سے دنیا اور آخرت کی خیر مانگے مگر کہ اللہ تعالیٰ اس کو دیتا ہے روایت کیا ہے اس کو ابوداؤد وغیرہ نے۔

٥٨٣٦۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ مَنْصُوْرًا عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ قَالَ حَدَّثَنِي الْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ

٥٨٣٦۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ جب تو اپنے لیٹنے کی جگہ میں آیا کرے تو وضو کیا کر جیسے تو نماز کے واسطے وضو کرتا ہے پھر اپنی دائیں کروٹ پر لیٹ، اور کہہ الٰہی! میں نے اپنی جان تجھ کو سونپی

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَتَيْتَ مَضْجَعَكَ فَتَوَضَّأْ وَضُوْئَكَ لِلصَّلَاةِ ثُمَّ اضْطَجِعْ عَلٰى شِقِّكَ الْأَيْمَنِ وَقُلِ اللّٰهُمَّ أَسْلَمْتُ نَفْسِيْ إِلَيْكَ وَفَوَّضْتُ أَمْرِيْ إِلَيْكَ وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِيْ إِلَيْكَ رَهْبَةً وَرَغْبَةً إِلَيْكَ لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَا مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِيْ أَنْزَلْتَ وَبِنَبِيِّكَ الَّذِيْ أَرْسَلْتَ فَإِنْ مُتَّ مُتَّ عَلَى الْفِطْرَةِ فَاجْعَلْهُنَّ آخِرَ مَا تَقُوْلُ فَقُلْتُ أَسْتَذْكِرُهُنَّ وَبِرَسُوْلِكَ الَّذِيْ أَرْسَلْتَ قَالَ لَا وَبِنَبِيِّكَ الَّذِيْ أَرْسَلْتَ.

یعنی میں نے اپنی جان کو تیرے حکم کے تابع کیا اس واسطے کہ نہیں قدرت واسطے میرے اس کی تدبیر پر اور اس کے نفع ونقصان پر اور اپنا سب کام تیرے حوالے کیا یعنی توکل کیا تجھ پر کام میں اور اپنی پیٹھ تیری طرف جمائی یعنی اعتماد کیا اپنے کاموں میں تجھ پر شوق اور تیرے خوف سے یعنی واسطے رغبت کرنے کے تیرے ثواب میں اور واسطے ڈرنے کے تیرے عذاب سے تجھ سے نہ کوئی بھاگنے کی جگہ ہے نہ بچاؤ کا مکان مگر تیری ہی طرف الٰہی! میں تیری کتاب پر ایمان لایا جو تو نے اُتاری اور تیرے پیغمبر ﷺ پر ایمان لایا جس کو تو نے بھیجا سو اگر تو اسی رات مر گیا تو فطرت پر مرا یعنی دین قویم دین ابراہیم پر اور ٹھہرا ان کو آخر اپنی کلام کا یعنی جب تو یہ دعا پڑھے تو اس کے بعد اور کلام نہ کر سو جا سو میں نے کہا اس حال میں کہ میں ان کلمات کو یاد کرتا تھا یعنی دوہراتا تھا تا کہ یاد کرلوں وبرسولك الذی ارسلت حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس طرح مت کہو بلکہ کہو وبنبیك الذی ارسلت۔

فائدہ: حکم وضو کا واسطے ندب کے ہے اور واسطے اس کے کئی فائدے ہیں ایک یہ کہ پاکی پر سوئے تا کہ اچانک اس کو موت نہ آجائے پس ہو ہیئت کاملہ پر اور لیا جاتا ہے اس سے ندب استعداد کا واسطے موت کے ساتھ طہارت دل کے اس واسطے کہ وہ اولیٰ ہے طہارت بدن سے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جو باوضو مرے گا وہ باوضو اٹھے گا اور مؤکد ہے یہ بیچ حق محدث اور جنبی کے اور ایک یہ کہ جو باوضو سوئے اس کی خواب سچی ہوتی ہے اور بعید تر ہوتا ہے شیطان کی کھیل سے اور خاص کیا ہے دائیں کروٹ کو واسطے کئی فائدوں کے ایک یہ کہ آدمی اس سے جلدی جاگ اُٹھتا ہے اور ایک یہ کہ دل متعلق ہے طرف دائیں جہت کی پس نہیں ثقیل ہوتا ہے واسطے سونے کے اور ایک یہ کہ وہ اصلح ہے واسطے بدن کے کہتے ہیں کہ اول دائیں کروٹ پر لیٹے پھر بائیں کروٹ کی طرف پلٹ جائے اس واسطے کہ اول سبب ہے واسطے اُترنے کھانے کے اور بائیں کروٹ پر سونا کھانے کو ہضم کرتا ہے واسطے شامل ہونے جگر کے اوپر معدے کے۔

فائدہ: کہا طیبی نے کہ اس ذکر کی نظم میں کئی عجائبات ہیں نہیں پہچانتا ہے اس کو مگر جو مضبوط علم والا ہے اہل بیان سے سو اشارہ کیا ساتھ قول اپنے کے کہ میں نے اپنی جان تجھ کو سونپی اس کی طرف کہ جوارح آپ کے فرمانبردار ہیں

واسطے اللہ تعالیٰ کے اس کے اوامر اور نہی میں اور اشارہ کیا ساتھ قول اپنے کے کہ میں نے اپنے منہ کو تیرے سامنے کیا اس کی طرف کہ ذات حضرت مَثَلِیْلِمْ کی خالص ہے واسطے اللہ تعالیٰ کے بری ہے نفاق سے اور ساتھ قول اپنے کے کہ میں نے اپنا سب کام تیرے حوالے کیا اس کی طرف کہ کام آپ کے داخلہ اور خارجہ سب سونپے گئے ہیں اس کی طرف نہیں کوئی مدبر واسطے اس کے غیر اس کا اور ساتھ قول اپنے کے کہ میں نے اپنی پیٹھ تیری طرف جمائی اس کی طرف کہ تفویض کے بعد پناہ پکڑنے والے ہیں اس کی طرف اس چیز سے کہ آپ کو ایذا دے سب اسباب سے اور مراد فطرت سے دین اسلام ہے اور یہ حدیث ساتھ معنی دوسری حدیث کے ہے کہ جس کی اخیر کلام لا الہ الا اللہ ہو وہ بہشت میں داخل ہوگا اسی طرح کہا ہے بعض علماء نے کہا قرطبی نے کہ اس میں نظر ہے کہ جب ہوا قائل ان کلمات کا جو تقاضا کرتے ہیں واسطے معانی توحید اور تسلیم اور رضا کے یہاں تک کہ مر جائے مثل اس شخص کی جو لا الہ الا اللہ کہے جس کے دل میں ان امور سے کچھ چیز نہیں گزری تو کہاں گیا فائدہ ان کلمات عظیمہ اور مقامات شریفہ کا اور ممکن ہے جواب ساتھ اس کے کہ ہر ایک دونوں میں سے اگرچہ فطرت پر مرتا ہے لیکن دونوں فطرتوں میں وہ فرق ہے دو دونوں حالتوں میں ہے سو پہلی فطرت مقربین کی فطرت ہے میں کہتا ہوں کہ واقع ہوا ہے احمد کی روایت میں بدل تول اس کے کہ مرا فطرت پر کہ بنایا جاتا ہے واسطے اس کے گھر بہشت میں اور یہ تائید کرتی ہے اس چیز کو کہ ذکر کی ہے قرطبی نے اور یہ جو آپ نے منع فرمایا وبرسولك الذی ارسلت سے بدلے وبنیك الذی ارسلت کے تو حکمت اس میں یہ ہے کہ الفاظ اذکار کا توقیفی ہیں یعنی موقوف ہیں سماع پر قیاس کو ان میں دخل نہیں ہے اور واسطے ان کے خصوصیتیں اور راز ہیں کہ نہیں داخل ہوتا ہے ان میں قیاس سو واجب نگہبانی کرنی اوپر اس لفظ کے کہ وارد ہوا ہے اور یہ مختار ہے نزدیک مازری کے کہا اور اقتصار کیا جائے اس میں اوپر اس لفظ کے کہ وارد ہوا ہے ساتھ حروف اس کے اور کبھی متعلق ہوتی ہے جزا ساتھ ان حرفوں کے اور شائد کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان کلمات کے ساتھ وحی کی تھی سو متعین ہوگا ادا کرنا ان کا ان کے حرفوں سے اور کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ اس حدیث میں تین سنتیں ہیں ایک وضو کرنا وقت سونے کے اور اگر پہلے سے باوضو ہو تو اس کو کفایت کرتا ہے اس واسطے کہ مقصود سونا ہے باوضو دوسرے سونا ہے دائیں کروٹ پر تیسرے ختم کرنا ہے ساتھ ذکر اللہ تعالیٰ کے اور کہا کرمانی نے کہ یہ حدیث شامل ہے اوپر ایمان لانے کے ساتھ ہر اس چیز کے کہ واجب ہے ایمان ساتھ اس کے بطور اجمال کے کتابوں اور پیغمبروں سے الٰہیات اور نبویات سے اوپر منسوب کرنے ہر چیز کے طرف اللہ کی ذاتوں اور صفتوں اور افعال سے واسطے ذکر وجہ اور نفس اور امر کے اور اسناد ظہر کے باوجود اس چیز کے کہ اس میں ہے توکل سے اللہ تعالیٰ پر اور رضا سے ساتھ قضا اس کی کے یہ سب باعتبار معاش یعنی زندگی دنیا کے ہے اور اوپر اعتراف کے ساتھ ثواب کے اور عقاب کے باعتبار نیکی اور بدی کے اور یہ باعتبار آخرت کے ہے اور بعض نے استدلال کیا ہے ساتھ اس حدیث کے اوپر منع ہونے روایت بالمعنیٰ کے اور یہ

اس وقت منع ہے جب کہ گمان کرے کہ دونوں کے معنی ایک ہیں یعنی ظن کرے کہ دونوں کے لفظ کے معنی ایک ہیں سو ایک کو دوسرے سے بدلے اگرچہ غالب گمان ہو اور جب ثابت ہو جائے ساتھ یقین کے کہ دونوں لفظ کے معنی ایک ہیں اور ایک کو دوسرے سے بدل ڈالے تو یہ جائز ہے۔ (فتح)

بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا نَامَ

سونے کے وقت کیا کہے اور کیا ذکر کرے؟

۵۸۳۷۔ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَوٰى إِلٰى فِرَاشِهٖ قَالَ بِاسْمِكَ أَمُوتُ وَأَحْيَا وَإِذَا قَامَ قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُوْرُ.

۵۸۳۷۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب اپنے بچھونے کی طرف ٹھکانہ پکڑتے تو کہتے کہ الٰہی! میں تیرے نام کی یاد سے جیتا ہوں یعنی جب تک کہ جیتا ہوں اور تیرے نام پر مروں گا اور جب اٹھتے یعنی سونے سے جاگتے تو کہتے شکر ہے اللہ تعالیٰ کا جس نے ہم کو زندہ کیا اس کے بعد کہ ہم کو مارا اور اسی کی طرف جی اٹھنا ہے یعنی قیامت میں۔

فائدہ: نیند کو موت اس واسطے فرمایا کہ جیسے موت سے عقل اور حواس نہیں رہتے ویسے ہی نیند سے بھی نہیں رہتے پھر اس کے بعد قیامت کا جی اٹھنا اس واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر کیا کہ سو کر جاگنا قیامت کی زندگی کی مثل ہے یعنی جیسے نیند کے بعد جاگتے ہیں ویسے ہی موت کے بعد قیامت میں لوگ زندہ ہوں گے اور کہا ابو اسحاق زجاج نے کہ جو نفس کہ جدا ہوتا ہے آدمی سے وقت سونے کے وہی ہے جو تمیز اور تفریق کے واسطے ہے یعنی وہی ہے جس سے چیزوں میں تمیز ہوتی ہے اور جو نفس کہ جدا ہوتا ہے اس سے وقت موت کے رہی ہے واسطے زندگی کے اور وہی ہے کہ دور ہوتا ہے ساتھ اس کے سانس لینا اور احتمال ہے کہ ہو مراد ساتھ موت کے اس جگہ سکون یعنی اس کی حرکت کا تھم جانا سو احتمال ہے کہ اطلاق کیا ہو سونے والے پر موت کو ساتھ معنی ارادے سکون حرکت اس کی کے اور کبھی استعارہ کیا جاتا ہے موت کو واسطے احوال شاقہ کے مثل فقر اور ذلت اور سوال اور ہرم اور گناہ کے اور کہا قرطبی نے مفہم میں کہ جامع ہے سونے اور مرنے کو قطع ہونا تعلق روح کا بدن سے اور یہ کبھی ہوتا ہے ظاہر اور وہ سونا ہے اور کبھی ہوتا ہے باطن اور وہ موت ہے سو اطلاق موت کا سونے پر بطریق مجاز کے ہے واسطے مشترک ہونے دونوں کے بیچ انقطاع تعلق روح کے بدن سے اور کہا طیبی نے کہ سونے کو جو مرنا کہا گیا تو اس میں حکمت یہ ہے کہ انتفاع آدمی کا ساتھ زندگی کے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واسطے طلب کرنے رضا مندی اللہ تعالیٰ کی ہے اس سے اور واسطے قصد طاعت اس کی کے اور اجتناب کے غضب اور عتاب اس کی کے سو جو سو جائے دور ہوتا ہے اس سے انتفاع سو ہو گا مانند مردے کی سو حمد کی واسطے اللہ تعالیٰ کے اس نعمت پر اور دور ہونے اس مانع کے کہا اور یہ تاویل موافق ہے واسطے دوسری حدیث کے جس

میں ہے کہ اگر تو اس کو چھوڑے تو نگاہ رکھ اس کو ساتھ اس چیز کے کہ نگاہ رکھتا ہے تو ساتھ اس کے اپنے نیک بندوں کو اور قول اس کا والیہ النشور یعنی اور طرف اسی کی ہے پھرنا بچ پانے ثواب کے بسبب اس چیز کے کہ کماتا ہے اس کو زندگی میں۔ (فتح)

٥٨٣٨۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ الرَّبِيعِ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ قَالَا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ سَمِعَ الْبَرَآءَ بْنَ عَازِبٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ رَجُلًا ح وَحَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُوْ إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْصٰى رَجُلًا فَقَالَ إِذَا أَرَدْتَّ مَضْجَعَكَ فَقُلِ اللّٰهُمَّ أَسْلَمْتُ نَفْسِيْ إِلَيْكَ وَفَوَّضْتُ أَمْرِيْ إِلَيْكَ وَوَجَّهْتُ وَجْهِيْ إِلَيْكَ وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِيْ إِلَيْكَ رَغْبَةً وَّرَهْبَةً إِلَيْكَ لَا مَلْجَا وَلَا مَنْجَا مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِيْ أَنْزَلْتَ وَبِنَبِيِّكَ الَّذِيْ أَرْسَلْتَ فَإِنْ مُتَّ مُتَّ عَلَى الْفِطْرَةِ.

٥٨٣٨۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد کو وصیت کی سو فرمایا کہ جب تو اپنے لیٹنے کی جگہ کا ارادہ کیا کرے تو یوں کہا کر کہ الٰہی! میں نے اپنی جان تجھ کو سونپی اور اپنا سب کام تیرے حوالے کیا اور اپنے منہ کو تیرے سامنے کیا اور اپنی پیٹھی تیری طرف جمائی تیرے شوق اور تیرے خوف سے نہیں ہے کوئی جگہ بھاگنے کی تجھ سے اور نہ بچاؤ کا مکان مگر تیری ہی طرف میں تیری کتاب یعنی قرآن کے ساتھ ایمان لایا جو تو نے اتاری اور تیرے پیغمبر کے ساتھ ایمان لایا جو تو نے بھیجا سو اگر تو مر گیا تو ایمان پر مرا۔

بَابُ وَضْعِ الْيَدِ الْيُمْنٰى تَحْتَ الْخَدِّ الْأَيْمَنِ

رکھنا ہاتھ کا دائیں رخسار کے نیچے

٥٨٣٩۔ حَدَّثَنِيْ مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ رِبْعِيٍّ عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهُ مِنَ اللَّيْلِ وَضَعَ يَدَهُ تَحْتَ خَدِّهِ ثُمَّ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ أَمُوْتُ وَأَحْيَا

٥٨٣٩۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب رات کو اپنے لیٹنے کی جگہ پکڑتے تو اپنا ہاتھ اپنے رخسار کے نیچے رکھتے پھر کہتے الٰہی! میں تیرے نام سے مروں گا اور تیرے نام سے جیتا ہوں اور جب سو کر جاگتے تو کہتے شکر ہے اللہ کا جس نے ہم کو زندہ کیا اس کے بعد کہ ہم کو مارا اور اسی کی طرف جی اٹھنا ہے۔

وَإِذَا اسْتَيْقَظَ قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُوْرُ.

فائدہ: اور اس حدیث میں دائیں کا ذکر نہیں سو شاید امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اشارہ کیا ہے موافق عادت اپنی کے اس چیز کی طرف کہ اس کے بعض طریقوں میں آ چکی ہے روایت کیا ہے اس کو احمد نے اور روایت کی ہے نسائی نے کہ حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ جب اپنے بستر پر آتے تو اپنے دائیں ہاتھ کو دائیں رخسار کے نیچے رکھتے اور فرماتے کہ الٰہی! بچا مجھ کو قیامت کے عذاب سے جب کہ تو اپنے بندوں کو اُٹھائے۔ (فتح)

بَابُ النَّوْمِ عَلَى الشِّقِّ الْأَيْمَنِ

دائیں کروٹ پر سونا

٥٨٤٠ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ حَدَّثَنَا الْعَلَاءُ بْنُ الْمُسَيَّبِ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَوٰى إِلٰى فِرَاشِهٖ نَامَ عَلٰى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ أَسْلَمْتُ نَفْسِيْ إِلَيْكَ وَوَجَّهْتُ وَجْهِيْ إِلَيْكَ وَفَوَّضْتُ أَمْرِيْ إِلَيْكَ وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِيْ إِلَيْكَ رَغْبَةً وَرَهْبَةً إِلَيْكَ لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَا مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِيْ أَنْزَلْتَ وَبِنَبِيِّكَ الَّذِيْ أَرْسَلْتَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَهُنَّ ثُمَّ مَاتَ تَحْتَ لَيْلَتِهٖ مَاتَ عَلَى الْفِطْرَةِ. قَالَ أَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ ﴿اسْتَرْهَبُوْهُمْ﴾ مِنَ الرَّهْبَةِ مَلَكُوْتٌ مُلْكٌ مَثَلُ رَهَبُوْتٌ خَيْرٌ مِّنْ رَّحَمُوْتٍ تَقُوْلُ تَرْهَبُ خَيْرٌ مِّنْ أَنْ تَرْحَمَ.

٥٨٤٠ـ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ جب اپنے بچھونے پر ٹھکانہ پکڑتے تو اپنی دائیں کروٹ پر سوتے پھر فرماتے الٰہی! میں نے اپنی جان تجھ کو سونپی اور اپنا منہ تیرے سامنے کیا اور اپنا سب کام تیرے حوالے کیا اور اپنی پیٹھ تیری طرف جمائی تیرے شوق اور تیرے خوف سے نہیں کوئی جگہ بھاگنے اور نہ بچاء کا مکان مگر تیری ہی طرف الٰہی! میں تیری کتاب کے ساتھ ایمان لایا جو تو نے اُتاری اور تیرے پیغمبر پر ایمان لایا جو تو نے بھیجا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو ان کلمات کو کہے پھر اسی رات مر جائے تو مرا دین اسلام پر، کہا ابوعبداللہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہ استرھبوھم ماخوذ ہے رھبۃ سے۔

فائدہ: اس ترجمہ کے فائدے پہلے گزر چکے ہیں اور نوم اور لیٹنے میں عموم اور خصوص ہے۔

بَابُ الدُّعَاءِ إِذَا انْتَبَهَ بِاللَّيْلِ

باب ہے بیچ دعا کرنے کے جب کہ رات سے جاگے

٥٨٤١۔ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِیٍّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سَلَمَةَ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ بِتُّ عِنْدَ مَيْمُوْنَةَ فَقَامَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتٰی حَاجَتَهٗ فَغَسَلَ وَجْهَهٗ وَيَدَيْهِ ثُمَّ نَامَ ثُمَّ قَامَ فَأَتَی الْقِرْبَةَ فَأَطْلَقَ شِنَاقَهَا ثُمَّ تَوَضَّأَ وُضُوْءً ا بَيْنَ وُضُوْئَيْنِ لَمْ يُكْثِرْ وَقَدْ أَبْلَغَ فَصَلّٰی فَقُمْتُ فَتَمَطَّيْتُ كَرَاهِيَةَ أَنْ يَّرٰی أَنِّیْ كُنْتُ أَتَّقِيْهِ فَتَوَضَّأْتُ فَقَامَ يُصَلِّیْ فَقُمْتُ عَنْ يَّسَارِهٖ فَأَخَذَ بِأُذُنِیْ فَأَدَارَنِیْ عَنْ يَّمِيْنِهٖ فَتَتَامَّتْ صَلَاتُهٗ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً ثُمَّ اضْطَجَعَ فَنَامَ حَتّٰی نَفَخَ وَكَانَ إِذَا نَامَ نَفَخَ فَآذَنَهٗ بِلَالٌ بِالصَّلَاةِ فَصَلّٰی وَلَمْ يَتَوَضَّأْ وَكَانَ يَقُوْلُ فِیْ دُعَائِهٖ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِیْ قَلْبِیْ نُوْرًا وَفِیْ بَصَرِیْ نُوْرًا وَفِیْ سَمْعِیْ نُوْرًا وَعَنْ يَّمِيْنِیْ نُوْرًا وَعَنْ يَّسَارِیْ نُوْرًا وَفَوْقِیْ نُوْرًا وَتَحْتِیْ نُوْرًا وَأَمَامِیْ نُوْرًا وَخَلْفِیْ نُوْرًا وَاجْعَلْ لِّیْ نُوْرًا قَالَ كُرَيْبٌ وَسَبْعٌ فِی التَّابُوْتِ فَلَقِيْتُ رَجُلًا مِنْ وَلَدِ الْعَبَّاسِ فَحَدَّثَنِیْ بِهِنَّ فَذَكَرَ عَصَبِیْ وَلَحْمِیْ وَدَمِیْ وَشَعَرِیْ وَبَشَرِیْ وَذَكَرَ خَصْلَتَيْنِ.

٥٨٤١۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک رات کاٹی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اٹھے سو اپنی حاجت ادا کی پھر اپنا منہ اور دونوں ہاتھ دھوئے پھر سوئے پھر اٹھے سو مشک کے پاس آئے سو اس کے منہ کو کھولا پھر وضو کیا وضو کرنا درمیان دو وضوؤں کے یعنی نہ زیادہ کیا اور البتہ کامل کیا یا کم پانی خرچ کیا باوجود تین تین بار دھونے کے پھر نماز پڑھی سو میں اٹھا سو میں نے انگڑائی لی واسطے مکروہ رکھنے اس بات کو کہ دیکھیں کہ بے شک میں آپ کا انتظار کرتا تھا یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ گمان کریں کہ میں جاگتا تھا سو میں نے وضو کیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز کو کھڑے ہوئے سو میں آپ کی بائیں طرف کھڑا ہوا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا کان پکڑا اور مجھ کو پھیر کر اپنی دائیں طرف کیا سو پوری ہوئی نماز آپ کی تیرہ رکعتیں پھر لیٹے سو سو گئے یہاں تک کہ خراٹے لینے لگے اور جب سوتے تھے تو خراٹے لیتے تھے پھر بلال رضی اللہ عنہ نے آپ کو نماز کی اطلاع دی سو آپ نے نماز پڑھی اور وضو نہ کیا اور آپ کی دعا میں یہ کلمات تھے الٰہی! میرے دل میں روشنی کر اور میری آنکھ میں روشنی کر اور میرے کان میں روشنی کر اور میرے دائیں روشنی کر اور میرے بائیں روشنی کر اور کر ڈال مجھ کو سراپا نور، کہا کریب نے اور سات کلمے تابوت میں تھے سو میں ملا ایک مرد کو عباس رضی اللہ عنہ کی اولاد سے سو حدیث بیان کی اس نے مجھ سے ساتھ ان کے سو ذکر کیا اس نے ان کلمات کو کہ روشنی کر میرے پٹھوں میں اور میرے گوشت میں اور میری لبوں میں اور میرے بالوں میں اور میرے چمڑے میں اور ذکر کیا دو کلموں کو۔

فائدہ: میں کہتا ہوں اور حاصل اس چیز کا کہ اس روایت میں ہے دس کلمے ہیں اور مسلم کی روایت میں ہے کہ

حضرت ﷺ نے انیس کلموں کے ساتھ دعا کی حدیث بیان کی مجھ سے ساتھ ان کے کریب نے سو میں نے ان میں سے بارہ کلمے یاد رکھے اور باقی کو بھول گیا سو ذکر کیا اس نے دل کے بعد زبان کو اور زیادہ کیا ہے اس کے آخر میں اور کر میری جان میں روشنی اور کر ڈال مجھ کو تمام نور اور یہ دونوں ان کلموں سے ہیں کہ ذکر کیا ہے کریب نے کہ وہ تابوت میں تھے اور اختلاف ہے کہ تابوت سے کیا مراد ہے سو دمیاطی نے کہا کہ مراد ساتھ اس کے سینہ ہے اور وہ برتن ہے دل اور بعض نے کہا کہ مراد ساتھ اس کے نور ہیں کہ تھے لکھے ہوئے تابوت میں جو بنی اسرائیل کے پاس تھا جس میں سکینہ تھی کہا ابن جوزی رحمہ اللہ نے کہ مراد ساتھ تابوت کے صندوق ہے یعنی سات کلمے لکھے ہوئے تھے صندوق میں جو اس کے پاس تھا یعنی اس وقت میں وہ کلمے اس کو یاد نہ تھے بلکہ اس کے پاس صندوق میں لکھے ہوئے تھے اور تائید کرتا ہے اس کی جو کہ کریب نے باب کی حدیث میں کہا کہ چھ کلمے میرے پاس تابوت میں لکھے ہوئے ہیں اور بعض نے کہا کہ مراد ساتھ تابوت کے بدن ہے یعنی یہ سات کلمے مذکورہ متعلق ہیں ساتھ بدن انسان کے بخلاف اکثر کلموں کے کہ گزرے اور بعض نے کہا کہ معنی یہ ہیں کہ لکھے ہوئے تھے کاغذ میں جو صندوق میں تھا نزدیک بعض اولاد عیاض کے اور دونوں کلمے ہڈی اور مغز ہے اور ظاہر تر یہ ہے کہ مراد ساتھ دو کلموں کے زبان اور نفس ہے کہا قرطبی نے کہ یہ روشنیاں جو حضرت ﷺ نے مانگیں ممکن ہے حمل کرنا ان کا ظاہر پر سو سوال کیا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ ان کے ہر عضو میں روشنی کرے کہ روشن ہوں ساتھ اس کے قیامت تک ان اندھیروں میں حضرت ﷺ اور جو آپ کے تابعدار ہیں ان شاء اللہ کہا اور اولی یہ ہے کہ کہا جائے کہ وہ استعارہ ہے علم اور ہدایت سے جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ﴾ وقولہ تعالیٰ ﴿وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ﴾ پھر کہا کہ تحقیق یہ ہے کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ نور ظاہر کرنے والا ہے اس چیز کو کہ نسبت کیا گیا ہے اس کی طرف اور وہ مختلف ہے ساتھ مختلف ہونے اس کے کے سو نور کان کا ظاہر کرنے والا ہے واسطے مسموعات کے یعنی ان چیزوں کے کہ سنی گئیں اور نور آنکھ کا کاشف ہے واسطے ان چیزوں کے کہ دیکھی گئیں اور نور دل کا کاشف ہے معلومات سے اور نور ہاتھ پاؤں وغیرہ جوارح کا وہ ہے جو ظاہر ہو اس پر اعمال طاعت سے کہا طیبی نے کہ معنی طلب نور کے واسطے اعضاء کے یہ ہیں کہ مزین ہو ہر ایک ساتھ نور معرفت اور اطاعت کے اور ننگا ہو اس چیز سے کہ سوائے ان کے ہے اس واسطے کہ شیطان گھیر لیتا ہے چھ طرفوں سے ساتھ وسوسوں کے سو ہوگا خلاص ہونا اس سے ساتھ ان روشنیوں کے واسطے ان طرفوں کے اور یہ کل امر رجوع کرنے والے ہیں طرف ہدایت اور بیان اور روشن ہونے حق کے اور اس کی طرف راہ دکھلاتا ہے قول اللہ تعالیٰ کا ﴿اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ الی قولہ ﴿نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ يَهْدِي اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ﴾ اور خاص کیا کان اور آنکھ اور دل کو اس واسطے کہ دل جگہ قرار پکڑنے فکر کی ہے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں اور خاص کیا ہے دائیں اور بائیں کو ساتھ عن کے یعنی کہا عن یمین واسطے خبر دینے کے ساتھ بڑھنے انوار کے دل اور کان اور آنکھ سے طرف اس شخص کی کہ اس کی

دائیں طرف اور بائیں طرف ہے اس کے تابعداروں سے۔(فتح)

۵۸۴۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ أَبِيْ مُسْلِمٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَتَهَجَّدُ قَالَ اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ قَيِّمُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ حَقٌّ وَقَوْلُكَ حَقٌّ وَلِقَاؤُكَ حَقٌّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ وَالنَّبِيُّوْنَ حَقٌّ وَمُحَمَّدٌ حَقٌّ اللّٰهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَإِلَيْكَ أَنَبْتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ وَإِلَيْكَ حَاكَمْتُ فَاغْفِرْ لِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَوْ لَا إِلٰهَ غَيْرُكَ.

۵۸۴۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اٹھتے تہجد کی نماز پڑھنے کو تو یہ دعا پڑھتے الٰہی! تجھ ہی کو حمد ہے تو ہی آسمانوں اور زمین اور ان کے درمیان والوں کی روشنی اور تجھی کو شکر ہے تو ہے آسمانوں اور زمین کا تھامنے والا اور جو ان کے درمیان ہے اور تجھی کو شکر ہے تو سچ مچ ہے اور تیرا وعدہ سچ مچ ہے اور تیرا قول حق ہے اور تیرا ملنا سچ مچ ہے اور بہشت حق ہے اور دوزخ حق ہے اور قیامت حق ہے اور پیغمبر حق ہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم حق ہیں الٰہی! میں تیرا تابعدار ہوں اور میں تیرے ساتھ ایمان لایا اور میں نے تیری طرف رجوع کیا اور تیری مدد سے جھگڑتا ہوں اور تیری طرف جھگڑا رجوع کرتا ہے کہ تو فیصل کرے سو بخش دے مجھ کو جو کہ میں نے آگے کیا اور جو پیچھے ڈالا اور جس کو میں نے چھپایا اور ظاہر کیا تو ہی آگے کرتا ہے جس کو چاہتا ہے اور تو ہی پیچھے ڈالتا ہے جس کو چاہتا ہے کوئی عبادت کے لائق نہیں سوائے تیرے راوی کو شک ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لا الہ الا انت فرمایا یا لا الہ غیرک فرمایا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب التہجد میں گزر چکی ہے۔

بَابُ التَّكْبِيْرِ وَالتَّسْبِيْحِ عِنْدَ الْمَنَامِ

سونے کے وقت سبحان اللہ اور اللہ اکبر کہنا یعنی اور حمد کا کہنا

۵۸۴۳۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنِ ابْنِ أَبِيْ لَيْلٰى عَنْ عَلِيٍّ أَنَّ فَاطِمَةَ شَكَتْ مَا تَلْقٰى فِيْ يَدِهَا مِنَ الرَّحٰى فَأَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسْأَلُهُ خَادِمًا فَلَمْ تَجِدْهُ فَذَكَرَتْ

۵۸۴۳۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے شکایت کی جو پاتی تھیں اپنے ہاتھ میں چکی پینے کی تکلیف سے یعنی چکی پینے سے ان کے ہاتھ میں آبلے پڑ گئے تھے اور ہاتھ موٹے ہو گئے تھے سو وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں لونڈی خدمت گار مانگنے کو سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پایا یعنی اس وقت

ذٰلِكَ لِعَائِشَةَ فَلَمَّا جَآءَ أَخْبَرَتْهُ قَالَ فَجَآءَ نَا وَقَدْ أَخَذْنَا مَضَاجِعَنَا فَذَهَبْتُ أَقُوْمُ فَقَالَ مَكَانَكِ فَجَلَسَ بَيْنَنَا حَتّٰى وَجَدْتُّ بَرْدَ قَدَمَيْهِ عَلٰى صَدْرِيْ فَقَالَ أَلَا أَدُلُّكُمَا عَلٰى مَا هُوَ خَيْرٌ لَّكُمَا مِنْ خَادِمٍ إِذَا أَوَيْتُمَا إِلٰى فِرَاشِكُمَا أَوْ أَخَذْتُمَا مَضَاجِعَكُمَا فَكَبِّرَا ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ وَسَبِّحَا ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ وَاحْمَدَا ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ فَهٰذَا خَيْرٌ لَّكُمَا مِنْ خَادِمٍ وَعَنْ شُعْبَةَ عَنْ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ التَّسْبِيْحُ أَرْبَعٌ وَّثَلَاثُوْنَ.

حضرت ﷺ سے ملاقات نہ ہوئی سو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اس بات کو عائشہ رضی اللہ عنہا سے ذکر کیا یعنی جب حضرت ﷺ تشریف لائیں تو ایسے کہہ دینا سو جب حضرت ﷺ تشریف لائے تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو خبر دی علی رضی اللہ عنہ نے کہا سو حضرت ﷺ ہمارے گھر میں تشریف لائے اور حالانکہ ہم بستر پر لیٹے تھے سو میں حضرت ﷺ کو دیکھ کر اٹھنے لگا فرمایا کہ اپنی جگہ میں لیٹ رہ سو حضرت ﷺ ہمارے درمیان بیٹھے یہاں تک کہ میں نے آپ کے دونوں قدموں کی ٹھنڈک اپنے سینے میں پائی سو فرمایا کہ کیا نہ بتلاؤں میں تم دونوں کو جو تمہارے لیے خدمت گار سے بہتر ہے؟ جب تم دونوں اپنے بستر پر ٹھکانہ پکڑو یا فرمایا کہ جب تم اپنے بستر پر لیٹو تو اللہ اکبر کہو تینتیس بار اور سبحان اللہ کہو تینتیس بار اور الحمد للہ کہو تینتیس بار سو یہ تمہارے لیے بہتر ہے خدمت گار سے اور ایک روایت میں ہے کہ سبحان اللہ کہو چونتیس بار۔

فائدہ: ایک روایت میں علی رضی اللہ عنہ سے ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت ﷺ کی بیٹی میرے نکاح میں تھیں سو چکی پیستے ان کے ہاتھ میں آبلے پڑ گئے اور مشک میں پانی لانے سے ان کی گردن میں نشان پڑ گیا اور گھر کو جھاڑنے سے ان کے کپڑے گرد آلودہ ہوئے اور روٹی پکانے سے ان کا چہرہ متغیر ہوا سو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جا اپنے باپ سے لونڈی مانگ حضرت ﷺ کے پاس لونڈی غلام آئے ہیں قولہ سو حضرت ﷺ ہمارے پاس آئے اور ہم اپنے بستر پر لیٹے تھے سو سائب کی روایت میں ہے سو ہم حضرت ﷺ کے پاس آئے سو میں نے کہا یا حضرت! البتہ میں کنویں سے پانی پینے کو لایا یہاں تک کہ میں نے اپنا سینہ بیمار پایا یعنی اب نہیں لا سکتا اور فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ البتہ میں نے چکی پیسی یہاں تک کہ میرے دونوں ہاتھ موٹے ہو گئے اور اللہ تعالیٰ آپ کے پاس بندی لایا ہے سو ہم کو خادم دیجیے سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قسم ہے اللہ تعالیٰ کی میں تم کو نہ دوں گا کہ اہل صفہ کو چھوڑوں ان کے پیٹ خالی ہیں نہیں پاتا میں جو ان پر خرچ کروں لیکن میں ان کو بیچتا ہوں اور ان کی قیمت ان پر خرچ کرتا ہوں اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ ہمارے پاس آئے اور ہم پر ایک چادر تھی کہ جب ہم اس کو لمبائی کی طرف پہنچتے تو ہمارے پہلو اس سے نکل جاتے اور جب اس کو چوڑائی کی طرف سے پہنچتے تو ہمارے سر اور قدم اس سے نکل جاتے اور ایک روایت میں

اس حدیث کے اخیر میں اتنا زیادہ ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے اس ذکر کو اس کے بعد کبھی نہیں چھوڑا لوگوں نے کہا اور نہ رات جنگ صفین کی کہا اور نہ رات صفین کی اور مراد ساتھ رات صفین کے وہ لڑائی ہے جو علی رضی اللہ عنہ اور معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان صفین میں ہوئی تھی اور صفین ایک شہر ہے مشہور درمیان عراق اور شام کے اور دونوں لشکر وہاں کئی مہینے ٹھہرے رہے تھے اور ان کے درمیان بہت لڑائیاں واقع ہوئی تھیں لیکن نہیں لڑے رات کو مگر ایک بار اور اس رات میں دونوں فریق سے کئی ہزار آدمی قتل ہوا اور صبح کو علی رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی فتح کے ساتھ قریب تھے سو معاویہ رضی اللہ عنہ اور اس کے ساتھیوں نے قرآن کو اٹھایا سو ہوا جو ہوا اتفاق سے منصفی پر اور پھرنے ایک کے کی ان میں سے طرف شہر اپنے کے اور خروج کیا خارجیوں نے علی رضی اللہ عنہ پر بعد منصفی کے اول اڑتیسویں سال میں اور قتل کیا ان کو علی رضی اللہ عنہ نے نہروان مین اور سب یہ مبسوط ہے طبری وغیرہ کی تاریخ میں کہا ابن بطال نے کہ یہ ایک قسم کا ذکر ہے وقت سونے کے اور ممکن ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کے وقت اس سب ذکر کو کہتے ہیں اور اشارہ کیا ہے واسطے امت اپنی کے ساتھ کفایت کرنے کے بعض پر واسطے خبردار کرنے کے آپ سے کہ معنی اس کے ترغیب اور ندب ہے نہ وجوب کہا عیاض نے کہ آئے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے وقت سونے کے اذکار مختلف باعتبار احوال اور اشخاص اور اوقات کے اور ہر میں فضل ہے اور کہا عیاض نے کہ نہیں ہے کوئی وجہ واسطے اس شخص کے کہ استدلال کرتا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ فقیر افضل ہے غنی سے اور البتہ اختلاف کیا گیا ہے بیچ خیریت کے یعنی اس ذکر کے بہتر ہونے کے کیا معنی ہیں سو کہا عیاض نے کہ ظاہر یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ کیا کہ ان کو سکھلائیں کہ عمل آخرت کا افضل ہے دنیا کے کام سے ہر حال میں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اقتصار کیا اس پر واسطے اس چیز کے کہ نہ ممکن ہو آپ کو دینا خادم کا پھر سکھلایا ان کو جب کہ نہ ہاتھ آیا ان کو جو انہوں نے طلب کیا تھا ذکر کہ حاصل ہو واسطے ان کے اجر افضل اس چیز سے کہ مانگی اور کہا قرطبی نے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حوالہ کیا ان کو ذکر پر تا کہ ہو عوض دعا سے وقت حاجت کے یا اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا واسطے بیٹی اپنی کے جو اپنے جی کے واسطے چاہا اختیار کرنے فقر کے سے اور تحمل شدت اس کی سے ساتھ صبر کرنے کے اوپر اس کے واسطے بڑا جاننے اجر اس کے کو اور کہا مہلب نے کہ سکھلائی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی کو ذکر سے وہ چیز کہ اکثر ہے نفع اس کا واسطے اس کے آخرت میں اور اختیار کیا ہے اہل صفہ کو اس واسطے کہ وقف کیا تھا انہوں نے اپنی جانوں کو واسطے سماع علم کے اور ضبط کرنے سنت کے اپنے پیٹ بھرنے پر یعنی صرف ان کو پیٹ کا فکر تھا نہ رغبت کرتے تھے بیچ کمانے مال کے اور نہ عیال کے لیکن انہوں نے خرید اپنی جانوں کو اللہ تعالیٰ سے ساتھ قوت کے اور اس سے لیا جاتا ہے مقدم کرنا طالب علموں کا غیروں پر پانچویں حصے میں اور اس حدیث میں بیان ہے اس چیز کا کہ تھے اس پر سلف صالح تنگ گزران اور قلت چیز اور شدت حال سے اور اللہ تعالیٰ نے بچایا ان کو دنیا سے باوجود ممکن ہونے اس کے کے واسطے بچانے ان کے اس کی خرابیوں سے اور

یہ سنت ہے پیغمبروں کی کہا اسماعیل قاضی نے کہ اس حدیث میں ہے کہ امام کو جائز ہے یہ کہ تقسیم کرے خمس کو جہاں مناسب دیکھے اس واسطے کہ قیدی نہیں ہوتا مگر خمس سے اور اس پر باقی چار خمس پس حق غنیمت لوٹنے والوں کا ہے اور یہ قول مالک رحمۃ اللہ علیہ اور جماعت کا ہے اور مذہب شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور ایک جماعت کا یہ ہے کہ واسطے اہل بیت کے حصہ ہے خمس سے اور اس کا مفصل بیان خمس میں گزر چکا ہے کہا مہلب نے کہ اس حدیث میں کہ باعث ہونا انسان کا ہے اپنے اہل کو اس چیز پر کہ اٹھاتا ہے اس پر نفس اپنے کو اختیار کرنے آخرت کے سے دنیا پر جب کہ ہو واسطے ان کے قدرت اوپر اس کے اور اس میں ہے کہ جائز ہے مرد کو داخل ہونا اپنے بیٹی اور اس کے خاوند پر ساتھ اجازت کے اور بیٹھنا درمیان ان کے ان کے بچھونے پر اور مباشر ہونا اس کے قدموں کا ان کے بعض بدن کو اور دفع کیا ہے بعض نے استدلال مذکور کو واسطے معصوم ہونے صفت کے سو نہ ملحق ہو گا ساتھ حضرت ﷺ کے غیر آپ کا جو معصوم نہیں اور حدیث میں مناقب ہے ظاہرہ واسطے علی رضی اللہ عنہ اور فاطمہ رضی اللہ عنہا کے اور اس میں بیان ہے اظہار غایت مہربانی اور شفقت کا بیٹی پر اور داماد پر اور نہایت اتحاد ساتھ دور کرنے حشمت اور حجاب کے اس واسطے کہ نہ اُٹھایا ان کو ان کی جگہ سے اور چھوڑا ان کو حالت لیٹنے پر اور مبالغہ کیا یہاں تک کہ اپنے پیر کو ان کے درمیان داخل کیا اور ان کے درمیان ٹھہرے یہاں تک کہ سکھلایا ان کو جو اولیٰ ہے ساتھ حال ان کے ذکر سے بدلہ اس چیز کا کہ مانگی انہوں نے خادم سے واسطے خبردار کرنے کے کہ اہم مطلوب وہ زاد لینا ہے واسطے آخرت کے اور صبر کرنا دنیا کی مصیبتوں پر اور الگ ہونا دارا لغرور سے اور اس حدیث میں ہے کہ جو اس ذکر کو سونے کے وقت ہمیشہ پڑھتا رہے وہ تھکتا نہیں اس واسطے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے شکایت کی تکلیف کے کام سے سو حضرت ﷺ نے اس پر حوالہ کیا اور اس میں نظر ہے اور نہیں متعین ہے دور ہونا لقب کا بلکہ احتمال ہے کہ جو اس پر ہمیشگی کرے وہ ضرر نہ پائے ساتھ کثرت عمل کے اور نہیں دشوار ہوتا اوپر اس کے اگرچہ حاصل ہو تعب۔ (فتح)

بَابُ التَّعَوُّذِ وَالْقِرَاءَةِ عِنْدَ الْمَنَامِ

پناہ مانگنا اور پڑھنا سونے کے وقت

٥٨٤٤۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهُ نَفَثَ فِيْ يَدَيْهِ وَقَرَأَ بِالْمُعَوِّذَاتِ وَمَسَحَ بِهِمَا جَسَدَهُ.

۵۸۴۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ جب لیٹتے تو اپنے ہاتھ میں پھونک مارتے سو معوذات کو پڑھتے اور ان کے ساتھ اپنے بدن کو مسح کرتے۔

فائدہ: مراد ساتھ معوذات کے سورۂ اخلاص اور سورۂ فلق اور سورۂ ناس ہے جیسا کہ ایک روایت میں آیا ہے اور

البتہ وارد ہوئی ہیں بیچ قرأت کے وقت سونے کے چند حدیثیں صحیحہ ایک حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ہے آیۃ الکرسی میں اور حدیث ابن سعید کی ہے سورۂ بقرہ کے خاتمہ اور حدیث فروہ کی ہے قل یاایھا لکافرون میں اور حدیث عرباض رضی اللہ عنہ کی ہے مسبحات میں اور حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی ہے سورۂ الم تنزیل اور تبارک میں روایت کیا ہے اس کو بخاری رحمہ اللہ نے ادب مفرد میں اور حدیث اس کی ہے مطلق قرآن کی کسی سورۂ میں اور پناہ مانگنے میں چند حدیثیں وارد ہوئی ہیں ایک حدیث ابو صالح کی ہے اعوذ بکلمات اللّٰہ التامۃ من شرما خلق اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے اللھم فاطر السموات والارض عالم الغیب والشھادۃ رب کل شی وملیکہ اشھد ان لا الہ الا انت اعوذ بك من شر نفسی ومن شر الشیطان الرجیم وشرکہ ، اخرجہ ابو داؤد کہا ابن بطال نے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں رد ہے اس شخص پر کہ منع کرتا ہے استعمال تعوذ اور جھاڑ پھونک سے مگر بعد واقع ہونے بیماری کے۔ (فتح)

بَابٌ — یہ باب ہے

فائدہ: یہ باب ترجمہ سے خالی ہے اور مناسبت اس کی واسطے ماقبل کے عام ہونا ذکر کا ہے وقت سونے کے۔

٥٨٤٥ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَوٰى أَحَدُكُمْ إِلٰى فِرَاشِهٖ فَلْيَنْفُضْ فِرَاشَهٗ بِدَاخِلَةِ إِزَارِهٖ فَإِنَّهٗ لَا يَدْرِيْ مَا خَلَفَهٗ عَلَيْهِ ثُمَّ يَقُوْلُ بِاسْمِكَ رَبِّ وَضَعْتُ جَنْبِيْ وَبِكَ أَرْفَعُهٗ إِنْ أَمْسَكْتَ نَفْسِيْ فَارْحَمْهَا وَإِنْ أَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهٖ عِبَادَكَ الصَّالِحِيْنَ تَابَعَهٗ أَبُوْ ضَمْرَةَ وَإِسْمَاعِيْلُ بْنُ زَكَرِيَّاءَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ وَقَالَ يَحْيٰى وَبِشْرٌ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَوَاهُ مَالِكٌ وَابْنُ عَجْلَانَ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ

۵۸۴۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی اپنے بچھونے پر آئے یعنی سونے کے واسطے تو چاہیے کہ جھاڑے اپنے بچھونے کو اپنے ازار کے اندر کی طرف سے اس واسطے کہ اس کو معلوم نہیں کہ اس کے پیچھے اس پر کیا پڑا ہے پھر کہے یعنی یہ دعا پڑے باسمك ربی سے آخر تک دعا کے یہ معنی ہیں اے میرے رب! تیرے نام پر میں نے اپنا پہلو رکھا اور تیری مدد سے پھر اس کو اٹھاؤں گا اگر تو نے میری جان کو بند کیا یعنی نیند میں آ کر مر گیا تو اس پر رحم کرنا اور اگر تو نے جان کو چھوڑا یعنی زندہ رکھا تو اس کو بچانا گناہوں سے اور بلاؤں سے جس سے تو نیکوں کو بچاتا ہے۔

متابعت کی ہے اس کی ابوضمرہ نے اور اسماعیل نے عبیداللہ رضی اللہ عنہ سے یعنی دونوں نے متابعت کی ہے زہیر کی بیچ داخل کرنے واسطہ کے درمیان سعید رضی اللہ عنہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے اور کہا یحییٰ اور بشر نے عبیداللہ رضی اللہ عنہ سے اس نے روایت کی

النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

سعید رضی اللہ عنہ سے اس نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور روایت کیا ہے اس کو مالک رحمہ اللہ نے اور ابن عجلان نے سعید رضی اللہ عنہ سے اس نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

فائدہ: اور مراد داخل ازار سے طرف ازار کی جو بدن کے ساتھ لگی ہوئی ہو کہا مالک رحمہ اللہ نے کہ داخل ازار کا وہ چیز ہے جو متصل ہے داخل بدن کو اس سے اور کہا عیاض نے کہ داخل ازار اس حدیث میں طرف اس کی ہے اور داخل ازار اس شخص کی حدیث میں جس کو نظر لگی تھی وہ چیز ہے جو بدن کے ساتھ لگی ہوئی ہو اور کہا قرطبی نے حکمت اس جھاڑنے کی البتہ ذکر کی گئی ہے حدیث میں اور بہرحال خاص ہونا جھاڑنے کا ساتھ اندر کی طرف ازار کے سو نہیں ظاہر ہوئی ہے وجہ واسطے ہمارے اور واقع ہوتا ہے میرے دل میں کہ اس میں خاصیت ہے طبی جو منع کرتی ہے قریب ہونے بعض جانوروں کے سے جیسا کہ حکم کیا ساتھ اس کے نظر لگانے والے کو کہا صاحب نہایہ نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حکم کیا ساتھ داخل ازار کے اور نہ حکم کیا ساتھ خارج کے اس واسطے کہ ازار باندھنے والا پکڑتا ہے دونوں طرف ازار کی اپنے دائیں ہاتھ اور بائیں سے اور چمٹاتا ہے اس چیز کو کہ اس کے بائیں ہاتھ میں ہے اور وہ طرف داخل ہے اوپر بدن اس کے کے اور رکھتا ہے جو اس کے دائیں ہاتھ میں ہے اوپر دوسرے کے سو جب اس کو کسی کام کی جلدی ہو یا ڈرے ازار کے گر پڑنے سے تو پکڑ رکھتا ہے اس کو اپنے بائیں ہاتھ سے اور ہٹاتا ہے اپنے نفس سے ساتھ دائیں ہاتھ کے سو جب اپنے بستر کی طرف پھرتا ہے اور اپنے ازار کو کھولتا ہے تو دائیں ہاتھ سے کھولتا ہے خارج ازار کا اور باقی رہتا ہے خارج اس کا معلق اور ساتھ اس کے واقع ہوتا ہے جھاڑنا اور کہا ابن بطال نے کہ اس حدیث میں ادب عظیم ہے اور البتہ ذکر کی گئی ہے حکمت اس کی حدیث میں اور وہ یہ ہے کہ کوئی کیڑا ضرر دینے والا بستر پر آیا ہو سو اس کو ایذا دے اور کہا قرطبی نے کہ لیا جاتا ہے اس حدیث سے یہ کہ لائق ہے واسطے اس شخص کے جو سونا چاہے یہ کہ جھاڑے بستر کو اس لیے کہ احتمال ہے کہ ہو اس پر کوئی چیز پوشیدہ رطوبت وغیرہ سے کہا ابن عربی نے کہ یہ حذر ہے اور نظر ہے بیچ اسباب دفع بڑی قدر کے اور اشارہ کیا ہے کرمانی نے کہ حکمت اس میں یہ ہے کہ ہو ہاتھ اس کا مستور تاکہ نہ ہو اس جگہ کوئی چیز سو حاصل ہو اس کے ہاتھ میں مکروہ اور یہ حکمت جھاڑنے کی ہے ساتھ طرف کپڑے کے سوائے ہاتھ کے نہ خاص اندر کی طرف سے اور کہا کرمانی نے کہ مراد امسکتھا سے موت ہے اور مراد ارسلتھا سے زندگی ہے اور واقع ہوئی ہے ایک روایت میں تصریح کی ساتھ موت اور حیاۃ کے روایت کیا ہے اس کو نسائی نے اور اس چیز سے کہ کہی جاتی ہے وقت سونے کے یہ دعا ہے جو انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں وارد ہوئی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے بستر پر آتے تو کہتے تھے **الحمد لله الذی اطعمنا وسقانا و کفانا و آوانا فکم ممن لا کافی له ولا**

مؤوی روایت کی ہے یہ حدیث مسلم اور ترمذی نے ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کی کہ جو کہے جب کہ اپنے بستر پر آئے اَستغفرا اللّٰہ الذی لا الہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ تین بار اس کے گناہ بخشے جاتے ہیں اگر چہ ہوں مثل جھاگ دریا کی اور اگر چہ ہوں بقدر ریت کے اور اگر چہ ہوں بقدر ایام دنیا کے۔(فتح)

بَابُ الدُّعَآءِ نِصْفَ اللَّيْلِ
آدھی رات کو دعا کرنا

فائدہ: یعنی بیان ہے فضیلت دعا کرنے کا اس وقت میں اور وقت پر فجر نکلنے تک کہا ابن بطال نے کہ وہ وقت ہے شریف خاص کیا ہے اس کو اللہ تعالیٰ نے ساتھ اترنے کے بیچ اس کے سو فضل کرتا ہے اپنے بندوں پر ساتھ قبول کرنے دعا ان کی کے اور دینے اس چیز کے کہ انہوں نے مانگی اور بخشنے گناہ ان کے اور وہ وقت ہے غفلت اور خلوت اور استغراق کا سونے میں اور لذت لینے کا واسطے اس کے اور چھوڑنا لذت کا مشکل ہے خاص کر آسودہ لوگوں کو اور سردی کے زمانے میں اور اسی طرح محنتی لوگوں کو خاص کر جب کہ رات چھوٹی ہو سو جو اختیار کرے قیام کو واسطے سرگوشی اپنے رب کے اور عاجزی کرنے کو طرف اس کی باوجود اس کے کہ وہ دلالت کرتا ہے اوپر خالص ہونے نیت اس کی کے اور صحیح ہونے رغبت اس کی کے اس چیز میں کہ اس کے رب کے پاس ہے سو اسی واسطے تنبیہ کی ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو دعا کرنے پر اس وقت میں کہ خالی ہوتا ہے اس میں نفس دنیا کے خیالوں سے اور اس کے علاقوں سے تا کہ خبردار ہو بندہ واسطے کوشش اور اخلاص کے اپنے رب کے لیے۔(فتح)

٥٨٤٦۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِيْ عَبْدِ اللهِ الْأَغَرِّ وَأَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَتَنَزَّلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالٰى كُلَّ لَيْلَةٍ إِلَى السَّمَآءِ الدُّنْيَا حِيْنَ يَبْقٰى ثُلُثُ اللَّيْلِ الْاٰخِرِ يَقُوْلُ مَنْ يَّدْعُوْنِيْ فَأَسْتَجِيْبَ لَهٗ مَنْ يَّسْأَلُنِيْ فَأُعْطِيَهٗ مَنْ يَّسْتَغْفِرُنِيْ فَأَغْفِرَ لَهٗ.

٥٨٤٦۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اترتا ہے ہمارا رب تبارک وتعالیٰ ہر رات کو پہلے آسمان تک جب کہ پچھلی تہائی رات باقی رہتی ہے تو فرماتا ہے کہ کون مجھ سے دعا مانگتا ہے کہ میں اس کی دعا قبول کروں کون مجھ سے سوال کرتا ہے کہ میں اس کو دوں، کون مجھ سے گناہ بخشواتا ہے کہ میں اس کے گناہ بخشوں۔

فائدہ: اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ یہ وقت نہایت مقبول ہے اس وقت کی دعا قبول ہے اور ترجمہ میں آدھی رات کا ذکر ہے اور حدیث میں تہائی کا کہا ابن بطال نے کہ لیکن بخاری نے اعتماد کیا ہے اس چیز پر کہ آیت میں ہے اور وہ قول اللہ تعالیٰ کا ﴿قُمِ اللَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا نِّصْفَهٗ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ﴾ سو لیا ہے اس نے ترجمہ کو قرآن کی دلیل سے

اور ذکر نصف کا بیچ اس کے دلالت کرتا ہے اوپر تاکید محافظت کرنے کے اوپر وقت اترنے کے اس کے داخل ہونے سے پہلے تاکہ حاصل ہو وقت قبول ہونے دعا کے اور بندہ منتظر ہے واسطے اس کے مستعد ہے واسطے ملاقات اس کی کے اور کہا کرمانی نے کہ لفظ حدیث کا تہائی رات کی ہے اور یہ واقع ہوتی ہے دوسرے نصف میں اور جو ظاہر ہوتا ہے واسطے میرے یہ ہے کہ بخاری رحمہ اللہ اپنی عادت کے موافق چلا ہے سو اس نے اشارہ کیا ہے طرف اس روایت کی کہ واقع ہوئی ہے ساتھ لفظ نصف کے سو روایت کی ہے دارقطنی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ساتھ اس لفظ کے کہ اترتا ہے اللہ تعالیٰ پہلے آسمان کی طرف آدھی رات کو یا پچھلی تہائی رات میں اور نیز اس نے کہا کہ اُترنا محال ہے اوپر اللہ تعالیٰ کے اس واسطے کہ حقیقت اس کی حرکت کرنا ہے بلندی کی طرف سے نیچے کی طرف کو اور البتہ روایت کی ہے براہین قاطع نے اس پر کہ اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے سو چاہیے کہ تاویل کیا جائے اس کو ساتھ اس کے کہ مراد اترنا رحمت کے فرشتے کا ہے یا مانند اس کی یا تفویض کیا جائے اس کو طرف اللہ تعالیٰ کی باوجود اعتقاد پاک جاننے اس کے کے اور البتہ گزر چکی ہے شرح حدیث کی کتاب الصلوٰۃ میں ویاتی فی التوحید ان شاء اللّٰہ تعالیٰ۔ فتح)

بَابُ الدُّعَآءِ عِنْدَ الْخَلَاءِ

پاخانے کے وقت دعا کرنے کا بیان یعنی وقت ارادے داخل ہونے کے بیچ اس کے

۵۸۴۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ قَالَ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَآئِثِ.

۵۸۴۷۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب پاخانے میں داخل ہونے کا ارادہ کرتے تو یہ دعا پڑھتے الٰہی! میں تیری پناہ مانگتا ہوں دیو بھوت اور بھوتنیوں کے شر سے۔

فائدہ: پاخانے میں اللہ تعالیٰ کا نام مذکور نہیں ہوتا اس واسطے شیطان وہاں رہتے ہیں اور اس حدیث کی شرح کتاب الطہارت میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

بَابُ مَا يَقُوْلُ إِذَا أَصْبَحَ

صبح کے وقت کیا کہے اور کیا دعا پڑھے؟

۵۸۴۸۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بُرَيْدَةَ عَنْ بُشَيْرِ بْنِ كَعْبٍ عَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَيِّدُ الْاِسْتِغْفَارِ اللّٰهُمَّ أَنْتَ رَبِّيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا

۵۸۴۸۔ حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عمدہ استغفار یہ ہے کہ بندہ یوں کہے کہ الٰہی! تو میرا مالک ہے کوئی لائق بندگی کے نہیں سوائے تیرے تو نے مجھ کو پیدا کیا اور میں تیرا بندہ ہوں اور میں تیرے قول اور وعدے پر ہوں جہاں تک کہ مجھ سے ہو سکے تجھ سے

أَنْتَ خَلَقْتَنِيْ وَأَنَا عَبْدُكَ وَأَنَا عَلٰى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ أَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَأَبُوْءُ لَكَ بِذَنْبِيْ فَاغْفِرْ لِيْ فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ إِذَا قَالَ حِيْنَ يُمْسِيْ فَمَاتَ دَخَلَ الْجَنَّةَ أَوْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَإِذَا قَالَ حِيْنَ يُصْبِحُ فَمَاتَ مِنْ يَوْمِهِ مِثْلَهُ.

اقرار کرتا ہوں تیرے احسان کا جو مجھ پر ہے اور اقرار کرتا ہوں تجھ سے اپنے گناہ کا سو مجھ کو بخش دے مقرر یہی ہے کہ کوئی گناہ کو نہیں بخش سکتا سوائے تیرے میں تیری پناہ مانگتا ہوں اپنے کیے کی بدی سے جب کوئی شام کے وقت کہے پھر اسی رات میں مر جائے تو وہ شخص بہشت میں داخل ہوتا ہے یا بہشتیوں سے ہے اور جب اس کو صبح کے وقت کہے پھر اسی دن شام سے پہلے مر جائے مثل اس کی ہے یعنی وہ بھی داخل ہوتا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح عنقریب گزر چکی ہے۔

٥٨٤٩۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَّنَامَ قَالَ بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ أَمُوْتُ وَأَحْيَا وَإِذَا اسْتَيْقَظَ مِنْ مَنَامِهِ قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُوْرُ.

٥٨٤٩۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب سونے کا ارادہ کرتے تو کہتے الٰہی! میں تیرے نام سے مروں گا اور تیرے نام سے جیتا ہوں اور جب سونے سے جاگتے تو کہتے شکر ہے اللہ کا جس نے ہم کو زندہ کیا بعد ہمارے مرنے کے اور اسی کی طرف جی اٹھنا ہے قیامت میں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

٥٨٥٠۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِيْ حَمْزَةَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ عَنْ خَرَشَةَ بْنِ الْحُرِّ عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهُ مِنَ اللَّيْلِ قَالَ اللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ أَمُوْتُ وَأَحْيَا فَإِذَا اسْتَيْقَظَ قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُوْرُ.

٥٨٥٠۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب رات کو اپنے بستر پر لیٹتے تو کہتے الٰہی! میں تیرے نام سے مروں گا اور تیرے نام سے جیتا ہوں اور جب سو کر جاگتے تو کہتے شکر ہے اللہ کا جس نے ہم کو زندہ کیا ہمارے مرنے کے بعد اور اسی کی طرف ہی جی اٹھنا ہے قیامت میں۔

فائدہ: اور البتہ وارد ہوئی ہیں چند حدیثیں اس ذکر میں کہ کہا جاتا ہے وقت صبح کے ایک حدیث انس رضی اللہ عنہ کی ہے

مرفوع کہ جو صبح کے وقت کہے: اللھم انی اصبحت اشھدك واشھد حملة عرشك وملآئكتك وجميع خلقك انك انت الله لا اله الا انت وان محمدا عبدك ورسولك تو آزاد کرتا ہے اللہ اس کی چوتھائی کو آگ سے اور جو دوبار کہے اللہ تعالیٰ اس کے نصف کو آگ سے آزاد کرتا ہے روایت کیا ہے اس کو ترمذی وغیرہ نے اور ایک حدیث ابوسلام کی ہے کہ صبح اور شام کے وقت کہے رضيت بالله ربا وبالاسلام دينا وبمحمد رسولا مگر یہ کہ حق ہوتا ہے اللہ پر یہ کہ اس کو راضی کرے روایت کیا ہے اس کو ابوداؤد نے اور اس کی سند قوی ہے اور اس کے سوائے اوراذ کار بھی ابوداؤد اور نسائی وغیرہ کی حدیثوں میں آئے ہیں۔ (فتح)

بَابُ الدُّعَآءِ فِي الصَّلَاةِ

نماز میں دعا کرنے کا بیان

٥٨٥١۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِيْ يَزِيْدُ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِّمْنِيْ دُعَآءً أَدْعُوْ بِهِ فِيْ صَلَاتِيْ قَالَ قُلِ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ ظُلْمًا كَثِيْرًا وَّلَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ فَاغْفِرْ لِيْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِيْ إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ وَقَالَ عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ يَزِيْدَ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ إِنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

٥٨٥١۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ یا حضرت! مجھ کو کوئی دعا سکھلایئے جس کے ساتھ میں نماز میں دعا کیا کروں؟ فرمایا کہہ الٰہی! میں نے اپنی جان پر ظلم کیا بہت سا ظلم اور نہیں بخشتا کوئی گناہوں کو سوائے تیرے سو مجھ کو بخش دے اپنے پاس کی مغفرت سے اور مجھ پر رحم کر بے شک تو بڑا بخشنے والا ہے نہایت مہربان۔

اور کہا عمرو بن حارث نے یزید سے اس نے ابوالخیر سے اس نے سنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا یعنی ابوالخیر نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے سنا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب صفۃ الصلوٰۃ میں گزر چکی ہے۔ کہا طبری نے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں رد ہے اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ نہیں مستحق ہے ایمان کے نام کا مگر وہ شخص کہ نہیں ہے واسطے اس کے کوئی گناہ اور نہ خطا اس واسطے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بڑے اہل ایمان میں سے ہیں اور حالانکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سکھلایا کہ کہیں کہ الٰہی! میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور کوئی نہیں بخشتا گناہ کو سوائے تیرے کہا کرمانی نے کہ یہ دعا جامع ہے اس واسطے کہ اس میں اعتراف ہے ساتھ نہایت تقصیر کے اور طلب ہے نہایت انعام کے سو مغفرت ڈھانکنا گناہ کا اور مٹا دینا اس کا

ہے اور رحمت پہنچانا خیرات کا ہے سو اول میں طلب ہے دور ہونے کی آگ سے اور دوسری میں طلب داخل کرنے کی ہے بہشت میں اور یہی ہے ظفریابی بڑی اور کہا ابن ابی جمرہ نے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حدیث میں مشروع ہونا دعا کا ہے نماز میں اور فضیلت دعا مذکور کی اس کے غیر پر اور طلب تعلیم کی اعلیٰ سے اگرچہ طالب پہچانتا ہو اس نوع کو اور خاص کیا دعا کو ساتھ نماز کے واسطے قول حضرت ﷺ کے کہ بندہ نہایت نزدیک ہوتا ہے رب سے سجدے کی حالت میں اور اس حدیث میں ہے کہ بندہ نظر کرے اپنی عبادت میں طرف بلند تر چیز کی سو سبب پیدا کرے بیچ حاصل کرنے اس کے اور حضرت ﷺ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو یہ دعا سکھلائی تو اس میں اشارہ ہے طرف اختیار کرنے امر آخرت کے کی دنیا پر اور شاید حضرت ﷺ نے سمجھا اس کو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے حال سے اور مقدم کرنے امر آخرت کے سے اور یہ جو کہا ظلمت نفسی الخ یعنی نہیں واسطے میرے کوئی حیلہ اس کے دفع کرنے میں سو وہ حالت محتاجی کی ہے سو مشابہ ہوا مضطر کی حالت کو جو موعود ہے ساتھ اجابت کے اور اس میں کسر نفسی ہے اور اعتراف ہے ساتھ تقصیر کے اور باقی فائدے اس کے اوپر گزر چکے ہیں۔

۵۸۵۲۔ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ سُعَيْرٍ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ ﴿وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا﴾ أُنْزِلَتْ فِي الدُّعَآءِ.

۵۸۵۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اس آیت کی تفسیر میں کہ نہ پکار اپنی نماز کو اور نہ چپکے سے پڑھ کہا کہ یہ آیت دعا میں اتری یعنی پکار دعا کو اور نہ چپکے سے پڑھ۔

۵۸۵۳۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا نَقُوْلُ فِي الصَّلَاةِ السَّلَامُ عَلَى اللّٰهِ السَّلَامُ عَلٰى فُلَانٍ فَقَالَ لَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ إِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّلَامُ فَإِذَا قَعَدَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ فَلْيَقُلِ التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ إِلٰى قَوْلِهِ الصَّالِحِيْنَ فَإِذَا قَالَهَا أَصَابَ كُلَّ عَبْدٍ لِلّٰهِ فِي السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ صَالِحٍ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ ثُمَّ يَتَخَيَّرُ مِنَ الثَّنَآءِ مَا شَآءَ.

۵۸۵۳۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نماز میں بیٹھ کر کہا کرتے تھے اللہ تعالیٰ کو سلام فلانے کو سلام سو حضرت ﷺ نے ہم سے ایک دن کہا کہ اللہ تعالیٰ ہی ہے صاحب سلامتی کا سو جب کوئی نماز میں بیٹھے تو چاہیے کہ کہے التحیات للہ سے صالحین تک سو جب اس کو کہے یعنی اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر سلام ہے تو جتنے اللہ کے نیک بندے آسمان اور زمین میں ہیں خواہ جن خواہ آدمی خواہ پیغمبر خواہ اولیاء سب کو اس کا سلام پہنچ گیا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوائے کوئی لائق بندگی کے نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ بندہ ہے اللہ تعالیٰ کا اور اس کا رسول ہے پھر اختیار کرے دعا سے جو چاہے۔

فائدہ:اس حدیث کی شرح صفۃ الصلوٰۃ میں گزر چکی ہے اور لینا ترجمہ کا ان حدیثوں سے یہ ہے کہ اول حدیث نص ہے مطلوب میں اور مستفاد ہوتی ہے دوسری حدیث سے صفت دعا کرنے والے کی صفتوں سے اور وہ نہ پکارنا ہے نہ پوشیدہ کرنا سوا اپنے نفس کو سنائے اور غیر کو نہ سنائے اور نماز کو دعا کہا گیا اس واسطے کہ نہیں ہوتی ہے نماز مگر دعا سے سو وہ از قبیل نام رکھنے بعض چیز کے سے ہے ساتھ نماز کل چیز کے اور تیسری حدیث میں حکم ہے ساتھ دعا کرنے کے التحیات میں اور وہ منجملہ نماز کے ہے اور مراد ثناء سے دعا ہے اور البتہ وارد ہوا ہے امر ساتھ دعا کرنے کے سجدے میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جو مرفوع ہے کہ بندہ نہایت نزدیک ہوتا ہے رب سے سجدے کی حالت میں سو بہت دعا کیا کرو اور نیز وارد ہوا ہے امر ساتھ دعا کرنے کے التحیات میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں نزدیک ابوداؤد اور ترمذی کے اور اس میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا ایک مرد کو کہ التحیات کے بعد اللہ کی ثناء کہے جو اس کے لائق ہے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے پھر چاہیے کہ دعا کرے جو چاہے اور حاصل یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز کے اندر چھ جگہوں میں دعا کرنا ثابت ہوا ہے اول تکبیر تحریمہ کے بعد سو بخاری رحمہ اللہ اور مسلم رحمہ اللہ کی حدیث میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اللھم باعد بینی وبین خطایای الحدیث دوسری اعتدال میں سو اس میں ابن ابی اوفی کی حدیث ہے نزدیک مسلم کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہتے تھے بعد قول اپنے کہ من شی اللھم طھرنی بالثلج والبرد والمآء البارد تیسری رکوع میں اور اس میں عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رکوع اور سجود میں اکثر یہ کہتے تھے سبحانك اللھم ربنا وبحمدك اللھم اغفرلی چوتھی سجدہ میں اور اس میں اکثر دعا مانگتے تھے پانچویں دو سجدوں کے درمیان اللھم اغفرلی چھٹی التحیات میں اور اسی طرح قنوت میں بھی دعا کرتے تھے اور قرأت کی حالت میں بھی جب رحمت کی آیت پر گزرے تو اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے اور جب عذاب کی آیت پر گزرتے تو پناہ مانگتے۔(فتح)

بَابُ الدُّعَآءِ بَعْدَ الصَّلَاةِ — نماز کے بعد دعا کرنے کا بیان

فائدہ:یعنی بعد نماز فرض کے اور اس ترجمہ میں رد ہے اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ نماز کے بعد دعا مشروع نہیں ہے واسطے استدلال کرنے کے ساتھ اس حدیث کے جو مسلم نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے سلام پھیرتے تو نہ ٹھہرتے اپنی نماز پڑھنے کی جگہ میں مگر بقدر اس کے کہ کہتے اللھم انت السلام ومنك السلام تبارکت یا ذاالجلال والاکرام اور جواب یہ ہے کہ مراد ساتھ نفی مذکور کے نفی اس بات کی ہے کہ نہ بیٹھے رہتے تھے بدستور اپنے طور پر جس طور پر کہ سلام سے پہلے بیٹھے ہوتے تھے مگر بقدر اس کے کہ کہتے ذکر مذکور کو اس واسطے کہ ثابت ہو چکا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز سے فارغ ہوتے تھے تو اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہوتے تھے سو محمول ہے وہ چیز کہ وارد ہوئی ہے دعا سے بعد نماز کے اس پر کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو کہتے تھے بعد اس کے کہ اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہوتے کہا ابن قیم رحمہ اللہ نے ہدی نبوی میں بہر حال دعا بعد سلام کے نماز سے قبلے کی طرف منہ کر

کے برابر ہے کہ امام ہو یا مقتدی یا منفرد سونہیں ہے یہ حضرت ﷺ کی ہدایت سے ہرگز اور نہیں مروی ہے حضرت ﷺ سے ساتھ سند صحیح کے اور نہ حسن کے اور خاص کیا ہے اس کو بعض نے ساتھ نماز فجر اور عصر کے اور نہیں کیا ہے اس کو حضرت ﷺ نے اور نہ خلیفوں نے آپ کے بعد اور نہ ارشاد کیا ہے اپنی امت کو اس کی طرف، میں کہتا ہوں جو دعویٰ کیا ہے ابن قیم رحمہ اللہ نے نفی مطلق کا وہ مردود ہے پس ثابت ہوا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت ﷺ نے اس سے کہا اے معاذ! قسم ہے اللہ تعالیٰ کی البتہ میں تجھ سے محبت رکھتا ہوں سو نہ چھوڑنا ہر نماز کے بعد یہ کہ تو کہے اللهم اعنى على ذكرك وشكرك وحسن عبادتك روایت کیا ہے اس کو ابوداؤد اور نسائی نے اور حدیث ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اللهم انى اعوذبك من الكفر والفقر وعذاب القبر حضرت ﷺ دعا کرتے تھے ساتھ اس کے ہر نماز کے بعد روایت کیا ہے اس کو احمد اور ترمذی نے اور حدیث سعد رضی اللہ عنہ کی جو آتی ہے باب التعوذ من البخل میں کہ اس کے بعض طریقوں میں مطلوب ہے اور حدیث زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا دعا کرتے تھے ہر نماز کے بعد اللهم ربنا ورب كل شىء ،الحدیث روایت کیا ہے اس کو ابوداؤد اور نسائی نے اور حدیث صہیب رضی اللہ عنہ کی کہ حضرت ﷺ جب نماز سے پھرتے تھے تو کہتے تھے اللهم اصلح لى دينى، الحدیث روایت کیا ہے اس کو نسائی نے سو اگر کہا جائے کہ مراد ساتھ ہر نماز کے قریب ہونا آخر اس کے کا ہے اور وہ تشہد ہے ہم کہتے ہیں کہ البتہ وارد ہوا ہے امر ساتھ ذکر کرنے کے پیچھے ہر نماز کے اور مراد ساتھ اس کے بعد سلام پھیرنے کے ہے اجماعًا پس اسی طرح ہے یہ بھی یہاں تک کہ ثابت ہو خلاف اس کا اور البتہ روایت کی ہے ترمذی نے ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے کسی نے کہا یا حضرت! کون سی دعا زیادہ مقبول ہے؟ فرمایا جو رات کے درمیان اور فرض نماز کے بعد ہو اور روایت کی ہے طبری نے جعفر صادق رحمہ اللہ سے کہ دعا فرض نماز کے بعد افضل ہے دعا کرنے سے بعد نفل نماز کے جیسے نماز کو فضیلت ہے نفل نماز پر۔ (فتح)

٥٨٥٤ - حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا يَزِيْدُ أَخْبَرَنَا وَرْقَآءُ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ذَهَبَ أَهْلُ الدُّثُوْرِ بِالدَّرَجَاتِ وَالنَّعِيْمِ الْمُقِيْمِ قَالَ كَيْفَ ذَاكَ قَالُوْا صَلَّوْا كَمَا صَلَّيْنَا وَجَاهَدُوْا كَمَا جَاهَدْنَا وَأَنْفَقُوْا مِنْ فُضُوْلِ أَمْوَالِهِمْ وَلَيْسَتْ لَنَا أَمْوَالٌ قَالَ أَفَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَمْرٍ تُدْرِكُوْنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ

۵۸۵۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اصحاب نے کہا یا حضرت! مالدار لوگ درجوں اور دائمی نعمتوں کو لے گئے یعنی ہم سے بڑھ گئے، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کس طرح؟ کہا کہ وہ نماز پڑھتے ہیں جیسے ہم نماز پڑھتے ہیں اور جہاد کرتے ہیں جیسے ہم جہاد کرتے ہیں اور اپنی حاجت سے زیادہ مال کو خیرات کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اور ہمارے پاس مال نہیں جو خیرات کریں فرمایا کیا نہ خبردوں میں تم کو ساتھ ایسی چیز کے جس سے تم اپنی اگلی

وَتَسْبِقُوْنَ مَنْ جَآءَ بَعْدَكُمْ وَلَا يَأْتِيْ أَحَدٌ بِمِثْلِ مَا جِئْتُمْ بِهٖ إِلَّا مَنْ جَآءَ بِمِثْلِهٖ تُسَبِّحُوْنَ فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ عَشْرًا وَتَحْمَدُوْنَ عَشْرًا وَتُكَبِّرُوْنَ عَشْرًا تَابَعَهٗ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ سُمَيٍّ وَرَوَاهُ ابْنُ عَجْلَانَ عَنْ سُمَيٍّ وَرَجَآءِ بْنِ حَيْوَةَ وَرَوَاهُ جَرِيْرٌ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ رُفَيْعٍ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِي الدَّرْدَآءِ وَرَوَاهُ سُهَيْلٌ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

امتوں کے مرتبے پا جاؤ اور اپنے پچھلے لوگوں سے بڑھ جاؤ اور نہیں لائے گا کوئی مثل اس چیز کی کہ تم لائے مگر جو لائے مثل اس کی یعنی نہ ہوگا کوئی تم سے بہتر مگر وہی شخص جو کرے جیسا تم نے کیا سبحان اللہ کہو ہر نماز کے بعد دس بار اور الحمد للہ کہو ہر نماز کے بعد دس بار اور اللہ اکبر کہو ہر نماز کے بعد دس بار۔ متابعت کی ہے اس کی عبیداللہ نے سمی سے اور روایت کیا ہے اس کو ابن عجلان نے سمی سے اور رجا سے اور روایت کیا ہے اس کو جریر نے عبدالعزیز سے اس نے ابوصالح سے اس نے ابودرداء رضی اللہ عنہ سے اور روایت کیا ہے اس کو سہیل نے اپنے باپ سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

فائدہ: ایک روایت میں تینتیس تینتیس بار آیا ہے اور یہی روایت ہے اکثر کی اور یہی راجح ہے۔

٥٨٥٥ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنِ الْمُسَيَّبِ بْنِ رَافِعٍ عَنْ وَرَّادٍ مَوْلَى الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ كَتَبَ الْمُغِيْرَةُ إِلٰى مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِيْ سُفْيَانَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ إِذَا سَلَّمَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ وَقَالَ شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُوْرٍ قَالَ سَمِعْتُ الْمُسَيَّبَ.

٥٨٥٥۔ وراد سے روایت ہے کہ مغیرہ نے معاویہ رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے بعد کہتے تھے بعد سلام کے لا الہ الا اللہ سے آخر تک یعنی کوئی لائق بندگی کے نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کی بادشاہی ہے اور اسی کا شکر ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے الٰہی! نہیں کوئی منع کرنے والا تیری دی چیز کو اور نہیں کوئی دینے والا تیرے روکی چیز کو اور تیرے روبرو مالدار کو اس کا کچھ فائدہ نہیں دیتا اور کہا شعبہ نے منصور سے اس نے مسیب سے یعنی سماع منصور کا مسیّب سے ثابت ہے گو پہلی سند میں عن کے ساتھ روایت کی ہے۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ ان حدیثوں میں رغبت دلاتا ہے اوپر ذکر کرنے کے بعد نمازوں کے اور یہ کہ یہ برابر ہے مال خرچ کرنے کے اللہ تعالیٰ کی بندگی میں واسطے قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ تم اس کے سبب سے اگلوں کے مرتبے کو پہنچ جاؤ گے اور ان حدیثوں میں ہے کہ ذکر مذکور فرض نماز کے متصل ہے اور نہ مؤخر کرے اس کو سنتوں کے پڑھنے

تک واسطے اس چیز کے کہ پہلے گزری، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَصَلِّ عَلَيْهِمْ﴾ باب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول میں اور نماز پڑھ اوپر ان کے

فائدہ: اور اتفاق ہے اس پر کہ مراد ساتھ نماز کے اس جگہ دعا ہے اور باب کی تیسری حدیث اس کی تفسیر کرتی ہے اور اسی طرح بیچ قول اللہ تعالیٰ کے وصلوات الرسول بھی صلوات سے مراد دعا ہی ہے۔

وَمَنْ خَصَّ أَخَاهُ بِالدُّعَآءِ دُوْنَ نَفْسِهٖ اور جو خود خاص کرتا ہے اپنے بھائی کو ساتھ دعا کے سوائے اپنے نفس کے

فائدہ: اس ترجمہ میں اشارہ ہے طرف رد کرنے اس چیز کے کہ جو ابن عمر رضی اللہ عنہما سے آئی ہے سعید بن یسار رضی اللہ عنہ کے طریق سے کہا کہ میں نے ایک مرد کو ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس ذکر کیا سو میں نے اس پر رحمت بھیجی سو انہوں نے میرے سینے میں دھکا مارا اور کہا کہ اول اپنے حق میں دعا مانگ روایت کیا ہے اس کو ابی شیبہ نے اور ابراہیم نخعی سے روایت ہے کہ وہ کہتا تھا کہ جب تو دعا کرے تو اول اپنے واسطے کر اس واسطے کہ تو نہیں جانتا کہ تیری کون سی دعا قبول ہوگی اور باب کی حدیثیں رد کرتی ہیں اوپر اس کے اور تائید کرتی ہے اس کی وہ چیز جو روایت کی ہے مسلم نے ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مرفوع کہ کوئی ایسا مسلمان نہیں جو دعا کرے اپنے بھائی کے واسطے اس کی پیٹھ پیچھے مگر کہ فرشتہ کہتا ہے اور واسطے تیرے ہے مثل اس کی اور روایت کی ہے طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوع کہ پانچ دعائیں مقبول ہیں اور ذکر کیا ان میں دعا بھائی مسلمان کے واسطے بھائی مسلمان کے اس طرح استدلال کیا ساتھ اس کے ابن بطال نے اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ پیٹھ پیچھے دعا کرنا اور دعا بھائی کے واسطے بھائی کی عام تر ہے اس سے کہ داعی نے اس کو خاص کیا ہو یا اپنے آپ کو بھی اس کے ساتھ ذکر کیا ہو اور نیز عام تر ہے اس سے کہ پہلے اپنے واسطے دعا مانگے یا اس کے واسطے۔ (فتح)

وَقَالَ أَبُوْ مُوْسٰى قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِعُبَيْدٍ أَبِيْ عَامِرٍ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ ذَنْبَهٗ.

اور کہا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الٰہی! بخش دے عبید بن عامر کو الٰہی! بخش دے عبداللہ بن قیس کو اس کا گناہ۔

فائدہ: یہ حدیث کا ایک ٹکڑا ہے پوری حدیث غزوہ اوطاس میں گزر چکی ہے اور اس میں قصہ ابو عامر کا ہے۔

۵۸۵۶۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ يَّزِيْدَ بْنِ أَبِيْ عُبَيْدٍ مَوْلٰى سَلَمَةَ حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ الْأَكْوَعِ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ

۵۸۵۶۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خیبر کی طرف نکلے سو قوم میں سے ایک مرد نے کہا کہ اے عامر! اگر تو ہم کو اپنے شعر سناؤ تو خوب ہو

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى خَيْبَرَ قَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ أَيَا عَامِرُ لَوْ أَسْمَعْتَنَا مِنْ هُنَيْهَاتِكَ فَنَزَلَ يَحْدُوْ بِهِمْ يُذَكِّرُ تَاللّٰهِ لَوْلَا اللّٰهُ مَا اهْتَدَيْنَا وَذَكَرَ شِعْرًا غَيْرَ هٰذَا وَلٰكِنِّيْ لَمْ أَحْفَظْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ هٰذَا السَّائِقُ قَالُوْا عَامِرُ بْنُ الْأَكْوَعِ قَالَ يَرْحَمُهُ اللّٰهُ وَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْلَا مَتَّعْتَنَا بِهِ فَلَمَّا صَافَّ الْقَوْمَ قَاتَلُوْهُمْ فَأُصِيْبَ عَامِرٌ بِقَائِمَةِ سَيْفِ نَفْسِهِ فَمَاتَ فَلَمَّا أَمْسَوْا أَوْقَدُوْا نَارًا كَثِيْرَةً فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا هٰذِهِ النَّارُ عَلٰى أَيِّ شَيْءٍ تُوْقِدُوْنَ قَالُوْا عَلٰى حُمُرٍ إِنْسِيَّةٍ فَقَالَ أَهْرِيْقُوْا مَا فِيْهَا وَكَسِّرُوْهَا قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَلَا نُهَرِيْقُ مَا فِيْهَا وَنَغْسِلُهَا قَالَ أَوْ ذَاكَ.

سو وہ ان کو ہانکتا تھا کہ شعر پڑھتا ہوا نصیحت کرتا تھا قسم ہے اگر اللہ تعالیٰ ہم کو ہدایت نہ کرتا اور ہم ہدایت نہ پاتے اور ذکر کیا شعر سوائے اس کے لیکن مجھ کو یاد نہیں رہا، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کون ہے یہ ہانکنے والا؟ لوگوں نے کہا کہ عامر بن اکوع، فرمایا اللہ رحم کرے اس پر تو ایک مرد نے قوم میں سے کہا یا حضرت! کیوں نہیں فائدہ دیا آپ نے ہم کو اس کے ساتھ پھر جب لوگوں نے لڑائی کے واسطے صف باندھی تو لڑائی کی انہوں نے ساتھ ان کے سو شہید ہوا عامر اپنی تلوار کی دھار سے سو مر گیا سو جب شام ہوئی تو لوگوں نے بہت جگہ آگ جلائی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ آگ کیسی ہے؟ کس چیز پر جلاتے ہو؟ لوگوں نے کہا کہ گھر کے پلے ہوئے گدھوں کے گوشت پر فرمایا کہ بہادو جو ہانڈیوں میں ہے اور ان کو توڑ ڈالو، کہا ایک مرد نے یا حضرت! کیا نہ ہم بہا دیں جو ان میں ہے اور ان کو دھو ڈالیں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا یا یہ۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح غزوہ خیبر میں گزر چکی ہے۔

٥٨٥٧ ـ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرٍو هُوَ ابْنُ مُرَّةَ سَمِعْتُ ابْنَ أَبِيْ أَوْفٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَتَاهُ رَجُلٌ بِصَدَقَةٍ قَالَ اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى آلِ فُلَانٍ فَأَتَاهُ أَبِيْ فَقَالَ اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى آلِ أَبِيْ أَوْفٰى.

۵۸۵۷۔ حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب کوئی مرد صدقہ لاتا تھا تو حضرت ﷺ فرماتے تھے الٰہی! رحم کر فلانے کی آل پر سو میرا باپ حضرت ﷺ کے پاس صدقہ لایا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ الٰہی! رحم کر ابی اوفی کی آل پر۔

٥٨٥٨ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ عَنْ قَيْسٍ قَالَ

۵۸۵۸۔ حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تو مجھ کو راحت نہیں دیتا ذی الخلصہ کے

سَمِعْتُ جَرِيْرًا قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا تُرِيْحُنِيْ مِنْ ذِي الْخَلَصَةِ وَهُوَ نُصُبٌ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَهُ يُسَمَّى الْكَعْبَةَ الْيَمَانِيَةَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ رَجُلٌ لَا أَثْبُتُ عَلَى الْخَيْلِ فَصَكَّ فِيْ صَدْرِيْ فَقَالَ اللّٰهُمَّ ثَبِّتْهُ وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا قَالَ فَخَرَجْتُ فِيْ خَمْسِيْنَ فَارِسًا مِنْ أَحْمَسَ مِنْ قَوْمِيْ وَرُبَّمَا قَالَ سُفْيَانُ فَانْطَلَقْتُ فِيْ عُصْبَةٍ مِّنْ قَوْمِيْ فَأَتَيْتُهَا فَأَحْرَقْتُهَا ثُمَّ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ مَا أَتَيْتُكَ حَتّٰى تَرَكْتُهَا مِثْلَ الْجَمَلِ الْأَجْرَبِ فَدَعَا لِأَحْمَسَ وَخَيْلِهَا.

ڈھانے سے اور وہ ایک بت خانہ تھا کہ اس کو پوجتے تھے کعبہ یمانیہ اس کو کہتے تھے میں نے کہا کہ یا حضرت! میں ایک مرد ہوں کہ گھوڑے پر نہیں ٹھہر سکتا سو حضرت ﷺ نے میرے سینے میں اپنا ہاتھ مارا سو فرمایا الٰہی! اس کو ٹھہرا دے گھوڑے پر اور کر دے اس کو ہدایت کرنے والا اور راہ یاب سو میں اپنی قوم سے پچاس آدمیوں کو ساتھ لے کر نکلا اور بہت وقت سفیان راوی نے کہا کہ میں اپنی قوم سے ایک جماعت کے ساتھ نکلا سو میں وہاں گیا سو میں نے اس کو جلایا پھر میں حضرت ﷺ کے پاس آیا سو میں نے کہا یا حضرت! میں آپ کے پاس نہیں آیا یہاں تک کہ چھوڑا میں نے اس کو مثل اونٹ خارش والے کی، سو حضرت ﷺ نے دعا کی واسطے احمس کے اور اس کے سواروں کے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح مغازی میں گزر چکی ہے۔

٥٨٥٩۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ الرَّبِيْعِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا قَالَ قَالَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَسٌ خَادِمُكَ قَالَ اللّٰهُمَّ أَكْثِرْ مَالَهُ وَوَلَدَهُ وَبَارِكْ لَهُ فِيْمَا أَعْطَيْتَهُ.

٥٨٥٩۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا میری ماں نے حضرت ﷺ سے کہا کہ انس رضی اللہ عنہ آپ کا خادم ہے حضرت ﷺ نے فرمایا الٰہی! زیادہ کر اس کے مال کو اور اس کی اولاد کو اور برکت کر اس چیز میں جو تو نے اس کو دی۔

٥٨٦٠۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ سَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يَقْرَأُ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ رَحِمَهُ اللّٰهُ لَقَدْ أَذْكَرَنِيْ كَذَا وَكَذَا آيَةً أَسْقَطْتُهَا فِيْ سُوْرَةِ كَذَا وَكَذَا.

٥٨٦٠۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک مرد کو سنا کہ مسجد میں قرآن پڑھتا ہے فرمایا اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے البتہ اس نے تو مجھے فلانی فلانی آیت یاد دلا دی جس کو میں نے فلانی فلانی سورت سے بسبب نسیان کے ساقط کر ڈالا تھا یعنی میں اس کو بھول گیا تھا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح فضائل قرآن میں گزر چکی ہے، کہا جمہور نے کہ جائز ہے حضرت ﷺ پر یہ کہ کوئی چیز قرآن سے بھول جائیں بعد پہنچا دینے کے لیکن وہ نہیں برقرار رہتے اوپر اس کے اور اسی طرح جائز ہے یہ کہ بھول جائیں جو متعلق ہے ساتھ ابلاغ کے اور دلالت کرتا ہے اس پر قول اللہ تعالیٰ کا ﴿سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰى اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ﴾۔ (فتح)

٥٨٦١ ـ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَخْبَرَنِيْ سُلَيْمَانُ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَسَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَسْمًا فَقَالَ رَجُلٌ إِنَّ هٰذِهٖ لَقِسْمَةٌ مَا أُرِيْدَ بِهَا وَجْهُ اللّٰهِ فَأَخْبَرْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَغَضِبَ حَتّٰى رَأَيْتُ الْغَضَبَ فِيْ وَجْهِهٖ وَقَالَ يَرْحَمُ اللّٰهُ مُوْسٰى لَقَدْ أُوْذِيَ بِأَكْثَرَ مِنْ هٰذَا فَصَبَرَ.

٥٨٦١۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے غنیمت کا مال تقسیم کیا تو ایک مرد نے کہا کہ البتہ یہ تقسیم ہے اللہ تعالیٰ کی رضا مندی اس سے مقصود نہیں ہوی سو میں نے حضرت ﷺ کو خبر دی سو حضرت ﷺ غضبناک ہوئے یہاں تک کہ میں نے غضب کو آپ کے چہرہ میں دیکھا اور فرمایا اللہ تعالیٰ رحم کرے موسیٰ علیہ السلام پر وہ تو اس سے زیادہ تر ایذا دیا گیا تھا پھر اس نے صبر کیا۔

فائدہ: اور مراد اس سے قول اس کا ہے یرحم اللہ موسیٰ سو خاص کیا ان کو ساتھ دعا کے سو وہ مطابق ہے واسطے ایک رکن ترجمہ کے اور قول اس کا وجہ اللہ یعنی اخلاص واسطے اس کے۔ (فتح)

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ السَّجْعِ فِي الدُّعَآءِ

جو مکروہ ہے سجع اور تک بندی سے دعا میں

٥٨٦٢ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ السَّكَنِ حَدَّثَنَا حَبَّانُ بْنُ هِلَالٍ أَبُوْ حَبِيْبٍ حَدَّثَنَا هَارُوْنُ الْمُقْرِءُ حَدَّثَنَا الزُّبَيْرُ بْنُ الْخِرِّيْتِ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ حَدِّثِ النَّاسَ كُلَّ جُمُعَةٍ مَرَّةً فَإِنْ أَبَيْتَ فَمَرَّتَيْنِ فَإِنْ أَكْثَرْتَ فَثَلَاثَ مِرَارٍ وَلَا تُمِلَّ النَّاسَ هٰذَا الْقُرْآنَ وَلَا أُلْفِيَنَّكَ تَأْتِي الْقَوْمَ وَهُمْ فِيْ حَدِيْثٍ مِّنْ حَدِيْثِهِمْ فَتَقُصُّ عَلَيْهِمْ فَتَقْطَعُ عَلَيْهِمْ حَدِيْثَهُمْ فَتُمِلُّهُمْ وَلٰكِنْ أَنْصِتْ فَإِذَا أَمَرُوْكَ فَحَدِّثْهُمْ وَهُمْ

٥٨٦٢۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حدیث بیان کیا کر لوگوں سے ہر جمعہ میں ایک بار سو اگر تو نہ مانے تو دو بار اور اگر تو زیادہ چاہے تو تین بار اور نہ تھکا لوگوں کو اس قرآن سے اور نہ دل گیر کر ان کو اور البتہ نہ پاؤں میں تجھ کو کہ تو کسی قوم میں آئے اور حالانکہ وہ اپنی کسی بات میں ہوں سو تو ان پر حدیث بیان کرے سو ان کی بات کو ان پر کاٹ ڈالے اور ان کو دل گیر کرے لیکن چپ رہ سو اگر وہ تجھ کو حکم کریں تو ان سے حدیث بیان کر اور حالانکہ ان کو اس کی خواہش ہو اور بیچ تک بندی سے دعا میں سو میں نے پایا حضرت ﷺ کو اور آپ کے اصحاب کو سجع نہیں کرتے تھے۔

يَشْتَهُوْنَهُ فَانْظُرِ السَّجْعَ مِنَ الدُّعَآءِ فَاجْتَنِبْهُ فَإِنِّيْ عَهِدْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابَهُ لَا يَفْعَلُوْنَ إِلَّا ذٰلِكَ يَعْنِيْ لَا يَفْعَلُوْنَ إِلَّا ذٰلِكَ الْإِجْتِنَابَ.

فائدہ: سجع بولنا کلام کا ہے ساتھ تک بندی اور قافیہ کے قول اس کا نہ پاؤں میں آپ کو اس حدیث میں کراہت حدیث بیان کرنے کی ہے نزدیک اس شخص کے کہ نہ متوجہ ہو اس کی طرف اور نہی ہے قطع کرنے حدیث غیر کی سے اور یہ کہ نہیں لائق ہے پھیلانا علم کا نزدیک اس شخص کے جس کو اس کی حرص نہ ہو اور بیان کرے اس کو آگے اس شخص کے جو اس کے سنن کی خواہش رکھتا ہے اس واسطے کہ وہ لائق تر ہے ساتھ فائدہ پانے اس کے اور یہ جو فرمایا کہ بچ سجع سے یعنی نہ قصد کر اس کی طرف اور نہ مشغول کر فکر اپنے کو ساتھ اس کے واسطے اس چیز کے کہ اس میں ہے تکلف سے جو مانع ہے خشوع کو جو مطلوب ہے دعا میں اور کہا داؤدی نے کہ مراد کثرت کرنی اس کی ہے اور نہیں وارد ہوتا ہے اس پر جو واقع ہوا ہے صحیح حدیثوں میں اس واسطے کہ وہ بغیر قصد اور بغیر تکلف کے صادر ہوتا تھا اور مکروہ ہے جو تکلف کے ساتھ ہو۔ (فتح)

بَابٌ لِيَعْزِمِ الْمَسْأَلَةَ فَإِنَّهُ لَا مُكْرِهَ لَهُ

چاہیے کہ عزم کرے دعا میں یعنی پکا قصد کر کے دعا مانگے اس واسطے کہ نہیں ہے کہ کوئی جبر کرنے والا اس کے واسطے۔

٥٨٦٣ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَعَا أَحَدُكُمْ فَلْيَعْزِمِ الْمَسْأَلَةَ وَلَا يَقُوْلَنَّ اللّٰهُمَّ إِنْ شِئْتَ فَأَعْطِنِيْ فَإِنَّهُ لَا مُسْتَكْرِهَ لَهُ.

۵۸۶۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی دعا مانگے تو مانگنے میں مطلب حاصل ہونے کا یقین رکھے اور یوں نہ کہے کہ الٰہی! دے مجھ کو اگر تو چاہے اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ پر کوئی جبر کرنے والا نہیں ہے جو نہ کرنے دے یعنی اس کو قبول کرتے کیا چاہیے۔

فائدہ: اور معنی امر بالعزم کے یہ ہیں کہ کوشش کرے بیچ اس کے اور یہ کہ جزم کرے ساتھ واقع ہونے مطلوب آپ کے اور نہ معلق کرے اس کو ساتھ چاہنے اللہ تعالیٰ کے اگرچہ مامور ہے ہر کام میں جس کا ارادہ کرے یہ کہ معلق کرے اس کو ساتھ مشیت اس کی کے اور کہا گیا ہے کہ معنی عزم کے یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ نیک گمان رکھے قبول کرنے میں۔

٥٨٦٤ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى

۵۸۶۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی یوں نہ کہے کہ الٰہی! مجھ کو بخش دے اگر تو چاہے الٰہی! مجھ پر رحم کر اگر تو چاہے اور چاہیے کہ

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمُ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ إِنْ شِئْتَ اللّٰهُمَّ ارْحَمْنِيْ إِنْ شِئْتَ لِيَعْزِمِ الْمَسْأَلَةَ فَإِنَّهٗ لَا مُكْرِهَ لَهٗ.

پکا قصد کر کے دعا مانگے اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ پر کوئی جبر کرنے والا نہیں جو دعا نہ قبول ہونے دے۔

فائدہ: نہیں کوئی جبر کرنے والا واسطے اس کے مراد یہ ہے کہ جو محتاج ہے طرف تعلیق کی ساتھ چاہنے اللہ تعالیٰ کے وہ چیز ہے جب کہ ہو مطلوب منہ حاصل ہوا اکراہ اس کا اوپر چیز کے سو تخفیف کیا جائے امر اوپر اس کے اور جانتا ہو کہ نہیں طلب کرتا ہے اس سے اس چیز کو مگر اس کی رضا مندی سے اور بہر حال سبحانہ وتعالیٰ پس وہ پاک ہے اس سے پس نہیں ہے واسطے تعلق کرنے کے کوئی فائدہ اور کہا ابن عبدالبر نے کہ نہیں جائز ہے واسطے کسی کے یہ کہ کہے الٰہی! دے مجھ کو اگر تو چاہے اور سوائے اس کے دین اور دنیا کے کاموں سے اس واسطے کہ وہ کلام محال ہے نہیں ہے کوئی وجہ واسطے اس کے اس واسطے کہ وہ نہیں کرتا مگر جو چاہے اور ظاہر اس کا یہ ہے کہ حمل کیا ہے اس نے نہی کو تحریم پر اور وہ ظاہر ہے اور حمل کیا ہے اس کو نووی رحمہ اللہ نے کراہت تنزیہ پر اور یہ اولیٰ ہے اور کہا ابن بطال نے کہ حدیث میں ہے کہ لائق ہے واسطے داعی کے یہ کہ کوشش کرے دعا میں اور ہو اُمید وار اجابت کا اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے نا اُمید نہ ہو اس واسطے کہ وہ کریم سے دعا مانگتا ہے اور کہا داؤدی نے کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ کوشش کرے اور الحاح کرے دعا میں اور نہ کہے کہ اگر تو چاہے مانند مستثنیٰ کی لیکن دعا نا اُمید فقیر کی، میں کہتا ہوں اور اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ جب اس کو بطور تبرک کے کہے تو نہیں مکروہ ہے۔ (فتح)

بَابٌ يُسْتَجَابُ لِلْعَبْدِ مَا لَمْ يَعْجَلْ

قبول کی جاتی ہے دعا بندے کی جب تک کہ نہ جلدی کرے یعنی جب کہ دعا کرے

٥٨٦٥ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِيْ عُبَيْدٍ مَوْلَى ابْنِ أَزْهَرَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُسْتَجَابُ لِأَحَدِكُمْ مَا لَمْ يَعْجَلْ يَقُوْلُ دَعَوْتُ فَلَمْ يُسْتَجَبْ لِيْ.

۵۸۶۵۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قبول کی جاتی ہے دعا ہر ایک آدمی کی جب تک کہ جلدی نہ کرے کہ میں نے اپنے رب سے دعا کی تھی اس نے میری دعا قبول نہ کی۔

فائدہ: مسلم اور ترمذی میں ہے کہ ہمیشہ دعا قبول ہوتی ہے آدمی کی جب تک کہ نہ سوال کرے ساتھ گناہ کے یا ناتے توڑنے کے اور جب تک کہ نہ جلدی کرے کہا گیا اور کیا ہے جلدی کرنا فرمایا کہ کہے کہ البتہ میں نے دعا کی سو میری دعا قبول نہ ہوئی سو حسرت کرتا ہے نزدیک اس کے اور چھوڑ دیتا ہے دعا کو کہا ابن بطال نے کہ معنی یہ ہیں کہ وہ دل

گیر ہو جاتا ہے سو چھوڑ دیتا ہے دعا کو یا ایسی چیز کے ساتھ دعا مانگتا ہے جو قبول ہونے کے لائق نہیں ہوتی سو ہوتا ہے مانند مبخل کی واسطے رب کریم کے کہ نہیں عاجز کرتی ہے اس کو اجابت اور نہیں کم کرتی اس کو عطا اور اس حدیث میں ادب ہے آداب دعا کی سے اور وہ یہ ہے کہ ملازم ہو طلب کو اور قبول ہونے سے نا اُمید نہ ہو واسطے اس چیز کے کہ اس میں ہے انقیاد اور تابعدار ہونے اور اظہار محتاجی سے کہا داؤدی نے خوف ہے اس شخص پر جو خلاف کرے اور کہے کہ میں نے دعا مانگی تھی میری دعا قبول نہیں ہوئی یہ کہ محروم ہو اجابت سے اور جو اس کے قائم مقام ہو ادخار اور تکفیر سے اور میں نے اول کتاب دعا میں بیان کیا ہے ان حدیثوں کو جو دلالت کرتی ہیں اس پر کہ دعا مسلمان کی رد نہیں ہوتی یا اس کی جلدی قبول ہو جاتی ہے یا اس کے بدلے اس کی بدی دور ہو جاتی ہے مثل اس کی یعنی یا اس کے برابر اس کی بدی دور کی جاتی ہے اور یا یہ کہ جمع کی جاتی ہے واسطے اس کے آخرت میں بہتر اس چیز سے کہ مانگی اور آداب دعا سے ہے طلب کرنا اوقات فاضلہ کا واسطے اس کے مانند سجدے کی اور وقت اذان کی اور ایک مقدم کرنا وضو کا ہے اور نماز کا اور منہ کرنا طرف قبلے کی اور اٹھانا ہاتھ کا اور مقدم کرنا توبہ کا اور اعتراف کرنا ساتھ گناہوں کے اور اخلاص اور شروع کرنا اس کا ساتھ حمد اور ثناء اور درود کے اور سوال کرنا ساتھ اسماء حسنٰی کے اور کہا کرمانی نے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ دعائے قبول ہونے میں اور نہ ہونے میں چار صورتیں متصور ہیں اول صورت نہ کرنا جلدی کا اور نہ کہنا قول مذکور کا دوسری وجود ان دونوں کا ہے تیسری اور چوتھی نہ ہونا ایک کا ہے اور وجود دوسری کا سو دلالت کی حدیث نے کہ اجابت یعنی قبول کرنا دعا کا خاص ہوتا ہے ساتھ پہلی صورت کے سوائے باقی تین صورتوں کے اور دلالت کی حدیث نے اس پر کہ مطلق قول اللہ تعالیٰ کا ﴿اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ﴾ مقید ہے ساتھ اس چیز کے کہ دلالت کرتی ہے اس پر حدیث، میں کہتا ہوں کہ البتہ تاویل کیا ہے حدیث مشار الیہ کو پہلے اس پر کہ مراد ساتھ اجابت کے وہ چیز ہے کہ عام تر ہے تحصیل مطلوب سے بعینہٖ یا جو اس کے قائم مقام ہے۔ (فتح)

بَابُ رَفْعِ الْاَيْدِيْ فِي الدُّعَاءِ

اٹھانا ہاتھوں کا دعا میں یعنی اوپر صفت خاص کے

وَقَالَ اَبُوْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيُّ دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ وَرَاَيْتُ بَيَاضَ اِبْطَيْهِ.

اور کہا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت ﷺ نے دعا کی پھر اپنے ہاتھ اٹھائے اور میں نے آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھی۔

فائدہ: یہ حدیث کا ایک ٹکڑا ہے پوری حدیث مغازی میں گزر چکی ہے۔

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ رَفَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ وَقَالَ اللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَبْرَاُ اِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ خَالِدٌ.

اور کہا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ حضرت ﷺ نے اپنے ہاتھ اٹھائے الٰہی! میں بیزاری ظاہر کرتا ہوں تیری طرف اس چیز سے کہ خالد رضی اللہ عنہ نے کی۔

فائدہ: یہ حدیث پوری ساتھ اپنی شرح کے مغازی میں گزر چکی ہے۔

قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَقَالَ الْأُوَيْسِيُّ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ يَّحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ وَشَرِيْكٍ سَمِعَا أَنَسًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى رَأَيْتُ بَيَاضَ إِبْطَيْهِ.

اور کہا اویسی نے حدیث بیان کی مجھ سے محمد نے یحییٰ اور شریک سے ان دونوں سے کہ حضرت ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے۔

فائدہ: یہ حدیث پوری استقاء میں گزر چکی ہے اور حدیث اول میں رد ہے اس شخص پر جو کہتا ہے کہ نہ ہاتھ اُٹھائے اس طرح مگر استقاء میں بلکہ اس میں اور اس سے پچھلی حدیث میں رد ہے اس شخص پر جو کہتا ہے کہ نہ اٹھائے ہاتھوں کو دعا میں سوائے استقاء کے ہرگز اور تمسک کیا ہے اس نے ساتھ حدیث انس رضی اللہ عنہ کے کہ حضرت ﷺ اپنے دونوں ہاتھ کسی دعا میں نہ اٹھاتے تھے مگر استقاء میں اور وہ صحیح ہے لیکن جمع کیا گیا ہے درمیان اس کے اور باب کی حدیثوں کو ساتھ اس کے کہ منفی صفت خاص ہے نہ اصل ہاتھوں کا اٹھانا اور حاصل یہ ہے کہ اُٹھانا ہاتھوں کا استقاء میں مخالف ہے اس کے غیر کو یا ساتھ مبالغہ کے یہاں تک کہ ہو جائیں دونوں ہاتھ برابر منہ کے مثلاً اور دعا میں مونڈھوں کے برابر اور اگر کہا جائے کہ ثابت ہو چکا ہے کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھی جاتی تھی تو کہا جائے گا کہ تطبیق یہ ہے کہ روایت سفیدی دیکھنے کی استقاء میں ابلغ ہے غیر سے اور یا یہ کہ دونوں ہتھیلیاں استقاء میں زمین کی طرف تھیں اور دعا میں آسمان کی طرف ہوتی تھیں کہا منذری نے کہ بتقدیر دشوار ہونے جمع کے پس جانب اثبات کی راجح ہے اور خاص کر باوجود کثرت حدیثوں کے جو اس میں وارد ہیں کہ بے شک اس میں بہت حدیثیں ہیں جمع کیا ہے ان کو منذری نے ایک جزء مفرد میں اور نووی رحمہ اللہ نے اذکار میں اور شرح مہذب میں تمام۔ (فتح)

بَابُ الدُّعَآءِ غَيْرَ مُسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةِ

دعا کرنا بغیر منہ کرنے کے قبلے کی طرف

٥٨٦٦۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَحْبُوْبٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَّسْقِيَنَا فَتَغَيَّمَتِ السَّمَآءُ وَمُطِرْنَا حَتّٰى مَا كَادَ الرَّجُلُ يَصِلُ إِلٰى مَنْزِلِهٖ فَلَمْ تَزَلْ تُمْطَرُ إِلٰى

٥٨٦٦۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ حضرت ﷺ خطبہ پڑھتے تھے جمعہ کے دن سو ایک مرد کھڑا ہوا سو اس نے کہا یا حضرت! دعا کیجیے کہ اللہ ہم پر مینہ برسا دے یعنی سو حضرت ﷺ نے دعا کی اور آسمان برابر ہوا اور ہم مینہ برسائے گئے یہاں تک کہ آدمی اپنے گھر میں نہ پہنچ سکتا تھا سو ہمیشہ رہا ہم پر مینہ برستا آئندہ جمعہ تک سو کھڑا ہوا وہ مرد یا غیر اس کا سو اس نے کہا کہ یا حضرت! دعا کیجیے کہ

الْجُمُعَةِ الْمُقْبِلَةِ فَقَامَ ذٰلِكَ الرَّجُلُ أَوْ غَيْرُهٗ فَقَالَ ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَّصْرِفَهٗ عَنَّا فَقَدْ غَرِقْنَا فَقَالَ اللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا فَجَعَلَ السَّحَابُ يَتَقَطَّعُ حَوْلَ الْمَدِيْنَةِ وَلَا يُمْطِرُ أَهْلَ الْمَدِيْنَةِ.

اللہ تعالیٰ ہم سے مینہ کو پھیرے سو البتہ ہم پانی میں ڈوب گئے سو حضرت ﷺ نے دعا کی کہ الٰہی! آس پاس مینہ برسے ہم پر اب نہ برسے سو بادل مدینے کے آس پاس ٹکڑے ٹکڑے ہونے لگا یعنی مدینے کے اوپر سے ٹل گیا اور مدینے والوں پر نہ برستا تھا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح استسقاء میں گزر چکی ہے اور اس کے بعض طریقوں مین ہے کہ حضرت ﷺ نے دعا کی کہ الٰہی! ہم کو پانی پلا اور وجہ پکڑنے اس کے کی ترجمہ سے اس جہت سے ہے کہ خطبہ پڑھنے والے کی شان سے یہ ہے کہ قبلے کو پیٹھ دے اور یہ کہ نہیں منقول ہے کہ جب حضرت ﷺ نے دوبارہ دعا کی تو پھرے یعنی منقول نہیں ہے کہ قبلے کی طرف منہ کیا ہو اور پہلے گزر چکا ہے کہ استسقاء میں اسحاق بن ابی طلحہ سے انس رضی اللہ عنہ سے اس قصے میں اس کے آخر میں یہ لفظ اور نہیں مذکور ہے کہ حضرت ﷺ نے اپنی چادر پلٹی ہو اور نہ یہ کہ قبلے کی طرف منہ کیا ہو۔

بَابُ الدُّعَآءِ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ

قبلے کی طرف منہ کر کے دعا مانگنا

٥٨٦٧۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيٰى عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيْمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى هٰذَا الْمُصَلّٰى يَسْتَسْقِيْ فَدَعَا وَاسْتَسْقٰى ثُمَّ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَقَلَّبَ رِدَآئَهٗ.

٥٨٦٧۔ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ اس عید گاہ کی طرف نکلے مینہ مانگنے کو سو آپ نے دعا کی اور اللہ تعالیٰ سے مینہ مانگا پھر قبلے کی طرف منہ کیا اور اپنی چادر پلٹی۔

فائدہ: کہا اسماعیلی نے کہ یہ حدیث مطابق ہے واسطے پہلے باب کے یعنی اس نے مقدم کیا ہے دعا کو پہلے مینہ مانگنے سے پھر کہا کہ شاید بخاری رحمہ اللہ کی مراد یہ ہے کہ جب حضرت ﷺ نے چادر پلٹی تو دعا بھی اسی وقت کی، میں کہتا ہوں اور وہ اسی طرح ہے سو اشارہ کیا ہے اس نے موافق عادت اپنی کے اس چیز کی طرف کہ اس کے بعض طریقوں میں وارد ہوئی ہے اور استسقاء میں یہ حدیث اس وجہ سے گزر چکی ہے کہ جب حضرت ﷺ نے دعا کا ارادہ کیا تو قبلے کی طرف منہ کیا اور اپنی چادر پلٹی اور باب باندھا ہے واسطے اس کے منہ کرنا طرف قبلے کی دعا میں اور تطبیق درمیان اس کے اور درمیان حدیث انس رضی اللہ عنہ کے یہ ہے کہ انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جو قصہ ہے وہ جمعہ کے خطبے میں تھا مسجد میں اور جو قصہ کہ عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے وہ عید گاہ میں تھا اور بعض روایتوں میں یہ باب نہیں ہے بلکہ اس کی حدیث پہلے باب کے تحت میں داخل ہے اور ساتھ اس کے دفع ہوگا اعتراض اسماعیلی کا اصل سے اور البتہ وارد

ہوئی ہیں بیچ منہ کرنے کے طرف قبلے کی دعا میں حضرت ﷺ کے فعل سے چند حدیثیں ایک عمر رضی اللہ عنہ کی ہے ترمذی میں اور ایک حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ہے کہ حضرت ﷺ نے جنگ بدر کے دن قبلے کی طرف منہ کر کے دعا کی روایت کیا ہے اس کو مسلم اور ترمذی نے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ حضرت ﷺ نے قبلے کی طرف منہ کیا جب کہ قریش کے چند آدمیوں پر بد دعا کی اور اسی طرح اور حدیثیں بھی آئی ہیں۔ (فتح)

بَابُ دَعْوَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِخَادِمِهِ بِطُوْلِ الْعُمُرِ وَبِكَثْرَةِ مَالِهِ

دعا کرنا حضرت ﷺ کا واسطے خادم اپنے کے ساتھ درازی عمر اور بہتایت مال کے

٥٨٦٨ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ حَدَّثَنَا حَرَمِيٌّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَتْ أُمِّيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ خَادِمُكَ أَنَسٌ ادْعُ اللّٰهَ لَهُ قَالَ اللّٰهُمَّ أَكْثِرْ مَالَهُ وَوَلَدَهُ وَبَارِكْ لَهُ فِيْمَا أَعْطَيْتَهُ.

٥٨٦٨۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میری ماں نے کہا کہ یا حضرت! انس رضی اللہ عنہ آپ کا خادم ہے اس کے واسطے اللہ تعالیٰ سے دعا کیجیے حضرت ﷺ نے فرمایا الٰہی! بہتایت دے اس کو مال اور اس کی اولاد میں اور اس کے لیے برکت کر اس چیز میں کہ اس کو دی۔

فائدہ: یہ حدیث عنقریب گزر چکی ہے اور ذکر کیا ہے اس کو بخاری رحمہ اللہ نے چند طریقوں سے اور نہیں ہے اس کے کسی طریق میں ذکر عمر رضی اللہ عنہ کا سو کہا بعض شارحین نے کہ مطابقت حدیث کی واسطے ترجمہ کے یہ ہے کہ دعا ساتھ کثرت اولاد کے مستلزم ہے عمر کے دراز ہونے کو اور تعاقب کیا گیا ہے اس کا ساتھ اس کے کہ نہیں ہے ملازمہ درمیان ان کے مگر ساتھ ایک نوع مجاز کے ساتھ اس کے کہ ارادہ کیا جائے کہ اولاد کا بہت ہونا عادت میں استدعا کرنا ہے ذکر والد کے کو جب تک کہ اس کی اولاد باقی رہے سو گویا کہ وہ زندہ ہے اور اولیٰ جواب میں یہ ہے کہ کہا جائے کہ اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے موافق عادت اپنی کے اس چیز کی طرف کہ وارد ہوئی ہے اس کے بعض طریقوں میں سو روایت کی ہے اس نے ادب مفرد میں انس رضی اللہ عنہ سے کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا اور وہ انس رضی اللہ عنہ کی ماں ہے کہ انس رضی اللہ عنہ آپ کا خادم ہے کیا آپ اس کے حق میں دعا نہیں کرتے سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ الٰہی! زیادہ کر اس کے مال اور اس کی اولاد کو اور دراز کر اس کی عمر کو اور بخش دے اس کو سو بہر حال انس رضی اللہ عنہ کی اولاد مال کا زیادہ ہونا سو واقع ہوا ہے نزدیک مسلم کے اس حدیث کے آخر میں انس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ قسم ہے اللہ تعالیٰ کی البتہ مال میرا بہت ہے اور میرے بیٹے اور پوتے البتہ گنے جاتے ہیں آج بقدر ایک سو کے اور روایت کی ہے ترمذی نے ابوالعالیہ سے کہ انس رضی اللہ عنہ کا ایک باغ تھا ہر سال میں دو بار میوہ لاتا تھا اور اس میں ریحان تھی اس سے مشک کی خوشبو آتی تھی اور بہر حال انس رضی اللہ عنہ کی عمر کا دراز ہونا سو ثابت ہو چکا ہے صحیح میں کہ وہ ہجرت میں نو سال کے تھے اور ان کی وفات ۹۱ ہجری میں تھی اور ان کی عمر ایک سو تین برس کی تھی۔ (فتح)

بَابُ الدُّعَآءِ عِنْدَ الْكَرْبِ

مشکل کے وقت دعا کرنا

٥٨٦٩ ـ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُو عِنْدَ الْكَرْبِ يَقُولُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْعَظِيمُ الْحَلِيمُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ.

٥٨٦٩۔ حضرت ابن عباس ظافیہا سے روایت ہے کہ مشکل کے وقت حضرت مَلَاثِیْم یہ دعا کرتے تھے کوئی بندگی کے لائق نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے وہ بڑا ہے حلم والا کوئی لائق عبادت کے نہیں سوائے اس کے جو رب آسمانوں اورزمین کا ہے اور رب بڑے عرش کا۔

٥٨٧٠ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ هِشَامِ بْنِ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ عِنْدَ الْكَرْبِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْعَظِيمُ الْحَلِيمُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَرَبُّ الْأَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ وَقَالَ وَهْبٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ مِثْلَهُ.

٥٨٧٠۔ حضرت ابن عباس ظافیہا سے روایت ہے کہ حضرت مَلَاثِیْم مشکل کے وقت دعا کرتے تھے نہیں کوئی لائق بندگی کے سوائے اللہ تعالیٰ کے وہ بڑا ہے حلم والا نہیں کوئی لائق بندگی کے سوائے اس کے رب آسمانوں اور زمین کا ہے اور رب عرش کریم کا کہا وہب نے حدیث بیان کی ہم سے شعبہ نے قتادہ سے مثل اس کی۔

فائدہ: کہا علماء نے کہ حلیم وہ ہے جو مؤخر کرے عقوبت کو باوجود قدرت کے اور عظیم وہ ہے جس پر کوئی چیز بھاری نہ ہو اور کریم دینے والا ہے بطور فضل کے کہا طیبی نے کہ صادر ہوئی ہے یہ دعا ساتھ ذکر رب کے تا کہ مناسب ہو مشکل آسان کرنے کو اس واسطے کہ وہ تقاضا کرتا ہے ترتیب کا اور اس میں تہلیل یعنی لا الہ الا اللہ ہے جو مشتمل ہے اوپر توحید کے اور وہ اصل ہے تنزیہات جلالیہ میں اور عظمت ہے جو دلالت کرتی ہے اوپر تمام قدرت کے اور حلم جو دلالت کرتا ہے اوپر علم کے اس واسطے کہ جو جاہل ہو نہیں متصور ہے اس سے حلم اور علم اور وہ دونوں اصل اوصاف اکرامیہ کا ہیں کہا طبری نے کہ کہا ابن عباس ظافیہا نے دعا کرتے تھے اور حالانکہ وہ لا الہ الا اللہ ہے اور تعظیم ہے تو اس میں دو امروں کا احتمال ہے ایک یہ کہ مراد مقدم کرنا اس کا ہے دعا سے پہلے جیسا کہ وارد ہوا ہے دوسرے طریق میں کہ پھر دعا کرتے تھے یعنی پہلے یہ تہلیل پڑھتے تھے پھر اس کے بعد دعا کرتے تھے کہا طبری نے اور تائید کرتی ہے اس کی وہ چیز جو

روایت کی ہے اعمش نے ابراہیم سے کہ کہا جاتا تھا کہ جب مرد دعا سے ثناء کہے تو اس کی دعا قبول ہوتی ہے اور جب ثناء سے پہلے دعا کرے تو ہوتی ہے امید، دوسرا جو جواب دیا ہے ابن عیینہ نے اس چیز میں کہ حدیث بیان کی ہے ہم سے حسین مروزی نے کہ میں نے ابن عیینہ سے اس حدیث کے معنی پوچھے جس میں ہے کہ اکثر وہ چیز کہ حضرت ﷺ اس کے ساتھ دعا کیا کرتے تھے عرفات میں لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ، الحدیث سو کہا سفیان نے کہ وہ ذکر ہے اور نہیں ہے اس میں دعا لیکن حضرت ﷺ نے فرمایا حدیث قدسی میں کہ جو مشغول ہوا ساتھ ذکر میرے کے باز رہا میرے سوال سے دیتا ہوں میں اس کو اکثر اس چیز سے کہ دیتا ہوں میں مانگنے والوں کو اور تائید کرتی ہے احتمال ثانی کی حدیث سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی مرفوع کہ دعا ذی النون پیغمبر علیہ السلام کی جب کہ اس نے دعا کی مچھلی کے پیٹ میں لا الہ الا انت سبحانك انی كنت من الظالمین ہے کہ نہیں دعا کی ساتھ اس کے کسی مرد مسلمان نے کبھی مگر کہ اس کی دعا قبول ہوئی روایت کیا ہے اس کو ترمذی وغیرہ نے اور حاکم کی ایک روایت میں ہے کہ ایک مرد نے کہا کہ کیا یہ دعا یونس علیہ السلام پیغمبر کے واسطے خاص تھی یا عام مسلمانوں کے واسطے ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو نہیں سنتا طرف قول اللہ تعالیٰ کی ﴿وَكَذٰلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ کہا ابن بطال نے کہ حدیث بیان کی مجھ سے ابو بکر رازی نے کہ میں اصبہان میں تھا ابو نعیم کے پاس حدیث لکھتا تھا اور وہاں ایک شیخ تھا بوڑھا اس کو ابو بکر بن علی کہا جاتا تھا اس پر مدار تھی فتویٰ کی یعنی وہ سارے شہر کا مفتی تھا سو وہ بادشاہ کے پاس پکڑا گیا اور قید ہوا سو میں نے حضرت ﷺ کو خواب میں دیکھا اور جبریل علیہ السلام آپ کی دائیں طرف تھے اپنے دونوں ہونٹ سبحان اللہ کے ساتھ ہلاتے تھے نہ سست ہوتے تھے سو حضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ ابو بکر بن علی یعنی مفتی سے کہہ دے کہ دعا کرے ساتھ دعا مشکل کے جو صحیح بخاری میں ہے تا کہ اللہ اس کی مشکل آسان کرے کہا سو میں نے صبح کے وقت اس کو خبر دی سو اس نے اس کے ساتھ دعا کی سو کچھ دیر نہ ہوئی کہ قید سے خلاص ہوا اور روایت کی ہے ابن ابی الدنیا نے کتاب الفرج بعد الشدة میں عبد الملک بن عمیر کے طریق سے کہا کہ لکھا ولید بن عبد الملک نے طرف عثمان بن حبان کی کہ دیکھ حسن بن حسن کو سو اس کو سو کوڑا امار اور کھڑا کر اس کو واسطے لوگوں کے کہا سو اس کی طرف آدمی بھیجا گیا سو اس کو لایا گیا سو علی بن حسین اس کی طرف کھڑا ہوا سو اس نے کہا کہ اے چچا کے بیٹے! بول ساتھ کلمات فرج کے یعنی ان کلمات کو پڑھ جس سے مشکل آسان ہوتی ہے سو اس نے ان کلمات کو کہا یعنی لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریك له له العلی العظیم لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریك له له الحلیم الكریم سو عثمان بن حبان نے اپنا سر اس کی طرف اٹھایا سو کہا کہ میں گمان کرتا ہوں کہ اس مرد پر جھوٹ کہا گیا ہے اس کا چہرہ ایسا نہیں اس کو چھوڑ دو سو میں امیر المؤمنین کو اس کا عذر لکھ بھیجوں گا سو وہ چھوڑا گیا اور روایت کیا ہے نسائی اور طبرانی نے طریق حسن بن حسن بن علی کے سے کہ جب نکاح کیا عبد اللہ بن جعفر نے اس کی بیٹی سے تو اس نے اپنی بیٹی سے کہا کہ اگر تم پر کوئی مصیبت اترے تو مقابلہ کر اس کا ساتھ

اس کے کہ کہہ لا الہ الا اللہ الحلیم الکریم سبحان اللہ رب العرش العظیم الحمد للہ رب العالمین کہا حسن نے سو حجاج نے مجھ کو کہلا بھیجا سو میں نے ان کو کہا حجاج نے کہا کہ قسم ہے اللہ تعالیٰ کی میں نے تجھ کو بلا بھیجا تھا کہ تجھ کو قتل کروں اور البتہ تو آج میرے نزدیک بہتر ہے ایسی ایسی چیز سے سو مانگ جو چاہے۔(فتح)

بَابُ التَّعَوُّذِ مِنْ جَهْدِ الْبَلَاءِ

پناہ مانگنا بلا کی مشقت سے

٥٨٧١ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنِيْ سُمَيٌّ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَعَوَّذُ مِنْ جَهْدِ الْبَلَاءِ وَدَرَكِ الشَّقَاءِ وَسُوْءِ الْقَضَاءِ وَشَمَاتَةِ الْأَعْدَاءِ قَالَ سُفْيَانُ الْحَدِيْثُ ثَلَاثٌ زِدْتُ أَنَا وَاحِدَةً لَا أَدْرِيْ أَيَّتُهُنَّ هِيَ.

۵۸۷۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پناہ مانگتے تھے بلا کی مشقت سے اور بدبختی کے پہنچنے سے اور بدی کی تقدیر سے اور دشمنوں کے خوش ہونے سے، سفیان راوی نے کہ حدیث میں تین چیزوں کا ذکر ہے ایک میں نے زیادہ کی ہے میں نہیں جانتا کہ وہ ان میں کون سی ہے۔

فائدہ: بلا اس حالت کو کہتے ہیں کہ امتحان کیا جائے اور فتنہ میں ڈالا جائے اس میں آدمی اور دشوار ہو اوپر اس کے اور مراد بلا سے مصیبتیں ہیں کہ پہنچیں آدمی کو دین یا دنیا میں اور صبر نہ کر سکے ان کے واقع ہونے پر اور بری تقدیر سے مراد وہ چیزیں ہیں کہ بری ہوں آدمی کے حق میں اور دشمنوں کے خوش ہونے یعنی ہم کو دین یا دنیا میں ایسی کوئی مصیبت نہ پہنچے کہ اس سے دشمن خوش ہوں سو یہ دعا شامل ہے سب مطالب کو اور جو جملہ کہ سفیان نے اس حدیث میں زیادہ کیا ہے وہ شماتۃ الاعداء ہے پھر ہر ایک جملہ ان تین جملوں سے مستقل ہے اس واسطے کہ ہر امر کہ برا ہو دیکھا جاتا ہے اس میں جہت مبدء کی سے اور وہ بری تقدیر ہے اور جہت معاد کی سے اور وہ پہنچنا بدبختی کا ہے اس واسطے کہ بدبختی آخرت کی وہی ہے بدبختی حقیقی اور جہت معاش کی سے اور وہ مشقت بلا کی ہے اور بہرحال خوش ہونا دشمنوں کا سو واقع ہوتا ہے واسطے اس شخص کے کہ واقع ہو واسطے اس کے ہر ایک تین خصلتوں میں سے اور کہا ابن بطال نے کہ مشقت بلا کی ہر وہ چیز ہے جو پہنچے آدمی کو شدت مشقت سے جس کے اٹھانے کی اس کو طاقت نہ ہو اور اس کو دفع نہ کر سکے اور بعض نے کہا کہ مراد ساتھ جہد بلا کے کم ہونا مال کا اور بہت ہونا عیال کا ہے اور اس طرح آیا ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور حق یہ ہے کہ یہ ایک فرد ہے بلا کے افراد سے اور بعض نے کہا کہ وہ چیز ہے کہ اختیار کرے موت کو اوپر اس کے اور بدبختی کا پہنچنا ہوتا ہے دنیا کے کاموں میں اور آخرت کے کاموں میں اور اسی طرح بری تقدیر بھی عام ہے نفس اور اہل اور مال اور اولاد اور خاتمہ میں اور معاد میں کہا اور مراد ساتھ قضا کے وہ چیز ہے جو مقدر کی گئی اس واسطے کہ حکم اللہ تعالیٰ کا اچھا ہے اس میں بدی نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ پناہ مانگی ساتھ ان کلمات کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

واسطے تعلیم امت اپنی کے اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ﷺ کو ان سب بلاؤں سے امن میں رکھا تھا میں کہتا ہوں اور یہ متعین نہیں ہے بلکہ احتمال ہے کہ پناہ مانگی ہو ساتھ رب اپنے کے واقع ہونے ان بلاؤں کے سے ساتھ امت اپنی کے اور کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ اس حدیث میں دلالت ہے واسطے مستحب ہونے استعاذہ کے ان چیزوں سے اور اجماع کیا ہے اس پر سب علماء نے اور خلاف کیا ہے اس میں زاہدوں کی ایک جماعت نے اور اس حدیث میں ہے کہ سجع والا کلام نہیں مکروہ ہے جب کہ صادر ہو بغیر قصد اور بغیر تکلف کے اور اس میں مشروع ہونا استعاذہ کا ہے اور نہیں معارض ہے یہ اس چیز کو کہ پہلے گزر چکی ہو تقدیر میں اس واسطے کہ احتمال ہے کہ یہ بھی اس چیز میں ہو جو مقدر کی گئی تقدیر میں اس واسطے کہ کبھی تقدیر میں کسی بندے کی لکھا ہوتا ہے کہ وہ بلا میں مبتلا ہو گا اور یہ بھی تقدیر میں لکھا ہوتا ہے کہ اگر یہ دعا کرے گا تو اس کی بلا دفع ہو گی پس قضا محتمل ہے واسطے دفع اور مدفوع کے اور فائدہ پناہ مانگنے اور دعا کرنے کا ظاہر کرنا بندے کا ہے اپنے فاقہ کو آگے رب اپنے کے اور زاری کرنی اس کی طرف اس کی۔ (فتح)

بَابُ دُعَآءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُمَّ الرَّفِيْقَ الْأَعْلٰى

دعا کرنا حضرت ﷺ کا ساتھ اس دعا کے کہ الٰہی! میں بلند رتبے کے رفیقوں کا ساتھ چاہتا ہوں

٥٨٧٢۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَعُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ فِي رِجَالٍ مِّنْ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ وَهُوَ صَحِيْحٌ لَنْ يُّقْبَضَ نَبِيٌّ قَطُّ حَتّٰى يَرٰى مَقْعَدَهٗ مِنَ الْجَنَّةِ ثُمَّ يُخَيَّرُ فَلَمَّا نَزَلَ بِهٖ وَرَأْسُهٗ عَلٰى فَخِذِيْ غُشِيَ عَلَيْهِ سَاعَةً ثُمَّ أَفَاقَ فَأَشْخَصَ بَصَرَهٗ إِلَى السَّقْفِ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ الرَّفِيْقَ الْأَعْلٰى قُلْتُ إِذًا لَا يَخْتَارُنَا وَعَلِمْتُ أَنَّهُ الْحَدِيْثُ الَّذِيْ كَانَ يُحَدِّثُنَا وَهُوَ صَحِيْحٌ قَالَتْ فَكَانَتْ تِلْكَ آخِرَ كَلِمَةٍ تَكَلَّمَ بِهَا اللّٰهُمَّ الرَّفِيْقَ الْأَعْلٰى.

٥٨٧٢۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ فرماتے تھے اس حال میں کہ تندرست تھے کہ کوئی پیغمبر ہرگز نہیں مرتا جب تک کہ اپنا مکان بہشت میں نہیں دیکھ لیتا پھر مرنے جینے میں اس کو اختیار دیا جاتا ہے سو جب موت حضرت ﷺ پر اتری اور آپ کا سر میری ران پر تھا تو ایک گھڑی آپ بیہوش ہوئے پھر ہوش میں آئے سو اپنی آنکھ کو چھت کی طرف لگایا پھر فرمایا کہ الٰہی! بلند رتبہ والے رفیقوں کا ساتھ چاہتا ہوں میں نے کہا کہ اب ہم کو اختیار نہیں کریں گے اور میں نے معلوم کیا کہ یہی مطلب تھا اس حدیث کا جو ہم سے بیان کیا کرتے تھے صحت کی حالت میں سو تھا یہ آخر کلمہ کیا ساتھ اس کے حضرت ﷺ نے الٰہی! میں بلند رتبہ والے رفیقوں کا ساتھ چاہتا ہوں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح مغازی میں گزر چکی ہے اور تعلق اس کا ساتھ ناقل کے اس جہت سے ہے کہ اس میں اشارہ ہے طرف عائشہ رضی اللہ عنہا کی کہ حضرت ﷺ جب بیمار ہوتے تھے تو اپنے بدن پر معوذات کے ساتھ دم کرتے تھے اور قضیہ بیان کرنے اس کے کا اس جگہ یہ ہے کہ نہیں پناہ مانگی حضرت ﷺ نے ساتھ اس کے مرض الموت میں۔ (فتح)

بَابُ الدُّعَآءِ بِالْمَوْتِ وَالْحَيَاةِ

دعا کرنا ساتھ مرنے اور جینے کے

٥٨٧٣ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ إِسْمَاعِيْلَ عَنْ قَيْسٍ قَالَ أَتَيْتُ خَبَّابًا وَقَدِ اكْتَوٰى سَبْعًا قَالَ لَوْلَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَانَا أَنْ نَّدْعُوَ بِالْمَوْتِ لَدَعَوْتُ بِهٖ.

٥٨٧٣۔ حضرت قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں خباب رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور اس نے سات داغ کروائے تھے کہا کہ اگر حضرت ﷺ نے ہم کو موت کی دعا مانگنے سے منع نہ کیا ہوتا تو میں موت کی دعا مانگتا۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ إِسْمَاعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنِيْ قَيْسٌ قَالَ أَتَيْتُ خَبَّابًا وَقَدِ اكْتَوٰى سَبْعًا فِيْ بَطْنِهٖ فَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ لَوْلَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَانَا أَنْ نَّدْعُوَ بِالْمَوْتِ لَدَعَوْتُ بِهٖ.

حضرت قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں خباب رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور حالانکہ اس نے اپنے پیٹ میں سات داغ کروائے تھے سو میں نے اس سے کہتے سنا کہ اگر حضرت ﷺ نے ہم کو موت کی دعا مانگنے سے منع نہ کیا ہوتا تو میں موت کی دعا مانگتا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب عیادۃ المرضیٰ میں گزر چکی ہے۔

٥٨٧٤ ـ حَدَّثَنَا ابْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ عُلَيَّةَ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَتَمَنَّيَنَّ أَحَدٌ مِّنْكُمُ الْمَوْتَ لِضُرٍّ نَزَلَ بِهٖ فَإِنْ كَانَ لَا بُدَّ مُتَمَنِّيًا لِلْمَوْتِ فَلْيَقُلِ اللّٰهُمَّ أَحْيِنِيْ مَا كَانَتِ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِّيْ وَتَوَفَّنِيْ إِذَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِّيْ.

٥٨٧٤۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کوئی موت کی آرزو نہ کیا کرے کسی تکلیف سے جو اس پر اتری ہو سو اگر کسی کو موت کی آرزو کرنا ضروری ہو تو چاہیے کہ یوں کہے کہ الٰہی! زندہ رکھ جب تک کہ زندگی میرے حق میں بہتر ہو اور مجھ کو موت دے اگر موت میرے حق میں بہتر ہو۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح بھی وہیں گزر چکی ہے۔

بَابُ الدُّعَآءِ لِلصِّبْيَانِ بِالْبَرَكَةِ وَمَسْحِ رُؤُوسِهِمْ

لڑکوں کے واسطے برکت کی دعا کرنا اور ان کے سر پر ہاتھ پھیرنا

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ جو کسی یتیم کے سر پر محض اللہ کے واسطے ہاتھ پھیرے ہوتی ہے واسطے اس کے نیکی ساتھ ہر بال کے جس پر اس کا ہاتھ گزرا روایت کیا ہے اس کو طبرانی نے اور اس کی سند ضعیف ہے اور احمد کی روایت میں ہے کہ شکایت کی ایک مرد نے طرف حضرت ﷺ کی دل کی سختی کی فرمایا کہ محتاج کو کھانا کھلا اور یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرا اور اس کی سند حسن ہے۔ (فتح)

وَقَالَ أَبُوْ مُوْسٰى وُلِدَ لِيْ غُلَامٌ وَدَعَا لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَرَكَةِ

اور کہا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہ میرے ہاں لڑکا پیدا ہوا سو حضرت ﷺ نے اس کے واسطے برکت کی دعا کی

٥٨٧٥ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ عَنِ الْجَعْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ سَمِعْتُ السَّائِبَ بْنَ يَزِيْدَ يَقُوْلُ ذَهَبَتْ بِيْ خَالَتِيْ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ ابْنَ أُخْتِيْ وَجِعٌ فَمَسَحَ رَأْسِيْ وَدَعَا لِيْ بِالْبَرَكَةِ ثُمَّ تَوَضَّأَ فَشَرِبْتُ مِنْ وَضُوْئِهٖ ثُمَّ قُمْتُ خَلْفَ ظَهْرِهٖ فَنَظَرْتُ إِلٰى خَاتَمِهٖ بَيْنَ كَتِفَيْهِ مِثْلَ زِرِّ الْحَجَلَةِ.

٥٨٧٥۔ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میری خالہ مجھ کو حضرت ﷺ کے پاس لے گئی سو اس نے کہا کہ یا حضرت! میرا بھانجا بیمار ہے حضرت ﷺ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور میرے واسطے برکت کی دعا کی پھر وضو کیا سو میں نے آپ کے وضو کا بچا ہوا پانی پیا پھر میں آپ کی پیٹھ کے پیچھے کھڑا ہوا سو میں نے آپ کی خاتم النبوۃ کو دیکھا جو آپ کے دونوں مونڈھوں کے درمیان تھی مثل انڈے جانور کے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح باب خاتم النبوۃ میں گزر چکی ہے۔

٥٨٧٦ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ أَيُّوْبَ عَنْ أَبِيْ عُقَيْلٍ أَنَّهُ كَانَ يَخْرُجُ بِهٖ جَدُّهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ هِشَامٍ مِّنَ السُّوْقِ أَوْ إِلَى السُّوْقِ فَيَشْتَرِي الطَّعَامَ فَيَلْقَاهُ ابْنُ الزُّبَيْرِ وَابْنُ عُمَرَ فَيَقُوْلَانِ أَشْرِكْنَا فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ دَعَا لَكَ بِالْبَرَكَةِ

٥٨٧٦۔ حضرت ابو عقیل سے روایت ہے کہ اس کا دادا عبداللہ بن ہشام اس کے ساتھ بازار کی طرف نکلتا تھا یا کہا بازار سے سو اناج خریدتا تھا سو ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ اس سے ملتے اور کہتے کہ ہم کو شریک کر اس واسطے کہ حضرت ﷺ تیرے واسطے برکت کی دعا کی ہے سو وہ ان کو شریک کرتا سو اکثر اوقات ہو بہو سواری کو پہنچتا یعنی اونٹ کا سارا بوجھ نفع حاصل ہوتا سو اس کو اپنے گھر کی طرف بھیجتا۔

فَيُشْرِكُهُمْ فَرُبَّمَا أَصَابَ الرَّاحِلَةَ كَمَا هِيَ فَيَبْعَثُ بِهَا إِلَى الْمَنْزِلِ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح شرکت میں گزر چکی ہے۔

۵۸۷۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مَحْمُودُ بْنُ الرَّبِيعِ وَهُوَ الَّذِي مَجَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي وَجْهِهِ وَهُوَ غُلَامٌ مِّنْ بِئْرِهِمْ.

۵۸۷۷۔ حضرت محمود بن ربیع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور وہ وہی ہے جس کے منہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کلی ماری تھی یعنی اپنی کلی کا پانی اس کے منہ میں مارا تھا اور حالانکہ وہ لڑکا تھا ان کے کنویں سے۔

۵۸۷۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤْتَى بِالصِّبْيَانِ فَيَدْعُو لَهُمْ فَأُتِيَ بِصَبِيٍّ فَبَالَ عَلَى ثَوْبِهِ فَدَعَا بِمَاءٍ فَأَتْبَعَهُ إِيَّاهُ وَلَمْ يَغْسِلْهُ.

۵۸۷۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لڑکے لائے جاتے تھے سو ان کے واسطے دعا کرتے سو ایک لڑکا آپ کے پاس لایا گیا اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے پر پیشاب کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی منگوایا اور اس کو اس کے اوپر بہایا اور اس کو نہ دھویا۔

۵۸۷۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ ثَعْلَبَةَ بْنِ صُعَيْرٍ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ مَسَحَ عَنْهُ أَنَّهُ رَأَى سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ يُوتِرُ بِرَكْعَةٍ.

۵۸۷۹۔ حضرت عبداللہ بن ثعلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے منہ پر ہاتھ پھیرا تھا کہ اس نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو دیکھا ایک رکعت کے ساتھ وتر کرتا تھا۔

فائدہ: یہ حدیث پوری غزوہ فتح میں گزر چکی ہے اور اس کی شرح بھی اسی جگہ گزر چکی ہے۔

بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے کا بیان

فائدہ: یہ اطلاق احتمال رکھتا ہے اس کے حکم کا اور فضل کا اور اس کی صفت کا اور اس کے محل کا اور اقتصار کرنا اس چیز پر کہ وارد کیا ہے اس کو باب میں دلالت کرتا ہے مراد رکھنے تیسرے معنی کے اور کبھی لیا جاتا ہے اس سے دوسرا بھی

بہر حال حکم اس کا سو اس میں علماء کے دس مذہب ہیں، اول قول ابن جریر طبری کا ہے کہ وہ مستحبات سے ہے اور دعویٰ کیا ہے اس نے اجماع کا اوپر اس کے، دوسرا قول مقابل اس کا اور وہ نقل کرنا ابن قصار وغیرہ کا ہے اجماع کو اس پر کہ واجب ہے درود حضرت ﷺ پر فی الجملہ بغیر حصر کے لیکن کم تر درجہ وہ ہے کہ حاصل ہو ساتھ اس کے اجزا ایک مرتبہ ہے، تیسرا قول واجب ہے عمر میں نماز میں یا اس کے غیر میں اور وہ مثل کلمہ توحید کی ہے یہ قول ابوبکر رازی کا ہے حنفیہ سے اور ابن حزم وغیرہ کا اور کہا قرطبی مفسر نے کہ نہیں خلاف ہے بیچ واجب ہونے اس کے عمر میں ایک بار اور یہ کہ وہ واجب ہے ہر وقت میں مانند واجب ہونے سنتوں مؤکدہ کی، چوتھا قول واجب ہے قعدہ آخر نماز میں اور درمیان قول تشہد اور اسلام تحلل کے یہ قول شافعی رحمہ اللہ اور اس کے تابعداروں کا ہے، پانچواں واجب ہے تشہد میں یہ قول شعبی کا ہے، چھٹا قول واجب ہے نماز میں بغیر معین کرنے جگہ اس کی کے منقول ہے یہ ابوجعفر باقر سے، ساتواں قول واجب ہے اکثار اس سے بغیر تقیید کے ساتھ عدد معین کے یہ قول ابوبکر بن بکیر کا ہے مالکیہ سے، آٹھواں قول جب ذکر کیا جائے نام حضرت ﷺ کا یہ قول طحاوی اور ایک جماعت حنفیہ کا ہے اور یہی قول ہے ایک جماعت شافعیہ کا اور کہا ابن عربی نے مالکیہ سے کہ وہ احوط ہے یعنی اس میں احتیاط ہے، نواں ہر مجلس میں ایک بار اگرچہ مکرر ہو ذکر آپ کا کئی بار حکایت کیا ہے اس کو زمخشری نے، دسواں ہر دعا میں اس کو بھی زمخشری نے حکایت کیا ہے اور بہرحال محل اس کا سو لیا جاتا ہے اس چیز سے کہ وارد کیا ہے میں نے اس کو آراء سے اور بہرحال صفت اس کی سو وہ اصل ہے اس چیز کا کہ اعتبار کیا جاتا ہے اوپر اس کے باب کی حدیثوں میں۔ (فتح)

٥٨٨٠ - حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِي لَيْلٰى قَالَ لَقِيَنِي كَعْبُ بْنُ عُجْرَةَ فَقَالَ أَلَا أُهْدِي لَكَ هَدِيَّةً إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ عَلَيْنَا فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ عَلِمْنَا كَيْفَ نُسَلِّمُ عَلَيْكَ فَكَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْكَ قَالَ فَقُوْلُوا اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ اللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ.

٥٨٨٠۔ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ مجھ سے ملا سو اس نے کہا کہ کیا میں تجھ کو ایک تحفہ نہ دوں حضرت ﷺ گھر سے باہر ہمارے پاس تشریف لائے سو ہم نے کہا کہ یا حضرت! ہم نے جانا کہ آپ کو کس طرح سلام کریں سو ہم آپ پر کس طرح درود پڑھیں؟ فرمایا یوں درود پڑھا کرو، الٰہی! اپنی مہر کر محمد ﷺ پر اور محمد ﷺ کی آل پر جیسے تو نے مہر کی ابراہیم علیہ السلام پر بے شک تو سب خوبیوں سے سراہا بڑائی والا ہے الٰہی! برکت کر محمد ﷺ پر اور محمد ﷺ کی آل پر جیسے تو نے برکت کی ابراہیم علیہ السلام پر بیشک تو سب خوبیوں سے سراہا بڑائی والا ہے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے **کیف الصلوٰۃ علیکم اھل البیت وان اللّٰہ قد علمنا کیف نسلم** یعنی کس طرح ہے درود اوپر تمہارے اے اہل بیت! سو بے شک اللہ تعالیٰ نے سکھلائی ہے ہم کو کیفیت سلام کی اوپر آپ کے آپ کی زبان پر اور آپ کے بیان سے اور بہر حال لانا صغیر جمع کا اس کے قول علیکم میں سو بے شک بیان کی ہے مراد اپنی ساتھ قول اپنے کے اے اہل بیت! اس واسطے کہ اگر اقتصار کرتا اوپر اس کے تو احتمال تھا کہ ارادہ کیا جاتا ساتھ اس کے تعظیم کا اور ساتھ اس کے حاصل ہوگی مطابقت جواب کی واسطے سوال کے جس جگہ کہا کہ محمد ﷺ پر اور محمد ﷺ کی آل پر اور ساتھ اس کے استغناء حاصل ہوگا اس شخص کے قول سے جو کہتا ہے کہ جواب میں زیادتی ہے سوال پر اس واسطے کہ سوال واقع ہوا ہے کیفیت درود کی سے سو واقع ہوا جواب ساتھ زیادتی کیفیت درود کے آپ کی آل پر، قولہ ہم آپ کو کس طرح سلام کریں کہا بیہقی نے کہ اس میں اشارہ ہے طرف اس سلام کی جو تشہد میں ہے اور وہ قول آپ کا ہے **السلام علیك ایھا النبی ورحمۃ اللّٰہ وبرکاتہ** پس ہوگی مراد ساتھ قول ان کے کہ ہم کس طرح درود پڑھیں یعنی بعد تشہد کے اور تفسیر سلام کے اسلام کی ساتھ اس کے ظاہر ہے اور ابن عبدالبر نے کہا کہ اس میں احتمال ہے اور وہ یہ کہ مراد ساتھ اس کے وہ اسلام ہے جس کے ساتھ حلال ہوتا ہے آدمی نماز سے اور کہا کہ اول قول ظاہر تر ہے اور رد کیا ہے بعض نے احتمال مذکور کو ساتھ اس کے کہ سلام حلال ہونے کا نہیں مقید ہے ساتھ اس کے اتفاقا اتفاق میں نظر ہے کہ مالکیہ کی ایک جماعت نے جزم کیا ہے ساتھ اس کے کہ مستحب ہے واسطے نمازی کے یہ کہ کہے وقت سلام تحلل کے **السلام علیك ایھا النبی ورحمۃ اللّٰہ وبرکاتہ السلام علیکم** اور کیف سے کیا مراد ہے اس میں اختلاف ہے سو بعض نے کہا کہ مراد سوال صلوٰۃ کے معنوں سے ہے جو مامور بہا ہے کہ کس لفظ کے ساتھ ادا کی جائے اور بعض نے کہا کہ صفت اس کی سے کہا عیاض نے کہ جب کہ تھا لفظ صلوٰۃ کا جو مامور بہا ہے بیچ قول اللہ تعالیٰ کے صلوا علیہ احتمال رکھتا رحمت اور دعا اور تعظیم کا تو انہوں نے سوال کیا کہ کس لفظ سے ادا کیا جائے اور ترجیح دی ہے باجی نے اس بات کو کہ سوال تو فقط اس کی صفت سے واقع ہوا ہے نہ اس کی جنس سے اور یہ ظاہر تر ہے اس واسطے کہ لفظ کیف کا ظاہر ہے صفت میں اور بہر حال جنس سو سوال کیا جاتا ہے اس سے ساتھ لفظ ما کے اور باعث واسطے ان کے اس پر یہ ہے کہ سلام جب کہ پہلے گزر چکا ہے ساتھ لفظ لفظ مخصوص اور وہ **السلام علیك ایھا النبی ورحمۃ اللّٰہ وبرکاتہ** ہے تو اس سے سمجھا گیا کہ درود بھی واقع ہوگا ساتھ لفظ مخصوص کے اور عدول کیا انہوں نے قیاس سے واسطے امکان واقف ہونے نص پر خاص کر ذکر کے الفاظ میں کہ وہ خارج ہیں قیاس سے غالبا سو واقع ہوا امر جس طرح کہ انہوں نے سمجھا اس واسطے کہ نہیں کہا واسطے ان کے کہ کہو **الصلاۃ علیك ایھا النبی** الخ اور نہ یہ کہ کہو **الصلوٰۃ والسلام علیك** الخ بلکہ سکھلایا ان کو صیغہ اور قولہ **اللّٰھم** کہا نضر بن شمیل نے کہ جس نے کہا **اللّٰھم** اس نے سوال کیا اللہ تعالیٰ سے ساتھ تمام اسموں اس کے، قولہ صل ابی العالیہ سے روایت ہے کہ معنی صلوٰۃ اللہ علی نبیہ کی ثنا

ہے اللہ تعالیٰ کی اپنے پیغمبر پر اور معنی صلوٰۃ فرشتوں کے اوپر آپ کی دعا ان کی ہے واسطے آپ کے اور مقاتل سے ہے کہ صلاۃ اللہ سے مراد مغفرت اس کی ہے اور صلاۃ الملائکۃ سے مراد استغفار ان کا ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ معنی صلاۃ الرب کی رحمت ہیں اور صلاۃ الملائکۃ کے معنی استغفار ہیں اور اولیٰ سب اقوال سے قول ابوالعالیہ کا ہے کہ معنی صلاۃ اللہ علی نبیہ کی ثنا ہے اللہ تعالیٰ کی اوپر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور تعظیم آپ کی اور صلوٰۃ ملائکہ وغیرھم کی اوپر آپ کے طلب کرنا اس چیز کا ہے واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اللہ تعالیٰ سے اور مراد طلب کرنا زیادتی کا ہے نہ طلب کرنا اصل صلوٰۃ کا اور کہا گیا کہ صلوٰۃ اللہ تعالیٰ کی اپنی مخلوق پر خاص ہوتی ہے اور عام ہوئی ہے پس صلوٰۃ اس کی اس کے پیغمبروں پر ثناء اور تعظیم ہے اور صلوٰۃ اس کے غیروں پر رحمت ہے کہ وہی ہے جس نے سما لیا ہے ہر چیز کو اور نقل کیا ہے عیاض قشیری سے کہ مراد صلوٰۃ اللہ سے پیغمبر پر تشریف ہے اور زیادتی تعظیم کی ہے اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے سوائے اور لوگوں پر رحمت ہے اور ساتھ اس تقدیر کے ظاہر ہوگا فرق درمیان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور درمیان لوگوں کے جس جگہ کہ اللہ تعالیٰ نے کہا ﴿اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ﴾ اور دوسری جگہ فرمایا ﴿هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ﴾ اور یہ بات معلوم ہے کہ جو قدر کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لائق ہے وہ بلند تر ہے اس چیز سے کہ لائق ہے ساتھ غیر اس کے اور اجماع منعقد ہوا ہے اس پر کہ اس آیت میں تعظیم ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اور تکریم ہے جو نہیں ہے اس کے غیر میں اور اختلاف ہے بیچ جائز ہونے صلوٰۃ کے اور غیر پیغمبروں کے یعنی پیغمبروں کے سوائے اور لوگوں پر صلوٰۃ کہنا جائز ہے یا نہیں اور اگر صلوٰۃ کے معنی رحم ہوں تو البتہ جائز ہوگا واسطے غیر پیغمبروں کے اور اگر اس کے معنی برکت یا رحمت کے ہوں تو البتہ ساقط ہو وجوب تشہد میں نزدیک اس شخص کے جو اس کو واجب کہتا ہے ساتھ قول نمازی کے تشہد میں السلام علیك ایها النبی ورحمة الله وبرکاته اور ممکن ہے خلاصی اس سے ساتھ اس کے کہ واقع ہوا ہے بطریق عقد کے پس ضروری ہے لانا اس کا اگرچہ سابق ہو لانا ساتھ اس چیز کے کہ دلالت کرے اوپر اس کے اور درود کے الفاظ حدیثوں میں مختلف طور سے آئے ہیں کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ لائق ہے سب کو جمع کیا جائے اور ظاہر یہ ہے کہ افضل واسطے اس شخص کے کہ تشہد بیٹھے یہ ہے کہ اکمل روایت کو لائے یعنی جو روایت کہ کامل پڑھے اس کو لائے اور کہا ابن قیم رحمہ اللہ نے کہ یہ کیفیت نہیں وارد ہوئی ہے مجموع کسی طریق میں طریق سے اور اولیٰ یہ ہے کہ استعمال کیا جائے ہر لفظ کو الگ الگ پس ساتھ اس کے حاصل ہوگا لانا ساتھ تمام اس چیز کے کہ وارد ہوئی ہے بخلاف اس کے جب کہ سب کو ایک بار اکٹھا کہے اس واسطے کہ غالب گمان ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو نہیں کیا یعنی سب الفاظ تشہد کو ایک بار اٹھا کر کے کہنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں بلکہ کبھی کسی طرح کہا اور کبھی کسی طرح اور ایک روایت میں تشہد کے آخر میں اتنا لفظ زیادہ ہے وعلینا معهم اور تعاقب کیا ہے ابن عربی نے اس زیادتی کا سو کہا اس نے کہ یہ ایک چیز ہے کہ منفرد ہوا ہے ساتھ اس کے زائدہ راوی پس نہ اعتبار کیا جائے گا اوپر اس کے اس واسطے

کہ لوگوں کو آل کے معنی میں بڑا اختلاف ہے ایک معنی اس کے یہ ہیں کہ وہ امت آپ کی ہے پس نہ باقی رہے گا واسطے تکرار کے کوئی فائدہ اور نیز اختلاف کیا ہے انہوں نے بیچ جواز صلوٰۃ کے غیر پیغمبروں پر سو ہم نہیں دیکھتے کہ شریک کریں اس خصوصیت میں ساتھ محمد ﷺ کے اور آپ کی آل کے کسی کو اور تعاقب کیا ہے اس کا ہمارے شیخ نے ترمذی کی شرح میں کہ زائدہ اثبات سے ہے سو اس کا اکیلا ہونا مضر نہیں باوجود اس کے کہ وہ اکیلا بھی نہیں ہے اس واسطے کہ روایت کیا ہے اس کو اسماعیل قاضی نے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے اور اس کے اخیر میں ہے وعلینا معهم اور بہرحال ایراد اول سو وہ خاص ہے ساتھ اس شخص کے جو دیکھتا ہے کہ معنی آل کے سب امت ہیں اور باوجود اس کے نہیں معنی ہیں عطف خاص کا عام پر اور بہرحال ایراد دوسرا سو ہم نہیں جانتے کہ کسی نے اس کو منع کیا ہے اور خلاف تو صرف اس میں ہے کہ صلوٰۃ کا کہنا بالاستقلال جائز ہے یا نہیں اور البتہ مشروع ہے دعا واسطے احاد کے ساتھ اس چیز کے کہ دعا کی ساتھ اس کے حضرت ﷺ نے واسطے نفس اپنے کے حدیث میں اللّٰهم انی اسألك من خير ما سألك منه محمد اور یہ حدیث صحیح ہے روایت کیا ہے اس کو مسلم نے اور کہا ابن قیم نے کہ نص کی ہے شافعی رحمہ اللہ نے اس پر کہ اختلاف بیچ الفاظ تشہد کے اور مانند اس کی کے مثل اختلاف کے ہے قرأتوں میں اور نہیں کہا ہے کسی امام نے ساتھ مستحب ہونے تلاوت کے ساتھ جمیع الفاظ مختلفہ کے حرف واحد میں قرآن سے اگرچہ بعض نے اس کو تعلیم کے وقت تمرین کے واسطے جائز رکھا ہے اور ظاہر یہ ہے کہ اگر ہو ایک لفظ ساتھ معنی لفظ دوسرے کے برابر جیسا کہ ازواج وامہات المؤمنین دونوں لفظ کے ایک معنی ہیں تو اولیٰ اختصار کرنا ہے ہر بار مین ایک لفظ پر دونوں میں سے یعنی صرف ایک لفظ کہے دونوں لفظ نہ کہے اور اگر ہو کوئی لفظ مستقل ساتھ زیادہ معنی کے کہ دوسرے لفظ میں نہ ہوں تو اولیٰ لانا ہے اس کو اور محمول کیا جائے گا اس پر کہ یاد رکھا دوسرے بعض نے اور کہا ایک گروہ نے انہیں سے ہے طبری کہ یہ اختلاف مباح سے ہے سو جس لفظ کو آدمی ذکر کرے کفایت کرتا ہے اور افضل یہ ہے کہ استعمال کرے اکمل اور ابلغ لفظ کو اور استعمال کیا ہے اس نے اس پر ساتھ اختلاف نقل کے اصحاب سے اور دعویٰ کیا ہے ابن قیم رحمہ اللہ نے کہ اکثر حدیثیں بلکہ سب تصریح کرنے والی ہیں ساتھ ذکر محمد ﷺ کے اور آل محمد ﷺ کے اور ساتھ ذکر آل ابراہیم علیہ السلام کے فقط اور نہیں آیا ہے کسی حدیث صحیح میں لفظ ابراہیم علیہ السلام وآل ابراہیم علیہ السلام کا اکٹھا، میں کہتا ہوں اور غافل ہوا ہے ابن قیم رحمہ اللہ اس چیز سے کہ واقع ہوئی ہے صحیح بخاری میں عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کے طریق سے ساتھ اس لفظ سے کے كما صليت على ابراهيم وعلى آل ابراهيم انك حميد مجيد وكذا فی قوله بارکت اور اسی طرح روایت کیا ہے اس کو طبری وغیرہ نے بہت طریقوں سے اور حق یہ ہے کہ ذکر محمد ﷺ کا اور آل محمد ﷺ اور ابراہیم علیہ السلام کا اور آل ابراہیم علیہ السلام کا ثابت ہے بیچ اصل حدیث کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یاد رکھا ہے بعض راویوں نے جو نہیں یاد رکھا ہے بعض دوسروں نے اور روایت میں اتنا زیادہ ہے وترحم على محمد وعلى آل

محمد کما ترحمت علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم اور یہ زیادتی ضعیف ہے لیکن اگر اس کو سلام اور صلوٰۃ کے ساتھ جوڑ کر کہا جائے تو جائز ہے اور ابن عربی نے اس کو منع کیا ہے اور کہا ابوالقاسم انصاری نے کہ یہ جائز ہے صلاۃ کے ساتھ جوڑ کر اور نہیں جائز ہے تنہا اور نقل کیا ہے عیاض نے جمہور سے جواز مطلق اور کہا قرطبی نے مفہم میں کہ وہ صحیح ہے واسطے وارد ہونے حدیثوں کے ساتھ اس کے اور مخالفت کی ہے اس کی غیر اس کے نے سو ذخیرہ میں محمد سے ہے کہ مکروہ ہے یہ واسطے وہم نقص کے اس واسطے کہ رحمت غالبًا ہوتی ہے اس فعل سے کہ ملامت کی جائے اوپر اس کے اور جزم کیا ہے ابن عبدالبر نے ساتھ منع کے سو اس نے کہا کہ نہیں جائز ہے واسطے کسی کے جب ذکر کرے حضرت ﷺ کو تو کہے رحمۃ اللہ اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو درود پڑھے مجھ پر اور یہ نہیں کہا کہ من ترحم علی اور نہ من دعا لی اگرچہ صلوٰۃ کے معنی رحمت کے ہیں لیکن خاص کیا گیا ہے یہ لفظ واسطے تعظیم آپ کی کے سو نہ عدول کیا جائے گا اس سے طرف غیر اس کے کی اور تائید کرتا ہے اس کی قول اللہ تعالیٰ کا ﴿لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا﴾ اور یہ بحث خوب ہے۔

قولہ وعلی آل محمد، الخ کہا گیا ہے کہ اصل آل کا اہل ہے بدل کی گئی ہا ساتھ ہمزہ کے پھر سہل کی گئی یعنی آسانی کے ساتھ پڑھی گئی اور کبھی اطلاق کیا جاتا ہے آل فلاں کا اس کے نفس پر اور اس پر اور ان لوگوں پر جو اس کی طرف منسوب ہیں اکٹھا اور ضابطہ اس کا یہ ہے کہ جب کہا جائے کہ فلانے کی آل نے یہ کام کیا ہے تو داخل ہوتا ہے وہ بیچ ان کے مگر ساتھ قرینہ کے اور اس کے شواہد سے ہے قول حضرت ﷺ کا واسطے حسین بن علی کے انا آل محمد لا تحل لنا الصدقۃ یعنی ہم محمد ﷺ کی آل ہیں ہم کو صدقہ حلال نہیں ہے اور اگر دونوں ذکر کیے جائیں تو نہیں داخل ہوتا ہے بیچ ان کے اور جب کہ مختلف ہوئے الفاظ حدیث کے کہ کسی روایت میں دونوں اکٹھے ہیں اور کسی میں فقط ایک ہی تو ہوگا اولیٰ محامل یہ کہ حمل کیا جائے اس پر کہ حضرت ﷺ نے یہ سب الفاظ کہے ہیں سو بعض راویوں نے یاد رکھا جو دوسرے بعض نے یاد نہیں رکھا اور بہر حال محمول کرنا اس کو اوپر تعدد قصے کے سو بعید ہے اور اختلاف ہے اس میں کہ اس حدیث میں آل محمد ﷺ سے کیا مراد ہے راجح یہ ہے کہ مراد وہ لوگ ہیں جن پر صدقہ حرام ہے اور اختیار کیا ہے اس کو جمہور نے اور تائید کرتا ہے اس کی قول حضرت ﷺ کا واسطے حسین رضی اللہ عنہ کے کہ ہم محمد ﷺ کی آل کو صدقہ حلال نہیں اور ایک روایت میں ہے کہ یہ لوگوں کی میل ہے نہ محمد ﷺ کو حلال ہے اور نہ اس کی آل کو اور کہا احمد نے کہ مراد ساتھ آل محمد ﷺ کے تشہد کی حدیث میں اہل بیت حضرت ﷺ کے ہیں اور بعض نے کہا کہ مراد ساتھ آل کے آپ کی بیویاں اور اولاد ہیں اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں تینوں لفظ اکٹھے وارد ہو چکے ہیں پس محمول ہوگا اس پر کہ یاد رکھا ہے بعض راویوں نے جو نہیں یاد رکھا ہے دوسرے بعض نے پس مراد ساتھ آل کے تشہد میں ازواج ہیں اور جن پر صدقہ حرام ہے ان میں اولاد بھی داخل ہے اور ساتھ اس کے

حاصل ہو گی تطبیق درمیان حدیثوں کے اور بعض نے کہا کہ مراد ساتھ آل کے تمام امت ہے کہا ابن عربی نے کہ میل کی ہے اس کی طرف مالک رحمہ اللہ نے اور اختیار کیا ہے اس کو زہری نے اور ترجیح دی ہے اس کو نووی رحمہ اللہ نے شرح صحیح مسلم میں۔

قولہ کما صلیت علی آل ابراھیم مشہور ہوا ہے سوال موقع تشبیہ سے باوجود اس کے کہ مقرر ہو چکا ہے کہ مشبہ یعنی وہ چیز کہ تشبیہ دی گئی کم ہوتی ہے مشبہ بہ سے یعنی اس چیز سے کہ تشبیہ دی گئی ساتھ اس کے یعنی تشبیہ دی گئی ہے اس جگہ حضرت ﷺ کو ساتھ ابراہیم علیہ السلام کے درود بھیجنے میں پس اس سے لازم آتا ہے کہ حضرت ﷺ کا درجہ ابراہیم علیہ السلام سے کم ہو اور حالانکہ واقع میں اس کا برخلاف ہے اس واسطے کہ محمد ﷺ تنہا افضل ہیں آل ابراہیم علیہ السلام سے خاص کر جوڑی گئی ہے ساتھ آپ کے آل محمد ﷺ کی اور قصہ حضرت ﷺ کے افضل ہونے کا یہ ہے کہ ہو درود مطلوب افضل ہر درود سے کہ حاصل ہوا یا حاصل ہو گا واسطے حضرت ﷺ کے اور جواب دیا گیا ہے اس سے ساتھ کئی وجہ کے اول یہ کہ کہا ہے حضرت ﷺ نے یہ پہلے اس سے کہ آپ کو معلوم ہو کہ آپ افضل ہیں ابراہیم علیہ السلام سے اور تعاقب کیا گیا ہے اس کا ساتھ اس کے کہ اگر اس طرح ہوتا تو حضرت ﷺ اس درود کو بدل ڈالتے اس کے بعد کہ آپ نے جانا کہ آپ ابراہیم علیہ السلام سے افضل ہیں، دوسرا یہ کہ حضرت ﷺ نے بطور تواضع کے مشروع کیا اس کو واسطے امت اپنی کے تا کہ حاصل کریں ساتھ اس کے فضیلت کو، تیسرا یہ کہ تشبیہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واسطے اصل درود کے ہے ساتھ اصل درود کے نہ واسطے قدر کے ساتھ قدر کے، پس وہ مانند قول اللہ تعالیٰ کی ہے ﴿اِنَّآ اَوۡحَیۡنَآ اِلَیۡكَ كَمَآ اَوۡحَیۡنَآ اِلٰی نُوۡحٍ﴾ اور قول اللہ تعالیٰ کے ﴿كُتِبَ عَلَیۡكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَی الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِكُمۡ﴾ اور اسی قبیل سے ہے قول اللہ تعالیٰ کا ﴿وَاَحۡسِنۡ كَمَآ اَحۡسَنَ اللّٰهُ اِلَیۡكَ﴾ اور ترجیح دی ہے اس جواب کو قرطبی نے مفہم میں، چوتھا یہ کہ کاف واسطے تعلیل کے ہے جیسا کہ اس آیت میں ہے ﴿كَمَآ اَرۡسَلۡنَا فِیۡكُمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡكُمۡ﴾ اور ﴿فَاذۡكُرُوۡهُ كَمَا هَدٰىكُمۡ﴾ اور بعض نے کہا کہ کاف واسطے تشبیہ کے ہے اور عدول کیا گیا ہے اس سے واسطے اعلام کے ساتھ خصوصیت مطلوب کے، پانچواں یہ ہے کہ حضرت ﷺ کو خلیل بنائے جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا اور یہ کہ بنائے واسطے آپ کے لسان صدق کے جیسے کہ ابراہیم علیہ السلام کے واسطے کی جوڑی گئی ساتھ اس چیز کے کہ حاصل ہوئی ہے واسطے آپ کے محبت سے اور وارد ہوتا ہے اس پر جو وارد ہوتا ہے پہلے جواب پر اور قریب کیا ہے اس کو بعض نے ساتھ اس کے کہ وہ مثال دو مردوں کی ہے کہ ایک ہزار روپیہ کا مالک ہو اور دوسرا دو ہزار کا سو دو ہزار والا سوال کرے یہ کہ دیا جائے ہزار روپیہ اور نظیر اس کی کہ دیا گیا ہے اس کو پہلا سو دوسرے کے واسطے کئی گنا پہلے سے زیادہ روپیہ ہو گا، چھٹا یہ کہ قول حضرت ﷺ کا اللھم صل علی محمد قطع کیا گیا ہے تشبیہ سے یعنی حضرت ﷺ کی تشبیہ مراد نہیں پس ہو گی تشبیہ متعلق ساتھ قول اس کے کے وعلی آل محمد اور تعاقب کیا گیا ہے اس کا ساتھ اس کے کہ نہیں ممکن

ہے کہ جو لوگ پیغمبروں کے سوائے ہیں وہ پیغمبروں کے مساوی ہوں سو کس طرح طلب کی جائے گی واسطے ان کے صلوٰۃ مثل اس صلوٰۃ کے کہ واقع ہوئی واسطے ابراہیم علیہ السلام کے اور پیغمبر لوگ ابراہیم علیہ السلام کی آل سے ہیں اور ممکن ہے جواب اس سے ساتھ اس کے کہ مطلوب ثواب ہے جو حاصل ہے واسطے ان کے نہ تمام صفتیں کہ ہوئی ہیں سبب واسطے ثواب کے، ساتواں یہ کہ تشبیہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واسطے مجموع کے ہے ساتھ مجموع کے اس واسطے کہ پیغمبروں میں جو ابراہیم علیہ السلام کی آل سے ہیں کثرت ہے سو مقابلہ کیا جائے ان ذوات کثیرہ کو ابراہیم علیہ السلام سے اور آل ابراہیم علیہ السلام سے ساتھ صفات کثیرہ کے جو واسطے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں تو ممکن ہے نفی کمی بیشی کی، آٹھواں یہ کہ تشبیہ بنظر اس چیز کے ہے کہ حاصل ہوتی ہے واسطے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اور آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے درود ہر فرد فرد کے سے پس حاصل ہوگا مجموع درود پڑھنے والوں کے سے اول تعلیم سے آخر زمانے تک کئی گنا زیادہ اس چیز سے کہ آل ابراہیم علیہ السلام کے واسطے تھا، نواں یہ کہ تشبیہ راجع ہے طرف درود پڑھنے والوں کی اس چیز میں کہ حاصل ہوتا ہے واسطے اس کے ثواب نہ بہ نسبت اس چیز کی کہ حاصل ہوتی ہے واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ثواب سے، دسواں دفع کرنا مقدمہ کا ہے جو اول میں مذکور ہے اور وہ یہ ہے کہ مشبہ بہ افضل ہوتا ہے مشبہ سے اور یہ کہ یہ قاعدہ ہر جگہ جاری نہیں بلکہ تشبیہ کبھی برابر کے ساتھ ہوتی ہے اور کبھی اس سے کم کے ساتھ ہوتی ہے جیسا کہ بیچ قول اللہ تعالیٰ کے ہے ﴿مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ﴾ یعنی اللہ کے نور کی کہاوت مثل طاق کی ہے جس میں چراغ ہو اور کیا چیز ہے نور طاق کا بہ نسبت نور اللہ تعالیٰ کے لیکن جب کہ تھی مراد مشبہ بہ سے یہ کہ ہو ہر چیز ظاہر واضح واسطے سامع کے تو خوب ہوئی تشبیہ نور کی ساتھ مشکوٰۃ کے اور اسی طرح اس جگہ جب کہ تھی تعظیم ابراہیم علیہ السلام اور آل ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ درود پڑھنے کے اوپر ان کے مشہور واضح نزدیک سب گروہوں کے تو خوب ہوا یہ کہ طلب کی جائے واسطے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اور آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ درود پڑھنے کے اوپر ان کے مثل اس چیز کی کہ حاصل ہوئی ہے واسطے ابراہیم علیہ السلام کے اور آل ابراہیم علیہ السلام کے اور تائید کرتا ہے اس کو ختم کرنا طلب مذکور کا ساتھ قول اس کے **في العالمين** یعنی جیسا کہ ظاہر کیا ہے تو نے درود کو اوپر ابراہیم علیہ السلام کے اور آل ابراہیم علیہ السلام کے عالموں میں اسی واسطے نہیں واقع ہوا ہے قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فی العالمین مگر بیچ ذکر آل ابراہیم علیہ السلام کے سوائے ذکر آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ احسن جواب یہ ہے جو منسوب ہے طرف شافعی رحمہ اللہ کی کہ تشبیہ اصل صلوٰۃ کی ساتھ اصل صلوٰۃ کے ہے یا مجموع کی واسطے مجموع کے اور کہا ابن قیم رحمہ اللہ نے کہ احسن جواب یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابراہیم علیہ السلام کی اولاد سے ہیں اور ثابت ہو چکا ہے یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیچ تفسیر اس آیت کی کہ ﴿اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰٓى اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰهِيْمَ وَاٰلَ مُحَمَّدٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ﴾ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ابراہیم علیہ السلام کی آل سے ہیں سو گویا کہ حکم کیا کہ ہم درود پڑھیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر خصوصا بقدر اس چیز کے کہ درود پڑھا ہم نے اوپر آپ کے ساتھ ابراہیم علیہ السلام کے عموما پس حاصل ہوگا واسطے آل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کے جو لائق ہے

ساتھ ان کے اور باقی سب آپ کے واسطے رہے گا اور یہ قدر زائد ہے اس چیز سے کہ واسطے غیر اس کے ہے ابراہیم علیہ السلام کی آل سے قطعًا اور ظاہر ہو گا اس وقت فائدہ تشبیہ کا اور یہ کہ مطلوب ساتھ اس لفظ کے افضل ہے مطلوب سے ساتھ غیر اس لفظ کے۔

قولہ وبارك مراد ساتھ برکت کے اس جگہ زیادتی ہے خیر اور کرامت سے اور بعض نے کہا کہ مراد پاک کرنا ہے عیبوں سے اور تزکیہ اور بعض نے کہا کہ مراد ثابت کرنا اس کا ہے اور ہمیشگی اس کی اور حاصل یہ ہے کہ مطلوب یہ ہے کہ دی جائے ان کو پوری خیر اور یہ کہ ثابت ہو یہ اور بدستور ہے ہمیشہ اور مراد ساتھ عالمین کے اصناف مخلوق ہے اور بعض نے کہا کہ جس چیز کو کہ گھیرا ہے آسمان کے بطن نے اور بعض نے کہا کہ ہر محدث اور جو چیز کہ نئی پیدا ہوئی اور کہا گیا ہے ساتھ فیہ عقلا کے اور کہا گیا ہے کہ فقط جن اور آدمی۔

قولہ انك حميد مجيد حمید فعیل ہے حمد سے ساتھ معنی محمود کے اور ابلغ ہے اس سے اور حمید اس کو کہتے ہیں کہ حاصل ہوں واسطے اس کے صفات حمد سے کامل تر صفتیں اور بہر حال مجید سو وہ مجد سے ہے اور وہ صفت ہے اس شخص کی کہ کامل ہو شرف اور بزرگی میں اور وہ مستلزم ہے واسطے عظمت اور جلال کے اور مناسبت ختم اس دعا کی ساتھ ان دونوں ناموں کے جو عظیم ہیں یہ ہے کہ مطلوب تکریم اللہ کی ہے واسطے نبی اپنے کے اور ثناء اس کی واسطے آپ کے اور یہ مستلزم ہے طلب حمد اور مجد سو اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ وہ دونوں مثل تعلیل کی ہیں واسطے مطلوب کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ واجب ہے درود پڑھنا اوپر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر نماز میں واسطے اس چیز کے کہ واقع ہوئی ہے اس حدیث کے بعض طریقوں میں فكيف نصلي عليك اذا نحن صلينا عليك في صلاتنا روایت کیا ہے اس کو اصحاب سنن نے اور صحیح کہا ہے اس کو ترمذی اور ابو خزیمہ وغیرہ نے اور البتہ حجت پکڑی ہے ساتھ اس زیادتی کے شافعیہ کی ایک جماعت نے مانند ابن خزیمہ اور بیہقی کی واسطے واجب ہونے درود کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر تشہد میں بعد تشہد کے سلام سے پہلے اور تعاقب کیا گیا ہے اس استدلال کا ساتھ اس کے کہ نہیں دلالت ہے بیچ اس کے اوپر اس کے بلکہ اس کے سوائے کچھ نہیں کہ فائدہ دیتی ہے یہ حدیث اس کا کہ واجب ہے لانا ساتھ ان لفظوں کا اس شخص پر جو درود پڑھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نماز میں اور برتقدیر اس کے کہ وہ دلالت کرے اوپر واجب ہونے اصل درود کے پس نہیں دلالت کرتی ہے اوپر اس محل مخصوص کے لیکن قریب کیا ہے اس کو بیہقی نے ساتھ اس چیز کے کہ پہلے گزری کہ جب یہ آیت اتری اور حالانکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو التحیات میں کیفیت سلام کی سکھلائی ہوئی تھی اور التحیات نماز کے اندر ہے سو انہوں نے درود کی کیفیت پوچھی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو درود کی کیفیت سکھلائی سو دلالت کی اس نے اس پر کہ مراد ساتھ اس کے واقع کرنا درود کا اوپر آپ کے تشہد میں ہے بعد فارغ ہونے کے تشہد سے جس کی تعلیم پہلے ان کو ہو چکی تھی اور بہر حال یہ احتمال کہ ہو یہ نماز سے باہر سو بعید ہے اور صحیح

تر جو وارد ہوا ہے اس میں اصحاب اور تابعین سے یہ ہے جو روایت کی ہے حاکم نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آدمی التحیات پڑھے پھر حضرت ﷺ پر درود پڑھے پھر اپنے واسطے دعا مانگے اور یہ قوی تر چیز ہے کہ حجت پکڑی جاتی ہے ساتھ اس کے واسطے شافعی رحمہ اللہ کے اوپر وجوب کے اس واسطے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ﷺ نے ان کو نماز میں تشہد سکھلایا اور یہ کہ آپ نے فرمایا کہ پھر چاہیے کہ اختیار کرے دعا جو چاہے سو جب ثابت ہوا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے امر ساتھ درود پڑھنے کے اوپر حضرت ﷺ کے دعا سے پہلے تو دلالت کی اس نے اس پر کہ حضرت ﷺ کو اطلاع ہوئی اوپر زیادتی کے جو درمیان تشہد اور دعا کے ہے پس دفع ہوگئی حجت اس شخص کی جو تمسک کرتا ہے ساتھ حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے اوپر دفع کرنے اس چیز کے جو مذہب شافعی رحمہ اللہ کا ہے مثل عیاض کی اور روایت کی ہے ترمذی نے عمر رضی اللہ عنہ سے موقوف کہ دعا موقوف رہتی ہے درمیان آسمان اور زمین کے نہیں چڑھتی اس سے کوئی چیز یہاں تک کہ حضرت ﷺ پر درود پڑھا جائے اور یہ مرفوع ہے حکما اس واسطے کہ ایسا قیاس سے نہیں کہا جاتا اور اس کے واسطے شاہد ہے مرفوع ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ساتھ سند جید کے کہا کہ نہیں ہوتی ہے نماز مگر ساتھ قرأت اور تشہد اور درود کے اور بیہقی نے سند قوی کے ساتھ شعبی سے روایت کی ہے کہ جو التحیات میں حضرت ﷺ پر درود نہ پڑھے سو چاہیے کہ نماز کو دوہرائے اور امام احمد رحمہ اللہ سے اس میں دو روایتیں ہیں ایک روایت ہے کہ اگر التحیات میں درود نہ پڑھے تو نماز کو دوہرائے اور اسی طرح مالکیہ کے نزدیک اختلاف ہے ذکر کیا ہے اس کو ابن حاجب رحمہ اللہ نے اور حنفیہ کے درمیان یہی اختلاف ہے طحاوی وغیرہ کا یہ قول ہے کہ واجب ہے درود پڑھنا حضرت ﷺ پر جس جگہ آپ کا نام ذکر کیا جائے اور مدد کی ہے ابن قیم رحمہ اللہ نے واسطے شافعی رحمہ اللہ کے سو کہا کہ اجماع ہے اس پر کہ التحیات میں حضرت ﷺ پر درود پڑھنا مشروع اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اختلاف تو وجوب اور مستحب ہونے میں ہے اور بیچ تمسک اس شخص کے کہ نہیں واجب کرتا اس کو ساتھ عمل سلف کی نظر ہے اس واسطے کہ عمل ان کا اس کے موافق تھا مگر یہ کہ ارادہ کیا جائے ساتھ عمل کے اعتقاد پس حاجت ہوگی طرف نقل صریح کی ان سے ساتھ اس کی کہ وہ نہیں ہے واجب اور یہ کہاں پایا جائے گا اور میں نے نہیں دیکھی کسی صحابی اور تابعی سے تصریح ساتھ نہ واجب ہونے درود کے اوپر حضرت ﷺ کے مگر جو منقول ہے ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے اور باوجود اس کے پس لفظ منقول اس سے مشعر ہے ساتھ اس کے کہ وہ غیر وجوب کے ساتھ قائل تھا اس واسطے کہ اس نے تعبیر کی ہے ساتھ اجزا کے یعنی کفایت کرتا ہے۔ (فتح)

٥٨٨١۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي حَازِمٍ وَالدَّرَاوَرْدِيُّ عَنْ يَزِيدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خَبَّابٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا

٥٨٨١۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے کہا یا حضرت! یہ سلام کرنا آپ کو سو ہم نے جانا سو کس طرح ہم درود پڑھیں اوپر آپ کے؟ فرمایا کہ یوں کہا کرو، الٰہی! مہر کر محمد ﷺ پر جو تیرا بندہ اور تیرا رسول ہے جیسے تو نے

السَّلَامُ عَلَيْكَ فَكَيْفَ نُصَلِّيْ قَالَ قُوْلُوا اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَآلِ إِبْرَاهِيْمَ.

مہر کی ابراہیم علیہ السلام پر اور برکت کی محمد ﷺ پر اور محمد ﷺ کی آل پر۔

فائدہ: اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اوپر معین ہونے اس لفظ کے جو حضرت ﷺ نے اپنے اصحاب کو سکھلایا بیچ بجا لانے امر کے برابر ہے کہ ہم کہیں ساتھ وجوب مطلق کے یا مقید کے ساتھ نماز کے اور بہر حال معین ہونا اس کا نماز میں سو احمد سے ایک روایت میں واجب نہیں اور اختلاف ہے افضل میں سو احمد سے ہے کہ کامل تر چیز جو وارد ہوگی اور ایک روایت میں اختیار ہے اور بہر حال شافعیہ سو کہتے ہیں کہ کفایت کرتا ہے یہ کہ **اللھم صل علی محمد** اور اختلاف ہے اس میں کہ کیا کفایت کرتا ہے لانا ساتھ اس چیز کے جو دلالت کرے اس پر جیسے کہے ساتھ لفظ حدیث کے سو کہے **صلی اللہ علی محمد** مثلاً اور صحیح تر کفایت کرنا اس کا ہے اور یہ اس واسطے کہ دعا ساتھ لفظ حدیث کے زیادہ مؤکد ہے پس ہوگی جائز بطریق اولیٰ اور جو منع کرتا ہے یعنی غیر لفظ ماثور کے ساتھ منع کرتا ہے وہ کھڑا ہوتا ہے نزدیک تعبد کے اور اسی کو ترجیح دی ہے ابن عربی نے بلکہ اس کا کلام دلالت کرتا ہے اس پر کہ ثواب وارد واسطے اس شخص کے ہے جو حضرت ﷺ پر درود پڑھے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حاصل ہوتا ہے واسطے اس کے جو درود پڑھے ساتھ کیفیت مذکورہ کے اور اتفاق کیا ہے ہمارے اصحاب نے اس پر کہ نہیں کفایت کرتا ہے یہ کہ اقتصار کرے اوپر حدیث کے جیسے مثلاً کہے **الصلوٰۃ علی محمد** اس واسطے کہ نہیں ہے نسبت درود کی طرف اللہ تعالیٰ کے اور اختلاف ہے بیچ معین کرنے لفظ محمد ﷺ کے لیکن جائز رکھا ہے انہوں نے کفایت کرنے کو ساتھ وصف کے سوائے نام کے مانند نبی اور رسول اللہ کی اس واسطے کہ واقع ہوا ہے تعبد ساتھ لفظ محمد ﷺ کے پس نہ کفایت کرے گا بدلے اس کے مگر جو ہوا اعلیٰ اس سے اسی واسطے انہوں نے کہا ہے کہ نہیں کفایت کرتا ہے ساتھ ضمیر کے اور نہ ساتھ احمد کے مثلاً اصح قول میں اُن دونوں میں باوجود مقدم ہونے ذکر آپ کے تشہد میں ساتھ قول اپنے کے النبی اور ساتھ قول اپنے کے محمد اور مذہب جمہور کا یہ ہے کہ کفایت کرتا ہے ساتھ ہر لفظ کے کہ ادا کرے مراد کو ساتھ درود کے اوپر حضرت ﷺ کے یہاں تک کہ بعض نے کہا کہ اگر کہے **اشھد ان محمدا** ﷺ **عبدہ ورسولہ** بخلاف اس کے جب کہ مقدم کرے عبدہ ورسولہ کو اور یہ لائق ہے کہ مبنی کیا جائے اس پر کہ تشہد کے الفاظ میں ترتیب شرط نہیں اور یہ صحیح تر قول ہے لیکن دلیل اس کے مقابل کی قوی ہے واسطے قول ان کے **کما یعلمنا السورۃ** اور عمدہ قول جمہور کا بیچ کافی ہونے کے ساتھ اس چیز کے کہ مذکور ہے یہ ہے کہ وجوب اس کا ثابت ہوا ہے ساتھ نص قرآن کے ساتھ قول اللہ

تعالیٰ کے ﴿صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ سو جب اصحاب نے اس کی کیفیت پوچھی اور حضرت ﷺ نے ان کو کیفیت سکھلائی اور مختلف ہوئی نقل واسطے ان الفاظ کے تو اقتصار کیا گیا اس چیز پر کہ اتفاق ہے روایتوں کا اوپر اس کے اور چھوڑا گیا جو زیادہ ہے اوپر اس کے جیسا کہ تشہد میں ہے اور اگر متروک واجب ہوتا تو اس سے سکوت نہ کرتے اور اختلاف ہے بیچ واجب ہونے صلوٰۃ کے اوپر آل کے سوا اس کے معین ہونے میں بھی شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک دو روایتیں ہیں مشہور ان کے نزدیک یہ ہے کہ واجب نہیں اور یہ قول جمہور کا ہے اور دعویٰ کیا ہے بہت لوگوں نے اس میں اجماع کا اور اکثر شافعیہ نے جو وجوب کو ثابت کیا ہے تو منسوب کیا ہے اس کو طرف ترجی کی اور ابو اسحاق مروزی سے ہے اور وہ کبرا شافعیہ سے ہے کہ میں اعتقاد کرتا ہوں اس کے واجب ہونے کا کہا بیہقی نے کہ احادیث ثابتہ میں دلالت ہے اس چیز پر جو اس نے کہی اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر مشروع ہونے صلوٰۃ کے اوپر حضرت ﷺ کے اور آل آپ کی کے تشہد اول میں اور صحیح نزدیک شافعیہ کے استحباب صلوٰۃ کا ہے اوپر آپ کے فقط اس واسطے کہ بنی ہے اوپر تخفیف کے اور بہر حال اول بنا کیا ہے اس کو اصحاب نے اوپر حکم اس کے بیچ تشہد اخیر کے اگر ہم قائل ہوں ساتھ وجوب کے، میں کہتا ہوں اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ تعلیم حضرت ﷺ کی کے اپنے اصحاب کو کیفیت بعد سوال کرنے ان کے اس سے بایں طور کے یہ افضل کیفیت درود کی ہے اوپر آپ کے اس واسطے کہ نہیں اختیار کرتے حضرت ﷺ واسطے نفس اپنے کے مگر اشرف اور افضل کو اور مرتب ہوتا ہے اس پر کہ اگر کوئی قسم کھائے کہ حضرت ﷺ پر افضل درود پڑھے تو طریق قسم کا پورا کرنے کا یہ ہے کہ اس درود کو پڑھے اور ابراہیم مروزی سے روایت ہے کہ پوری ہوتی ہے قسم اس کی جب کہ **كلما ذكره الذاكرون وكلما سها عن ذكره الغافلون** کہے، میں کہتا ہوں کہ اگر جمع کرے درمیان اس کے سو کہے جو حدیث میں ہے اور جوڑے ساتھ اس کے شافعی رحمہ اللہ کے اثر کو تو شامل تر ہو اور احتمال ہے کہ کہا جائے کہ قصد کرے طرف تمام اس چیز کی کہ شامل ہیں اس کو روایتیں اور جس کی طرف دلیل راہ دکھلاتی ہے یہ ہے کہ برأت حاصل ہوتی ہے ساتھ اس چیز کے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے واسطے قول حضرت ﷺ کے کہ جس کو خوش لگے یہ کہ ماپے پورے پیمانے سے جب کہ ہم پر درود پڑھے تو چاہیے کہ کہے **اللهم صل على محمد النبي وازواجه امهات المؤمنين وذريته واهل بيته كما صليت على ابراهيم** ، الحدیث اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جائز ہے درود پڑھنا اوپر غیر پیغمبروں کے **وسياتي البحث فيه** اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر رد قول نخعی کے کہ کفایت کرتا ہے بیچ بجا لانے امر درود کے قول اس کا **السلام عليك ايها النبي ورحمة الله وبركاته** تشہد میں اس واسطے کہ اگر ہوتا جس طرح کہ اس نے کہا تو البتہ راہ بتلاتے اپنے اصحاب کو حضرت ﷺ اس کی طرف اور اس کے سوائے اور یہ کیفیت ان کو نہ سکھلاتے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جدا کرنا صلوٰۃ کا سلام سے نہیں ہے مکروہ اور اسی طرح بالعکس اس واسطے کہ تعلیم

سلام کی درود کے سکھلانے سے پہلے تھی سو ایک مدت تک التحیات میں صرف سلام کو کہنا درود پڑھنے سے پہلے اور البتہ تصریح کی ہے نووی رحمہ اللہ نے ساتھ کراہت کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ وارد ہونے امر کے ساتھ دونوں کے آیت میں اکٹھے اور اس میں نظر ہے ہاں مکروہ ہے کہ تنہا کہا جائے درود اور سلام بالکل نہ کیا جائے لیکن اگر ایک وقت میں درود پڑھے اور دوسرے وقت میں سلام کہے تو ہوتا ہے وہ بجا لانے والا حکم کا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر فضیلت صلوٰۃ کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اس جہت سے کہ وارد ہوا ہے امر ساتھ اس کے اور کوشش کی اصحاب نے ساتھ سوال کے کیفیت اس کی سے اور البتہ وارد ہوئی ہیں بیچ فضیلت اس کی کے حدیثیں قوی جن کو بخاری رحمہ اللہ نے روایت نہیں کیا ان میں سے ایک یہ حدیث ہے جو روایت کی ہے مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ جو ایک بار مجھ پر درود پڑھے اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں کرتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ جو مجھ پر درود پڑھے خالص دل سے تو اللہ تعالیٰ اس پر دس بار رحمت بھیجتا ہے اور اس کے سبب سے اس کے دس درجے بلند کرتا ہے اور اس کے واسطے دس نیکیاں لکھتا ہے اور اس کی دس بدیاں مٹاتا ہے روایت کیا ہے اس کو نسائی نے اور ایک یہ حدیث ہے کہ بخیل ہے وہ شخص کہ میں اس کے پاس ذکر کیا جاؤں اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے روایت کیا ہے اس کو ترمذی نے اور ایک یہ حدیث ہے جو مجھ پر درود پڑھنا بھول گیا وہ بہشت کی راہ سے چوکا روایت کیا ہے اس کو ابن ماجہ نے اور ایک یہ حدیث ہے خاک میں ملا ناک اس شخص کا کہ میں اس کے پاس ذکر کیا گیا سو اس نے مجھ پر درود نہ بھیجا اور ان حدیثوں کے سوائے اس باب میں جو وارد ہوئی ہیں حدیثیں بہت ضعیف اور واہی ہیں اور بہر حال جو حدیثیں کہ بنایا ہے ان کو واعظوں اور قصہ خوانوں نے سو ان کا تو کچھ شمار نہیں اور باوجود صحیح اور قوی حدیثوں کے اس باب میں واہی حدیثوں کی کچھ حاجت نہیں ہے کہا حلیمی نے کہ مقصود ساتھ درود پڑھنے کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قرابت حاصل کرنی ہے طرف اللہ تعالیٰ کی ساتھ بجا لانے امر اس کے کے اور ادا کرنے حق حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جو ہم پر ہے اور پیروی کی ہے اس کی ابن عبدالسلام نے سو کہا کہ درود پڑھنا ہمارا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نہیں ہے شفاعت واسطے آپ کے اس واسطے کہ ہم سا آدمی ایسے پیغمبر عالی شان کی شفاعت نہیں کر سکتا لیکن ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حق ادا کرتے ہیں، کہا ابن عربی نے کہ فائدہ درود کا پھرتا ہے طرف درود پڑھنے والے کی واسطے دلالت کرنے اس کے کے اوپر خالص عقیدے اور خالصیت کے اور اظہار محبت کے اور ہمیشگی کرنے کے بندگی پر اور احترام کے واسطے وسیلہ کریم کے صلی اللہ علیہ وسلم اور البتہ تمسک کیا ہے ساتھ احادیث مذکورہ کے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے کو واجب کہتا ہے جب کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہو اس واسطے کہ دعا ساتھ خاک آلود ناک کے اور ابعاد اور شقا کے اور بخل وغیرہ تقاضا کرتا ہے وعید کا اور وعید ترک پر وجوب کی نشانیوں سے ہے اور معنی کے اعتبار سے بھی اس واسطے کہ فائدہ درود کا بدلہ ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احسان کا اور احسان آپ کا بدستور ہے پس مؤکد ہوگا جب کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہو اور نیز تمسک کیا ہے انہوں نے ساتھ قول اللہ تعالیٰ

کے ﴿لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا﴾ سو اگر نہ درود پڑھا جائے حضرت ﷺ پر جب کہ آپ کا ذکر کیا جائے تو ہوں گے اور لوگوں کی طرح اور جو اس کو واجب نہیں کہتا وہ کئی طور سے جواب دیتا ہے ایک یہ کہ یہ قول سے نہیں پہچانا گیا کسی سے اصحاب اور تابعین سے سو یہ قول مخترع ہے اور اگر یہ عموم پر ہوتا تو لازم آتا مؤذن کو اذان کی حالت میں اور اسی طرح اس کے سامع پر اور البتہ لازم آتا قاری پر جب کہ گزرے ذکر آپ کا قرآن میں اور البتہ لازم ہوتا اسلام میں داخل ہونے والے پر جب کہ کلمہ شہادت پڑھے اور البتہ ہوتی اس میں مشقت اور حرج اور البتہ آئی ہے شریعت آسان برخلاف اس کے اور اسی طرح واجب ہوتی ثناء اللہ تعالیٰ کی جب کہ ذکر کیا جاتا نام اللہ تعالیٰ کا اور حالانکہ اس کا کوئی قائل نہیں اور قدوری وغیرہ حنفیہ نے مطلق یہ کہا ہے کہ واجب کہنا درود کا جب کہ حضرت ﷺ کا ذکر کیا جائے مخالف ہے واسطے اجماع کے جو منعقد ہوا ہے اس کے قائل سے پہلے اس واسطے کہ نہیں یاد رکھا گیا ہے کسی صحابی سے کہ اس نے خطاب کیا ہو سو کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیك اور نیز اگر اس طرح ہوتا تو سامع کسی عبادت کے واسطے فارغ نہ ہو اور جواب دیا ہے انہوں نے حدیثوں سے کہ خارج ہوئی ہیں وہ جگہ مبالغہ کے بیچ تاکید طلب اس کی کے اور بیچ حق اس شخص کے ہیں جس کی درود نہ پڑھنے کی عادت ہو رہی ہو اور حاصل کلام یہ ہے کہ نہیں دلالت ہے وجوب پر کہ مکرر ہو ساتھ مکرر ہونے ذکر ﷺ کے ایک مجلس میں اور حجت پکڑی ہے طبری نے واسطے نہ واجب ہونے کے ہرگز باوجود وارد ہونے صیغہ امر کے ساتھ اتفاق تمام متقدمین اور متاخرین کے علماء امت سے اس پر کہ نہیں ہے یہ لازم بطور فرض کے تا کہ اس کا تارک گنہگار ہو سو دلالت کی اس نے اس پر کہ مراد اس میں واسطے ندب کے ہے اور حاصل ہوگا بجا لانا حکم کا واسطے اس شخص کے کہ اس کو کہے اگرچہ نماز سے باہر ہو اور جو دعویٰ کیا ہے اس نے اجماع کا وہ معارض ہے ساتھ دعویٰ غیر اس کے کے اجماع کا اوپر مشروع ہونے اس کے کے نماز میں یا بطریق وجوب کے یا بطریق ندب کے اور نہیں پہچانا گیا ہے صحابہ سے کوئی مخالف اس کا مگر جو روایت کی ہے ابن ابی شیبہ نے ابراہیم نخعی سے کہ اس کی رائے یہ تھی کہ قول نمازی کا التحیات میں السلام علیك ایھا النبی ورحمة اللہ وبرکاتہ کفایت کرتا ہے درود سے اور باوجود اس کے نہیں مخالف ہے اصل مشروع ہونے میں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ دعویٰ کیا ہے اس نے کہ درود کے بدلے سلام کفایت کرتا ہے اور جن جگہوں میں درود کے واجب ہونے میں اختلاف ہے پہلا التحیات ہے اور خطبہ جمعہ کا اور جو سوائے اس کے اور خطبے ہیں اور نماز جنازے کی اور جس جس جگہ خاص حدیثیں وارد ہو چکی ہیں وہ جگہیں یہ ہیں مؤذن کے جواب کے بعد اور دعا کے اول میں اور اوسط میں اور آخر میں اور دعا کی اول میں زیادہ تر مؤکد ہے اور بیچ آخر قنوت کے اور بیچ درمیان تکبیروں عید کے اور وقت داخل ہونے کے مسجد میں اور وقت نکلنے کے اس سے اور وقت جمع ہونے کے اور جدا جدا ہونے کے اور وقت سفر کے اور آنے کے سفر سے اور وقت کھڑے ہونے کے واسطے نماز رات کے اور وقت ختم قرآن کے اور وقت

تشویش اور مشکل کے اور وقت توبہ کے گناہ سے اور وقت پڑھنے حدیث کے اور تبلیغ علم کے اور ذکر کے اور وقت بھول جانے چیز کے اور وقت ہاتھ لگانے حجر اسود کے اور وقت آواز کرنے کان کے مانند آواز مکھی کی اور وقت لبیک کہنے کے اور پیچھے وضو کے اور وقت ذبح کے اور چھینکنے کے اور وارد ہوا ہے امر ساتھ بہت درود پڑھنے کے دن جمعہ کے صحیح حدیث میں، کما تقدم۔ (فتح)

بَابٌ هَلْ يُصَلّٰى عَلٰى غَيْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَصَلِّ عَلَيْهِمْ إِنَّ صَلَاتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ﴾.

کیا حضرت ﷺ کے سوائے اور پر بھی درود پڑھنا جائز ہے؟

فائدہ: یعنی بطورِ استقلال کے یا بالتبع اور داخل ہیں غیر میں اور پیغمبر اور فرشتے اور ایمان دار لوگ سو بہر حال مسئلہ پیغمبروں کا سو وارد ہوئی ہیں اس میں کئی حدیثیں ایک حدیث علی رضی اللہ عنہ کی ہے دعا میں ساتھ حفظ قرآن کے اور اس میں ہے وصل علی وعلی سائر الانبیاء، اخرجه الترمذی والحاکم اور اسی طرح وارد ہوا ہے بیچ حدیث بریدہ رضی اللہ عنہ کے کہ نہ چھوڑنا التحیات میں درود مجھ پر اور تمام پیغمبروں پر روایت کیا ہے اس کو بیہقی نے اور حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی کہ درود پڑھو اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں پر اور اسی طرح وارد ہوا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں اور اس کی سند ضعیف ہے اور البتہ ثابت ہو چکا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ درود حضرت ﷺ کے ساتھ خاص ہے روایت کیا ہے اس کو اس سے ابن شیبہ نے اور اسی طرح آیا ہے عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ سے کہا عیاض نے کہ عام اہل علم جواز پر ہیں یعنی جائز کہتے ہیں کہا سفیان نے کہ مکروہ ہے یہ کہ درود پڑھا جائے مگر حضرت ﷺ پر اور کہا مالک رحمہ اللہ نے کہ میں مکروہ رکھتا ہوں درود کو غیر پیغمبروں پر کہا عیاض نے کہ جس کی طرف میں میل کرتا ہوں قول مالک رحمہ اللہ اور سفیان کا ہے اور یہ قول محققین کا ہے متکلمین اور فقہاء سے کہا انہوں نے کہ ذکر کیا جائے پیغمبروں کے اور لوگوں کے ساتھ رضا اور غفران کے یعنی کہا جائے کہ راضی ہو ان سے اللہ تعالیٰ اور بخشے ان کو اور درود پیغمبروں کے سوائے اور لوگوں پر یعنی ساتھ استقلال کے نہ تھا امر معروف سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ پیدا ہوا یہ بنی امیہ کی بادشاہی میں اور بہر حال فرشتوں پر درود پڑھنا سو نہیں پہچانتا میں اس میں کوئی حدیث نص اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ لیا جاتا ہے پہلے سے اگر ثابت ہو اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا نام بھی رسول رکھا ہے اور بہر حال مسلمان لوگ سو اس میں اختلاف ہے سو بعض نے کہا کہ نہیں جائز ہے درود مگر حضرت ﷺ پر خاص اور محکی ہے مالک رحمہ اللہ سے کما تقدم اور ایک گروہ نے کہا کہ نہیں جائز ہے مطلق ساتھ استقلال کے اور جائز ہے بالتبع اس چیز میں کہ وارد ہوئی ہے اس میں نص یا لاحق کیا گیا ہے ساتھ اس کے واسطے دلیل قول اللہ تعالیٰ کے ﴿لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا﴾ اور اس واسطے کہ جب حضرت ﷺ نے ان کو سلام سکھلایا تو فرمایا السلام علینا وعلی عباد اللہ

الصالحین اور جب ان کو درود سکھلایا تو اس کو اپنے ساتھ اور اپنے اہل بیت کے ساتھ خاص کیا اور اس قول کو اختیار کیا ہے قرطبی نے مفہم میں اور ابو المعالی نے حنابلہ سے اور اسی کو اختیار کیا ہے ابن تیمیہ نے متاخرین سے اور کہا ایک گروہ نے کہ بالتبع مطلق جائز ہے اور مستقل جائز نہیں اور یہ قول ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ایک جماعت کا ہے اور ایک گروہ نے کہا کہ مستقل مکروہ ہے بالتبع مکروہ نہیں اور یہ روایت احمد سے ہے اور کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ وہ خلاف اولیٰ ہے اور کہا ایک گروہ نے کہ جائز ہے مطلق اور یہ مقتضی بخاری کی کاری گری کا ہے اس واسطے کہ اس نے ابتدا کیا ہے ساتھ آیت کے اور وہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿وَصَلِّ عَلَيْهِمْ إِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ﴾ یعنی اور دعا خیر کر واسطے ان کے کہ بے شک تیری دعا سبب آرام کا ہے واسطے ان کے پھر معلق کیا حدیث کو جو دلالت کرتی ہے اوپر جواز کے مطلق اور پیچھے لایا اس کے اس حدیث کو جو دلالت کرتی ہے اوپر جواز کے بالتبع بہر حال پہلی حدیث اور وہ عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے سو اس کی شرح کتاب الزکوۃ میں گزر چکی ہے اور واقع ہوا مثل اس کی قیس بن سعد رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور حالانکہ کہتے تھے اجعل صلوتك ورحمتك علي آل سعد بن عبادة الٰہی! کر اپنی مہر اور رحمت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی آل پر روایت کیا ہے اس کو ابوداؤد نے اور جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ ایک عورت نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ صل علي وعلي زوجي میرے اور میرے خاوند کے حق میں دعا خیر کرو سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی روایت کیا ہے اس کو احمد نے اور آیا ہے یہ قول حسن اور مجاہد سے اور نص کی ہے اس پر احمد نے ابوداؤد کی روایت میں اور ساتھ اسی کے قائل ہے اسحاق اور ابوثور اور داؤد اور طبری اور حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ اس آیت کے ﴿هُوَ الَّذِیْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلَائِكَتُهُ﴾ اور جواب دیا ہے مانعین نے ان سب دلیلوں سے کہ یہ صادر ہوا ہے اللہ تعالیٰ سے اور اس کے رسول سے اور جائز ہے واسطے ان کے یہ کہ خاص کریں جس کو چاہیں اور ان کے سوائے اور کسی کو یہ جائز نہیں کہا بیہقی نے کہ حمل کیا جائے گا قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ساتھ منع کے جب کہ ہو اوپر وجہ تعظیم کے نہ جب کہ ہو بطور دعا کے ساتھ رحمت اور برکت کے اور کہا ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے کہ مختار یہ ہے کہ درود پڑھا جائے پیغمبروں اور فرشتوں پر اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں پر اور آپ کی اولاد پر اور اہل طاعت پر بطور اجمال کے اور مکروہ ہے بیچ غیر پیغمبروں کے واسطے شخص مفرد کے ساتھ اس طور کے کہ ہو جائے علامت خاص کر جب کہ چھوڑے بیچ حق مثل اس کے یا افضل کے اس سے جیسا کہ رافضی لوگ کرتے ہیں اور اگر اتفاقاً کسی خاص شخص کے حق میں واقع ہو بغیر اس کے کہ علامت ٹھہرائی جائے تو اس کا کچھ ڈر نہیں ہے اور اسی واسطے نہیں وارد ہوا ہے بیچ حق غیر کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ساتھ اس قول کے سوائے ان لوگوں کے جنہوں نے زکوۃ ادا کی مگر نادر۔

تنبیہ: اختلاف کیا گیا ہے بیچ سلام کرنے کے غیر پیغمبروں پر بعد اتفاق کے اوپر مشروع ہونے اس کے بیچ تحفہ زندہ کے سو بعض نے کہا کہ مشروع ہے مطلق اور بعض نے کہا کہ بلکہ بالتبع اور نہ تنہا کیا جائے واسطے کسی کے اس واسطے کہ

وہ رافضیوں کی علامت ہے۔(فتح)

۵۸۸۲۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنِ ابْنِ أَبِي أَوْفٰى قَالَ كَانَ إِذَا أَتٰى رَجُلٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصَدَقَتِهٖ قَالَ اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ فَأَتَاهُ أَبِيْ بِصَدَقَتِهٖ فَقَالَ اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى آلِ أَبِيْ أَوْفٰى.

۵۸۸۲۔ حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کوئی مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنی زکوۃ لاتا تھا تو کہتے تھے یعنی اس کے حق میں یوں دعا کرتے تھے اس پر رحم کر سو میرا باپ آپ کے پاس زکوۃ لایا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الٰہی! رحم کر ابی اوفی کی آل پر۔

۵۸۸۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ بَكْرٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ حُمَيْدٍ السَّاعِدِيُّ أَنَّهُمْ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ نُصَلِّيْ عَلَيْكَ قَالَ قُوْلُوا اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ.

۵۸۸۳۔ حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اصحاب نے کہا یا حضرت! ہم کس طرح آپ پر درود پڑھیں؟ فرمایا یوں کہا کرو الٰہی! مہر کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور اس کی بیویوں پر اور اس کی اولاد پر جیسے تو نے مہر کی ابراہیم علیہ السلام پر اور برکت کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور اس کی بیویوں پر اور اس کی اولاد پر جیسے تو نے برکت کی ابراہیم علیہ السلام پر بیشک تو سب خوبیوں سراہا بڑائی والا ہے۔

فائدہ: استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ مراد ساتھ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اس کی بیویاں اور اولاد ہے، کما تقدم البحث فیه اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ نہیں واجب ہے درود آل پر واسطے ساقط ہونے اس کے اس حدیث میں اور یہ استدلال ضعیف ہے کہ نہیں خالی ہے اس سے کہ مراد ساتھ آل کے آپ کی بیویاں اور اولاد ہو یا غیر ان کا اور ہر تقدیر پر نہیں قائم ہے استدلال اوپر نہ واجب ہونے کے بہر حال بنا بر اول احتمال کے سو واسطے ثابت ہونے امر کے ساتھ اس کے غیر اس حدیث میں اور نہیں ہے اس حدیث میں اور نہیں ہے اس حدیث میں منع اس سے بلکہ ایک روایت میں ہے صل علی محمد واهل بیته وازواجه و ذریته اور بہر حال بنا بر دوسرے احتمال کے سو واضح ہے اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے بیہقی نے اس پر کہ ازواج اہل بیت میں سے ہیں اور تائید کی ہے اس کی اس نے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿إِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ﴾۔(فتح)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کے بیان میں کہ

مَنْ آذَيْتُهُ فَاجْعَلْهُ لَهُ زَكَاةً وَّرَحْمَةً. جس کو میں برا کہوں سو کر اس کو اس کے واسطے گناہوں کی پاکی اور رحمت۔

فائدہ: اسی طرح باب باندھا ہے ساتھ اس لفظ کے اور وارد کیا ہے اس کو ساتھ لفظ اللھم الخ کے اور مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جس مسلمان کو میں گالی دوں یا لعنت کروں یا کوڑے ماروں تو اس بد دعا کو اس کے واسطے گناہوں کی پاکی اور رحمت کر دو، ایک روایت میں ہے کہ جس مسلمان کو میں ایذا دوں، گالی دوں، لعنت کروں، کوڑے ماروں تو اے رب! اس بد دعا کو اس کے واسطے گناہوں کی پاکی اور اپنی نزدیکی کا سبب کر دے قیامت کے دن کہ اس بد دعا کے بدلے اس کو میرے نزدیکی حاصل ہو اور روایت کیا ہے عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے سبب اس حدیث کا کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو آدمی آئے سو انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ کلام کیا میں نہیں جانتی کیا تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس سے غضبناک ہوئے سو ان کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے برا کہا اور لعنت کی سو جب نکلے تو میں نے آپ سے کہا، فرمایا کیا تجھ کو معلوم نہیں جو میں نے اپنے رب سے شرط کی ہوئی ہے میں نے کہا الٰہی! میں بندہ ہوں سو جس مسلمان کو میں برا کہوں یا لعنت کروں تو کر اس کے واسطے زکوۃ یعنی سبب پاک ہونے کا گناہوں سے اور واقع ہوئی ہے بیچ حدیث انس رضی اللہ عنہ کے قید مدعو علیہ کی ساتھ اس کے کہ اس کے لائق نہ ہو یعنی برا کہنا اور لعنت کرنا اس شخص کے لیے موجب زکوۃ کا ہے جو لعنت کے لائق نہ ہو۔ (فتح)

٥٨٨٤۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ فَأَيُّمَا مُؤْمِنٍ سَبَبْتُهُ فَاجْعَلْ ذٰلِكَ لَهُ قُرْبَةً إِلَيْكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

۵۸۸۴۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ الٰہی! جس مسلمان کو میں برا کہوں تو اس کو اس کے واسطے اپنی قربت کا سبب کر دینا قیامت کے دن۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ میں بندہ ہوں راضی ہوتا ہوں جیسے آدمی راضی ہوتا ہے اور غضبناک ہوتا ہوں جیسے آدمی غضبناک ہوتا ہے سو جس پر میں بد دعا کروں جس کے وہ لائق نہ ہو تو کرے اس کو اس کے واسطے گناہوں کی پاکی اور طہارت اور نزدیک کا سبب کہ اس کے بدلے اس کو اللہ تعالیٰ کی نزدیکی حاصل ہو قیامت کے دن، کہا مازری نے اگر کہا جائے کہ کس طرح جائز ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دعا کریں ساتھ ایسی دعا کے جس کے وہ لائق نہ ہو تو کہا گیا ہے کہ مراد ساتھ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جس کے وہ لائق نہ ہو یعنی نزدیک تیرے باطن امر میں نہ بنا بر ظاہر حال اس کے اور قصور اس کے جب کہ میں اس پر بد دعا کروں تو اس کے معنی یہ ہیں کہ جس پر تو

راضی ہو یا باعتبار باطن اس کے کے تو اس کے واسطے میری بد دعا کو گناہوں کی پاکی کر دینا اور یہ معنی صحیح ہیں اس میں کوئی استحالہ نہیں اس واسطے کہ حضرت ﷺ ظاہر کے ساتھ متعبد تھے اور حساب لوگوں کا باطن میں اللہ پر ہے اور یہ جواب مبنی ہے اس شخص کے قول پر جو قائل ہے ساتھ اس کے کہ حضرت ﷺ احکام میں اجتہاد کیا کرتے تھے اور حکم کرتے تھے ساتھ اس چیز کے کہ پہنچائے اس کی طرف اجتہاد آپ کا اور بہر حال جو قائل ہے ساتھ اس کے کہ نہیں حکم کرتے تھے مگر ساتھ وحی کے تو نہیں حاصل ہوتا ہے اس سے یہ جواب پھر کہا مازری نے کہ اگر کہا جائے کہ کیا معنی ہیں حضرت ﷺ کے اس قول کے کہ میں غضبناک ہوتا ہوں جیسے بندہ غضبناک ہوتا ہے اس واسطے کہ اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ واقع ہوئی یہ دعا آپ کی بحکم جوش غضب کے نہ یہ کہ حسب مقتضی شرع کے ہے سو پھر وہی سوال وارد ہوگا سو جواب یہ ہے کہ احتمال ہے کہ مراد آپ کی یہ ہو کہ بد دعا آپ کی برا کہنا آپ کا اس کو یا کوڑے مارنا آپ کا اس کو اس چیز سے کہ تھا کہ آپ اس کو عقوبت کریں یا اس کے سوائے اور طرح سے اس کو جھڑک کریں پس ہوگا غضب واسطے اللہ تعالیٰ کے اور احتمال ہے کہ واقع ہوئی ہو حضرت ﷺ سے لعنت اور گالی بغیر قصد کے اس کی طرف سو نہ ہوگی وہ اس میں مانند لعنت کی جو واقع ہے واسطے رغبت کرنے کے طرف اللہ تعالیٰ کی اور واسطے طلب قبول ہونے اس کی کے اور اشارہ کیا ہے عیاض نے طرف ترجیح اس دوسرے احتمال کی سو کہا اس نے احتمال ہے کہ یہ بد دعا اور گالی بغیر قصد کے واقع ہوئی ہو اور نیت میں نہ ہو بلکہ عرب کی عادت کے موافق زبان پر بغیر قصد کے جاری ہوئی اور یہ احتمال خوب ہے لیکن وارد ہوتا ہے یہ اس پر قول اس کا کہ میں اس کو کوڑے ماروں اس واسطے کہ نہیں واقع ہوتا ہے کوڑا مارنا بغیر قصد کے اور سب کو ایک جلد مین بیان کیا ہے مگر یہ حمل کیا جائے ایک کوڑے پر اور اس حدیث سے کمال شفقت حضرت ﷺ کی اپنی امت پر ثابت ہوئی جس جگہ کہ قصد کیا آپ نے مقابلہ اس چیز کا کہ واقع ہوئی آپ سے ساتھ جبر اور تکریم کے اور یہ سب بیچ حق معین کے حضرت ﷺ کے زمانے میں واضح ہے اور بہر حال جو واقع ہوا ہے آپ سے بطور تعمیم کے واسطے غیر معین کے تاکہ شامل ہو اس شخص کو جس نے حضرت ﷺ کا زمانہ نہیں پایا سو نہیں گمان کرتا کہ اس کو شامل ہو۔ (فتح)

بَابُ التَّعَوُّذِ مِنَ الْفِتَنِ — فتنوں سے پناہ مانگنا

فائدہ: یہ ترجمہ اور اس کی حدیث آئندہ آئے گی۔

۵۸۸۵۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ سَأَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى أَحْفَوْهُ الْمَسْأَلَةَ فَغَضِبَ فَصَعِدَ

۵۸۸۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں نے حضرت ﷺ سے سوال کیا یہاں تک کہ سوال میں آپ کا بہت پیچھا کیا سو حضرت ﷺ غضبناک ہوئے اور منبر پر چڑھے سو فرمایا کہ نہیں پوچھو گے مجھ سے کچھ مگر کہ میں بتلاوں

الْمِنْبَرَ فَقَالَ لَا تَسْأَلُونِي الْيَوْمَ عَنْ شَيْءٍ إِلَّا بَيَّنْتُهُ لَكُمْ فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ يَمِينًا وَّشِمَالًا فَإِذَا كُلُّ رَجُلٍ لَافٌّ رَأْسَهُ فِي ثَوْبِهِ يَبْكِي فَإِذَا رَجُلٌ كَانَ إِذَا لَاحَى الرِّجَالَ يُدْعٰى لِغَيْرِ أَبِيهِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ أَبِيْ قَالَ حُذَافَةُ ثُمَّ أَنْشَأَ عُمَرُ فَقَالَ رَضِيْنَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْإِسْلَامِ دِيْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَسُوْلًا نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْفِتَنِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا رَأَيْتُ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ كَالْيَوْمِ قَطُّ إِنَّهُ صُوِّرَتْ لِيَ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ حَتّٰى رَأَيْتُهُمَا وَرَآءَ الْحَائِطِ وَكَانَ قَتَادَةُ يَذْكُرُ عِنْدَ هٰذَا الْحَدِيْثِ هٰذِهِ الْآيَةَ ﴿يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تَسْأَلُوْا عَنْ أَشْيَآءَ إِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ﴾.

گا سو میں دائیں اور بائیں دیکھنے لگا، سو اچانک ہر مرد اپنے سر کو اپنے کپڑے سے لپیٹے روتا ہے سو اچانک ایک مرد تھا کہ جب لوگ جھگڑتے تو اپنے باپ کے سوائے اور کا بلایا جاتا سو اس نے کہا کہ یا حضرت! میرا باپ کون ہے؟ فرمایا کہ حذافہ ہے پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ گھٹنے کے بل کھڑے ہوئے سو کہا کہ ہم بہ دل راضی ہوئے اللہ تعالیٰ کی خدائی سے اور اسلام کے دین سے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیغمبری سے ہم پناہ مانگتے ہیں فتنوں سے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں دیکھا میں نے خیر اور شر میں مثل آج کی کبھی مجھ کو بہشت اور دوزخ کی صورت دکھائی گئی یہاں تک کہ میں نے ان دونوں کو اس باغ یا دیوار کے پیچھے دیکھا اور قتادہ راوی اس حدیث کے ذکر کے وقت اس آیت کو ذکر کرتا تھا اے ایمان والو! مت پوچھو وہ چیزیں کہ اگر ان کی حقیقت تمہارے آگے ظاہر کی جائے تو تم کو غمگین کریں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ غضب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نہیں منع کرتا آپ کے حکم سے اس واسطے کہ نہیں کہتے مگر حق غضب میں اور رضا میں اور اس میں سمجھنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ہے اور فضیلت علم ان کے کی۔ (فتح)

بَابُ التَّعَوُّذِ مِنْ غَلَبَةِ الرِّجَالِ

پناہ مانگنا مردوں کے غلبے سے

٥٨٨٦۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِيْ عَمْرٍو مَوْلَى الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَنْطَبٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبِيْ طَلْحَةَ الْتَمِسْ لَنَا غُلَامًا مِنْ غِلْمَانِكُمْ يَخْدُمُنِيْ فَخَرَجَ بِيْ أَبُوْ طَلْحَةَ يُرْدِفُنِيْ وَرَآئَهُ فَكُنْتُ أَخْدُمُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

٥٨٨٦۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تلاش کر لا ایک لڑکے کو اپنے لڑکوں میں سے تا کہ میری خدمت کیا کرے سو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ مجھ کو لے کر نکلے اس حال میں کہ مجھ کو اپنی سواری پر اپنے پیچھے بٹھائے ہوئے تھے سو میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا جب کہ اُترتے سو میں آپ سے سنتا تھا اکثر یہ دعا کرتے تھے الٰہی! میں تیری پناہ مانگتا ہوں تشویش اور غم سے اور جان کی ماندگی اور بدن کی کاہلی سے اور بخیلی اور نامردی سے اور قرض

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلَّمَا نَزَلَ فَكُنْتُ أَسْمَعُهُ يُكْثِرُ أَنْ يَّقُوْلَ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ وَالْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَضَلَعِ الدَّيْنِ وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ فَلَمْ أَزَلْ أَخْدُمُهُ حَتّٰى أَقْبَلْنَا مِنْ خَيْبَرَ وَأَقْبَلَ بِصَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ قَدْ حَازَهَا فَكُنْتُ أَرَاهُ يُحَوِّيْ وَرَآئَهُ بِعَبَآئَةٍ أَوْ كِسَآءٍ ثُمَّ يُرْدِفُهَا وَرَآئَهُ حَتّٰى إِذَا كُنَّا بِالصَّهْبَآءِ صَنَعَ حَيْسًا فِيْ نِطَعٍ ثُمَّ أَرْسَلَنِيْ فَدَعَوْتُ رِجَالًا فَأَكَلُوْا وَكَانَ ذٰلِكَ بِنَآئَهُ بِهَا ثُمَّ أَقْبَلَ حَتّٰى إِذَا بَدَا لَهُ أُحُدٌ قَالَ هٰذَا جُبَيْلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ فَلَمَّا أَشْرَفَ عَلَى الْمَدِيْنَةِ قَالَ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أُحَرِّمُ مَا بَيْنَ جَبَلَيْهَا مِثْلَ مَا حَرَّمَ بِهِ إِبْرَاهِيْمُ مَكَّةَ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِيْ مُدِّهِمْ وَصَاعِهِمْ.

کے بوجھ اور مردوں کے غلبے سے سو ہمیشہ رہا میں حضرت ﷺ کی خدمت کرتا یہاں تک کہ ہم خیبر سے پھرے سو سامنے آئے ساتھ صفیہ بیٹی حیی کے البتہ اس کو قابو کیا تھا سو میں آپ کو دیکھتا کہ پردہ کرتے تھے اپنے پیچھے چادر سے یا کملی سے پھر اس کو اپنے پیچھے اپنی سواری پر بٹھایا یہاں تک کہ جب ہم صہباء میں تھے تو ہم نے حیس بنایا چمڑے کے دسترخوان پر پھر مجھ کو بھیجا سو میں نے لوگوں کو بلایا سو لوگوں نے کھایا اور تھی یہ بنا حضرت ﷺ کی صفیہ رضی اللہ عنہا سے یعنی حضرت ﷺ کے تصرف میں لائی گئیں پھر متوجہ ہوئے مدینے کو یہاں تک کہ جب اُحد پہاڑ ظاہر ہوا تو کہا یہ پہاڑ ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم اس سے محبت رکھتے ہیں سو جب مدینے پر جھانکے تو فرمایا الٰہی! میں حرام کرتا ہوں جو اس کے دونوں پہاڑ کے درمیان ہے جیسے ابراہیم علیہ السلام نے مکے کو حرام کیا الٰہی! برکت کر واسطے ان کے مد اور صاع میں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح مغازی میں گزر چکی ہے اور مراد ضلع الدین سے بوجھ اس کا ہے اور شدت اس کی اور یہ اس وقت ہے جب کہ نہ پائے قرض دار وہ چیز جس سے قرض ادا ہو سکے باوجود تقاضا کرنے قرض خواہ کے اور کہا بعض سلف نے کہ نہیں داخل ہوا غم قرض کا کسی دل میں مگر کہ لے گیا عقل سے جو اس کی طرف پھر نہیں آتی اور مردوں کا غلبہ یہ ہے کہ بادشاہ ظالم ہوں یا کمینے اور جاہل لوگ غالب ہوں، کہا کرمانی نے کہ یہ دعا جامع ہے اس واسطے کہ انواع رذائل کے تین ہیں نفسانی اور بدنی اور خارجی سو پہلی نوع باعتبار ان قولوں کے ہے جو آدمی کے واسطے ہیں اور وہ تین ہیں عقلی اور غضبی اور شہوانی سو تشویش اور غم متعلق ہیں ساتھ قوت عقلی کے اور نامردی ساتھ غضبی کے اور بخل ساتھ شہوانی کے اور عجز اور کسل ساتھ بدنی کے اور دوسری ہوتی ہے وقت سلامتی اعضاء کے اور تمام آلات اور قوے کے اور اول وقت نقصان عضو کے ہے اور مانند اس کی اور ضلع اور غلبہ متعلق ہے ساتھ خارجی کے اول مالی ہے اور دوسری جانی اور دعا مشتمل ہے سب پر۔ (فتح)

بَابُ التَّعَوُّذِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ
قبر کے عذاب سے پناہ مانگنا

٥٨٨٧- حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ قَالَ سَمِعْتُ أُمَّ خَالِدٍ بِنْتَ خَالِدٍ قَالَ وَلَمْ أَسْمَعْ أَحَدًا سَمِعَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرَهَا قَالَتْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَعَوَّذُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ.

٥٨٨٧۔ حضرت ام خالد رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا قبر کے عذاب سے پناہ مانگتے تھے۔

٥٨٨٨- حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ مُصْعَبٍ كَانَ سَعْدٌ يَأْمُرُ بِخَمْسٍ وَيَذْكُرُهُنَّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَأْمُرُ بِهِنَّ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَأَعُوذُ بِكَ أَنْ أُرَدَّ إِلَى أَرْذَلِ الْعُمُرِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا يَعْنِي فِتْنَةَ الدَّجَّالِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ.

٥٨٨٨۔ حضرت مصعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سعد رضی اللہ عنہ پانچ چیزوں کا حکم کرتے تھے اور ذکر کرتے تھے ان کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ حکم کرتے تھے الٰہی! میں تیری پناہ مانگتا ہوں بخل سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں نامردی سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں بدی اور نکمی عمر سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں دنیا کے فتنے یعنی دجال کے فتنے فساد سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں قبر کے عذاب سے۔

٥٨٨٩- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَتْ عَلَيَّ عَجُوزَانِ مِنْ عُجُزِ يَهُودِ الْمَدِينَةِ فَقَالَتَا لِي إِنَّ أَهْلَ الْقُبُورِ يُعَذَّبُونَ فِي قُبُورِهِمْ فَكَذَّبْتُهُمَا وَلَمْ أُنْعِمْ أَنْ أُصَدِّقَهُمَا فَخَرَجَتَا وَدَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ عَجُوزَيْنِ وَذَكَرْتُ لَهُ فَقَالَ صَدَقَتَا إِنَّهُمْ يُعَذَّبُونَ عَذَابًا تَسْمَعُهُ الْبَهَائِمُ كُلُّهَا فَمَا رَأَيْتُهُ بَعْدُ فِي صَلَاةٍ إِلَّا تَعَوَّذَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ.

٥٨٨٩۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ دو بوڑھیاں میرے پاس مدینے میں آئیں سو انہوں نے مجھ سے کہا کہ بے شک قبروں والوں کو یعنی مردوں کو عذاب ہوتا ہے ان کی قبروں میں سو میں نے ان کو جھٹلایا اور میں نے اچھا نہ جانا کہ ان کی تصدیق کروں اور ان کو سچا جانوں سو وہ گھر سے نکلیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس اندر تشریف لائے سو میں نے کہا کہ یا حضرت! دو بوڑھیاں آئی تھیں اور ذکر کیا واسطے آپ کے قول ان کا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انہوں نے سچ کہا کہ بے شک مردوں کو ایسا عذاب ہوتا ہے کہ اس کو سب جانور سنتے ہیں سو میں نے آپ کو اس کے بعد نہیں دیکھا مگر کہ آپ نے قبر کے عذاب سے پناہ مانگی تھی۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ پناہ ہے اللہ کی اس سے یعنی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قبر کا عذاب مسلمانوں کے لیے نہیں سو تطبیق اس طور سے ہے کہ حضرت ﷺ کو اول وحی نہیں ہوئی تھی کہ مسلمانوں کو قبروں میں عذاب ہوگا سو فرمایا کہ قبر کا عذاب تو صرف یہود کو ہوگا پھر جب آپ کو معلوم ہوا کہ قبر کا عذاب یہود کے سوائے اور لوگوں کو بھی ہوگا تو حضرت ﷺ نے اس سے پناہ مانگی اور اس کو سکھلایا اور حکم کیا ساتھ واقع کرنے اس کے نماز میں تا کہ بہت جلدی قبول ہو، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ التَّعَوُّذِ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ

زندگی اور موت کے فتنے سے پناہ مانگنا یعنی زمانے زندگی کے سے اور زمانے موت کے سے اور وہ اول نزع سے ہے اور لگا تار یعنی قیامت کے قائم ہونے تک۔

٥٨٩٠ ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ سَمِعْتُ أَبِيْ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ كَانَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَالْهَرَمِ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ.

٥٨٩٠۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کہتے تھے یعنی دعا کرتے تھے الٰہی! میں تیری پناہ مانگتا ہوں جان کی ماندگی اور بدن کی کاہلی سے اور پناہ مانگتا ہوں نامردی اور بڑھاپے سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں قبر کے عذاب سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں زندگی اور موت کے فتنے سے۔

فائدہ: مراد ساتھ ہرم کے زیادتی ہے بڑھاپے میں اور بہرحال فتنہ زندگی اور موت کا سو کہا ابن بطال نے کہ یہ کلمہ جامع ہے واسطے بہت معنوں کے اور لائق ہے واسطے مرد کے یہ کہ رغبت کرے طرف رب اپنے کی بیچ دور کرنے اس چیز کے کہ اتری اور دفع کرنے اس چیز کے کہ نہیں اتری اور ظاہر کرے محتاجی کو طرف رب اپنے کی ان تمام چیزوں میں اور حضرت ﷺ ان سب چیزوں سے پناہ مانگتے تھے واسطے دفع کرنے کے اپنی امت سے اور واسطے مشروع کرنے کے ان کے لیے تا کہ بیان کریں واسطے ان کے صفت مہم کی دعاؤں سے اور اصل فتنہ کے معنی امتحان کے ہیں اور استعمال کیا گیا ہے شرع میں بیچ آزمانے کشف اس چیز کے کہ مکروہ ہے زندگی کا فتنہ بیماری اور مال اور اولاد کا نقصان یا کثرت مال کے جو اللہ تعالیٰ سے غافل کرے یا کفر اور گمراہی اور موت کا فتنہ اس وقت کی شدت اور وحشت یا معاذ اللہ خاتمہ کا بد ہونا اور باقی بیان اس کا صفت نماز میں گزر چکا ہے۔

بَابُ التَّعَوُّذِ مِنَ الْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ.

گناہ اور قرض سے پناہ مانگنا۔

٥٨٩١۔ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا

٥٨٩١۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ

وُهَيْبٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَالْهَرَمِ وَالْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ النَّارِ وَعَذَابِ النَّارِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْغِنٰى وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْفَقْرِ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ اللّٰهُمَّ اغْسِلْ عَنِّيْ خَطَايَايَ بِمَآءِ الثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّ قَلْبِيْ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْأَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ وَبَاعِدْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ.

کہتے تھے الٰہی! میں تیری پناہ مانگتا ہوں بدن کی کاہلی اور بڑھاپے سے اور گناہ اور قرض سے اور قبر کے فتنے اور عذاب سے اور دوزخ کے فتنے اور عذاب سے اور فتنہ مال داری کی بدی سے اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں فقر کے فتنے سے اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں دجال کے فتنے فساد سے الٰہی! میرے گناہوں کو دھو ڈال برف اور اولے سے یعنی مجھ کو پاک کر طرح طرح کے کرم سے اور میرے دل کو صاف کر ڈال گناہوں سے جیسے تو سفید کپڑے کو میل سے چھانٹتا ہے اور میرے اور میرے گناہوں کے درمیان دوری ڈال۔

فائدہ: مغرم وہ چیز ہے کہ لازم ہو آدمی کو ادا کرنا اس کا مانند قرضے کے اور فتنہ قبر کا فرشتوں کا سوال ہے قبر میں اور عذاب قبر کا بیان پہلے گزر چکا ہے اور فتنہ دوزخ کا سوال کرنا اس کے دربان فرشتوں کا بطور توبیخ کے اور اسی طرف اشارہ ہے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿كُلَّمَا أُلْقِيَ فِيْهَا فَوْجٌ سَأَلَهُمْ خَزَنَتُهَا أَلَمْ يَأْتِكُمْ نَذِيْرٌ﴾ اور کہا غزالی رحمہ اللہ نے کہ فتنہ غنی کا حرص ہے اوپر جمع کرنے مال کے اور محبت اس کی تاکہ کمائے اس کو غیر حل اس کے سے اور منع کرے اس کو واجب انفاق سے اور اس کے حقوق سے اور فتنہ فقر کا مراد ساتھ اس کے فقر مدقع ہے جس کے ساتھ خیر نہیں ہوتی اور نہ ورع یہاں تک کہ ڈوب جاتا ہے صاحب اس کا اس چیز میں کہ نہیں لائق ہے ساتھ اہل دین کے اور نہیں پرواہ کرتا بسبب فاقہ اپنے کے جس حرام پر کہ پڑے اور بعض نے کہا کہ مراد ساتھ اس کے محتاجی نفس کی ہے کہ نہیں دفع کرتی ہے اس کو بادشاہی دنیا ساری کی اور حکمت عدول کے پانی گرم سے طرف برف اور اولے کی باوجود اس کے کہ گرم پانی عادت میں اولے ہے بیچ دور کرنے میل کے واسطے اشارہ کرنے کے اس کی طرف کہ یہ دونوں پانی پاک ہیں ان کو ہاتھ نہیں لگا اور نہیں آئے استعمال میں سو ہوگا ذکر دونوں کا آگے اس مقام میں اور یا اس واسطے کہ گناہ بجائے آگ کے ہیں اس واسطے کہ وہ پہنچاتے ہیں طرف اس کی پس تعبیر کی ان کی گرمی کی بجھانے سے ساتھ دھونے کے اس کے بجھانے میں۔ (فتح)

بَابُ الْاِسْتِعَاذَةِ مِنَ الْجُبْنِ وَالْكَسَلِ

نامردی اور بدن کی کاہلی سے پناہ مانگنا اور کسالیٰ ساتھ

﴿كُسَالٰى﴾ وَكَسَالٰى وَاحِدٌ.

زبر کاف کے اور کسالٰی ساتھ پیش کاف کے ایک ہے۔

۵۸۹۲ ـ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ أَبِيْ عَمْرٍو قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ وَالْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَضَلَعِ الدَّيْنِ وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ.

۵۸۹۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہا کرتے تھے الٰہی! میں تیری پناہ مانگتا ہوں تشویش اور غم سے اور عاجزی اور بدن کی کاہلی سے اور نامردی اور بخیلی سے اور قرض کے بوجھ اور مردوں کے غلبے سے۔

فائدہ: اس کی شرح جہاد میں گزر چکی ہے۔

بَابُ التَّعَوُّذِ مِنَ الْبُخْلِ الْبُخْلُ وَالْبَخَلُ وَاحِدٌ مِّثْلُ الْحُزْنِ وَالْحَزَنِ

بخیلی سے پناہ مانگنا اور بخل ساتھ ضمہ با اور بخل ساتھ فتحہ با کے ایک ہے مثل حُزن اور حَزن کے

۵۸۹۳ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنِيْ غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ يَأْمُرُ بِهٰؤُلَاءِ الْخَمْسِ وَيُحَدِّثُهُنَّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَأَعُوْذُ بِكَ أَنْ أُرَدَّ إِلٰى أَرْذَلِ الْعُمُرِ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ.

۵۸۹۳۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ ان پانچ چیزوں کے ساتھ حکم کرتا تھا اور بیان کرتا تھا ان کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے الٰہی! میں تیری پناہ مانگتا ہوں بخیلی سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں نامردی سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں بدی اور نکمی عمر سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں دنیا کے فتنے سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں قبر کے عذاب سے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں آیا ہے کہ مراد ساتھ فتنے دنیا کے فتنہ دجال کا ہے واسطے اشارہ کرنے کے اس کی طرف کہ فتنہ اس کا بہت بڑا ہے دنیا کے سب فتنوں سے اور البتہ وارد ہو چکا ہے یہ ایک حدیث میں صریح ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم پر خطبہ پڑھا سو ذکر کی حدیث اور اس میں ہے کہ نہیں ہوا ہے زمین میں کوئی فتنہ جب سے اللہ تعالٰی نے آدم علیہ السلام کی اولاد کو پیدا کیا اعظم دجال کے فتنے سے روایت کیا ہے اس کو ابو داؤد نے۔ (فتح)

بَابُ التَّعَوُّذِ مِنْ أَرْذَلِ الْعُمُرِ ﴿أَرَاذِلُنَا﴾ أَسْقَاطُنَا

بری اور نکمی عمر سے پناہ مانگنا اور اراذلنا کے معنی ہیں کمینے ہم میں

فائدہ: سقاط کے معنی ہیں بد بخت حسب اور نسب میں یعنی جو کمینہ اور کم ذات ہو۔

٥٨٩٤ - حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَعَوَّذُ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْهَرَمِ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ.

۵۸۹۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہا کرتے تھے الہی! میں تیری پناہ مانگتا ہوں بدن کی کاہلی سے اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں نامردی سے اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں بڑھاپے سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں بخیلی سے۔

فائدہ: نہیں ہے حدیث میں لفظ ترجمہ کا لیکن اس نے اشارہ کیا ہے ساتھ اس کے اس کی طرف کہ مراد ساتھ ارذل کے بیچ حدیث سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے جو پہلے ہے بڑھاپا ہے جو انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے واسطے آنے اس کے دوسری جگہ میں حدیث مذکور سے۔ (فتح)

بَابُ الدُّعَاءِ بِرَفْعِ الْوَبَآءِ وَالْوَجَعِ

دعا مانگنی ساتھ دور کرنے وبا اور درد کے

فائدہ: یعنی ساتھ دور کرنے بیماری کے اس شخص سے کہ اتری ہو اوپر اس کے برابر ہے کہ عام ہو یا خاص اور پہلے گزر چکا ہے ذکر وبا کا طاعون کے بیان میں اور یہ کہ وہ عام تر ہے طاعون سے اور یہ کہ حقیقت اس کی بیماری ہے عام جو پیدا ہوتی ہے فساد ہوا سے۔ (فتح)

٥٨٩٥ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُمَّ حَبِّبْ إِلَيْنَا الْمَدِيْنَةَ كَمَا حَبَّبْتَ إِلَيْنَا مَكَّةَ أَوْ أَشَدَّ وَانْقُلْ حُمَّاهَا إِلَى الْجُحْفَةِ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ مُدِّنَا وَصَاعِنَا.

۵۸۹۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کہ الہی! ہمارے نزدیک مدینے کو پیارا کر جیسے تو نے ہمارے نزدیک مکے کو پیارا کیا اس سے بھی زیادہ اور اچھا کر دے مدینے کو یعنی مدینے کی آب و ہوا کو درست کر دے اور لے جا اس کے بخار کو طرف جحفہ کی، الہی! برکت کر ہمارے لیے اس کے مد اور اس کے صاع میں۔

فائدہ: اس حدیث میں ہے کہ لے جا اس کے بخار کو طرف جحفہ کی اور یہ متعلق ہے ساتھ رکن اول کے ترجمہ سے

اور وہ وبا ہے اس واسطے کہ وہ بیماری عام ہے اور اشارہ کیا ہے ساتھ اس کے اس چیز کی طرف کہ وارد ہوئی ہے اس کے بعض طریقوں میں جس جگہ کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ہم مدینے میں آئے اور حالانکہ ساری زمین سے اس میں زیادہ وبا تھی اور یہ حدیث کتاب الحج میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

٥٨٩٦ ـ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ أَبَاهُ قَالَ عَادَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ مِنْ شَكْوٰى أَشْفَيْتُ مِنْهُ عَلَى الْمَوْتِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بَلَغَ بِيْ مَا تَرٰى مِنَ الْوَجَعِ وَأَنَا ذُوْ مَالٍ وَلَا يَرِثُنِيْ إِلَّا ابْنَةٌ لِّيْ وَاحِدَةٌ أَفَأَتَصَدَّقُ بِثُلُثَيْ مَالِيْ قَالَ لَا قُلْتُ فَبِشَطْرِهٖ قَالَ الثُّلُثُ كَثِيْرٌ إِنَّكَ أَنْ تَذَرَ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَآءَ خَيْرٌ مِّنْ أَنْ تَذَرَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُوْنَ النَّاسَ وَإِنَّكَ لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً تَبْتَغِيْ بِهَا وَجْهَ اللّٰهِ إِلَّا أُجِرْتَ حَتّٰى مَا تَجْعَلُ فِيْ فِيْ امْرَأَتِكَ قُلْتُ آأُخَلَّفُ بَعْدَ أَصْحَابِيْ قَالَ إِنَّكَ لَنْ تُخَلَّفَ فَتَعْمَلَ عَمَلًا تَبْتَغِيْ بِهٖ وَجْهَ اللّٰهِ إِلَّا ازْدَدْتَ دَرَجَةً وَّرِفْعَةً وَلَعَلَّكَ تُخَلَّفُ حَتّٰى يَنْتَفِعَ بِكَ أَقْوَامٌ وَيُضَرَّ بِكَ آخَرُوْنَ اللّٰهُمَّ أَمْضِ لِأَصْحَابِيْ هِجْرَتَهُمْ وَلَا تَرُدَّهُمْ عَلٰى أَعْقَابِهِمْ لٰكِنِ الْبَائِسُ سَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ قَالَ سَعْدٌ رَثٰى لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَنْ تُوُفِّيَ بِمَكَّةَ.

۵۸۹۶۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع میں میری خبر پوچھنے کو آئے بیماری سے جس سے میں قریب الموت ہوا سو میں نے کہا یا حضرت! آپ دیکھتے ہیں جو مجھ کو پہنچی ہے یعنی میں بہت بیمار ہوں زندگی کی توقع نہیں اور میں مالدار ہوں اور میری ایک بیٹی ہے اس کے سوائے کوئی میرا وارث نہیں کیا میں اپنے مال کی دو تہائی خیرات کروں؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں، پھر میں نے کہا کہ آدھا مال خیرات کروں؟ فرمایا کہ نہیں، فرمایا تہائی خیرات کر اور تہائی بھی بہت ہے اگر تو اپنے وارثوں کو مال دار چھوڑے بہتر ہے اس سے کہ ان کو محتاج چھوڑے کہ مانگیں لوگوں سے ہتھیلی پھیلا کر اور جو کچھ کہ تو خرچ کرے گا اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کے واسطے اس کا ضرور ثواب پائے گا یہاں تک کہ جو اپنی عورت کے منہ میں ڈالے گا یعنی اس کا ثواب بھی ملے گا میں نے کہا یا حضرت! کیا میں چھوڑ دیا جاؤں گا اپنے ساتھیوں کے چلے جانے کے بعد؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تو بیماری کے سبب سے مکے میں چھوڑا جائے گا اور کوئی کام اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کا کرتا رہے گا تو بے شک تیرا درجہ بلند ہوگا اور شاید کہ تو پیچھے چھوڑا جائے گا یعنی تیری زندگی بہت ہوگی یہاں تک کہ نفع پائیں گے تجھ سے بہت گروہ اور ضرر پائیں گے تجھ سے اور لوگ یعنی تیرے جہاد سے مسلمانوں کو قوت ہوگی اور کافروں کو ضرر اے اللہ! جاری اور قائم رکھ میرے اصحاب کی ہجرت کو اور نہ پھیر ان کو ایڑیوں

کے بل لیکن نہایت محتاج سعد بن خولہ رضی اللہ عنہ ہے یعنی باوجود ہجرت کے پھر مکے میں آ کر مر گیا ہے کہا سعد رضی اللہ عنہ نے کہ مرثیہ کہا حضرت ﷺ نے واسطے اس کے یہ کہ مکے میں مرا۔

فائدہ: اس حدیث میں ہے کہ حضرت ﷺ میری بیمار پرسی کو آئے بیماری سے، الحدیث اور وہ متعلق ہے ساتھ رکن دوسرے کے ترجمہ سے اور وہ بیماری اور درد ہے اور حدیث کی پوری شرح کتاب الوصایا میں گزر چکی ہے اور شاہد ترجمہ کا اس حدیث سے قول حضرت ﷺ کا ہے الٰہی! قائم رکھ میرے اصحاب کی ہجرت کو اور نہ پھیر ان کو ایڑیوں کے بل اس واسطے کہ اس میں اشارہ ہے طرف دعا کی واسطے سعد رضی اللہ عنہ کے ساتھ عافیت کے تا کہ اپنی ہجرت کے گھر کی طرف پھرے اور وہ مدینہ ہے اور نہ بدستور رہے مقیم بسبب بیماری کے اس شہر میں جس سے ہجرت کی یعنی اور اس میں اشارہ ہے ساتھ قول حضرت ﷺ کے لیکن نہایت محتاج سعد بن خولہ ہے، الخ۔ (فتح)

بَابُ الْاِسْتِعَاذَةِ مِنْ أَرْذَلِ الْعُمُرِ وَمِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَفِتْنَةِ النَّارِ.

بری اور نکمی عمر سے پناہ مانگنا اور دنیا اور آگ کے فتنوں سے پناہ مانگنا۔

٥٨٩٧ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ تَعَوَّذُوْا بِكَلِمَاتٍ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَعَوَّذُ بِهِنَّ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ أَنْ أُرَدَّ إِلٰى أَرْذَلِ الْعُمُرِ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْقَبْرِ.

۵۸۹۷۔ حضرت مصعب کے باپ سے روایت ہے کہ پناہ مانگا کرو ساتھ ان کلمات کے کہ حضرت ﷺ ان کے ساتھ پناہ مانگا کرتے تھے الٰہی! میں تیری پناہ مانگتا ہوں نامردی سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں بخیلی سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ نکمی عمر کی طرف پھیرا جاؤں اور تیری پناہ مانگتا ہوں دنیا کے فتنے اور قبر کے فتنے سے۔

٥٨٩٨- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَالْهَرَمِ وَالْمَغْرَمِ وَالْمَأْثَمِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ وَفِتْنَةِ النَّارِ وَفِتْنَةِ الْقَبْرِ

۵۸۹۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کہتے تھے الٰہی! میں تیری پناہ مانگتا ہوں بدن کی کاہلی اور بڑھاپے سے اور گناہ اور قرض سے الٰہی! میں تیری پناہ مانگتا ہوں دوزخ کے عذاب اور اس کے فتنے سے اور قبر کے عذاب اور قبر کے فتنے سے اور فتنہ غنا کی بدی سے اور فتنہ فقر کی بدی سے اور فتنہ دجال کی بدی سے الٰہی! میرے گناہوں کو

وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَشَرِّ فِتْنَةِ الْغِنٰى وَشَرِّ فِتْنَةِ الْفَقْرِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ اللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ بِمَآءِ الثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّ قَلْبِيْ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ وَبَاعِدْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَّ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ.

دھو ڈال برف اور اولے کے پانی سے اور میرے دل کو گناہوں سے صاف کر ڈال جیسے سفید کپڑا میل سے صاف کیا جاتا ہے اور میرے گناہوں کے درمیان دوری ڈال جیسے تو نے مشرق اور مغرب کے درمیان دوری ڈالی۔

فائدہ: ان دونوں حدیثوں کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

بَابُ الْاِسْتِعَاذَةِ مِنْ فِتْنَةِ الْغِنٰى

مال داری کے فتنے سے پناہ مانگنا

۵۸۹۹۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا سَلَّامُ بْنُ أَبِيْ مُطِيْعٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ خَالَتِهٖ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَعَوَّذُ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ النَّارِ وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْغِنٰى وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْفَقْرِ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ.

۵۸۹۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ یوں پناہ مانگتے تھے الٰہی! میں تیری پناہ مانگتا ہوں دوزخ کے فتنے اور اس کے عذاب سے اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں قبر کے فتنے سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں قبر کے عذاب سے اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں مالداری کے فتنے سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں فقر کے فتنے سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں دجال کے فتنے وفساد سے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح بھی پہلے گزر چکی ہے۔

بَابُ التَّعَوُّذِ مِنْ فِتْنَةِ الْفَقْرِ

محتاجی کے فتنے سے پناہ مانگنا

۵۹۰۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا أَبُوْ مُعَاوِيَةَ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ النَّارِ وَعَذَابِ النَّارِ وَفِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَشَرِّ فِتْنَةِ الْغِنٰى وَشَرِّ فِتْنَةِ الْفَقْرِ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ فِتْنَةِ

۵۹۰۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ دعا کرتے تھے الٰہی! میں تیری پناہ مانگتا ہوں دوزخ کے فتنے اور عذاب سے اور قبر کے فتنے اور عذاب سے اور فتنۂ غنا کی بدی سے اور فتنۂ فقر کی بدی سے الٰہی! میں تیری پناہ مانگتا ہوں دجال کے فتنے کی بدی سے الٰہی! دھو ڈال میرے دل کو برف اور اولے کے پانی سے اور میرے دل کو گناہوں سے دھو ڈال جیسے تو نے سفید کپڑے کو میل سے صاف کیا اور میرے اور

الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ اللّٰهُمَّ اغْسِلْ قَلْبِي بِمَآءِ الثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّ قَلْبِيْ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْأَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ وَبَاعِدْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَّ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَالْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ.

میرے گناہوں کے درمیان دوری ڈال جیسے تو نے مشرق اور مغرب کے درمیان دوری ڈالی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح بھی پہلے گزر چکی ہے۔

بَابُ الدُّعَآءِ بِكَثْرَةِ الْمَالِ مَعَ الْبَرَكَةِ

دعا کرنا ساتھ کثرت مال کے ساتھ برکت کے

۵۹۰۱۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنْ أُمِّ سُلَيْمٍ أَنَّهَا قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَنَسٌ خَادِمُكَ ادْعُ اللّٰهَ لَهُ قَالَ اللّٰهُمَّ أَكْثِرْ مَالَهُ وَوَلَدَهُ وَبَارِكْ لَهُ فِيْمَا أَعْطَيْتَهُ وَعَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ مِّثْلَهُ.

۵۹۰۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اس نے روایت کی ام سلیم اپنی ماں سے کہ اس نے کہا یا حضرت! انس رضی اللہ عنہ آپ کا خادم ہے اس کے واسطے اللہ تعالیٰ سے دعا کیجیے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا الٰہی! بہتایت دے اس کے مال میں اور اس کی اولاد میں اور اس کے لیے برکت کر جو تو نے اس کو دیا، اور ہشام سے ہے سنا میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مثل اس کی یہ معطوف ہے قتادہ کی روایت پر۔

بَابُ الدُّعَآءِ بِكَثْرَةِ الْأَوْلَادِ مَعَ الْبَرَكَةِ

دعا کرنا ساتھ کثرت اولاد کے ساتھ برکت کے

۵۹۰۲ ۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ زَيْدٍ سَعِيْدُ بْنُ الرَّبِيْعِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ أَنَسٌ خَادِمُكَ قَالَ اللّٰهُمَّ أَكْثِرْ مَالَهُ وَوَلَدَهُ وَبَارِكْ لَهُ فِيْمَا أَعْطَيْتَهُ.

۵۹۰۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یا حضرت! انس رضی اللہ عنہ آپ کا خدمت گار ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ الٰہی! بہتایت دے اس کے مال میں اور اس کی اولاد میں اور اس کے واسطے برکت کر جو تو نے اس کو دیا۔

بَابُ الدُّعَآءِ عِنْدَ الْإِسْتِخَارَةِ.

استخارہ کے وقت دعا مانگنا۔

۵۹۰۳۔ حَدَّثَنَا مُطَرِّفُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَبُوْ مُصْعَبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي الْمَوَالِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ

۵۹۰۳۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو استخارہ سکھلاتے تھے سب کاموں میں جیسے قرآن کی سورت سکھلاتے تھے کہ جب کوئی شخص کسی کام کا ارادہ کرے

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُنَا الْإِسْتِخَارَةَ فِي الْأُمُوْرِ كُلِّهَا كَالسُّوْرَةِ مِنَ الْقُرْآنِ إِذَا هَمَّ بِالْأَمْرِ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ وَأَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَأَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ اللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هٰذَا الْأَمْرَ خَيْرٌ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ أَمْرِيْ أَوْ قَالَ فِيْ عَاجِلِ أَمْرِيْ وَآجِلِهٖ فَاقْدُرْهُ لِيْ وَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هٰذَا الْأَمْرَ شَرٌّ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ أَمْرِيْ أَوْ قَالَ فِيْ عَاجِلِ أَمْرِيْ وَآجِلِهٖ فَاصْرِفْهُ عَنِّيْ وَاصْرِفْنِيْ عَنْهُ وَاقْدُرْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ رَضِّنِيْ بِهٖ وَيُسَمِّيْ حَاجَتَهٗ.

تو چاہیے کہ دو رکعت نفل نماز پڑھے پھر یہ دعا پڑھے اللّٰھم سے آخر تک یعنی الٰہی! میں تجھ سے خیریت مانگتا ہوں تیرے علم کے وسیلے سے اور تجھ سے قدرت مانگتا ہوں تیری قدرت کے وسیلے سے اور سوال کرتا ہوں تیرے بڑے فضل سے سو بے شک تو قادر ہے مجھ کو قدرت نہیں اور تو جانتا ہے اور میں نہیں جانتا اور تو سب چھپی چیزوں کا جاننے والا ہے اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے واسطے بہتر ہے میرے دین اور دنیا میں اور انجام کار میں یا یوں فرمایا کہ میری دنیا اور عاقبت میں تو اس کو میرے واسطے مقرر کر اور اس کو میرے واسطے آسان کر دے برکت دے اور اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے حق میں برا ہے میرے دین اور دنیا میں اور انجام کار میں یا یوں فرمایا کہ میری دنیا اور عاقبت میں تو اس کو مجھ سے ہٹا دے اور مجھ کو اس سے ہٹا دے اور مقرر کر دے میرے واسطے بہتر کام کہ جہاں کہیں کہ ہو پھر مجھ کو اس سے راضی کر دے اور اپنی حاجت کا نام لے۔

فائدہ: اور البتہ وارد ہوئی ہے بیچ ذکر استخارہ کے حدیث سعد رضی اللہ عنہ کی مرفوع سعادت آدمی سے ہے استخارہ کرنا اس کا اللہ تعالیٰ سے روایت کیا ہے اس کو احمد نے اور اس کی سند حسن ہے۔

قولہ سب کاموں میں: تو کہا ابن جمرہ نے کہ یہ عام ہے اور مراد اس سے خاص ہے اس واسطے کہ واجب اور مستحب کام کے فعل میں استخارہ نہیں کیا جاتا اور حرام اور مکروہ کام کے ترک میں استخارہ نہیں کیا جاتا سو بند ہوا امر مباح میں اور مستحب میں جب کہ معارض ہوں اس سے دو کام کہ کس کو کرے اور کس کو نہ کرے، میں کہتا ہوں اور داخل ہوتا ہے استخارہ بیچ اس چیز کے کہ اس کے سوائے ہے واجب اور مستحب مخیّر میں اور اس میں جس کا زمانہ فراخ ہو اور شامل ہے عموم اس کا بڑے کام کو اور حقیر کو سو بہت حقیر کام ہیں کہ مرتب ہوتا ہے ان پر بڑا کام۔

قولہ جیسے ہم کو قرآن کی سورت سکھلاتے تھے: کہا گیا کہ وجہ تشبیہ کی عام ہونا حاجت کا ہے سب کاموں میں طرف استخارہ کی مانند عام ہونے حاجت کے قرأت کی طرف نماز میں اور احتمال ہے کہ ہو مراد وہ چیز کہ واقع ہوئی ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں تشہد میں کہ حضرت ﷺ نے مجھ کو تشہد سکھلایا اور حالانکہ میرا ہاتھ آپ ﷺ کے ہاتھ میں

تھا روایت کیا ہے اس کو بخاری رحمہ اللہ نے استیذان میں اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے تشہد کو حضرت ﷺ کی زبان سے کلمہ کلمہ سیکھا کہا ابن ابی جمرہ نے کہ تشبیہ بیچ نگاہ رکھنے حرفوں اس کے کے ہے اور مرتب ہونے کلمات اس کے کے اور بیچ منع ہونے زیادتی اور نقص کے اس سے اور درس کے واسطے اس کے اور محافظت کرنے کے اوپر اس کے اور احتمال ہے کہ ہو جہت اہتمام کے سے ساتھ اس کے اور ثابت ہونے برکت اس کی سے اور احتمال ہے کہ اس جہت سے ہو کہ ہر ایک دونوں میں سے وحی کے ساتھ معلوم ہوا ہو کہا طیبی نے کہ اس میں اشارہ ہے طرف اعتنا نام بالغ کی ساتھ اس دعا کے اور اس نماز کے واسطے کرنے ان کے کے تابع واسطے فرض نماز اور قرآن کے۔

قولہ اذا ھم: اس میں حذف ہے تقدیر اس کی یہ ہے کہ سکھلاتے تھے ہم کو اس حال میں کہ قائل تھے ساتھ اس قول کے کہ جب کوئی کسی کام کا قصد کرے کہا ابن ابی جمرہ نے کہ ترتیب وارد کی اوپر دل کے کئی مراتب پر ہے ہمہ پھر لمہ پھر خطرہ پھر نیت پھر ارادہ پھر عزیمت سو پہلی تین چیزوں سے تو مؤاخذہ نہیں ہوتا بخلاف تینوں کے پس قول اس کا اذا ھم اشارہ کرتا ہے اول اس چیز کی طرف کہ وارد ہوتی ہے دل پر استخارہ کرنے پر پھر ظاہر ہوتی ہے واسطے اس کے ساتھ برکت دعا اور نماز کے وہ چیز کے کہ خیر ہے بخلاف اس کے جب کہ قرار پائے امر نزدیک اس کے اور قوی ہو اس میں قصہ اس کا اور ارادہ اس کا کہ اس کو اس کی طرف میل ہوتی ہے اور محبت سو ڈرتا ہے کہ پوشیدہ ہو اس سے درجہ ارشدیت کے واسطے غلبہ میل اس کی کے طرف اس کی کہا اور احتمال ہے کہ ہو مراد ساتھ ھم کے عزیمت اس واسطے کہ خطرہ ثابت نہیں رہتا سو نہیں بدستور رہتا ہے مگر اس چیز پر کہ پکا قصد کرتا ہے اس کے فعل کا نہیں تو اگر استخارہ کرے ہر خطرے میں تو البتہ استخارہ کرے اس چیز میں کہ نہیں اعتبار کیا جاتا ہے ساتھ اس کے سو اس کے اوقات ضائع ہوں گے اور واقع ہوا ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جب کوئی ارادہ کرے اور یہ جو کہا کہ چاہیے کہ دو رکعتیں پڑھے تو ظاہر ہے کہ شرط ہے کہ جب دو رکعتوں سے زیادہ نماز پڑھے تو چاہیے کہ ہر دو رکعت پر سلام پھیرے تا کہ حاصل ہو مسمی دو رکعت کا اور اگر چار رکعتیں ایک سلام سے پڑھے تو نہیں کفایت کرتی ہیں اور کلام نووی رحمہ اللہ کا مشعر ہے ساتھ کفایت کرنے کے اور یہ جو کہا کہ فرض نماز کے سوائے تو اس میں اعتراض ہے مثلاً صبح کی نماز سے اور احتمال ہے کہ مراد ساتھ فرض کے عین فرض ہو اور جو اس کے متعلق ہے سو اعتراض ہو گا سنت مؤکدہ سے جیسے مثلاً صبح کی دو رکعتیں ہیں اور کہا نووی رحمہ اللہ نے استذکار میں کہ اگر مثلاً ظہر کی سنتوں کے بعد دعا استخارہ کرے تو کفایت کرتا ہے برابر ہے کہ دو رکعتیں پڑھے یا زیادہ اور اس میں نظر ہے اور ظاہر یہ ہے کہ کہا جائے کہ اگر بعینہ اس نماز اور نماز استخارہ دونوں کی اکٹھی نیت کی ہو تو جائز ہے بخلاف اس کے جب کہ نہ نیت کرے اور جدا ہوتی ہے تحیۃ المسجد سے اس واسطے کہ مراد ساتھ اس کے مشغول کرنا جگہ کا ہے ساتھ دعا کے اور مراد ساتھ نماز استخارہ کے یہ ہے کہ واقع ہو دعا پیچھے اس کے یا بیچ اس کے اور بعید ہے کفایت کرنا واسطے اس شخص کے کہ عارض ہو واسطے اس کے طلب بعد فارغ ہونے کے نماز

سے اس واسطے کہ ظاہر حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ واقع ہو نماز اور دعا بعد وجود ارادہ امر کے کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ دونوں رکعتوں میں سورہ کافرون اور اخلاص پڑھے اور اس پر کوئی دلیل نہیں اور شاید لاحق کیا ہے اس نے ان کو ساتھ سنتوں فجر کے اور سنتوں مغرب کے اور واسطے ان کے مناسبت ہے ساتھ حال کے واسطے اس چیز کے کہ ان میں ہے اخلاص اور توحید سے اور استخارہ کرنے والا اس کا محتاج ہے واسطے اس کے اور یہ جو کہا سوائے فرض نماز کے تو اس سے لیا جاتا ہے کہ امر ساتھ نماز استخارہ کے نہیں ہے واسطے وجوب کے اور کہا ہمارے شیخ نے ترمذی کی شرح میں کہ میں نے نہیں دیکھا جو استخارہ کے واجب ہونے کا قائل ہو اور جب کہ تھی دعا استخارہ کی شامل اوپر ذکر اللہ تعالیٰ کے اور تفویض کی طرف اس کی تو ہو گی مستحب، واللہ اعلم۔ پھر ہم کہتے ہیں کہ وہ ظاہر ہے بیچ تاخیر دعا کے نماز سے یعنی پہلے نماز پڑھے پھر اس کے بعد دعاء استخارہ کرے اور اگر دعا کرے ساتھ اس کے نماز کے بیچ میں تو احتمال ہے کفایت کرنے کا اور احتمال ہے ترتیب کا اوپر مقدم کرنے شروع کے نماز میں پہلے دعا سے اس واسطے کہ جگہ دعا کی نماز میں سجدہ ہے یا تشہد کہا ابن ابی جمرہ نے حکمت بیچ مقدم کرنے نماز کے اوپر دعا کے یہ ہے کہ مراد ساتھ استخارہ کے حاصل ہونا جمع کا ہے درمیان خیر دنیا اور آخرت کے سو محتاج ہو گا طرف کو ٹنے دروازے بادشاہ کے کی اور نہیں ہے کوئی چیز زیادہ تر مطلوب کو پہنچانے والی نماز سے واسطے اس چیز کے کہ اس میں تعظیم اللہ تعالیٰ کی ہے اور ثناء سے اوپر اس کے اور محتاج ہونے سے اس کی طرف حال میں اور مآل میں۔

قولہ استخیرك بعلمك: با اس میں واسطے تعلیل کے ہے یعنی اس واسطے کہ تو اعلم ہے اور احتمال ہے کہ استعانت کے واسطے ہو اور قول اس کا استقدرک یعنی طلب کرتا ہوں تجھ سے یہ کہ تو مجھ کو اس پر قدرت دے اور احتمال ہے کہ اس کے معنی یہ ہوں کہ میں تجھ سے طلب کرتا ہوں کہ تو اس کو میرے واسطے آسان کر دے۔

قولہ اسألك من فضلك: اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ دینا رب کا فضل ہے اس کی طرف سے اور نہیں ہے واسطے کسی کے اس پر حق اس کی نعمتوں میں جیسا کہ مذہب اہل سنت کا ہے۔

قولہ فانك تقدر، الخ: تو اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ علم اور قدرت فقط اللہ وحدہ کے واسطے ہے اور نہیں واسطے بندے کے اس سے مگر جو مقدر کیا ہے اللہ تعالیٰ نے واسطے اس کے سو گویا کہ کہا کہ الٰہی! تو قادر ہے پہلے اس سے کہ تو مجھ میں قدرت پیدا کرے اور وقت پیدا کرنے کے اور بعد اس کے۔

قولہ اگر تو جانتا ہے، الخ: تو ظاہر یہ ہے کہ یہ کلمہ زبان سے کہے اور احتمال ہے کہ کفایت کرے ساتھ حاضر کرنے اس کے کے دل میں وقت دعا کے قولہ اور مجھ کو اس سے پھیرے دے یعنی تا کہ نہ باقی رہے دل اس کا بعد صرف کرنے کام کے اس سے متعلق ساتھ اس کے اور اس میں دلیل ہے واسطے اہل سنت کے کہ شر یعنی بدی اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے ہے بندوں پر اس واسطے کہ اگر بندہ اس کے پیدا کرنے پر قادر ہوتا تو اس کے پھیرنے پر بھی قادر ہوتا اور نہ محتاج ہوتا

اس کی طرف کہ رب اس سے اس کو پھیر دے۔

قولہ پھر مجھ کو اس سے راضی کر: سو بھید اس میں یہ ہے کہ نہ باقی رہے دل اس کا متعلق ساتھ اس کے سو نہ اطمینان ہو اس کے دل کو اور رض سکون نفس کا ہے طرف قضا کی اور اس حدیث سے کمال شفقت حضرت ﷺ کی امت پر ثابت ہوئی کہ حضرت ﷺ نے ان کو سکھلایا تمام جو نفع دے ان کو دین اور دنیا میں اور اس حدیث میں ہے کہ بندہ نہیں ہے قادر مگر ساتھ فعل کے نہ پہلے اس سے اور اللہ وہ پیدا کرنے والا ہے علم چیز کا واسطے بندے کے اور ارادے اس کے کے اور قادر ہونے اس کے کے اوپر اس کے اسی واسطے کہ واجب ہے بندے پر پھیرنا سب کاموں کا طرف اللہ تعالیٰ کی اور بَرّی اپنے حول اور قوت سے طرف اس کی اور یہ کہ سوال کرے اپنے رب سے اپنے سب کاموں میں اور اختلاف ہے کہ استخارہ کے بعد کیا کرے سو ابن عبدالسلام نے کہا کہ کرے جو اتفاق پڑے واسطے اس کے اور کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ کرے جو کھلے ساتھ اس کے سینہ اس کا اور معتمد یہ ہے کہ نہ کرے جو کھلے ساتھ اس کے سینہ اس کا اس چیز سے کہ ہو اس میں قوی استخارہ سے پہلے اور اس کی طرف اشارہ ہے ساتھ قول اس کے کے ابو سعید رضی اللہ عنہ کی آخر حدیث میں ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ (فتح)

بَابُ الدُّعَآءِ عِنْدَ الْوُضُوْءِ

دعا کے وقت وضو کرنا

٥٩٠٤۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى قَالَ دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَآءٍ فَتَوَضَّأَ بِهٖ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِعُبَيْدٍ أَبِيْ عَامِرٍ وَرَأَيْتُ بَيَاضَ إِبْطَيْهِ فَقَالَ اللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَوْقَ كَثِيْرٍ مِّنْ خَلْقِكَ مِنَ النَّاسِ.

٥٩٠٤۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے پانی منگوایا سو وضو کیا پھر اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے سو یوں دعا کی کہ الٰہی! بخش دے عبید ابی عامر کو اور میں نے آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھی سو فرمایا کہ اس کو قیامت کے دن اپنی اکثر خلق سے اونچا رکھ۔

بَابُ الدُّعَآءِ إِذَا عَلَا عَقَبَةً

جب گھاٹی پر چڑھے تو دعا مانگے یعنی جب اونچی جگہ پر چڑھے تو دعا مانگے

فائدہ: باب میں دعا کا ذکر ہے اور حدیث میں تکبیر کا سو شاید کہ لیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو قول حضرت ﷺ کے سے انکم لا تدعون اصم و لا غائبا یعنی تم بہرے اور غائب کو نہیں پکارتے ہو سو نام رکھا تکبیر کا دعا۔

قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ خَيْرٌ عُقْبًا عَاقِبَةً وَّعُقْبًا وَّعَاقِبَةٌ وَّاحِدٌ وَّهُوَ الْاٰخِرَةُ

کہا ابو عبداللہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن کے اس لفظ کی تفسیر میں خیر عقبا کہ ان تینوں لفظوں کے ایک معنی ہیں اور وہ

آخرت ہے۔

٥٩٠٥ ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ أَبِي مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَكُنَّا إِذَا عَلَوْنَا كَبَّرْنَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّهَا النَّاسُ ارْبَعُوْا عَلٰى أَنْفُسِكُمْ فَإِنَّكُمْ لَا تَدْعُوْنَ أَصَمَّ وَلَا غَائِبًا وَلٰكِنْ تَدْعُوْنَ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ثُمَّ أَتٰى عَلَيَّ وَأَنَا أَقُوْلُ فِي نَفْسِي لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ فَقَالَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ قَيْسٍ قُلْ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ فَإِنَّهَا كَنْزٌ مِّنْ كُنُوْزِ الْجَنَّةِ أَوْ قَالَ أَلَا أَدُلُّكَ عَلٰى كَلِمَةٍ هِيَ كَنْزٌ مِّنْ كُنُوْزِ الْجَنَّةِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ.

٥٩٠٥۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے سو جب ہم اونچی جگہ پر چڑھتے تو اللہ اکبر کہتے یعنی چلا کر سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے لوگو! نرمی کرو اپنی جانوں پر یعنی شور نہ کرو البتہ تم بہرے اور غائب کو نہیں پکارتے لیکن تم تو نزدیک والے کو پکارتے ہو یعنی وہ تمہارے ساتھ موجود ہے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے اور میں اپنے جی میں کہتا تھا لاحول ولا قوۃ الا باللہ یعنی نہیں طاقت پھرنے کی گناہوں سے اور نہ قوت بندگی کی مگر اللہ کی توفیق سے سو فرمایا کہ اے عبداللہ بن قیس! کہہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ کے بیشک وہ بہشت کے خزانوں میں سے ہے یا یوں فرمایا کہ کیا نہ بتلاؤں تجھ کو وہ کلمہ جو بہشت کے خزانوں میں سے ہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

فائدہ: اور کتاب القدر میں یہ حدیث خالد کے طریق سے آئے گی اور سلیمان تیمی کے طریق سے اور اس میں بیان ہے سبب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کا کہ تم بہرے اور غائب کو نہیں پکارتے ہو اس واسطے کہ سلیمان کی روایت میں ہے کہ جب گھاٹی پر چڑھے تو ایک مرد نے اپنی آواز بلند کی اور خالد کی روایت میں ہے کہ جب ہم کسی اونچی جگہ پر چڑھتے تھے تو بلند آواز سے تکبیر کہتے۔

بَابُ الدُّعَاءِ إِذَا هَبَطَ وَادِيًا فِيْهِ حَدِيْثُ جَابِرٍ

دعا کرنا وقت اترنے کے نالے میں اور نوان میں اس میں حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی ہے

فائدہ: اور مراد ساتھ جابر رضی اللہ عنہ کے وہ حدیث ہے جو جہاد میں باب التسبیح اذا هبط میں گزر چکی ہے کہ جب ہم اونچی جگہ پر چڑھتے تھے تو اللہ اکبر کہتے تھے اور جب ہم اترتے تھے تو سبحان اللہ کہتے تھے اور مناسبت تکبیر کی وقت چڑھنے کے طرف اونچی مکان کی یہ ہے کہ اونچا ہونا اور بلند ہونا محبوب ہے واسطے نفسوں کے واسطے اس چیز کے کہ اس میں ہے بڑائی سے سو مشروع کیا واسطے اس شخص کے کہ متلبس ہو ساتھ اس کے یہ کہ ذکر کرے اللہ تعالیٰ کی بڑائی کو اور یہ کہ بلند تر ہے ہر چیز سے پس تکبیر کہے واسطے اس کے تا کہ شکر کرے اللہ تعالیٰ واسطے اس کے پس زیادہ دے اس

کو اپنے فضل سے اور مناسبت سبحان اللہ کہنے کی واسطے اترنے کے پست جگہ میں واسطے ہونے پست جگہ کے محل تنگی کا سو مشروع ہے اس میں سبحان اللہ کہنا اس واسطے کہ اسباب کشادگی اور آسانی کے سے ہے جیسا کہ یونس علیہ السلام کے قصے میں واقع ہوا ہے۔ (فتح)

بَابُ الدُّعَآءِ إِذَا أَرَادَ سَفَرًا أَوْ رَجَعَ فِيهِ — دعا کرنا وقت ارادے سفر کے اور وقت پھرنے کے اس

يَحْيَى بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَنَسٍ — سے اس میں حدیث یحییٰ کی ہے انس رضی اللہ عنہ سے

فائدہ: مراد ساتھ حدیث انس رضی اللہ عنہ کے وہ حدیث ہے جو جہاد میں گزر چکی ہے جس کا اول یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خیبر سے پھرے اور صفیہ رضی اللہ عنہا کو اپنے پیچھے اپنی سواری پر بٹھایا تھا اس کے آخر میں ہے آئبون تائبون عابدون لربنا حامدون.

٥٩٠٦ ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ نَّافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا قَفَلَ مِنْ غَزْوٍ أَوْ حَجٍّ أَوْ عُمْرَةٍ يُكَبِّرُ عَلٰى كُلِّ شَرَفٍ مِّنَ الْأَرْضِ ثَلَاثَ تَكْبِيْرَاتٍ ثُمَّ يَقُوْلُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ آئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ.

٥٩٠٦۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب جہاد یا حج یا عمرے سے پھرتے تو ہر بلند جگہ پر اللہ اکبر تین بار کہتے کوئی لائق بندگی کے نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے اسی کی بادشاہی ہے اور اسی کا شکر ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے ہم سفر سے پھرے توبہ بندگی سجدہ کرنے والے ہم اپنے رب کے شکر گزار ہیں سچا کیا اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے کو اور مدد کی اپنے بندے کی یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اور تنہا اسی نے کفار کے گروہوں کو شکست دی۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جب سفر کا ارادہ کرتے تو اس دعا کو پڑھتے اور اس میں اتنا زیادہ ہے آئبون سے آخر تک اور اسی زیادتی کی طرف اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ترجمہ میں ساتھ قول اپنے کے جب سفر کا ارادہ کرے اور یہ جو کہا کہ جب جہاد یا حج یا عمرے کا ارادہ کرے تو ظاہر اس کا یہ ہے کہ یہ حکم خاص ہے ساتھ ان تین سفروں کے اور حالانکہ اس طرح نہیں ہے نزدیک جمہور کے بلکہ مشروع ہے کہنا اس کا ہر سفر میں کہ طاعت کا ہونا مانند صلہ رحم اور طلب علم کے واسطے اس کے کہ شامل ہے تمام کو اسم طاعت کا اور بعض نے کہا کہ مباح سفر کا بھی یہی حکم ہے اس واسطے کہ مسافر کو اس میں ثواب نہیں ہے پس نہیں منع اوپر اس کے فعل اس چیز کا کہ حاصل ہو واسطے اس کے ثواب اور بعض نے کہا کہ گناہ کے سفر میں بھی مشروع ہے اس واسطے کہ مرتکب اس کا زیادہ تر محتاج ہے طرف تحصیل

ثواب کے اپنے غیر سے اور تعاقب کیا گیا ہے اس تعلیل کا اس واسطے کہ جو خاص کرتا ہے اس کو سفر گناہ کے سے نہیں منع کرتا اس کو جو سفر کرے مباح میں اور نہ اس کو جو سفر کرے گناہ میں بہت ذکر کرنے اللہ تعالیٰ کے سے یعنی وہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کو منع نہیں کرتا لیکن نزاع تو خاص اس ذکر میں ہے اس وقت مخصوص میں سو ایک قوم کا تو یہ مذہب ہے کہ یہ خاص ہے اس واسطے کہ یہ عبادات مخصوصہ ہیں ان کے واسطے ذکر بھی خاص مشروع ہوا ہے سو خاص ہوگا ساتھ اس کے مانند ذکر ماثور کی بعد اذان کے اور بعد نماز کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اقتصار کیا ہے صحابی نے اوپر تین کے واسطے بند ہونے سفر حضرت مَثَلِّلْيَّةِم کے بیچ ان کے اسی واسطے ترجمہ باندھا ہے ساتھ سفر کے اور شرف بلند مکان کو کہتے ہیں اور بعض نے کہا کہ وہ برابر زمین ہے اور بعض نے کہا کہ جو میدان کہ خالی ہو درخت وغیرہ سے پھر کہتے لا الہ الا اللہ احتمال ہے کہ لاتے ہوں اس ذکر کو بعد تکبیر کے اس حال میں کہ اونچی جگہ میں ہوتے اور احتمال ہے کہ تکبیر خاص ہو ساتھ جگہ بلند کے اور مابعد اس کا اگر جگہ فراخ ہوتی تو ذکر کو پورا کرتے نہیں تو جب نیچے اترتے تو سبحان اللہ کہتے كما دل عليه حديث جابر رضی اللہ عنه اور احتمال ہے کہ کامل کرتے ہوں ذکر مذکور کو مطلق پیچھے تکبیر کے پھر جب پست جگہ میں اترتے تو سبحان اللہ کہتے ہوں کہا قرطبی نے کہ تکبیر کے بعد لا الہ الا اللہ کہنے میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ وہ اکیلا ہے ساتھ پیدا کرنے تمام موجودات کے اور یہ کہ وہی ہے معبود تمام جگہوں میں اور یہ جو کہا کہ ہم رجوع کرنے والے ہیں تو نہیں ہے مراد اخبار ساتھ محض رجوع کے کہ وہ تحصیل حاصل کی ہے بلکہ رجوع ہے بیچ حالت مخصوصہ کے اور وہ مشغول ہونا ان کا ہے ساتھ عبادت مخصوصہ کے اور یہ جو کہا ہم توبہ کرنے والے تو اس میں اشارہ ہے طرف تقصیر کی عبادت میں اور حضرت مَثَلِّلْيَّةِم نے اس کو تواضع سے کہا یا اپنی امت کی تعلیم کے واسطے یا مراد امت آپ کی ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے کو سچا کیا یعنی جو وعدہ کیا تھا اپنے دین کے ظاہر کرنے اس آیت میں ﴿وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً﴾ اور اس آیت میں ﴿وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ﴾ الآیۃ اور یہ آیت جہاد کے سفر میں ہے اور مناسبت اس کی واسطے سفر حج اور عمرے کے یہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ آمِنِيْنَ﴾ اور یہ جو کہا کہ اسی نے تنہا کفار کے گروہوں کو شکست دی یعنی بغیر فعل کسی آدمی کے اور مراد ساتھ احزاب کے اس جگہ کفار قریش ہیں اور جو ان کے موافق ہوئے عرب اور یہود سے کہ جمع ہوئے تھے جنگ خندق میں اور انہیں کی شان میں سورۂ احزاب اُتری۔(فتح)

بَابُ الدُّعَآءِ لِلْمُتَزَوِّجِ

نکاح کرنے والے کے واسطے دعا کرنی

۵۹۰۷۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَأَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى

۵۹۰۷۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت مَثَلِّلْيَّةِم نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ پر زردی کا نشان دیکھا سو فرمایا کہ کیا حال ہے تیرا؟ اس نے کہا کہ میں نے ایک عورت سے

عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ أَثَرَ صُفْرَةٍ فَقَالَ مَهْيَمْ أَوْ مَهْ قَالَ قَالَ تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً عَلٰى وَزْنِ نَوَاةٍ مِّنْ ذَهَبٍ فَقَالَ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ.

نکاح کیا گٹھلی کے برابر سونے پر سو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تیرے واسطے برکت کرے ولیمہ کر اگرچہ ایک بکری سے ہو۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب النکاح میں گزر چکی ہے اور مراد اس سے یہ قول ہے کہ اللہ تعالیٰ تیرے واسطے برکت کرے۔

٥٩٠٨۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ هَلَكَ أَبِيْ وَتَرَكَ سَبْعَ أَوْ تِسْعَ بَنَاتٍ فَتَزَوَّجْتُ امْرَأَةً فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجْتَ يَا جَابِرُ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ بِكْرًا أَمْ ثَيِّبًا قُلْتُ ثَيِّبًا قَالَ هَلَّا جَارِيَةً تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ أَوْ تُضَاحِكُهَا وَتُضَاحِكُكَ قُلْتُ هَلَكَ أَبِيْ فَتَرَكَ سَبْعَ أَوْ تِسْعَ بَنَاتٍ فَكَرِهْتُ أَنْ أَجِيْئَهُنَّ بِمِثْلِهِنَّ فَتَزَوَّجْتُ امْرَأَةً تَقُوْمُ عَلَيْهِنَّ قَالَ فَبَارَكَ اللّٰهُ عَلَيْكَ لَمْ يَقُلِ ابْنُ عُيَيْنَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ عَمْرٍو بَارَكَ اللّٰهُ عَلَيْكَ.

٥٩٠٨۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرا باپ مر گیا سو اس نے سات یا نو بیٹیاں چھوڑیں سو میں نے ایک عورت سے نکاح کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ کیا تو نے نکاح کیا ہے؟ اے جابر! میں نے کہا ہاں، فرمایا کنواری سے یا شوہر دیدہ سے میں؟ میں نے کہا کہ شوہر دیدہ سے، فرمایا کیوں نہ نکاح کیا تو نے کنواری لڑکی سے کہ تو اس کے ساتھ کھیلتا اور وہ تیرے ساتھ کھیلتی اور تو اس کو ہنساتا اور وہ تجھ کو ہنساتی؟ میں نے کہا کہ میرا باپ مر گیا اور اس نے سات یا نو بیٹیاں چھوڑیں سو میں نے مکروہ جانا کہ میں اُن کے پاس ان کی مثل لاؤں، یعنی نادان لڑکی سے نکاح کروں جیسی وہ ہیں سو میں نے عورت سے نکاح کیا جو ان کی کارساز بنے، فرمایا سو اللہ تعالیٰ تم پر برکت کرے۔ ابن عیینہ اور محمد نے یہ لفظ نہیں کہا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح بھی نکاح میں گزر چکی ہے اور مراد اس سے یہ قول آپ کا ہے بارك الله عليك اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کے واسطے لك فرمایا اور جابر رضی اللہ عنہ کے واسطے عليك تو مراد ساتھ اول کے خاص ہونا اس کا ہے ساتھ برکت کے بیچ بیوی اس کی کے اور مراد علیک کے شامل ہونا برکت کا ہے واسطے اس کے بیچ تیز ہونے عقل اس کی کے کہ اس نے اپنی بہنوں کی مصلحت کو اپنے نفس کے حصے پر مقدم کیا سو شوہر دیدہ سے نکاح کیا باوجود اس کے کہ جوان کے واسطے کنواری غالبًا بلند رتبہ ہوتی ہے۔ (فتح)

بَابُ مَا يَقُوْلُ إِذَا أَتٰى أَهْلَهٗ.

جب اپنی بیوی سے صحبت کا ارادہ کرے تو کیا کہے؟

٥٩٠٩۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا

٥٩٠٩۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اگر

جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ أَنَّ أَحَدَهُمْ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَّأْتِيَ أَهْلَهٗ قَالَ بِاسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا فَإِنَّهٗ إِنْ يُّقَدَّرْ بَيْنَهُمَا وَلَدٌ فِيْ ذٰلِكَ لَمْ يَضُرَّهٗ شَيْطَانٌ أَبَدًا.

مسلمانوں میں سے کوئی جب اپنی بیوی سے صحبت کا ارادہ کرے تو یہ دعا پڑھے بسم اللہ سے رزقتنا تک یعنی شروع اللہ کے نام سے الٰہی! بچائے رکھ ہم کو شیطان سے اور بچا شیطان سے ہماری اولاد کو سو البتہ بیوی خاوند کے درمیان اس صحبت میں کوئی لڑکا قسمت میں ہوگا تو اس کو شیطان کبھی ضرر نہ پہنچا سکے گا۔

فائدہ: اور اس حدیث کے لفظ میں وہ چیز ہے جو تقاضا کرتی ہے کہ دعا مذکور مشروع ہے وقت ارادے جماع کے سو دور ہوگا احتمال ظاہر حدیث کے مشروع ہے وقت مشروع ہونے کے جماع میں اور اس حدیث کی شرح کتاب النکاح میں گزر چکی ہے اور یہ جو کہا کہ شیطان اس کو کبھی ضرر نہ پہنچا سکے گا یعنی اس لڑکے کو ضرر نہ پہنچا سکے گا اس طور سے کہ قادر ہو اس کے ضرر دینے میں اس کے دین میں اور دنیا میں اور یہ مراد نہیں ہے کہ اس کو بالکل وسوسہ بھی نہ ڈال سکے گا۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً

حضرت ﷺ کا یہ قول کہ ہم کو دنیا میں بہتری دے

٥٩١٠ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ أَكْثَرُ دُعَآءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ.

٥٩١٠۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کی اکثر دعا یہ تھی الٰہی! ہم کو دنیا میں بہتری اور بھلائی دے اور آخرت میں بہتری اور بھلائی اور بچا ہم کو دوزخ کے عذاب سے۔

فائدہ: مسلم کی روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ کہا کرتے تھے ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ الآیۃ اور مطابق ہے واسطے ترجمہ کے اور کہا عیاض نے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حضرت ﷺ اکثر اس آیت کے ساتھ دعا کیا کرتے تھے اس واسطے کہ وہ جامع ہے دعا کے سب معنوں کو امر دنیا اور آخرت کے سے کہا اور حسنہ نزدیک ان کے اس جگہ نعمت ہے سو سوال کیا واسطے نعمتوں دنیا اور آخرت کے اور بچانے کے عذاب سے ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ احسان کرے ہم پر ساتھ اس کے اور دوام اس کا، میں کہتا ہوں اور مختلف ہیں عبارتیں سلف کی حسنہ کی تفسیر میں سو حسن سے ہے کہ وہ علم اور عبادت ہے دنیا میں روایت کیا ہے اس کو ابن ابی حاتم نے اور ایک روایت میں ہے کہ دنیا میں رزق پاک اور علم نافع اور آخرت میں بہشت ہے اور تفسیر حسنہ کی ساتھ بہشت کے آخرت میں سدی سے یہی مروی

ہے اور یہی منقول ہے مجاہد اور اسماعیل اور مقاتل سے اور قتادہ سے روایت ہے کہ وہ عافیت ہے دنیا اور آخرت میں اور محمد بن کعب سے ہے کہ نیک بیوی حسنات سے ہے اور سدی اور مقاتل سے روایت ہے کہ حسنہ دنیا کی رزق حلال واسع ہے اور عمل صالح اور حسنہ آخرت کی مغفرت اور ثواب اور عطیہ سے روایت ہے کہ حسنہ دنیا کی علم اور عمل ہے اور بھلائی آخرت کی آسان ہونا حساب کا ہے اور دخول بہشت کا اور عوف سے روایت ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے دیا اسلام اور قرآن اور اہل اور مال اور ولد تو اس کو اس نے دنیا اور آخرت میں بھلائی دی اور صوفیہ سے بھی بہت اقوال اس کی تفسیر میں منقول ہیں حاصل ان کا سلامتی ہے دنیا اور آخرت میں اور کشاف میں علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ وہ دنیا میں عورت نیک ہے اور آخرت میں حور ہے اور عذاب آگ کا بدعورت ہے اور کہا شیخ عماد الدین نے کہ حسنہ دنیا میں شامل ہے ہر مطلوب دنیاوی کو عافیت اور گھر فراخ سے اور بیوی نیک اور اولاد نیک سے اور رزق واسع اور علم نافع سے اور عمل صالح اور مرکب مبارک سے اور ثنا جمیل سے اور سوائے اس کے اس قسم سے کہ شامل ہیں ان کو عبارتیں ان کی کہ وہ سب درج ہیں دنیا کی بھلائی میں اور آخرت کی حسنہ سو اعلیٰ اس کا داخل ہونا ہے بہشت میں اور توابع اس کے امن میں ہونا بڑی گھبراہٹ سے قیامت کے میدان میں اور آسان کرنا حساب کا اور سوائے اس کے امور آخرت سے اور بہرحال آگ سے بچنا سو وہ تقاضا کرتا ہے آسان کرنے اس کے اسباب کے کو دنیا میں اجتناب محارم سے اور ترک شبہات سے۔ (فتح)

بَابُ التَّعَوُّذِ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا

دنیا کے فتنے سے پناہ مانگنا

۵۹۱۱۔ حَدَّثَنَا فَرْوَةُ بْنُ أَبِي الْمَغْرَاءِ حَدَّثَنَا عَبِيْدَةُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنْ أَبِيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُنَا هٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ كَمَا تُعَلَّمُ الْكِتَابَةُ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ أَنْ نُرَدَّ إِلٰى أَرْذَلِ الْعُمُرِ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْقَبْرِ.

۵۹۱۱۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو یہ کلمات سکھلاتے تھے جیسے لکھنا سکھلایا جاتا ہے الٰہی! میں تیری پناہ مانگتا ہوں بخیلی سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں نامردی سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں بری عمر کی طرف پھیرے جانے سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں دنیا کے فتنے اور قبر کے عذاب سے۔

بَابُ تَكْرِيْرِ الدُّعَاءِ

دعا کو مکرر کرنا

٥٩١٢ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُنْذِرٍ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طُبَّ حَتّٰى إِنَّهُ لَيُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهُ قَدْ صَنَعَ الشَّيْءَ وَمَا صَنَعَهُ وَإِنَّهُ دَعَا رَبَّهُ ثُمَّ قَالَ أَشَعَرْتِ أَنَّ اللّٰهَ قَدْ أَفْتَانِي فِيمَا اسْتَفْتَيْتُهُ فِيهِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ فَمَا ذَاكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ جَآءَ نِي رَجُلَانِ فَجَلَسَ أَحَدُهُمَا عِنْدَ رَأْسِيْ وَالْآخَرُ عِنْدَ رِجْلَيَّ فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ مَا وَجَعُ الرَّجُلِ قَالَ مَطْبُوْبٌ قَالَ مَنْ طَبَّهُ قَالَ لَبِيْدُ بْنُ الْأَعْصَمِ قَالَ فِيْ مَاذَا قَالَ فِيْ مُشْطٍ وَّمُشَاطَةٍ وَجُفِّ طَلْعَةٍ قَالَ فَأَيْنَ هُوَ قَالَ فِيْ ذَرْوَانَ وَذَرْوَانُ بِئْرٌ فِيْ بَنِيْ زُرَيْقٍ قَالَتْ فَأَتَاهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ رَجَعَ إِلٰى عَائِشَةَ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَكَأَنَّ مَآءَ هَا نُقَاعَةُ الْحِنَّآءِ وَلَكَأَنَّ نَخْلَهَا رُؤُوْسُ الشَّيَاطِيْنِ قَالَتْ فَأَتٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهَا عَنِ الْبِئْرِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَهَلَّا أَخْرَجْتَهُ قَالَ أَمَّا أَنَا فَقَدْ شَفَانِي اللّٰهُ وَكَرِهْتُ أَنْ أُثِيْرَ عَلَى النَّاسِ شَرًّا زَادَ عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ وَاللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سُحِرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَا وَدَعَا

٥٩١٢۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بیشک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو ہوا یہاں تک کہ آپ کی طرف خیال کیا جاتا تھا کہ آپ نے کام کیا ہے اور حالانکہ اس کو نہ کیا ہوتا یعنی نا کردہ کام کو آپ جانتے کہ میں کر چکا ہوں اور یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب سے دعا کی پھر فرمایا کہ اے عائشہ! کیا تو نے جانا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو حکم کیا جس میں میں نے اس سے حکم چاہا یعنی میری دعا قبول کی اور جادو کا حال بتلا دیا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا یا حضرت! اس کا کیا بیان ہے؟ فرمایا کہ میرے پاس دو مرد آئے سو ایک میرے سر کے پاس بیٹھا اور دوسرا میرے پاؤں کے پاس سو ایک نے اپنے ساتھی سے کہا کہ کیا درد ہے اس مرد کو یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو؟ اس نے جواب میں کہا کہ اس کو جادو کا اثر ہے اس نے کہا کہ کس نے اس کو جادو کیا؟ کہا کہ لبید اعصم کے بیٹے نے کیا ہے، اس نے کہا کہ کس چیز میں کیا ہے؟ اس نے کہا کہ کنگھی میں اور اُن بالوں میں جو کنگھی سے جھڑیں اور نر کھجور کی بالی کے غلاف میں اس نے کہا کہ یہ کہاں رکھا ہے؟ اس نے کہا کہ ذی اروان کے کنویں میں اور ذی اروان ایک کنواں ہے قبیلہ بنی زریق میں، کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف لے گئے پھر عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف پھرے سو فرمایا کہ قسم ہے اللہ تعالیٰ کی اس کنویں کا پانی جیسے مہندی کا بھگویا پانی ہوتا ہے اور اس کے کھجور کے درخت جیسے شیطانوں کے سر، کہا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس آئے اور اس کو کنویں کی خبر دی میں نے کہا یا حضرت! آپ نے اس کو کیوں نہیں نکال دیا یعنی اس یہودی کو جس نے آپ پر جادو کیا ہے شہر سے نکلوا دیجیے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو تو اللہ تعالیٰ نے شفا دی میں کس واسطے لوگوں

وَسَاقَ الْحَدِيْثَ.

میں فتنہ انگیزی کروں، زیادہ کیا ہے عیسیٰ اور لیث نے ہشام سے اس کے باپ سے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو ہوا سو دعا کی اور دعا کی اور بیان کی حدیث۔

فائدہ: ایک روایت میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش آتا تھا یہ کہ دعا کریں تین بار اور استغفار کریں تین بار روایت کیا ہے اس کو ابوداؤد اور نسائی نے اور روایت عیسیٰ کی مع شرح کے طب میں گزر چکی ہے اور وہی ہے مطابق واسطے ترجمہ کے بخلاف روایت انس رضی اللہ عنہ کے جس کو باب میں وارد کیا ہے سو اس میں تکرار دعا کا ذکر نہیں ہے۔ (فتح)

بَابُ الدُّعَآءِ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ

مشرکوں پر دعا کرنا

وَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُمَّ أَعِنِّيْ عَلَيْهِمْ بِسَبْعٍ كَسَبْعِ يُوْسُفَ.

اور کہا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ الٰہی! میرے اوپر مدد کر سات برس کا قحط ڈال کر یوسف علیہ السلام کا سا قحط سات برس کا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح استسقاء میں گزر چکی ہے کہ جب کفار قریش اور قوم مضر نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذا پر نہایت کمر باندھی تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے حق میں یہ بد دعا کی چنانچہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بد دعا سے ایسا قحط پڑا کہ انہوں نے ہڈی اور مردار کو کھایا۔

وَقَالَ اللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِأَبِيْ جَهْلٍ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الصَّلَاةِ اللّٰهُمَّ الْعَنْ فُلَانًا وَفُلَانًا حَتّٰى أَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ﴾

اور کہا الٰہی! پکڑ لے ابوجہل کو اور کہا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ دعا کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں کہ الٰہی! لعنت کر فلانے کو اور فلانے کو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اُتاری کہ تیرا کچھ اختیار نہیں۔

فائدہ: ابوجہل کی حدیث کی شرح طہارت میں گزر چکی ہے اوجھڑی کے قصے میں اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث غزوہ اُحد میں۔

٥٩١٣۔ حَدَّثَنَا ابْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا وَكِيْعٌ عَنِ ابْنِ أَبِيْ خَالِدٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ أَبِيْ أَوْفٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْأَحْزَابِ فَقَالَ اللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ سَرِيْعَ الْحِسَابِ اهْزِمِ

٥٩١٣۔ حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار کے گروہوں پر بد دعا کی الٰہی! کتاب کے اُتارنے والے! جلد حساب کرنے والے! شکست دے کفار کے گروہوں کو شکست دے ان کو اور ان میں زلزلہ ڈال۔

الْأَحْزَابَ اهْزِمْهُمْ وَزَلْزِلْهُمْ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح بھی کتاب الجہاد میں گزر چکی ہے۔

٥٩١٤ ـ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ يَحْيٰى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فِي الرَّكْعَةِ الْآخِرَةِ مِنْ صَلَاةِ الْعِشَاءِ قَنَتَ اللّٰهُمَّ أَنْجِ عَيَّاشَ بْنَ أَبِي رَبِيْعَةَ اللّٰهُمَّ أَنْجِ الْوَلِيْدَ بْنَ الْوَلِيْدِ اللّٰهُمَّ أَنْجِ سَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ اللّٰهُمَّ أَنْجِ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اللّٰهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلٰى مُضَرَ اللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا عَلَيْهِمْ سِنِيْنَ كَسِنِيْ يُوْسُفَ.

۵۹۱۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سمع اللہ لمن حمدہ کہتے نماز عشاء کی اخیر رکعت میں تو قنوت پڑھتے الٰہی! نجات دے عیاش بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کو، الٰہی! نجات دے ولید بن ولید رضی اللہ عنہ کو، الٰہی! نجات دے سلمہ بن ہشام رضی اللہ عنہ کو، الٰہی! نجات دے دبے ہوئے بے زور مسلمانوں کو، الٰہی! اپنا سخت عذاب ڈال مضر کی قوم پر اور ان پر سات برس کا قحط ڈال جیسے یوسف علیہ السلام کے وقت میں قحط پڑا تھا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح تفسیر سورۂ نساء میں گزر چکی ہے۔

٥٩١٥ ـ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الرَّبِيْعِ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرِيَّةً يُقَالُ لَهُمُ الْقُرَّآءُ فَأُصِيْبُوْا فَمَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَدَ عَلٰى شَيْءٍ مَا وَجَدَ عَلَيْهِمْ فَقَنَتَ شَهْرًا فِيْ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَيَقُوْلُ إِنَّ عُصَيَّةَ عَصَوُا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ.

۵۹۱۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چھوٹا لشکر بھیجا جن کو قراء کہا جاتا تھا سو وہ سب شہید ہوئے سو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا کہ غمگین ہوئے ہوں کسی پر جو ان پر غمگین ہوئے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہینہ فجر کی نماز میں قنوت پڑھی اور کہتے تھے کہ عصیہ نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔

٥٩١٦ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ الْيَهُوْدُ يُسَلِّمُوْنَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ

۵۹۱۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ یہود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کرتے تھے کہتے تھے تجھ کو سام یعنی موت ہو سو عائشہ رضی اللہ عنہا ان کی بات سمجھ گئیں سو کہا اور تم پر موت اور لعنت ہو، سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آہستہ ہو اے عائشہ!

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُوْنَ السَّامُ عَلَيْكَ فَفَطِنَتْ عَائِشَةُ إِلٰى قَوْلِهِمْ فَقَالَتْ عَلَيْكُمُ السَّامُ وَاللَّعْنَةُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَهْلًا يَا عَائِشَةُ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الرِّفْقَ فِي الْأَمْرِ كُلِّهِ فَقَالَتْ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ أَوَلَمْ تَسْمَعْ مَا يَقُوْلُوْنَ قَالَ أَوَلَمْ تَسْمَعِيْ أَنِّيْ أَرُدُّ ذٰلِكَ عَلَيْهِمْ فَأَقُوْلُ وَعَلَيْكُمْ.

بے شک اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے نرمی کو سب کاموں میں، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یا حضرت! کیا آپ نے نہیں سنا جو کہتے ہیں؟ فرمایا کیا تو نے نہیں سنا کہ میں اس کو اُن پر رد کرتا ہوں، سو میں کہتا ہوں اور تم پر۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الاستیذان میں گزر چکی ہے۔

٥٩١٧ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِيْرِيْنَ حَدَّثَنَا عَبِيْدَةُ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ فَقَالَ مَلَأَ اللّٰهُ قُبُوْرَهُمْ وَبُيُوْتَهُمْ نَارًا كَمَا شَغَلُوْنَا عَنْ صَلَاةِ الْوُسْطٰى حَتّٰى غَابَتِ الشَّمْسُ وَهِيَ صَلَاةُ الْعَصْرِ.

٥٩١٧۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم جنگ خندق کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یعنی کافروں کے حق میں بد دعا کی اللہ تعالیٰ ان کی قبروں اور گھروں کو آگ سے بھرے کہ انہوں نے ہم کو بیچ والی نماز یعنی عصر کی نماز سے باز رکھا یہاں تک کہ سورج غروب ہوا۔

فائدہ: اس حدث کی شرح سورۂ بقرہ کی تفسیر میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

بَابُ الدُّعَاءِ لِلْمُشْرِكِيْنَ

مشرکوں کے واسطے دعا مانگنا

٥٩١٨ ۔ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَدِمَ الطُّفَيْلُ بْنُ عَمْرٍو عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ دَوْسًا قَدْ عَصَتْ وَأَبَتْ فَادْعُ اللّٰهَ عَلَيْهَا فَظَنَّ النَّاسُ أَنَّهُ يَدْعُوْ عَلَيْهِمْ فَقَالَ اللّٰهُمَّ اهْدِ دَوْسًا وَأْتِ بِهِمْ.

٥٩١٨۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ طفیل بن عمرو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ یا حضرت! البتہ قوم دوس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اور انکار کیا سو اللہ تعالیٰ سے دعا کیجیے کہ ان پر عذاب اُتارے سو لوگوں نے گمان کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان پر بد دعا کرتے ہیں سو فرمایا الٰہی! ہدایت کر اس کی قوم کو اور لا ان کو۔

فائدہ: یہ باب اور اس کی حدیث کتاب الجہاد میں گزر چکی ہے اور اس کی شرح بھی اسی جگہ میں گزر چکی ہے اور میں نے دونوں بابوں کے درمیان وجہ تطبیق ذکر کی ہے اور یہ کہ وہ دو اعتبار سے ہے اور حکایت کی ہے ابن بطال نے کہ مشرکوں پر بد دعا کرنی منسوخ ہے ساتھ اس آیت کے ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ﴾ اور اکثر اس پر ہیں کہ منسوخ نہیں اور بد دعا مشرکوں پر جائز ہے اور منع اس شخص کے حق میں ہے جس کے اسلام میں داخل ہونے کی امید ہو اور احتمال ہے تطبیق میں یہ کہ جائز اس جگہ ہے جس جگہ دعا میں وہ چیز ہو جو تقاضا کرے ان کے زجر کو تمادی ان کے سے کفر پر اور منع اس جگہ ہے جہاں واقع ہو بد دعا ان پر ساتھ ہلاک کے ان کے کفر پر اور تقیید ساتھ ہدایت کے راہ دکھلاتی ہے اس کی طرف کہ مراد ساتھ مغفرت کے حضرت ﷺ کے قول میں **اغفر لقومی فانهم لا يعلمون** معاف کرنا ہے ان کے قصور کا نہ مٹانا ان کے سب گناہوں کا یا مراد یہ ہے کہ ان کو ہدایت کر اسلام کی طرف کہ صحیح ہے ساتھ اس کے مغفرت یا معنی یہ ہیں کہ ان کو بخش اگر اسلام لائیں۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ

حضرت ﷺ کے اس قول کے بیان میں کہ الٰہی! بخش دے مجھ کو جو میں نے آگے کیا اور جو پیچھے ڈالا

فائدہ: باب باندھا ہے ساتھ بعض حدیث کے اور یہ قدر اس سے داخل ہے اس میں تمام وہ چیز کہ شامل ہے اوپر اس کے اس واسطے کہ تمام جو اس میں مذکور ہے نہیں خالی ہے ایک دو امر سے۔

۵۹۱۹ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ صَبَّاحٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُوْسٰى عَنْ أَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَدْعُوْ بِهٰذَا الدُّعَاءِ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ خَطِيْئَتِيْ وَجَهْلِيْ وَإِسْرَافِيْ فِيْ أَمْرِيْ كُلِّهِ وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّيْ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ خَطَايَايَ وَعَمْدِيْ وَجَهْلِيْ وَهَزْلِيْ وَكُلُّ ذٰلِكَ عِنْدِيْ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ وَأَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ.

۵۹۱۹۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ دعا کرتے تھے ساتھ اس دعا کے اے میرے پروردگار! بخش دے مجھ کو میری بھول چوک اور میری نادانی اور میری زیادتی کو جو مجھ سے میرے حال میں ہوئی اور بخش دے اس چیز کو جس کو مجھ سے زیادہ تر جانتا ہے الٰہی! بخش دے میرے بھول اور میرے قصد کو اور میری نادانی اور بیہودگی کو اور یہ سب میری طرف سے ہے، الٰہی! بخش دے مجھ کو جو میں نے آگے کیا اور پیچھے ڈالا اور جو میں نے چھپایا اور ظاہر کیا تو ہی ہے آگے کرنے والا اور تو ہی ہے پیچھے ڈالنے والا اور تو ہر چیز پر قادر ہے۔

فائدہ: اور محل اس دعا کا نماز کے اندر ہے سلام سے پہلے اور بعد سلام کے بھی اور حضرت ﷺ نے جو یہ دعا کی گناہ بخشوانے کی باوجود اس کے کہ آپ کے سب گناہ بخشے گئے ہیں تو حضرت ﷺ حکم بجا لائے جو حکم کیا ان کو اللہ تعالیٰ نے ساتھ سبحان اللہ کہنے کے اور مغفرت مانگنے کے جب کہ اللہ تعالیٰ کی فتح آئے اور کہا عیاض نے احتمال ہے کہ ہو قول حضرت ﷺ کا کہ الٰہی! بھول چوک بخش دے اور بخش دے جو میں نے آگے کیا اور جو پیچھے ڈالا بطور تواضع اور خشوع کے ہے اور واسطے شکر اپنے کے جب کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو معلوم کراویا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بخش دیا اور بعض نے کہا کہ وہ محمول ہے اوپر اس چیز کے کہ صادر ہوئی غفلت یا چوک سے اور بعض کہتے ہیں کہ محمول ہے جو پیغمبر ہونے سے پہلے بھول چوک ہوئی اور کہا ایک قوم نے کہ واقع ہونا صغیرہ گناہ کا جائز ہے پیغمبروں سے سو ہوگا استغفار اس سے اور بعض نے کہا کہ وہ مثل اس چیز کی ہے کہ فتح کی آیت میں ہے ﴿لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ﴾ یعنی بخشے گناہ تیرا جو آدم علیہ السلام کے گناہ سے پہلے تھا اور جو پیچھے ہے یعنی تیری امت کے گناہوں سے اور کہا قرطبی نے مفہم میں کہ پیغمبروں سے چوک جانا جائز ہے اس واسطے کہ وہ مکلّف ہیں سو ڈرتے ہیں اس کے واقع ہونے سے اور پناہ مانگتے ہیں اس سے اور بعض نے کہا کہ بطور تواضع اور خشوع کے ہے واسطے حق الوہیت کے تاکہ پیروی کی جائے ساتھ آپ کے بیچ اس کے۔

تکمیل: نقل کیا ہے کرمانی نے قرافی سے کہ قول قائل کا اس کی دعا میں کہ الٰہی! سب مسلمانوں کو بخش دے دعا ہے ساتھ محال کے اس واسطے کہ صاحب کبیرہ گناہ کا کبھی داخل ہوتا ہے دوزخ میں اور دوزخ کا داخل ہونا منافی ہے غفران کو اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ منع کے اور یہ کہ منافی واسطے غفران یعنی بخش دینے کے ہمیشہ رہتا ہے آگ میں اور بہرحال نکالنا ساتھ شفاعت کے یا معافی کے سو وہ غفران ہے فی الجملہ اور نیز تعاقب کیا گیا ہے ساتھ قول نوح علیہ السلام کے ﴿رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ﴾ اور ساتھ قول ابراہیم علیہ السلام کے ﴿رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ﴾ اور تحقیق یہ ہے کہ سوال لفظ تعمیم سے نہیں مستلزم ہے طلب اس کی کو واسطے ہر فرد فرد کے بطریق تعیین کے سو شاید مراد قرافی کے معنی کرنا اس چیز کا ہے کہ مشعر ہے ساتھ اس کے نہ منع کرنا اصل دعا کا ساتھ اس کے پھر نہیں ظاہر ہوئی واسطے میرے مناسبت ذکر اس مسئلے کی اس باب میں، واللہ اعلم۔ (فتح)

وَقَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ وَحَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ بْنِ أَبِيْ مُوْسٰى عَنْ أَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِهٖ.

یہ دوسری اسناد ہے واسطے حدیث ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے۔

٥٩٢٠۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيْدِ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيْلُ حَدَّثَنَا أَبُوْ إِسْحَاقَ عَنْ أَبِيْ بَكْرِ بْنِ أَبِيْ مُوْسٰى وَأَبِيْ بُرْدَةَ أَحْسِبُهُ عَنْ أَبِيْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَدْعُو اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ خَطِيْئَتِيْ وَجَهْلِيْ وَإِسْرَافِيْ فِيْ أَمْرِيْ وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ هَزْلِيْ وَجِدِّيْ وَخَطَايَايَ وَعَمْدِيْ وَكُلُّ ذٰلِكَ عِنْدِيْ.

٥٩٢٠۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دعا کیا کرتے تھے الٰہی! بخش دے مجھ کو میری چوک اور میری نادانی اور میری زیادتی کو جو مجھ سے میرے سب کاموں میں ہوئی اور اس چیز کو جس کو تو مجھ سے زیادہ تر جانتا ہے الٰہی! بخش دے مجھ کو میری بیہودگی اور میرے قصہ کو اور میری چوک کو اور میرے عمد کو اور یہ سب میرے نزدیک ممکن یا موجود ہے۔

بَابُ الدُّعَآءِ فِي السَّاعَةِ الَّتِيْ فِيْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ.

دعا کرنا اس گھڑی میں جو جمعہ کے دن میں ہے

فائدہ: یعنی جس میں دعا کے قبول ہونے کی اُمید ہے اور جمعہ میں بھی اس گھڑی کا باب باندھا ہے اور نہیں ذکر کی دونوں بابوں میں وہ چیز جو مشعر ہے ساتھ معین کرنے اس کے اور اس میں بہت اختلاف ہے اور خطابی نے صرف دو وجہوں کو بیان کیا ہے ایک یہ کہ وہ نماز کی گھڑی ہے دوسری یہ کہ وہ دن کی گھڑی ہے سورج ڈوبنے کے وقت اور پہلے گزر چکا ہے سیاق حدیث کا کتاب الجمعہ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ساتھ اس لفظ کے کہ اس میں ایک گھڑی ہے کہ نہیں موافق ہوتا اس کو بندہ مسلمان نماز پڑھتا اللہ تعالیٰ کی کچھ چیز مانگے مگر کہ اللہ تعالیٰ اس کو دیتا ہے اور اشارہ کیا ہے ہاتھ سے اس کو قلیل بتاتے تھے یعنی وہ ساعت بہت تھوڑا وقت ہے۔

٥٩٢١۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ أَخْبَرَنَا أَيُّوْبُ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ سَاعَةٌ لَا يُوَافِقُهَا مُسْلِمٌ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّيْ يَسْأَلُ اللّٰهَ خَيْرًا إِلَّا أَعْطَاهُ وَقَالَ بِيَدِهٖ قُلْنَا يُقَلِّلُهَا يُزَهِّدُهَا.

٥٩٢١۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ کے دن میں ایک گھڑی ہے نہیں پاتا اس کو کوئی مسلمان اور حالانکہ وہ کھڑا نماز پڑھتا ہو اللہ تعالیٰ سے بھلائی مانگے مگر کہ اللہ تعالیٰ اس کو عطا کرتا ہے اور اشارہ کیا اپنے ہاتھ سے ہم نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ اس گھڑی کو کم بتلاتے تھے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الجمعہ میں گزر چکی ہے اور میں نے استیعاب کیا ہے خلاف کو جو وارد ہے گھڑی

مذکور میں سو بڑھ گیا چالیس قول سے اور اتفاق پڑا ہے واسطے میرے نظیر اس کی لیلۃ القدر میں اور البتہ پائی میں نے ایک حدیث جو ظاہر ہوتی ہے اس سے وجہ مناسبت کی درمیان دونوں کے عدد مذکور میں اور وہ حدیث وہ ہے جو روایت کی ہے احمد نے اور صحیح کہا ہے اس کو ابن خزیمہ نے ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے میں نے کہا کہ اے ابوسعید! حدیث بیان کی ہے ہم سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس گھڑی سے کہ جمعہ کے دن میں ہے کہا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا حال پوچھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو وہ گھڑی معلوم ہوئی تھی سو میں اس کو بھلایا گیا جیسے لیلۃ القدر بھلایا گیا اور اس حدیث میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ جس جس روایت میں اس گھڑی کی تعیین آئی ہے وہم ہے اور یہ جو کہا کہ بھلائی مانگے تو خارج ہوئی ہے اس سے بدی مثل دعا کرنے کے ساتھ گناہ کے اور ناتا توڑنے کے اور مانند اس کی۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسْتَجَابُ لَنَا فِي الْيَهُوْدِ وَلَا يُسْتَجَابُ لَهُمْ فِيْنَا.

باب ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کے بیان میں کہ ہماری دعا مقبول ہوتی ہے یہود کے حق میں اور نہیں مقبول ہوتی ہے ان کی دعا ہمارے حق میں۔

فائدہ: یعنی اس واسطے کہ ہم دعا کرتے ہیں ان پر ساتھ حق کے اور وہ دعا کرتے ہیں ہم پر ساتھ ظلم کے۔

۵۹۲۲ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ الْيَهُوْدَ أَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا السَّامُ عَلَيْكَ قَالَ وَعَلَيْكُمْ فَقَالَتْ عَائِشَةُ السَّامُ عَلَيْكُمْ وَلَعَنَكُمُ اللّٰهُ وَغَضِبَ عَلَيْكُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَهْلًا يَا عَائِشَةُ عَلَيْكِ بِالرِّفْقِ وَإِيَّاكِ وَالْعُنْفَ أَوِ الْفُحْشَ قَالَتْ أَوَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالُوْا قَالَ أَوَلَمْ تَسْمَعِيْ مَا قُلْتُ رَدَدْتُ عَلَيْهِمْ فَيُسْتَجَابُ لِيْ فِيْهِمْ وَلَا يُسْتَجَابُ لَهُمْ فِيَّ.

۵۹۲۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ یہود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے سو انہوں نے کہا کہ تم پر موت ہو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور تم پر، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اور تم پر اللہ تعالیٰ کی مار اور لعنت پڑے اور اللہ تعالیٰ تم پر غصہ کرے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آہستہ ہو اے عائشہ! لازم پکڑ اپنے اوپر نرمی کو اور بچ سختی اور بیہودہ بکنے سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کیا آپ نے نہیں سنا جو انہوں نے کہا فرمایا کیا تو نے سنا جو میں نے ان کو جواب دیا سو میری دعا ان کے حق میں مقبول ہو گی اور ان کی دعا میرے حق میں مقبول نہ ہو گی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الاستیذان میں گزر چکی ہے اور اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ دعا کرنے والا جب ظالم ہو جس پر بد دعا کی تو نہیں مقبول ہوتی ہے اور تائید کرتا ہے اس کی قول اللہ تعالیٰ کا ﴿وَمَا دُعَآءُ الْكَافِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلَالٍ﴾۔

بَابُ التَّأمِيْنِ

باب ہے آمین کہنے کے بیان میں یعنی دعا کے بعد آمین کہنا

٥٩٢٣ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ الزُّهْرِيُّ حَدَّثَنَاهُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أَمَّنَ الْقَارِئُ فَأَمِّنُوْا فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تُؤَمِّنُ فَمَنْ وَافَقَ تَأْمِيْنُهُ تَأْمِيْنَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ.

۵۹۲۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو اس واسطے کہ فرشتے بھی آمین کہتے ہیں سو جس کی آمین فرشتوں کی آمین سے موافق پڑ گئی تو اس کے پچھلے گناہ معاف ہو جائیں گے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الصلوۃ میں گزر چکی ہے اور مراد ساتھ قاری کے اس جگہ امام ہے جب کہ نماز میں قرأت پڑھے اور احتمال ہے کہ ہو مراد ساتھ قاری کے عام تر اس سے اور البتہ وارد ہوئی ہیں مطلق آمین میں چند حدیثیں ان میں سے ایک حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہے مرفوع کہ نہیں حسد کرتے تم سے یہود کسی چیز پر جو حسد کرتے ہیں تم سے سلام اور آمین پر پھر روایت کیا ہے اس کو ابن ماجہ نے اور صحیح کہا ہے اس کو ابن خزیمہ نے اور ایک حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ہے کہ ساتھ اس لفظ کے جو حسد کرتے ہیں تم پر یہود تو بہت آمین کہا کرو اور روایت کی ہے حاکم نے حبیب فہری سے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ نہیں جمع ہوتی کوئی جماعت سو بعض دعا مانگیں اور بعض آمین کہیں مگر کہ اللہ تعالیٰ ان کی دعا قبول کرتا ہے اور ابوداؤد نے زہیر سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس نے واجب کیا اپنے لیے بہشت کو اگر ختم کیا اس کو کہا کس چیز سے ختم کرے؟ فرمایا کہ آمین سے سو ایک مرد اس کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ اے فلانے ختم کر آمین سے اور بشارت لے اور ابوزہیر کہتا تھا کہ آمین مثل مہر کی ہے نامہ پر۔ (فتح)

بَابُ فَضْلِ التَّهْلِيْلِ

باب ہے بیچ بیان فضیلت تہلیل کے

فائدہ: یعنی لا الہ الا اللہ کہنے کی فضیلت میں۔

٥٩٢٤ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ

۵۹۲۴۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو لا الہ الا اللہ سے قدیر تک ایک دن میں سو بار پڑھے یعنی نہیں کوئی لائق بندگی کے سوائے اللہ تعالیٰ کے وہ اکیلا ہے کوئی اس کا شریک نہیں اسی کی بادشاہی ہے اور اسی کو سب خوبیاں ہیں اور وہ ہر چیز کر سکتا ہے تو اس کو دس غلام

وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ فِيْ يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ كَانَتْ لَهٗ عَدْلَ عَشْرِ رِقَابٍ وَكُتِبَ لَهٗ مِائَةُ حَسَنَةٍ وَمُحِيَتْ عَنْهُ مِائَةُ سَيِّئَةٍ وَكَانَتْ لَهٗ حِرْزًا مِّنَ الشَّيْطَانِ يَوْمَهٗ ذٰلِكَ حَتّٰى يُمْسِيَ وَلَمْ يَأْتِ أَحَدٌ بِأَفْضَلَ مِمَّا جَآءَ إِلَّا رَجُلٌ عَمِلَ أَكْثَرَ مِنْهُ.

آزاد کرنے کے برابر ثواب ملے گا اور اس کے واسطے سو نیکیاں لکھی جائیں گی اور اس کی سو برائیاں مٹائی جائیں گی اور اس دن شام تک اس کو شیطان سے پناہ رہے گی اور اس سے بہتر کوئی نہیں مگر جس نے کہ اس سے زیادہ پڑھا۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے یحیی ویمیت اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے بیدہ الخیر اور ایک روایت میں تقیید اس کی ہے ساتھ بعد نماز فجر کے پہلے اس سے کہ کلام کرے لیکن اس میں دس بار کا ذکر ہے اور اس کی سند میں شہر بن حوشب ہے اور اس میں کلام ہے۔ (فتح)

٥٩٢٥ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ أَبِيْ زَائِدَةَ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ قَالَ مَنْ قَالَ عَشْرًا كَانَ كَمَنْ أَعْتَقَ رَقَبَةً مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيْلَ قَالَ عُمَرُ بْنُ أَبِيْ زَائِدَةَ وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي السَّفَرِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ رَبِيْعِ بْنِ خُثَيْمٍ مِثْلَهٗ فَقُلْتُ لِلرَّبِيْعِ مِمَّنْ سَمِعْتَهٗ فَقَالَ مِنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ فَأَتَيْتُ عَمْرَو بْنَ مَيْمُوْنٍ فَقُلْتُ مِمَّنْ سَمِعْتَهٗ فَقَالَ مِنِ ابْنِ أَبِيْ لَيْلٰى فَأَتَيْتُ ابْنَ أَبِيْ لَيْلٰى فَقُلْتُ مِمَّنْ سَمِعْتَهٗ فَقَالَ مِنْ أَبِيْ أَيُّوْبَ الْأَنْصَارِيِّ يُحَدِّثُهٗ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ مَيْمُوْنٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ لَيْلٰى عَنْ أَبِيْ أَيُّوْبَ قَوْلَهٗ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى

٥٩٢٥۔ حضرت عمرو بن میمون سے روایت ہے کہ جو کلمہ توحید دس بار پڑھے تو اس کو اس شخص کے برابر ثواب ہوگا جس نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے ایک غلام آزاد کیا کہا عمرو نے کہ حدیث بیان کی ہم سے عبداللہ رضی اللہ عنہ نے شعبی سے ربیع سے مثل اس کی یعنی مثل روایت ابو اسحاق کی عمرو بن میمون سے موقوف یعنی عمر نے مسند کیا ہے اس کو دو شیخوں سے ایک ابی اسحاق سے موقوف دوسری عبداللہ بن ابی سفر سے مرفوع سو میں نے ربیع سے کہا کہ تو نے اس کو کس سے سنا ہے؟ کہا عمرو بن میمون سے پھر میں عمرو بن میمون کے پاس آیا سو میں نے اس سے کہا کہ تو نے اس کو کس سے سنا ہے؟ کہا ابن ابی لیلیٰ سے پھر میں ابن ابی لیلیٰ کے پاس آیا تو میں نے کہا کہ تو نے اس کو کس سے سنا ہے؟ کہا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ صحابی سے حدیث بیان کرتا تھا اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور کہا ابراہیم نے اپنے باپ سے ابی اسحاق سے اس نے کہا کہ حدیث بیان کی مجھ سے عمرو بن میمون نے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے قول اس کا یعنی اسحاق کی تحدیث عمرو سے

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ مُوْسٰى حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ دَاوُدَ عَنْ عَامِرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ لَيْلٰى عَنْ أَبِيْ أَيُّوْبَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ إِسْمَاعِيْلُ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ الرَّبِيْعِ قَوْلَهُ وَقَالَ آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَيْسَرَةَ سَمِعْتُ هِلَالَ بْنَ يَسَافٍ عَنِ الرَّبِيْعِ بْنِ خُثَيْمٍ وَعَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَوْلَهُ وَقَالَ الْأَعْمَشُ وَحُصَيْنٌ عَنْ هِلَالٍ عَنِ الرَّبِيْعِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَوْلَهُ وَرَوَاهُ أَبُوْ مُحَمَّدٍ الْحَضْرَمِيُّ عَنْ أَبِيْ أَيُّوْبَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ كَمَنْ أَعْتَقَ رَقَبَةً مِّنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيْلَ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَالصَّحِيْحُ قَوْلُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عَمْرٍو.

ثابت ہے اور کہا موسیٰ نے کہ حدیث بیان کی ہم سے وہیب نے داؤد سے عامر سے عبدالرحمٰن سے ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور کہا اسماعیل نے شعبی سے ربیع سے قول اس کا اور کہا آدم نے حدیث بیان کی ہم سے شعبہ نے کہا حدیث بیان کی ہم سے عبدالملک نے کہا سنا میں نے ہلال بن یساف سے ربیع سے اور عمرو سے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے قول اس کا اور کہا اعمش اور حصین نے ہلال سے ربیع سے عبداللہ رضی اللہ عنہ سے قول اس کا اور روایت کیا ہے اس کو ابو محمد نے ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ، کہا ابو عبداللہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہ صحیح قول عبدالملک کا ہے۔

فائدہ: اور اختلاف ان روایتوں کا بیچ عدد غلاموں کے باوجود ایک ہونے مخرج حدیث کے چاہتا ہے ترجیح کو درمیان ان کے سو اکثر اوپر ذکر چار کے ہیں یعنی چار غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ہوتا ہے اور تطبیق دی جائے گی درمیان اس کے اور درمیان حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ذکر دس کے واسطے کہنے اس کے سو بار سو ہوگا بدلے ہر دس بار کہنے کے ایک غلام اور یہ حکم بیچ غیر اولاد اسماعیل علیہ السلام کے ہے اور بہر حال چار غلام اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے سو وہ مقابل ہوں گے دس کے ان کے غیروں سے اس واسطے کہ وہ اشرف ہیں عرب سے چہ جائیکہ عجم سے اور تطبیق دی ہے قرطبی نے درمیان اختلاف کے اوپر مختلف ہونے احوال ذاکرین کے یعنی پورا عظیم ثواب اس کو حاصل ہوتا ہے جو ان کو خوب سمجھ سوچ کر پڑھے اور ان کے معانی میں غور کرے اور ان کا حق ادا کرے اور جب کہ ذاکرین اپنی سمجھ اور فکر میں مختلف ہیں تو ان کا ثواب بھی مختلف ہوگا اور مستفاد ہوتا ہے اس حدیث سے کہ عرب کو غلام پکڑنا جائز ہے برخلاف اس شخص کے جو اس کو منع کرتا اور کہا عیاض نے کہ ذکر اس عدد کا سو سے دلیل ہے اس پر کہ وہ نہایت ہے واسطے ثواب مذکور کے اور بہر حال قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مگر جو اس سے زیادہ عمل کرے تو احتمال ہے کہ مراد زیادتی ہو اس عدد پر پس

ہو گا واسطے قائل اس کے کے ثواب سے بحساب اس کے تا کہ نہ گمان کرے کوئی کہ وہ ان حدوں سے ہے کہ منع کیا گیا ہے ان سے آگے بڑھنا اور یہ کہ نہیں ثواب ہے بیچ زیادہ کرنے کے اوپر اس کے جیسے کہ بیچ رکعات سنتوں محدودہ کے ہے اور عددوں طہارت کے اور احتمال ہے کہ مراد زیادتی غیر اس جنس سے نہ ہو ذکر سے ہو یا اس کے غیر سے مگر یہ کہ زیادہ کرے کوئی عمل نیک عملوں سے اور کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ احتمال ہے کہ مراد مطلق زیادتی ہو برابر ہے کہ ہو لا الہ الا اللہ سے یا غیر اس کے سے اور یہ کہ ظاہر تر یہی اشارہ کرتا ہے اس کی طرف کہ یہ خاص ہے ساتھ ذکر کے کہا اور ظاہر اطلاق حدیث کا یہ ہے کہ یہ ثواب حاصل ہوتا ہے واسطے اس شخص کے جو کہے یہ تہلیل دن میں پے در پے یا جدا جدا ایک مجلس میں یا کئی مجلسوں میں دن کے اول میں ہو یا آخر میں لیکن افضل ہے کہ دن کے اول میں کہے پے در پے تا کہ اس کے واسطے تمام دن شیطان سے پناہ ہو اور اسی طرح رات کی ابتدا میں تکمیل پوری الفاظ اس ذکر کے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں یہ ہیں **لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریك له له الملك وله الحمد یحییٰ ویمیت وھو حی لا یموت بیدہ الخیر وھو علی کل شیء قدیر** ، الحدیث روایت کیا ہے اس کو ترمذی نے۔

بَابُ فَضْلِ التَّسْبِيحِ — سبحان اللہ کہنے کی فضیلت میں

فائدہ: اور معنی اس کے پاک جاننا اللہ کا ہے اس چیز سے کہ نہیں لائق ہے ساتھ اس کے ہر نقص سے سو لازم آئے گی اس سے نفی شریک کی اور جورو کی اور اولاد کی اور تمام خسیس چیزوں کی اور بولا جاتا ہے تسبیح اور مراد اس سے تمام الفاظ ذکر کے ہوتے ہیں اور کبھی تسبیح سے نفل نماز مراد ہوتی ہے اور نام رکھی گئی نماز تسبیح واسطے کثرت تسبیح کے بیچ اس کے اور سبحان اللہ اسم ہے منصوب ہے اس پر کہ واقع ہوا ہے جگہ مصدر کی واسطے فعل محذوف کے تقدیر اس کی یہ ہے **سبحت اللہ سبحانا**۔ (فتح)

٥٩٢٦ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ فِيْ يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ حُطَّتْ خَطَايَاهُ وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ.

٥٩٢٦۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو **سبحان اللہ وبحمدہ** کو دن میں سو بار پڑھے اس کے گناہ مٹا دیئے جائیں گے اگرچہ دریا کی جھاگ کے برابر ہوں۔

فائدہ: کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ افضل یہ ہے کہ اس کو دن کے اول میں کہے پے در پے اور اسی طرح رات کے اول میں اور مراد دریا کی جھاگ سے مبالغہ ہے کثرت میں کہا عیاض نے کہ اس ذکر میں کہا کہ اس کے گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں اور تہلیل میں کہا کہ اس کا سو گناہ مٹایا جاتا ہے تو اس میں اشعار ہے ساتھ اس کے کہ تسبیح افضل ہے تہلیل سے اس

واسطے کہ دریا کی جھاگ سو سے کئی گنا زیادہ ہوتا ہے لیکن تہلیل میں گزر چکا ہے کہ اس سے کوئی افضل نہیں ہے مگر جو اس سے زیادہ لائے سو احتمال ہے کہ تطبیق دی جائے درمیان ان دونوں کے ساتھ اس طور کے کہ ہو تہلیل افضل اور یہ کہ وہ ساتھ اس چیز کے کہ زیادہ کی گئی ہے بلند کرنے درجوں کے سے اور لکھنے نیکیوں کے سے پھر باوجود اس کے کہ ملایا گیا ہے ساتھ اس کے ثواب غلاموں کے آزاد کرنے سے زیادہ ہے اور فضیلت سبحان اللہ کہنے کے اور اتارنے اس کے تمام گناہوں کو اس واسطے کہ آیا ہے کہ جو ایک غلام آزاد کرے اللہ تعالیٰ اس کے ہر عضو کے بدلے اس کا ہر عضو دوزخ سے آزاد کرتا ہے پس حاصل ہوا ساتھ اس آزادی کے کفارہ تمام گناہوں کا عموماً بعد حصر کرنے اس چیز کے کہ معدود ہے اس سے خصوصًا باوجود زیادتی سو درجے کے اور جو زیادہ کیا ہے اس کو آزاد کرنا غلاموں کا جو ایک کے بعد ہیں اور تائید کرتی ہے اس کی یہ حدیث کہ افضل ذکر تہلیل ہے اور وہ افضل ہے جس کو پیغمبروں نے پہلے حضرت ﷺ سے کہا اور وہ کلمہ توحید کا اور اخلاص کا ہے اور بعض نے کہا کہ وہ اسم اعظم ہے اور نہیں لازم آتا ہے کہ ہو تسبیح افضل تہلیل سے اس واسطے کہ تہلیل صریح ہے توحید میں اور تسبیح متضمن ہے واسطے اس کے اور اس واسطے کہ نفی معبودوں کے بیچ قول لا الہ کے نفی ہے واسطے مضمن اس کے کے فعل خلق اور رزق اور اثابت اور عقوبت سے اور قول اس کا الا اللہ ثابت کرتا ہے واسطے اس کے اور لازم آتی ہے اس سے نفی اس چیز کی کہ اس کی ضد ہے اور اس کے مخالف ہے نقائص سے پس منطوق سبحان اللہ کا تنزیہ ہے اور مفہوم اس کا توحید ہے اور منطوق لا الہ الا اللہ کا توحید ہے اور مفہوم اس کا تنزیہ ہے سو ہوگا لا الہ الا اللہ افضل اس واسطے کہ توحید اصل ہے اور تنزیہ پیدا ہوتی ہے اس سے اور البتہ تطبیق دی ہے قرطبی نے ساتھ اس کے جس کا حاصل یہ ہے کہ جب ان اذکار میں سے کسی پر بولا جائے کہ وہ افضل ہے یا محبوب تر ہے طرف اللہ تعالیٰ کی تو مراد یہ ہے کہ جب کہ جوڑا جائے ساتھ اور ذکروں کے جو اس کے ساتھ مذکور ہیں ساتھ دلیل حدیث سمرہ کے کہ محبوب تر کلام طرف اللہ تعالیٰ کی چار چیزیں ہیں جس کو تو ان میں سے پہلے کہے جائز ہے سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر اور احتمال ہے کہ کفایت کی جائے اس میں ساتھ معنی کے سو جو بعض کو کہے کافی ہوگا کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ یہ اطلاق افضل ہونے میں محمول ہے آدمی کی کلام پر نہیں تو قرآن افضل ذکر ہے اور احتمال ہے کہ تطبیق دی جائے ساتھ اس کے کہ من مقدر ہو بیچ قول اس کے افضل الذکر لا الہ الا اللہ اور بیچ قول اس کے احب الکلام یعنی من افضل الذکر و من احب الکلام بنا بر اس کے لفظ افضل اور احب کا مساوی ہیں معنی میں لیکن ظاہر ہوتی ہے باوجود اس کے تفصیل لا الہ الا اللہ کی اس واسطے کہ اس کو صریح افضل کہا گیا ہے اور ذکر کیا گیا ہے ساتھ بہنوں کے ساتھ احب ہونے کے سو حاصل ہوئی واسطے اس کے تفضیل ساتھ تنصیص کے اور جوڑنے کے، واللہ اعلم۔ (فتح)

۵۹۲۷۔ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا ابْنُ

۵۹۲۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ

فُضَيْلٍ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَلِمَتَانِ خَفِيْفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ ثَقِيْلَتَانِ فِي الْمِيْزَانِ حَبِيْبَتَانِ إِلَى الرَّحْمٰنِ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ.

نے فرمایا کہ دو کلمے ہیں زبان پر ہلکے تول میں بھاری اللہ تعالیٰ کے نزدیک پیارے ایک سبحان اللہ العظیم دوسرا سبحان اللہ وبحمدہ۔

فائدہ: خفت مستعار ہے واسطے سہولیت کے تشبیہ دی ہے سہولیت جریان اس کلام کی کو زبان پر ساتھ اس چیز کے کہ ہلکی ہو اٹھانے والے پر بعض محمولات سے سو نہ دشوار ہو اوپر اس کے پس ذکر مشبہ کا ہے اور ارادہ مشبہ بہ کا ہے اور بہر حال ثقل سو وہ اپنے حقیقی معنی پر ہے اس واسطے کہ اعمال میزان کے وقت جسم پکڑ جائیں گے اور اس حدیث میں رغبت دلانا ہے اوپر ہمیشگی کرانے کے اس ذکر پر اس واسطے کہ سب تکلیفیں دشوار ہیں نفس پر اور یہ آسان ہے اور باوجود اس کے بھاری ہوگا یہ ذکر میزان میں جیسے کہ ثقیل ہوتے ہیں افعال شاقہ پس نہیں لائق ہے قصور بیچ اس کے اور یہ جو کہا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک پیارے ہیں یعنی ان کا کہنے والا اللہ تعالیٰ کے نزدیک پیارا ہے اور اللہ تعالیٰ کی محبت واسطے بندے کے ارادہ پہنچانے نیکی کے کا واسطے اس کے اور تکریم اور خاص کیا ہے رحمٰن کو اسماء حسنیٰ سے واسطے تنبیہ کے اوپر فراخ ہونے رحمت اس کی کے کہ تھوڑے عمل پر بہت ثواب دیتا ہے اور واسطے اس چیز کے کہ اس میں ہے تنزیہ اور تحمید اور تعظیم سے اور حدیث میں جواز سجع کا ہے جب کہ واقع ہو بغیر تکلف کے۔ (فتح)

بَابُ فَضْلِ ذِكْرِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ

باب ہے بیچ فضیلت ذکر اللہ تعالیٰ کے

فائدہ: ذکر کی ہے اس میں حدیث ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اور وہ دونوں ظاہر ہیں ترجمہ باب میں اور وہ یہ ہیں سبحان اللّٰہ والحمدللّٰہ ولا الٰہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر اور جو ملحق ہے ساتھ ان کے حوقلہ اور بسم اللہ اور استغفار اور مانند اس کی سے اور دعا ساتھ دنیا اور آخرت کے اور نیز بولا جاتا ہے ذکر اور ارادہ کیا جاتا ہے اس سے ہمیشگی کرنا اوپر عمل کے ساتھ اس چیز کے کہ واجب کیا ہے اس کو یا مندوب کیا ہے اس کو مانند تلاوت قرآن کے اور قرأت حدیث اور مدارسہ علم کی اور نفل نماز کی پھر ذکر کبھی تو زبان سے ہوتا ہے اور ثواب دیا جاتا ہے اس پر بولنے والا اور نہیں شرط ہے لحاظ رکھنا اس کے معنی کا اور نہ یاد رکھنا اس کا لیکن یہ شرط ہے کہ نہ قصد کیا جائے ساتھ اس کے غیر معنی اس کے کا یعنی اس کے معنی کے سوائے اور کچھ معنی اس سے مراد نہ رکھے اور اگر زبان کے ساتھ دل کا بھی ذکر ہو تو یہ اکمل ہے اور اگر اس کے ساتھ معنی کا لحاظ بھی ہو تو اور زیادہ کامل ہے پھر اگر واقع ہو یہ عمل صالح میں اس چیز سے کہ فرض ہے نماز سے یا جہاد سے تو اور کامل تر ہے اور اگر اس کے ساتھ اخلاص ہو تو اور زیادہ کمال ہے کہا فخر رازی نے کہ مراد ساتھ ذکر زبان کے الفاظ ہیں جو دلالت کرتے ہیں اوپر تسبیح اور تحمید اور تمجید کے اور ذکر ساتھ دل کے فکر کرنا

ہے ذات اور صفات کے دلیلوں میں اور تکالیف کی دلیلوں میں امر اور نہی سے تا کہ مطلع ہو اس کے احکام پر اور بیچ اسرار مخلوق اللہ تعالیٰ کے اور ذکر ساتھ جوارح کے یہ ہے کہ ہو مستغرق اللہ تعالیٰ کی بندگی میں اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے نماز کا نام ذکر رکھا ہے اور ذکر کی فضیلت میں اور حدیثیں بھی وارد ہوئی ہیں ایک حدیث بخاری کی کہ میں اپنے بندے کے گمان کے پاس ہوں جیسا کہ میرے ساتھ گمان رکھے اور میں اپنے بندے کے ساتھ ہوں جس دم کہ مجھ کو یاد کرتا ہے سو جب وہ مجھ کو اپنے دل میں یاد کرے تو میں بھی اس کو اپنے دل میں یاد کرتا ہوں، الحدیث اور ایک حدیث مسلم کی ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع کہ نہیں بیٹھتی کوئی قوم کہ اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہوں مگر کہ فرشتے ان کو گھیر لیتے ہیں اور رحمت ان کو ڈھانک لیتی ہے اور اس پر سکینت اترتی ہے اور معاویہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قوم کے واسطے فرمایا جو بیٹھی اللہ تعالیٰ کو یاد کرتی تھی سو فرمایا کہ میرے پاس جبریل علیہ السلام آیا سو اس نے مجھ کو خبر دی کہ اللہ تعالیٰ تمہارے سبب سے فرشتوں پر فخر کرتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ محبوب تر کلام اللہ تعالیٰ کے نزدیک چار ہیں لا الہ الا اللّٰہ و سبحان اللّٰہ و الحمد للّٰہ اور تجھ کو ضرر نہیں کرتا جس کو پہلے کہے اور روایت کی ہے ترمذی وغیرہ نے ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مرفوع کیا نہ خبر دوں میں تم کو ساتھ بہتر عمل تمہارے اور پاکیزہ تر کے اور بلند تر کے درجوں میں تمہارے اور بہتر واسطے سونا چاندی خرچ کرنے سے اور بہتر واسطے تمہارے جہاد کرنے سے؟ اصحاب نے عرض کی کہ کیوں نہیں! فرمایا ذکر اللہ تعالیٰ کا اور اس کے سوائے اور بھی بہت حدیثیں اس باب میں آئی ہیں اور وارد ہو چکا ہے مجاہد کے حق میں کہ وہ مانند روزے دار کی ہے جو نہیں کھولتا اور مثل قیام کرنے والے کی ہے جو سست نہیں ہوتا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جہاد کو اور عملوں پر فضیلت ہے اور طریق تطبیق کا اور اللہ خوب جانتا ہے یہ ہے کہ مراد ساتھ ذکر اللہ تعالیٰ کے ابو درداء رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ذکر کامل ہے اور وہ کامل وہ ہے کہ جمع ہو اس میں ذکر واسطے زبان کے اور دل کے ساتھ فکر کرنے کے اس کے معنی میں اور طلب حضور عظمت اللہ تعالیٰ کی اور یہ کہ جس کے واسطے یہ حاصل ہوتا ہے وہ افضل ہے اس شخص سے جو لڑے کافروں سے مثلا بغیر حضور اس کے اور یہ کہ افضلیت جہاد کی سوائے اس کے کچھ نہیں کہ بہ نسبت ذکر زبان کے ہے جو مجرد ہو سو جس کے واسطے اتفاق پڑے کہ اس نے اس کو جمع کیا ہے مثل اس شخص کی کہ یاد کرے اللہ تعالیٰ کو اپنی زبان سے اور دل سے اور حضور سے اور یہ سب اس کی نماز کی حالت میں ہو یا روزے کی حالت میں یا صدقہ کی حالت میں یا وقت لڑنے اس کے کے کفار سے مثلا سو وہی شخص ہے جو نہایت قصویٰ کو پہنچا ہے اور جواب دیا ہے قاضی ابو بکر بن عربی نے ساتھ اس کے کہ کوئی عمل صالح نہیں مگر کہ ذکر اللہ تعالیٰ کا شرط کیا گیا ہے اس کے صحیح ہونے میں سو جو نہ یاد کرے اللہ تعالیٰ کو اپنے دل میں اپنے صدقہ کے وقت یا روزے کے وقت مثلاً تو نہیں ہے عمل اس کا کامل پس ہو گیا ذکر افضل سب عملوں سے اس حیثیت سے۔ (فتح)

۵۹۲۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو

۵۹۲۸۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الَّذِيْ يَذْكُرُ رَبَّهُ وَالَّذِيْ لَا يَذْكُرُ رَبَّهُ مَثَلُ الْحَيِّ وَالْمَيِّتِ.

نے فرمایا کہ مثل اس شخص کی جو اپنے رب کو یاد کرے اور اس کی جو نہ یاد کرے مثل زندہ اور مردے کی ہے۔

فائدہ: اور مسلم کی روایت میں ہے کہ مثل اس گھر کی جس میں اللہ تعالیٰ کو یاد کیا جائے اور اس گھر کی جس میں اللہ تعالیٰ کو یاد نہ کیا جائے مثل زندہ اور مردے کی ہے اور مراد گھر سے گھر کا رہنے والا ہے سو تشبیہ دی ذاکر کو ساتھ زندہ کے کہ ظاہر اس کا مزین ہے ساتھ نور زندگی کے اور باطن اس کا ساتھ نور معرفت کے اور تشبیہ دی غیر ذاکر کو ساتھ گھر کے کہ ظاہر اس کا عاطل ہے اور باطن اس کا باطل ہے اور بعض نے کہا کہ موقع تشبیہ کا ساتھ زندہ اور مردے کے واسطے اس چیز کے کہ زندہ میں ہے نفع سے واسطے اس شخص کے جو اس کا دوست ہو اور ضرر سے واسطے اس شخص کے جو اس کا دشمن ہو اور نہیں ہے یہ مردے میں۔ (فتح)

٥٩٢٩ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِلّٰهِ مَلَائِكَةً يَطُوْفُوْنَ فِي الطُّرُقِ يَلْتَمِسُوْنَ أَهْلَ الذِّكْرِ فَإِذَا وَجَدُوْا قَوْمًا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ تَنَادَوْا هَلُمُّوْا إِلٰى حَاجَتِكُمْ قَالَ فَيَحُفُّوْنَهُمْ بِأَجْنِحَتِهِمْ إِلَى السَّمَآءِ الدُّنْيَا قَالَ فَيَسْأَلُهُمْ رَبُّهُمْ وَهُوَ أَعْلَمُ مِنْهُمْ مَا يَقُوْلُ عِبَادِيْ قَالُوْا يَقُوْلُوْنَ يُسَبِّحُوْنَكَ وَيُكَبِّرُوْنَكَ وَيَحْمَدُوْنَكَ وَيُمَجِّدُوْنَكَ قَالَ فَيَقُوْلُ هَلْ رَأَوْنِيْ قَالَ فَيَقُوْلُوْنَ لَا وَاللّٰهِ مَا رَأَوْكَ قَالَ فَيَقُوْلُ وَكَيْفَ لَوْ رَأَوْنِيْ قَالَ يَقُوْلُوْنَ لَوْ رَأَوْكَ كَانُوْا أَشَدَّ لَكَ عِبَادَةً وَأَشَدَّ لَكَ تَمْجِيْدًا

٥٩٢٩۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ کے فرشتے ہیں کہ گھومتے پھرتے ہیں راہوں میں ڈھونڈتے ہیں اللہ تعالیٰ کی یاد کرنے والوں کو سو جب پاتے ہیں اس گروہ کو جو اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں تو آپس میں پکارتے ہیں جلد آؤ اپنی مطلب کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سو ان کو وہ چھپا لیتے ہیں اپنے پروں سے پہلے آسمان تک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر ان کا رب ان سے پوچھتا ہے حالانکہ وہ ان کا حال ان سے زیادہ تر جانتا ہے کہ کیا کہتے ہیں میرے بندے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فرشتے کہتے ہیں کہ سبحان اللہ کہتے ہیں یعنی ہر عیب اور نقصان سے تجھ کو پاک بتلاتے ہیں اور اللہ اکبر کہتے ہیں یعنی تجھ کو سب سے بڑا جانتے ہیں اور الحمد للہ کہتے ہیں یعنی تیری خوبیاں بیان کرتے ہیں اور لا حول ولا قوۃ الا باللہ کہتے ہیں یعنی بغیر تیری مدد کے اپنا کسی بات میں اختیار نہیں جانتے

وَتَحْمِيْدًا وَأَكْثَرَ لَكَ تَسْبِيْحًا قَالَ يَقُوْلُ فَمَا يَسْأَلُوْنِيْ قَالَ يَسْأَلُوْنَكَ الْجَنَّةَ قَالَ يَقُوْلُ وَهَلْ رَأَوْهَا قَالَ يَقُوْلُوْنَ لَا وَاللّٰهِ يَا رَبِّ مَا رَأَوْهَا قَالَ يَقُوْلُ فَكَيْفَ لَوْ أَنَّهُمْ رَأَوْهَا قَالَ يَقُوْلُوْنَ لَوْ أَنَّهُمْ رَأَوْهَا كَانُوْا أَشَدَّ عَلَيْهَا حِرْصًا وَأَشَدَّ لَهَا طَلَبًا وَأَعْظَمَ فِيْهَا رَغْبَةً قَالَ فَمِمَّ يَتَعَوَّذُوْنَ قَالَ يَقُوْلُوْنَ مِنَ النَّارِ قَالَ يَقُوْلُ وَهَلْ رَأَوْهَا قَالَ يَقُوْلُوْنَ لَا وَاللّٰهِ يَا رَبِّ مَا رَأَوْهَا قَالَ يَقُوْلُ فَكَيْفَ لَوْ رَأَوْهَا قَالَ يَقُوْلُوْنَ لَوْ رَأَوْهَا كَانُوْا أَشَدَّ مِنْهَا فِرَارًا وَأَشَدَّ لَهَا مَخَافَةً قَالَ فَيَقُوْلُ فَأُشْهِدُكُمْ أَنِّيْ قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ قَالَ يَقُوْلُ مَلَكٌ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ فِيْهِمْ فُلَانٌ لَيْسَ مِنْهُمْ إِنَّمَا جَآءَ لِحَاجَةٍ قَالَ هُمُ الْجُلَسَآءُ لَا يَشْقٰى بِهِمْ جَلِيْسُهُمْ رَوَاهُ شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ وَلَمْ يَرْفَعْهُ وَرَوَاهُ سُهَيْلٌ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

تیری بڑائی بیان کرتے ہیں حضرت ﷺ نے فرمایا سو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کیا انہوں نے مجھ کو دیکھا ہے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ فرشتے کہتے ہیں قسم ہے اللہ تعالیٰ کی نہیں دیکھا ہے تجھ کو، حضرت ﷺ نے فرمایا پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا حال ہو ان کا جو مجھ کو دیکھیں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ فرشتے کہتے ہیں کہ اگر وہ تجھ کو دیکھیں تو بہت تیری بندگی کریں اور نہایت تیری بڑائی بیان کریں اور بہت تیری پاکی بولیں، حضرت ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے سو وہ مجھ سے کیا مانگتے ہیں؟ فرشتے کہتے ہیں کہ وہ تجھ سے بہشت مانگتے ہیں، حضرت ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا انہوں نے بہشت کو دیکھا ہے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ فرشتے کہتے ہیں کہ قسم ہے اللہ تعالیٰ کی اے رب! اس کو انہوں نے نہیں دیکھا ہے، حضرت ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے سو ان کا کیا حال ہو جو اس کو دیکھیں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ فرشتے کہتے ہیں کہ اگر وہ اس کو دیکھ پائیں تو اس کے بڑے لالچی بن جائیں اور بہت اس کو مانگیں اور نہایت اس کی خواہش کریں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے پھر کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ فرشتے کہتے ہیں کہ دوزخ سے پناہ مانگتے ہیں، حضرت ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کیا انہوں نے دوزخ کو دیکھا ہے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا فرشتے کہتے ہیں قسم ہے اللہ تعالیٰ کی اے رب! انہوں نے دوزخ نہیں دیکھا، حضرت ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے سو کیا حال ہو ان کا جو اس کو دیکھیں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ فرشتے کہتے ہیں کہ اگر وہ دوزخ کو دیکھیں تو بہت اس سے بھاگیں اور بہت اس سے ڈریں، حضرت ﷺ

نے فرمایا سو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں تم کو اے فرشتو! گواہ کرتا ہوں کہ بے شک میں نے ان کو بخشا، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ان فرشتوں میں سے ایک فرشتہ کہتا ہے کہ ان میں تو فلانا آدمی بھی تھا وہ اس گروہ میں نہیں وہ صرف اپنے کام کو آیا تھا حق تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کے ساتھ بیٹھنے والا بد بخت نہیں ہوتا یعنی ان کے پاس بیٹھنے کی برکت سے وہ بھی بخشا گیا اگر چہ وہ ذاکر نہ تھا اور روایت کیا ہے اس کو شعبہ نے اعمش سے اور نہیں مرفوع کیا اور روایت کیا ہے اس کو سہیل نے اپنے باپ سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس نے روایت کی حضرت ﷺ سے۔

فائدہ: کہا علماء نے کہ یہ فرشتے زائد ہیں نگہبانی کرنے والے فرشتوں پر جو مرتب ہیں ساتھ خلائق کے نہیں ہے وظیفہ ان کا مگر حلقے ذکر کے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ وہ فرشتے ان کے پاس بیٹھ جاتے ہیں اور بعض بعض کو اپنے پروں سے چھپا لیتے ہیں یہاں تک کہ پھرتے ہیں جو آسمان اور زمین کے درمیان ہے اور جب وہ جدا جدا ہوتے ہیں تو فرشتے آسمان پر چڑھ جاتے ہیں اور انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں بزار کے نزدیک ہے اتنا زیادہ ہے اور تیری نعمتوں کی تعظیم کرتے ہیں اور تیری کتاب پڑھتے ہیں اور تیرے پیغمبر پر درود پڑھتے ہیں اور تجھ سے اپنی آخرت اور دنیا مانگتے ہیں اور لی جاتی ہے ان حدیث کے مجموع طریق سے مراد ساتھ مجلس ذکر کے اور یہ کہ وہ مجلس وہ ہے کہ شامل ہو اوپر ذکر اللہ تعالیٰ کے ساتھ طرح طرح کے ذکر کے جو وارد ہے تسبیح اور تکبیر وغیرہ سے اور شامل ہے اوپر تلاوت کتاب اللہ کے اور اوپر دعا کے ساتھ بہتری دنیا اور آخرت کے اور حدیث کا پڑھنا اور علم کی تدریس کرنا اس میں داخل نہیں ہے بلکہ وہ خاص ہے ساتھ مجلس تسبیح اور تکبیر وغیرہ کے اور تلاوت کے فقط اور حسن بصری سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ ایک قوم اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں کہ ایک مرد اُن کے پاس آیا سو اُن کے پاس بیٹھا سو رحمت اُتری پھر دور ہوئی تو فرشتوں نے کہا کہ اے رب! ان میں فلانا تیرا بندہ ہے فرمایا کہ میری رحمت نے اس کو ڈھانکا وہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کے پاس بیٹھنے والا بد بخت نہیں ہوتا اور اس عبارت میں مبالغہ ہے بیچ نفی کرنے بدبختی کے ذاکرین کے پاس بیٹھنے والے سے اور اس حدیث میں فضیلت ہے مجالس ذکر کی اور ذاکرین کی اور فضیلت جمع ہونے کی ذکر پر اور یہ کہ ان کے پاس بیٹھنے والا بھی ان میں داخل ہوتا ہے بیچ تمام اس چیز کے کہ فضل کرے اللہ تعالیٰ ساتھ اس کے اوپر ان کے واسطے اکرام ان کے اگر چہ نہ شریک ہو وہ ان کو اصل ذکر میں اور اس میں محبت فرشتوں کی

ہے واسطے آدمیوں کے اور کوشش ساتھ ان کے اور اس میں ہے کہ سوال کبھی صادر ہوتا ہے سائل سے اور حالانکہ وہ مسئول عنہ کو مسئول سے زیادہ جانتا ہے واسطے ظاہر کرنے عنایت کے ساتھ مسئول عنہ کے اور واسطے تنویہ کے ساتھ قدر اس کی کے اور واسطے اعلان کے ساتھ شرف مرتبے اس کے کے اور بعض نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے جو خاص فرشتوں کو اہل ذکر سے سوال کیا تو اس میں اشارہ ہے طرف قول فرشتوں کے کی کہ کیا تو پیدا کرتا ہے زمین میں جو فساد کرے اس میں اور خون ریزی کرے اور ہم پاکی بولتے ہیں ساتھ حمد تیری کے سو گویا کہ کہا گیا کہ دیکھو جو حاصل ہوا ان سے سے تسبیح اور تقدیس سے باوجود اس چیز کے کہ غالب کی گئی ہے ان پر شہوت اور شیطان کے وسوسوں سے اور کس طرح انہوں نے محنت کی اور تمہارے مشابہ ہوئے تسبیح اور تقدیس میں اور اس حدیث سے لیا جاتا ہے کہ ذکر حاصل بنی آدم سے اعلیٰ اور اشرف ہے اس ذکر سے جو حاصل ہے فرشتوں سے واسطے حصول ذکر آدمیوں کے باوجود کثرت شغلوں اور روکنے والی چیزوں کے اور صادر ہونے اس کے عالم غیب میں برخلاف فرشتوں کے ان سب باتوں میں اور اس میں بیان کذب یعنی جھوٹ اس شخص کا جو دعویٰ کرتا ہے زندیقوں سے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو دیکھتا ہے دنیا میں کھلم کھلا اور البتہ ثابت ہو چکا ہے صحیح مسلم میں ابو امامہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے مرفوع کہ جانو کہ تم اللہ تعالیٰ کو نہ دیکھ سکو گے یہاں تک کہ مرو اور اس میں جواز قسم کا ہے امر محقق میں واسطے تاکید اس کی کے اور تعظیم اس کی کے اور اس میں ہے کہ وہ چیز کہ شامل ہے اس کو بہشت انواع خیرات سے اور دوزخ انواع مکروہات سے اوپر ہے اس چیز سے کہ وصف کی گئی بہشت اور دوزخ ساتھ اس کے اور یہ کہ رغبت اور طلب اللہ تعالیٰ سے ہے اور مبالغہ بیچ اس کے اسباب حصول سے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ

باب ہے بیچ قول لاحول ولاقوۃ الاباللہ کے

۵۹۳۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَبُو الْحَسَنِ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ عَنْ أَبِيْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ أَخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ عَقَبَةٍ أَوْ قَالَ فِيْ ثَنِيَّةٍ قَالَ فَلَمَّا عَلَا عَلَيْهَا رَجُلٌ نَادٰى فَرَفَعَ صَوْتَهٗ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ قَالَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى بَغْلَتِهٖ قَالَ فَإِنَّكُمْ لَا تَدْعُوْنَ أَصَمَّ وَلَا غَائِبًا ثُمَّ قَالَ يَا أَبَا

۵۹۳۰۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شروع ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک گھاٹی میں سو جب اس پر چڑھے تو ایک مرد چلایا سو اس نے اپنی آواز کو بلند کیا یعنی ساتھ اس ذکر کے لا الہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر کہا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی خچر پر سوار تھے فرمایا بے شک تم نہیں پکارتے بہرے کو اور نہ غائب کو پھر فرمایا کہ اے ابو موسیٰ! کیا نہ بتلاؤں تجھ کو وہ بات جو بہشت کے خزانے سے ہے میں نے کہا کہ کیوں نہیں! فرمایا لا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ.

مُوسٰی أَوْ یَا عَبْدَ اللّٰهِ أَلَا أَدُلُّكَ عَلٰی كَلِمَةٍ مِّنْ كَنْزِ الْجَنَّةِ قُلْتُ بَلٰی قَالَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب القدر میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

بَابٌ لِلّٰهِ مِائَةُ اسْمٍ غَيْرَ وَاحِدٍ

اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں

۵۹۳۱ ۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَفِظْنَاهُ مِنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رِوَايَةً قَالَ لِلّٰهِ تِسْعَةٌ وَّتِسْعُوْنَ اسْمًا مِائَةٌ إِلَّا وَاحِدًا لَا يَحْفَظُهَا أَحَدٌ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ.

۵۹۳۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں ایک کم سو جو ان کو یاد کرلے وہ بہشت میں داخل ہوگا۔

فائدہ: اور اختلاف کیا ہے علماء نے بیچ بیان کرنے ناموں اللہ تعالیٰ کے کہ کیا وہ مرفوع ہیں حدیث میں یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام ہے یا کسی راوی کا سو اکثر علماء کا مذہب پہلا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام ہے اور استدلال کیا ہے انہوں نے ساتھ اس کے اوپر جواز نام رکھنے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس نام کے کہ نہیں وارد ہوا ہے قرآن میں ساتھ صیغہ اسم کے اس واسطے کہ بہت نام ان ناموں سے ایسے ہی ہیں اور لوگوں کا یہ مذہب ہے کہ تعیین مدرج ہے واسطے خالی ہونے اکثر روایتوں کے اس سے اور یہ منقول ہے بہت علماء سے اور واقع ہوئے ہیں یہ ننانوے نام اللہ تعالیٰ کے بیچ روایت ترمذی کے ولید کی روایت سے اور بعض روایتوں میں تبدل و تغیر واقع ہوا ہے یعنی بعض ناموں کی جگہ اور بعض واقع ہوئے ہیں اور غزالی نے کہا کہ نہیں پہچانتا میں کسی کو علماء میں سے کہ اہتمام کیا ہو ساتھ ڈھونڈنے ناموں کے اور جمع کرنے ان کے سوائے ایک مرد کے جس کو علی بن حزم کہا جاتا ہے کہ اس نے کہا کہ صحیح ہوئے ہیں میرے نزدیک اسی نام جو قرآن اور صحیح حدیثوں میں پائے جاتے ہیں سو چاہیے کہ باقی کو بھی صحیح حدیثوں سے تلاش کیا جائے کہا ابن حزم نے کہ جن حدیثوں میں ناموں کا بیان آیا ہے یعنی جیسے کہ ترمذی وغیرہ کی حدیث میں ہے وہ ضعیف میں کوئی چیز اُن سے صحیح نہیں ہے اور جن کو میں نے قرآن سے تلاش کر کے نکالا ہے وہ اڑسٹھ ٦٨ نام ہیں یعنی جو وارد ہوئے ہیں قرآن میں ساتھ صورت اسم کے نہ وہ نام جو لیا جاتا ہے اشتقاق سے مانند باقی کے قول اللہ تعالیٰ کے سے ﴿وَيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ﴾ اور کہا ابو الحسن قابسی نے کہ اللہ تعالیٰ کے نام اور اس کی صفات نہیں معلوم ہوتے ہیں مگر ساتھ توقیف کے کتاب سے یا سنت سے یا اجماع سے اور نہیں داخل ہے ان میں قیاس اور نہیں واقع ہوا ہے قرآن میں ذکر عدد معین کا اور ثابت ہوا ہے حدیث میں کہ وہ ننانوے نام ہیں سو بعض لوگوں نے ننانوے نام قرآن

سے نکالے ہیں اور بعض نے نکالا ہے ان کو قرآن سے بغیر تقیید کے ساتھ عدد معین کے شیخ ابن حجر رحمہ اللہ شارح صحیح بخاری نے فتح الباری میں فرمایا کہ میں نے تلاش کیا ہے باقی ناموں کو جو قرآن میں ساتھ صیغہ اسم کے وارد ہوئے ہیں جو ترمذی کی روایت میں نہیں ہیں اور وہ یہ ہیں، الرب ، الالٰہ ، المحیط، القدیر، الکافی، الشاکر، الشدید، القائم، الحاکم ، الفاطر ، الغافر، القاھر، المولٰی، النصیر، الغالب، الخالق، الرفیع، الملیك، الکفیل، الخلاق، الاکرام، الاعلٰی، المبین، الخفی، القریب، الاحد، الحافظ سو یہ ستائیس نام ہیں جب جوڑا جائے ان کو طرف ان ناموں کے جو ترمذی کی روایت میں واقع ہوئے ہیں تو پورے ہوں گے ساتھ ان کے ننانوے نام ایک کم سو اور یہ سب وارد ہیں قرآنِ مجید میں ساتھ صیغہ اسم کے اور جگہیں ان کی سب ظاہر ہیں قرآن سے اور جو ننانوے نام کہ ترمذی کی روایت میں واقع ہوئے ہیں یہ ہیں: ھو اللّٰہ الذی لا الہ الّا ھوا لرحمن الرحی، الملك ، القدوس، السلام، المؤمن، المھیمن، العزیز، الجبار، المتکبر، الخالق ، الباری، المصور، الغفار، القھار ، الوھاب، الرزاق ، الفتاح، العلیم ، القابض، الباسط، الخافض، الرافع، المعز، المذل، السمیع، الحکم ، العدل، اللطیف، الخبیر، الحلیم، العظیم، الغفور، الشکور، العلی ، الکبیر، الحفیظ، المقیت ، الحسیب، الجلیل، الکریم، الرقیب، المجیب، الواسع، الحکیم، الودود، المجید ، الباعث، الشھید، الحق ، الوکیل، القوی، المتین، الولی ، الحمید، المحصی، المبدئ، المعید، المحیی ، الممیت، الحی، القیوم، الواجد، الماجد، الصمد، القادر، المقتدر، المقدم، المؤخر، الاول، الآخر، الظاھر، الباطن ، الوالی ، المتعالی، البر، التواب، المنتقم ، العفو، الرؤوف، مالك الملك، ذوالجلال والاکرام، المقسط، الجامع، الغنی المغنی، المانع، الضار النافع، النور، الھادی، البدیع ، الباقی، الوارث، الرشید، الصبور، اور ان میں سے ستائیس نام جو قرآن میں صیغہ اسم کے ساتھ واقع نہیں ہوئے وہ یہ ہیں، القابض، الباسط، الخافض، الرافع، المعز، المذل، العدل، الجلیل، الباعث، المحصی، المبدئ، المعید، الممیت ، الواجد، الماجد، المقدم، المؤخر، الوالی، ذوالجلال والاکرام، المقسط، المغنی المانع، الضار، الناف، الباقی، الرشید، الصبور اور جب اقتصار کیا جائے ترمذی کی روایت میں اُن ناموں پر سوائے ان ستائیس ناموں کے ہیں اور بدل کیے جائیں یہ نام ساتھ ان ستائیس ناموں کے کہ میں نے اوپر بیان کیے ہیں تو یہ ننانوے نام نکلیں گے اور وہ سب قرآن میں ہیں ساتھ صیغہ اسم کے اور ان کی ترتیب یاد کرنے کے واسطے یوں ہے: اللّٰہ ، الرحمن، الرحیم، الملك، القدوس، السلام، المؤمن، المھیمن، العزیز، الجبار، المتکبر، الخالق، البارئ، المصور، الغفار، القھار، التواب، الوھاب، الخالق، الرزاق، الفتاح، العلیم، الحلیم، العظیم، الواسع، الحکیم، الحی، القیوم، السمیع

، البصیر، اللطیف، الخبیر، العلی ، الکبیر، المحیط، القدیر، المولی، النصیر، الکریم، الرقیب، القریب، المجیب، الحسیب، الحفیظ، المقیت، الودود، المجید، الوارث، الشهید، الولی، الحمید، الحق، المبین، القوی، المتین، الغنی، المالك، الشدید، القادر، المقتدر، القاهر، الکافی، الشاکر، المستعان، الفاطر، البدیع، الغافر، الاول، الآخر، الظاهر، الباطن، الکفیل، الغالب، الحکم، العالم، الرفیع، الحافظ، المنتقم، القائم، المحیی، الجامع، الملیك، المتعال، النور، الهادی، الغفور، الشکور، العفو، الرؤف، الاکرام، الاعلیٰ، البر، الحفی، الرب، الاله، الواحد، الاحد، الصمد الذی لم یلد ولم یولد ولم یکن له کفوا احد اور البتہ اختلاف کیا گیا ہے بیچ اس عدد کے یعنی ننانوے کے کہ کیا مراد ساتھ اس کے حصر اور بند کرنا اللہ تعالیٰ کے ناموں کا ہے اس شمار میں یا وہ اس سے زیادہ ہیں لیکن خاص کیا گیا ہے یہ عدد ساتھ اس کے کہ جو ان کو یاد رکھے وہ بہشت میں داخل ہوگا سو جمہور کا یہ مذہب ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نام اس سے زیادہ ہیں اور خاص کیے گئے ہیں یہ ساتھ اس کے کہ جو ان کو یاد کر رکھے گا وہ بہشت میں داخل ہوگا اور نقل کیا ہے نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اتفاق علماء کا اوپر اس کے سو کہا اس نے کہ نہیں ہے حدیث میں حصر اللہ تعالیٰ کے ناموں کا اور اس کے یہ معنی نہیں کہ ان ننانوے ناموں کے سوائے اللہ تعالیٰ کا اور کوئی نام نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مقصود حدیث کا یہ ہے کہ ان ناموں کو جو یاد کر رکھے بہشت میں داخل ہوگا سو مراد خبر دینا ہے جنت کے داخل ہونے سے ساتھ یاد کر رکھنے ان کے نہ خبر دینا ہے ساتھ حصر کرنے ناموں کے بیچ ان کے اور تائید کرتی ہے اس کی حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ میں سوال کرتا ہوں تجھ سے ہر نام تیرے کے جس کے ساتھ تو نے اپنے آپ کا نام رکھا یا تو نے اس کو اپنی کتاب میں اتارا یا کسی کو اپنے خلق سے سکھلایا یا اختیار کیا ہے تو نے اس کو علم غیب میں نزدیک اپنے روایت کیا ہے اس کو احمد نے اور صحیح کہا ہے اس کو ابن خزیمہ نے اور کعب احبار سے روایت ہے دعا میں کہ میں سوال کرتا ہوں تجھ سے ساتھ اسماء حسنیٰ کے جو مجھ کو ان سے معلوم ہیں اور جو مجھ کو معلوم نہیں ، کہا خطابی نے کہ اس حدیث میں ثابت کرنا ان اسموں مخصوصہ کا ہے ساتھ اس عدد کے اور نہیں ہے اس میں منع اُن ناموں سے جو سوائے ان کے ہیں زیادتی میں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تخصیص واسطے ہونے ان کے ہے اکثر ناموں میں اور ظاہر تر معانی میں اور خبر مبتدا کی حدیث میں وہ قول اس کا ہے من احصاها نہ قول اس کا للہ اور نقل کیا ہے ابن بطال نے قاضی ابوبکر سے کہا کہ نہیں حدیث میں دلیل اس پر کہ ان ناموں کے سوائے اللہ تعالیٰ کے اور نام نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ جو ان کو یاد رکھے وہ بہشت میں داخل ہوگا اور دلالت کرتا ہے عدم حصر پر کہ اکثر نام اللہ تعالیٰ کے صفات ہیں اور اللہ کی صفات کا کچھ انتہا نہیں ہے اور بعض نے کہا کہ مراد دعا ہے ساتھ ان ناموں کے اس واسطے کہ حدیث مبنی ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول پر ﴿وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا﴾ سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

نے بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں سو دعا کی جائے ساتھ ان کے اور نہ دعا کی جائے گی ساتھ غیر ان کے یہ محکی ہے مہلب سے اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ ثابت ہو چکی ہے صحیح حدیثوں میں دعا مانگنی ساتھ بہت ناموں کے جو قرآن میں وارد نہیں ہوئے جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے قیام اللیل میں انت المقدم وانت المؤخر اور کہا فخر رازی نے کہ اللہ تعالیٰ کے ناموں کی کوئی نہایت نہیں اور حکایت کی ہے قاضی ابوبکر بن عربی نے بعض سے کہ اللہ تعالیٰ کا ہزار نام ہے کہا اور یہ کم ہے ان میں اور نقل کیا ہے فخر رازی نے بعض نے کہ اللہ تعالیٰ کا چار ہزار نام ہے ہزار نام اللہ تعالیٰ نے اپنے پاس رکھا ہے اور باقی فرشتوں اور پیغمبروں اور تمام لوگوں کو سکھلایا ہے اور یہ دعویٰ محتاج ہے طرف دلیل کی اور ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ کا یہ مذہب ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نام محصور ہیں ننانوے میں اس سے زیادہ نام اللہ تعالیٰ کے نہیں اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایک کم سے اور اگر اللہ تعالیٰ کا نام اس سے زیادہ ہو تو یہ قول باطل ہو جائے اور جواب یہ ہے کہ یہ حجت نہیں اس واسطے کہ حصر مذکور نزدیک ان کے باعتبار وعدے کے ہے جو حاصل ہے واسطے اس شخص کے جو ان کو یاد کر رکھے سو جو دعویٰ کرے کہ وعدہ واقع ہوتا ہے واسطے اس شخص کے کہ اس سے زیادہ یاد کر رکھے تو اس نے خطا کی اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس جگہ ان کے سوائے اللہ تعالیٰ کا اور کوئی نام نہ ہو۔

فصل: اور بہرحال حکمت بیچ قصر کرنے کے عدد مخصوص پر یعنی ننانوے پر سو ذکر کیا ہے رازی نے اکثر سے کہ وہ تعبد ہے اس کے معنی معلوم نہیں جیسے کہ نماز وغیرہ کے عدد میں ہے اور منقول ہے ابی خلف محمد بن ملک سے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خاص کیا ہے اس عدد کو واسطے اشارہ کرنے کے اس کی طرف کہ اسماء الٰہی نہیں لیے جاتے ہیں قیاس سے اور بعض نے کہا کہ حکمت اس میں یہ ہے کہ ناموں کے معانی اگرچہ بہت ہیں لیکن وہ موجود ہیں ننانوے میں جو مذکور ہیں اور بعض نے کہا کہ حکمت اس میں یہ ہے کہ عدد زوج اور فرد ہے اور فرد افضل ہے زوج سے اور انتہاء افراد کی بغیر تکرار کے ننانوے ہیں اس واسطے کہ سو اور ایک متکرر ہے اس میں ایک اور فرد اس واسطے زوج سے سے افضل ہے کہ طاق افضل ہے جفت سے اس واسطے کہ طاق خالق کی صفت ہیں اور صفت مخلوق کی صفت ہے اور بعض نے کہا کہ کمال عدد میں حاصل ہے سو میں اس واسطے کہ عدد تین قسم پر ہیں احاد اور عشرات اور مئات اور الف یعنی ہزار ابتدا ہے واسطے احاد اور کے سو اللہ تعالیٰ کے نام سو ہیں تنہا ہوا ہے اللہ تعالیٰ ساتھ ایک کے ان میں سے اور وہ اسم اعظم ہے کہ اس پر کسی کو اطلاع نہیں دی سو گویا کہ کہا گیا کہ سو ہیں مگر ایک کہ وہ اللہ کے پاس ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے کہ اسم وہی ہے مسمی یعنی اسم اور مسمی ایک چیز ہے حکایت کیا ہے اس کو ابوالقاسم قشیری نے شرح اسماء حسنیٰ میں اس واسطے کہ اگر اس کا غیر ہوتا تو اللہ تعالیٰ کے نام اللہ کے غیر ہوتے واسطے قول اس کے ﴿وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا﴾ پھر کہا اور مخلص اس سے یہ ہے کہ مراد ساتھ اسم کے اس جگہ تسمیہ ہے یعنی نام رکھنا

اور کہا فخر رازی نے کہ مشہور ہمارے اصحاب کے قول سے یہ ہے کہ اسم نفس مسمی کا ہے اور غیر تسمیہ کا اور معتزلہ کے نزدیک اسم نفس تسمیہ کا ہے اور غیر مسمی کا اور اختیار کیا ہے غزالی نے کہ تینوں امر تبائن ہیں اور یہی ہے حق نزدیک میرے اس واسطے کہ اسم اگر ہو مراد لفظ سے جو دلالت کرنے والا ہے اوپر چیز کے ساتھ وضع کے اور ہو مسمیٰ مراد نفس اس چیز کے سے جو مسمی ہے تو علم ضروری حاصل ہے ساتھ اس کے کہ اسم غیر مسمی کا ہے اور نہیں ممکن ہے کہ واقع ہو نزاع بیچ اس کے ، کہا قرطبی نے کہ اسم اللہ تعالیٰ کے اگرچہ متعدد ہیں لیکن نہیں تعدد ہے اس کی ذات میں اور نہ ترکیب نہ محسوس مانند جسم والی چیزوں کے نہ عقلی مانند محدودات کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ متعدد ہیں اسم ساتھ اختلاف اعتبارات کے جو زائد ہیں فوات پر پھر وہ دلالت کی جہت سے چار قسم پر ہیں اول وہ ہیں جو مجرد ذات پر دلالت کرتے ہیں مانند جلالت کی اس واسطے کہ وہ دلالت کرتا ہے اس پر دلالت مطلق غیر مقید اور ساتھ اس کے پہچانے جاتے ہیں سب نام اس کے سو کہا جائے گا کہ رحمٰن مثلاً اللہ کے ناموں میں سے ہے اور نہیں کہا جاتا کہ اللہ رحمٰن کے ناموں میں سے ہے اسی واسطے صحیح تر یہ ہے کہ وہ اسم علم ہے غیر مشتق اور نہ صفت، دوسری وہ اسم ہیں جو دلالت کرتے ہیں صفات ثابتہ پر واسطے ذات کے مانند علیم اور قدیر اور سمیع اور بصیر کی، تیسری وہ اسم ہیں جو دلالت کرتے ہیں اوپر منسوب کرنے کے کسی امر کے طرف اس کی مانند خالق اور رازق کی ، چوتھی قسم وہ اسم ہیں جو دلالت کرتے ہیں اوپر سلب کرنے کسی چیز کے اس سے مانند علی اور قدوس کی اور یہ چاروں قسم منحصر ہیں بیچ نفی اور اثبات کے اور اختلاف ہے اسماء حسنیٰ میں کہ کیا وہ توقیفی ہیں اس معنی سے کہ نہیں جائز ہے واسطے کسی کے یہ کہ مشتق کرے افعال سے جو ثابت ہیں واسطے اللہ تعالیٰ کے کوئی اسم مگر جب کہ وارد ہو نص یا کتاب میں یا سنت میں فخر رازی نے کہا کہ مشہور ہمارے اصحاب کے نزدیک یہ ہے ہیں کہ وہ توقیفی ہیں اور کہا معتزلہ اور کرامیہ نے کہ جب دلالت کرے عقل اس پر کہ معنی لفظ کے ثابت ہیں واسطے اللہ تعالیٰ کے تو جائز ہے اطلاق اس کا اللہ تعالیٰ پر اور کہا قاضی ابوبکر اور غزالی نے کہ اسماء اللہ توقیفی سوائے صفات کے اور یہ مختار ہے اور ضابطہ یہ ہے کہ جو چیز کہ اجازت دی ہے شارع نے یہ کہ بلایا جائے ساتھ اس کے اللہ تعالیٰ کو سو وہ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ہے برابر ہے کہ مشتق ہو یا غیر مشتق اور جو چیز کہ جائز ہے یہ کہ منسوب کیا جائے اس کی طرف برابر ہے کہ اس میں تاویل داخل ہو یا نہ ہو سو وہ اس کی صفات میں سے ہے اور اس کو اسم بھی بولا جاتا ہے اور کہا حلیمی نے کہ اسماء حسنیٰ منقسم ہے طرف پانچ عقائد کی اول ثابت کرنا اللہ تعالیٰ کا ہے واسطے رد کرنے کے معطلین پر اور وہ حی اور باقی اور وارث ہے اور جو ان کے معنی میں ہیں، دوسرے توحید اس کی واسطے رد کرنے کے مشرکین پر اور وہ کافی اور علی اور قادر ہے اور جو اس کی مانند ہے، تیسرے تنزیہ اس کی ہے یعنی پاک جاننا اس کو واسطے رد کرنے کے فرقہ مشبہ پر اور وہ قدوس اور مجید اور محیط وغیرہ ہے، چوتھے اعتقاد اس کا کہ ہر موجود چیز اس کے پیدا کرنے سے ہے واسطے رد کرنے کے قول بالعلت والمعلول پر اور وہ خالق اور باری اور

مصور اور قوی ہے اور جو اس کی مانند ہے پانچویں یہ کہ وہ مدبر ہے واسطے اس چیز کے کہ پیدا کی اور پھیرنے والا ہے اس کا جس طرف چاہے اور وہ قیوم اور علیم اور حکیم ہے اور جو اس کی مانند ہے اور کہا ابوالعباس بن معد نے کہ اسموں میں سے بعض ایسا اسم ہے کہ وہ ذات پر دلالت کرتا ہے مانند اللہ تعالیٰ کی اور بعض دلالت کرتا ہے اوپر ذات کے ساتھ سلب کے مانند قدوس اور سلام کی اور بعض دلالت کرتا ہے ذات پر ساتھ اضافت کے مانند علی اور عظیم کی اور بعض سمیت سلب اور اضافت کی مانند ملک اور عزیز کی اور بعض اسم اول میں سے رجوع کرتا ہے طرف صفت کی مانند علیم اور قدیر اور سمیت اضافت کی مانند حلیم اور خبیر کی اور بعض ان میں سے رجوع کرتا ہے طرف قدرت کی سمیت اضافت کی مانند قہار کی اور بعض ان میں سے رجوع کرتا ہے طرف ارادے کے سمیت فعل اور اضافت کی مانند رحمٰن اور رحیم کی اور بعض رجوع کرتا ہے طرف صفت فعل کی مثل خالق اور باری کی اور باوجود اس کے دلالت ہے اوپر فعل کے مانند کریم اور لطیف کی کہا پس نام نہیں خارج ہوتے ان دس قسموں سے اور نہیں ہے ان میں کوئی چیز مترادف اس واسطے کہ ہر اسم کے واسطے ایک خصوصیت ہے اگرچہ اصل معنی میں بعض بعض کے موافق ہے۔

تکمیل: بیچ بیان اسم اعظم کے اور البتہ انکار کیا ہے اس سے ایک قوم نے مانند ابوجعفر طبری اور ابوالحسن الاشعری کی اور ایک جماعت نے بعد ان کے سو انہوں نے کہا کہ اسم اعظم کوئی نہیں ہے اور بعض اسموں کو بعض پر فضیلت دینی جائز نہیں ہے اور حمل کیا ہے انہوں نے اس چیز کو کہ وارد ہوئی ہے اس میں اوپر اس کے کہ مراد ساتھ اعظم کے عظیم ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کے سب نام عظیم ہیں اور ایک گروہ نے کہا کہ اس کا علم اللہ تعالیٰ نے خاص اپنے پاس رکھا ہے یعنی اسم اعظم اللہ تعالیٰ نے کسی کو نہیں بتلایا ہے فقط اسی کو معلوم ہے اور ثابت کیا ہے اس کو ایک گروہ نے اور اختلاف کیا ہے انہوں نے اس کی تعیین میں چودہ قولوں پر، اول قول یہ ہے کہ اسم اعظم وہ ہے، دوسرا یہ کہ اسم اعظم اللہ ہے اس واسطے کہ وہ اسم ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوائے غیر پر نہیں بولا جاتا اور اس واسطے کہ وہ اصل ہے اسماء حسنیٰ میں، تیسرا یہ کہ اسم اعظم اللہ الرحمٰن الرحیم ہے، چوتھا یہ کہ الرحمٰن الرحیم الحی القیوم ہے، پانچواں یہ کہ وہ الحی القیوم ہے، چھٹا حنان منان بدیع السموات والارض ذوالجلال والاکرام الحی القیوم ہے، ساتواں بدیع السموات والارض ذوالجلال، آٹھواں ذوالجلال والاکرام، نواں اللہ لا الٰہ الا ھو الاحد الصمد الذی لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد، دسواں رب ہے، گیارھواں دعا حضرت یونس علیہ السلام کی ہے، بارھواں اللہ اللہ اللہ الذی لا الٰہ الا ھو رب العرش العظیم، تیرھواں یہ کہ وہ مخفی ہے اسماء حسنیٰ میں، چودھواں یہ کہ وہ کلمہ توحید کا ہے، اور یہ جو کہا کہ جو ان کو یاد کر رکھے گا تو اس میں کئی وجہ کا احتمال ہے ایک یہ کہ گنے ان کو یہاں تک کہ پورا کرے ان کو مراد یہ ہے کہ بعض اسموں پر اقتصار نہ کرے لیکن دعا کرے اللہ تعالیٰ سے ساتھ سب اسموں کے اور ثناء کرے اس کی ساتھ تمام کے پس مستحق ہو ثواب موعود کا، دوسری یہ کہ مراد احصا سے طاقت ہے یعنی جو طاقت رکھے قیام کے ساتھ حق ان ناموں کے اور عمل کرنے کے ساتھ مقتضی ان

کے اور وہ یہ ہے کہ اعتبار کرے ان کے معانی کو سو لازم کرے اپنے نفس کو ساتھ واجب ہونے اس کے سو جب مثلاً رزاق کہے تو پکا یقین کرے ساتھ رزق کے اور اسی طرح باقی اسم ، تیسری یہ کہ مراد ساتھ احصا کے احاطہ ہے ساتھ معانی ان کے اور کہا قرطبی نے اللہ تعالیٰ کے کرم سے اُمید ہے کہ حاصل ہو جس شخص کے واسطے احصا ان ناموں کا اوپر ایک مرتبے کے ان تین مرتبوں سے باوجود صحت نیت کے یہ کہ داخل کرے اس کو بہشت میں اور یہ تینوں مراتب واسطے سابقین اور صدیقین اور اصحاب یمین کے ہیں اور اس کے غیر نے کہا کہ معنی احصا کے یہ ہیں کہ ان کو پہچانیں اس واسطے کہ عارف ساتھ ان کے نہیں ہوتا ہے مگر ایماندار اور ایماندار بہشت میں داخل ہوگا اور بعض نے کہا کہ شمار کرے اعتقاد سے اس واسطے کہ دھری نہیں اعتراف کرتا ساتھ خالق کے اور فلسفی نہیں اعتراف کرتا ساتھ قادر کے اور بعض نے کہا کہ شمار کرے ان کو چاہتا ہو ساتھ ان کے رضا مندی اللہ تعالیٰ کی اور بڑا جاننا اس کا اور بعض نے کہا کہ معنی یہ ہیں کہ ان کے ساتھ عمل کرے سو جب مثلاً قدوس کہے تو حاضر کرے ذہن میں پاک اور منزہ ہونا اس کا تمام نقائص سے ، کہا ابن بطال نے کہ طریق عمل کا ساتھ ان کے یہ ہے کہ جن ناموں میں پیروی جائز ہے مانند رحیم اور کریم کی سو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ دیکھے اثر اس کا اپنے بندے پر سو چاہیے کہ عادت کرے بندہ اپنے نفس پر یہ کہ صحیح ہو واسطے اس کے متصف ہونا ساتھ اس کے اور جو اسم کہ خاص ہے ساتھ اللہ تعالیٰ کے مانند جبار اور عظیم کی تو واجب ہے بندے پر اقرار کرنا ساتھ اس کے اور خضوع واسطے اس کے اور نہ متصف ہونے کے ساتھ کسی صفت کے اس سے اور جس میں وعدے کے معنی ہوں تو کھڑا ہو اس سے نزدیک طمع اور رغبت کے اور جس میں وعید کے معنی ہوں کھڑا ہو اس سے نزدیک خوف اور دہشت کے پس یہ معنی ہیں ان کے گننے اور یاد رکھنے کے اور تائید کرتا ہے اس کی یہ کہ جو یاد کرے ان کو بطورِ شمار کے اور گنے ان کو بطورِ تلاوت کے اور نہ عمل کرے ساتھ ان کے تو ہوتا ہے مانند اس شخص کی جو حفظ کرے قرآن کو اور نہ عمل کرے ساتھ اس چیز کے کہ بیچ اس کے ہے میں کہتا ہوں کہ جو ذکر کیا ہے اس نے وہ مقام کمال کا ہے اور نہیں لازم آتا اس سے کہ نہ دیا جائے ثواب جو یاد کرے اس کو اور عبادت جانے ان کی تلاوت کو اور دعا کرے ساتھ ان کے اگرچہ ہو متلبس ساتھ گناہوں کے جیسا کہ واقع ہوتا ہے مثل اس کی قرآن کے قاری ہیں اس واسطے کہ قرآن کا قاری اگرچہ متلبس ہو ساتھ گناہ کے سوائے اس کے کہ متعلق ہے ساتھ قرأت کے ثواب دیا جاتا ہے اس کی تلاوت پر نزدیک اہل سنت کے اور کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ کہا بخاری رحمہ اللہ وغیرہ محققین نے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ ان کو حفظ کرے اور یہ ظاہر تر ہے واسطے ثابت ہونے اس کے کے بیچ نفس حدیث کے کہا اور یہ قول اکثر علماء کا ہے اور کہا ابن جوزی رحمہ اللہ نے کہ مراد گننا اور شمار کرنا اس کا ہے واسطے حفظ کرنے کے ، میں کہتا ہوں اس میں نظر ہے اس واسطے کہ حفظ کے لفظ سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کو زبانی یاد سے پڑھے بلکہ احتمال ہے کہ معنوی حفظ ہو اور بعض نے کہا کہ مراد قرآن کا حفظ کرنا ہے واسطے ہونے اس کے کے مستوفی سب ناموں کو اور کہا اصیلی نے کہ

نہیں مراد ساتھ احصا کے شمار کرنا ان کا فقط اس واسطے کہ کبھی ان کو فاجر بھی گنتا ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد عمل کرنا ہے ساتھ ان کے اور ایمان لانا ساتھ ان کے اور اعتبار کرنا ساتھ معانی ان کے۔ (فتح)

وَهُوَ وِتْرٌ يُّحِبُّ الْوِتْرَ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ مَنْ أَحْصَاهَا مَنْ حَفِظَهَا.

اور اللہ تعالیٰ طاق ہے طاق کو دوست رکھتا ہے اور کہا ابو عبداللہ بخاری رحمہ اللہ نے کہ احصا کے معنی ہیں حفظ کرے ان کو۔

فائدہ: اور اس کے معنی اللہ تعالیٰ کے حق میں یہ ہیں کہ وہ اکیلا ہے اس کی کوئی نظیر نہیں اس کی ذات میں اور نہ تقسیم ہونا اور قول اس کا یحب الوتر کہا عیاض نے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ طاق کو فضیلت ہے جفت پر اس کے اسموں میں واسطے ہونے اس کے کے دال اوپر وحدانیت کے اس کی صفات میں اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ اگر مراد ساتھ اس کے دلالت اس کی وحدانیت پر ہوتی تو البتہ نہ متعدد ہوتے اسماء بلکہ مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے وتر کو ہر چیز سے اگرچہ متعدد ہو وہ چیز کہ اس میں وتر ہے اور بعض نے کہا اس واسطے کہ امر کیا ہے اس نے ساتھ وتر کے بہت عملوں اور بندگیوں میں جیسے کہ پانچ نمازوں اور وتر لیل اور عدد طہارت اور تکفین میت اور بہت مخلوقات میں مانند آسمان اور زمین کی اور کہا قرطبی نے کہا ظاہر یہ ہے کہ وتر اس جگہ واسطے جنس کے ہے اس واسطے کہ نہیں ہے کوئی معہود چیز جس کا ذکر پہلے ہوا ہوتا کہ اس پر محمول کیا جائے پس معنی یہ ہوں گے کہ وہ وتر ہے دوست رکھتا ہے ہر وتر کو جس کو اس نے مشروع کیا اور معنی اس کی محبت کے یہ ہیں کہ اس نے اس کے ساتھ حکم کیا ہے اور اس پر ثواب دیا ہے اور صلاحیت رکھتا ہے یہ واسطے عموم اس چیز کے کہ پیدا کیا ہے اس کو طاق اپنی مخلوق سے یا معنی محبت کے یہ ہیں کہ خاص کیا ہے اس نے اس کو ساتھ اس کے واسطے حکمت کے کہ جانتا ہے اس کو اور احتمال ہے کہ مراد بعینہ وتر ہوا اگرچہ نہیں جاری ہوا ہے واسطے اس کے ذکر پھر اختلاف ہے بعض نے کہا کہ مراد نماز وتر کی ہے اور بعض نے کہا کہ نماز جمعہ ہے اور بعض نے کہا کہ دن جمعہ کا اور بعض نے کہا کہ آدم علیہ السلام اور بعض نے غیر اس کے کہا ہے اور اولیٰ حمل کرنا اس کا ہے عموم پر اور ایک معنی اس کا اور ہے اور وہ یہ ہے کہ مراد ساتھ وتر کے توحید ہے سو معنی یہ ہوں گے کہ بے شک اللہ تعالیٰ اپنی ذات اور اپنے کمال اور افعال میں واحد ہے اور دوست رکھتا ہے توحید کو یعنی یہ کہ اس کو ایک جانے اکیلا مانے اس کا کوئی شریک نہ جانے اور اعتقاد کرے کہ وہ اکیلا ہے ساتھ خدائی کے سوائے خلقت اپنی کے۔ (فتح)

بَابُ الْمَوْعِظَةِ سَاعَةً بَعْدَ سَاعَةٍ

گھڑی گھڑی کے بعد وعظ نصیحت کرنا

فائدہ: مناسبت اس باب کے ساتھ کتاب الدعوات کے یہ ہے کہ مخلوط ہوتا ہے ساتھ وعظ کے غالبًا یاد دلانا ساتھ اللہ تعالیٰ کے اور پہلے گزر چکا ہے کہ ذکر منجملہ دعا سے ہے۔ (فتح)

٥٩٣٢۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِيْ شَقِيْقٌ قَالَ

٥٩٣٢۔ حضرت شقیق رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ہم عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا انتظار کرتے تھے کہ یزید بن معاویہ آیا سو ہم

كُنَّا نَنتَظِرُ عَبْدَ اللّٰهِ إِذْ جَآءَ يَزِيْدُ بْنُ مُعَاوِيَةَ فَقُلْنَا أَلَا تَجْلِسُ قَالَ لَا وَلٰكِنْ أَدْخُلُ فَأُخْرِجُ إِلَيْكُمْ صَاحِبَكُمْ وَإِلَّا جِئْتُ أَنَا فَجَلَسْتُ فَخَرَجَ عَبْدُ اللّٰهِ وَهُوَ آخِذٌ بِيَدِهٖ فَقَامَ عَلَيْنَا فَقَالَ أَمَا إِنِّيْ أُخْبَرُ بِمَكَانِكُمْ وَلٰكِنَّهٗ يَمْنَعُنِيْ مِنَ الْخُرُوْجِ إِلَيْكُمْ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَخَوَّلُنَا بِالْمَوْعِظَةِ فِي الْأَيَّامِ كَرَاهِيَةَ السَّآمَةِ عَلَيْنَا.

نے کہا کہ کیا تو نہیں بیٹھتا اس نے کہا کہ نہیں، میں اندر جاتا ہوں اور تمہارے ساتھی کو تمہاری طرف نکالتا ہوں نہیں تو میں آتا ہوں سو میں بیٹھا سو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ باہر آئے اور حالانکہ وہ اس کا ہاتھ پکڑے تھے سو ہم پر کھڑے ہوئے سو کہا خبردار ہو بے شک مجھ کو خبر ہوئی تھی تمہارے ٹھہرنے کی لیکن مجھ کو روکا تمہاری طرف نکلنے سے اس نے کہ بے شک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خبر گیری کرتے تھے ہمارے ساتھ وعظ کے دنوں میں یعنی کبھی کبھی واسطے برا جاننے دل گیری اور تھک جانے ہمارے کے۔

فائدہ: کہا خطابی نے کہ مراد یہ ہے کہ رعایت کرتے تھے اوقات کی ان کی تعلیم میں اور وعظ میں اور نہ کرتے تھے اس کو ہر دن واسطے خوف تھک جانے کے یعنی وعظ کرے ان کو خوش دل ہونے کی حالت میں اور بہت وعظ نہ کرے تا کہ تھک جائیں اور اس حدیث میں نرمی اور مہربانی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے ساتھ اصحاب اپنے کے اور نیک توصل طرف تعلیم اور تفہیم ان کی کے تا کہ سیکھیں آپ سے ساتھ خوش دلی کے نہ تنگی سے اور نہ دل گیری سے اور پیروی کی جائے ساتھ آپ کے بیچ اس کے اس واسطے کہ تعلیم ساتھ سہولت کے اخف ہے محنت میں اور بہت بلانے والی ہے طرف ثبات کی لینے اس کے سے ساتھ مشقت کے اور اس میں منقبت ہے واسطے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے واسطے متابعت ان کی کے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول میں اور عمل میں اور محافظت کے اوپر اس کے۔ (فتح)

❀ ...... ❀ ...... ❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الرِّقَاقِ

کتاب ہے رقاق کے بیان میں

فائدہ: اور نام رکھا گیا ہے ان حدیثوں کا ساتھ رقاق کے اس واسطے کہ ان حدیثوں سے دل میں رقت اور نرمی ہوتی ہے اور اس کی ضد قسوۃ ہے یعنی سختی ہے اور بدنوں میں اس کی ضد صفاقت ہے۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا عَيْشَ إِلَّا عَيْشُ الْاٰخِرَةِ

باب ہے بیچ بیان قول حضرت ﷺ کے کہ نہیں زندگی مگر آخرت کی زندگی

۵۹۳۳۔ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ هُوَ ابْنُ أَبِي هِنْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِعْمَتَانِ مَغْبُونٌ فِيهِمَا كَثِيرٌ مِّنَ النَّاسِ الصِّحَّةُ وَالْفَرَاغُ قَالَ عَبَّاسٌ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عِيسٰى عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِنْدٍ عَنْ أَبِيهِ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ.

۵۹۳۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ دو نعمتیں ہیں جن میں اکثر لوگوں کو زیان اور نقصان ہوتا ہے ایک تو تندرستی دوسری روزی سے دل جمعی، کہا عباس رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی مجھ سے صفوان نے عبداللہ بن سعید سے اس نے اپنے باپ سے کہا کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا حضرت ﷺ سے مثل اس کی یعنی سعید کا سماع ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ثابت ہے۔

فائدہ: نعمت نیک حالت کو کہتے ہیں اور بعض نے کہا کہ وہ منفعت مفعولہ ہے اوپر جہت احسان کے واسطے غیر کے اور غبن بیع میں ساتھ سکون با کے ہے اور رائے میں ساتھ حرکت کے سو بنا بر اس کے دونوں معنی اس حدیث میں ہو سکتے ہیں اس واسطے کہ جس نے نہ استعمال کیا اس کو اس چیز میں کہ لائق ہے تو اس کا نقصان ہوا اس واسطے کہ اس نے اس کو ناقص چیز سے بیچا اور نہیں کہا جاتا ہے اس کی رائے کو اچھا بیچ اس کے یعنی اس کی عقل کو کوئی اچھا نہیں کہتا کہا ابن بطال نے کہ حدیث کے معنی یہ ہیں کہ نہیں ہوتا ہے آدمی فارغ یہاں تک کہ ہو روزی سے بافراغت اور تندرست سو جس کے واسطے یہ حاصل ہو تو چاہیے کہ حرص کرے کہ نہ نقصان پائے یعنی جو اللہ تعالیٰ نے اس کو نعمت دی ہے اس کا شکریہ ادا کرے اور اس کے شکر میں سے ہے بجا لانا اس کے امروں کا اور بچنا اس کی منع کی چیز سے سو جس نے

اس میں قصور کیا سو اس کا نقصان ہوا اور یہ جو فرمایا کہ اکثر لوگوں کو تو اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ جن کو اس بات کی توفیق ملتی ہے وہ تھوڑے ہیں اور کہا ابن جوزی رحمہ اللہ نے کہ کبھی ہوتا ہے آدمی تندرست اور نہیں ہوتا ہے فارغ واسطے مشغول ہونے اس کے ساتھ معاش کے اور کبھی روزی سے بے پرواہ ہوتا ہے اور تندرست نہیں ہوتا سو جب دونوں جمع ہوں تو غالب ہوتی ہے اس پر سستی اور کاہلی بندگی سے سو وہ مغبون ہے یعنی اس کا نقصان ہوا اور تمام اس کا یہ ہے کہ دنیا کھیتی ہے آخرت کی اور اس میں تجارت ہے کہ ظاہر ہوتا ہے نفع اس کا آخرت میں سو جس نے استعمال کیا اپنی صحت اور فراغت کو اللہ تعالیٰ کی بندگی میں تو وہ مغبوط ہے یعنی چاہیے کہ اس کا رشک کیا جائے اور جس نے اس کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں خرچ کیا تو وہ مغبون ہے نقصان کیا گیا اس واسطے کہ فراغت کے پیچھے شغل ہے اور صحت کے پیچھے بیماری ہے اور اگرچہ نہ ہو مگر بڑھاپا اور کہا طیبی نے کہ مثال دی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے مکلف کے مثلا ساتھ سوداگر کے کہ واسطے اس کے راس المال ہو سو وہ طلب کرتا ہے نفع کو باوجود سلامت رہنے راس المال کے سو طریق اس کا اس میں یہ ہے کہ کوشش کرے اس شخص کی تلاش میں جس کے ساتھ معاملہ کرتا ہے اور لازم کرے صدق کو تا کہ اس کو گھاٹا نہ پڑے پس صحت اور فراغت روزی سے آدمی کا راس المال ہے اور لائق ہے واسطے اس کے یہ کہ معاملہ کرے اللہ تعالیٰ سے ساتھ ایمان کے اور مجاہدہ نفس کے اور دشمن دین کے تا کہ نفع پائے خیر دنیا اور آخرت کی اور قریب ہے قول اللہ تعالیٰ کا ﴿هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ﴾ الآیۃ اور لازم ہے اس پر کہ بچے نفس کی تابعداری سے اور معاملہ کرنے سے ساتھ شیطان کے تا کہ نہ ضائع ہو راس المال اس کا سمیت نفع کے اور یہ جو حدیث میں فرمایا مغبون فیھا کثیر من الناس تو یہ مانند قول اللہ تعالیٰ کی ہے ﴿وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ﴾ سو کثیر حدیث میں بیچ مقابلے قلیل کے ہے آیت میں اور کہا قاضی ابوبکر بن عربی نے کہ اختلاف ہے کہ اللہ تعالیٰ کی پہلی نعمت بندے پر کیا ہے؟ سو بعض نے کہا کہ ایمان ہے اور بعض نے کہا کہ زندگی اور بعض نے کہا کہ تندرستی اور پہلی بات اولیٰ ہے اس واسطے کہ وہ نعمت ہے مطلق اور بہر حال زندگی اور صحت سو وہ نعمتیں دنیاوی ہیں اور نہیں ہوتی ہے نعمت حقیقی مگر جب کہ ایمان کے ساتھ مصاحب ہو اور اس وقت بہت لوگوں کو اس میں نقصان ہوتا ہے یعنی ان کا نفع جاتا رہتا ہے یا کم ہو جاتا ہے سو جس نے ڈھیلا چھوڑا اپنے آپ کو ساتھ نفس امارہ کے جو حکم کرنے والا ہے ساتھ بدی کے اور چھوڑ دی اس نے محافظت حدود پر اور ہمیشگی طاعت پر تو البتہ وہ مغبون ہوا اور نقصان کیا گیا اور اسی طرح جب کہ ہو فارغ اس واسطے کہ جو مشغول ہو کبھی ہوتا ہے واسطے اس کے عذر برخلاف اس شخص کے جو فارغ ہو کہ اس کا کوئی عذر نہیں ہوتا اور تمام ہوتی ہے اس پر حجت۔ (فتح)

٥٩٣٤ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ عَنْ

۵۹۳۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ الٰہی! نہیں زندگی مگر آخرت کی زندگی سو بخش

أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُمَّ لَا عَيْشَ إِلَّا عَيْشُ الْآخِرَهْ فَأَصْلِحِ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَهْ.

دے انصار اور مہاجرین کو۔

فائدہ: یہ حدیث فضل انصار میں گزر چکی ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اصحاب کہتے ہیں جنگ خندق کے دن ہم نے محمد ﷺ سے بیعت کی جہاد پر جب تک کہ ہم زندہ رہیں سو حضرت ﷺ نے ان کو یہ جواب دیا اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ یہ سردی کی فجر میں تھا سو جب حضرت ﷺ نے ان کی تکلیف اور بھوک دیکھی تو یہ فرمایا۔ (فتح)

۵۹۳۵ ۔ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامِ حَدَّثَنَا الْفُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا أَبُوْ حَازِمٍ حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ السَّاعِدِيُّ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْخَنْدَقِ وَهُوَ يَحْفِرُ وَنَحْنُ نَنْقُلُ التُّرَابَ وَيَمُرُّ بِنَا فَقَالَ اللّٰهُمَّ لَا عَيْشَ إِلَّا عَيْشُ الْآخِرَهْ فَاغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَهْ تَابَعَهُ سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ.

۵۹۳۵۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ جنگ خندق میں تھے اور حضرت ﷺ کھائی کھودتے تھے اور ہم مٹی اٹھائے لے جاتے تھے اور حضرت ﷺ نے ہم کو دیکھا سو فرمایا الٰہی! نہیں سچی زندگی مگر آخرت کی سو بخش دے انصار اور مہاجرین کو۔

فائدہ: بعض اصحاب حضرت ﷺ کے ساتھ خندق کھودتے تھے اور بعض مٹی نکالتے تھے اور ان دونوں حدیثوں میں اشارہ ہے طرف تحقیر زندگی دنیا کی کہ دنیا کی زندگی کچھ چیز نہیں واسطے اس چیز کے کہ عارض ہوتی ہے اس کو سیاہی اور سرعت فنا سے یعنی بہت جلد فانی ہو جاتی ہے کہا ابن منیر نے کہ مناسبت حدیث انس رضی اللہ عنہ اور سہل رضی اللہ عنہ کی ساتھ حدیث انس رضی اللہ عنہ کے جس کو ترجمہ شامل ہے یہ ہے کہ بہت لوگوں کو نقصان ہوا ہے تندرستی اور فراغت میں کہ انہوں نے دنیا کی زندگی کو آخرت کی زندگی پر مقدم کیا سو مراد اس کی اشارہ کرنا طرف اس کی کہ جس زندگی کے ساتھ وہ مشغول ہوئے ہیں وہ کچھ چیز نہیں بلکہ زندگی وہ ہے جس سے انہوں نے روگردانی کی ہے اور وہ مطلوب ہے سو جس سے آخرت کی زندگی فوت ہوئی تو اس کا نقصان ہوا۔ (فتح)

بَابُ مَثَلِ الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ

مثال دنیا کی آخرت میں یعنی مثل دنیا کی روبرو آخرت کے

فائدہ: یہ باب ایک ٹکڑا ہے حدیث کا کہ روایت کیا ہے اس کو مسلم نے کہ نہیں ہے دنیا آخرت کے روبرو مگر جیسے کوئی

اپنی انگلی دریا میں ڈالے پھر دیکھے کہ کس قدر پانی اگا لاتی ہے اور بخاری رحمہ اللہ نے صرف سہل رضی اللہ عنہ کی حدیث کو ذکر کیا ہے کہ کوڑا رکھنے کی جگہ بہشت سے ساری دنیا سے اور جو چیز کہ دنیا میں ہے اور جب کہ ہوئی کوڑے کی جگہ بہشت سے بہتر ساری دنیا سے تو کوڑے سے کم جگہ بہشت کی اس کے مساوی ہوگی سو موافق ہوگی اس چیز کو کہ دلالت کرتی ہے اس پر حدیث مسلم کی جس کے ساتھ باب باندھا ہے اور غدوۃ فی سبیل اللہ کی شرح کتاب الجہاد میں گزر چکی ہے کہا قرطبی نے کہ یہ مانند قول اللہ تعالیٰ کی ہے ﴿قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ﴾ اور یہ حکم بہ نسبت اس کی ذات کی ہے اور بہرحال بہ نسبت آخرت کے سو نہیں کچھ قدر اس کی اور نہ حقیقت اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وارد کیا ہے اس کو بطورِ تمثیل اور تقریب کے ورنہ نہیں نسبت ہے درمیان اس چیز کے کہ ختم ہونے والی ہے اور درمیان اس چیز کے کہ نہیں ہے ختم ہونے والی اور اس کی طرف اشارہ کیا ہے ساتھ قول اپنے کے کہ پھر دیکھے کہ کس قدر پانی لگا لاتی ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ جس قدر پانی کہ انگلی کے ساتھ دریا سے لگتا ہے اس کی کوئی قدر نہیں ہے اور نہ کچھ حقیقت اور اسی طرح ہے دنیا بہ نسبت آخرت کے اور حاصل یہ ہے کہ آخرت کے روبرو دنیا نہایت حقیر ہے اور دنیا کی مثال اس پانی کی ہے جو دریا سے انگلی کے ساتھ لگے اور آخرت کی مثال دریا کی ہے۔ (فتح)

وَقَوْلِهٖ تَعَالٰی ﴿إِنَّمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِيْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ كَمَثَلِ غَيْثٍ أَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرَاهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُوْنُ حُطَامًا وَّفِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيْدٌ وَّمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٌ وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ﴾.

یعنی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ دنیا کی زندگی کھیل تماشا ہے۔

فائدہ: کہا ابن عطیہ نے کہ مراد ساتھ حیاتی دنیا کے اس آیت میں وہ چیز ہے جو خاص ہے ساتھ گھر دنیا کے تصرف سے اور بہرحال جو کچھ کہ ہے اس میں بندگی سے اور جس سے کوئی چارہ نہیں اس چیز سے کہ مدد کرے بندگی پر تو نہیں ہے وہ مراد اس جگہ اور زینت وہ چیز ہے کہ آرائش کی جائے ساتھ اس کے اس چیز سے کہ خارج ہے چیز کی ذات سے جس کے ساتھ وہ چیز خوبصورت ہو جاتی ہے اور فخر واقع ہوتا ہے ساتھ نسب کے غالبًا مانند عادت عرب کی اور صورت اس مثال کی یہ ہے کہ اول آدمی پیدا ہوتا ہے پھر جوان ہوتا ہے اور قوی ہوتا ہے پس کماتا ہے مال اور اولاد کو اور عمر نمو کی نہایت کو پہنچتا ہے پھر شروع ہوتا ہے گھٹنے میں سو بوڑھا ہو جاتا ہے اور ضعیف ہو جاتا ہے اور بیمار ہو جاتا ہے اور پہنچتی ہیں اس کو مصیبتیں بیماری اور مال اور عزت کے کم ہونے پر پھر مر جاتا ہے اور اس کا کام تباہ ہو جاتا ہے

اور اس کا مال غیر کے ملک ہو جاتا ہے اور اس کی رسوم بدل جاتی ہے پس حال اس کا اس زمین کے حال کی طرح ہے جس کو مینہ پہنچا سو اس پر گھاس اور سبزہ اُگا خوش لگتا ہے رونق دار پھر خشک ہوا اور زرد ہوا پھر چُورا ہو گیا اور جدا جدا ہو گیا پھر نابود ہو گیا اور اختلاف ہے اس میں کہ اس آیت میں کفار سے کیا مراد ہے سو بعض نے کہا کہ وہ جمع ہے کافر باللہ کی اس واسطے کہ وہ دنیا کی بہت تعظیم کرتے ہیں اور اس کی رونق سے بہت خوش ہوتے ہیں اور بعض نے کہا کہ مراد ساتھ ان کے کھیتی کرنے والے ہیں اور خاص کیا ہے ان کو ساتھ ذکر کے اس واسطے کہ وہ سبزوں کا حال خوب جانتے ہیں پس نہیں خوش آتی ہے ان کو مگر وہ چیز کہ حقیقۃً خوش لگنے والی ہو۔ (فتح)

۵۹۳۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ سَهْلٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَوْضِعُ سَوْطٍ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا وَلَغَدْوَةٌ فِي سَبِيْلِ اللهِ أَوْ رَوْحَةٌ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا.

۵۹۳۶۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ بہشت میں کوڑے رکھنے کی جگہ بہتر ہے تمام دنیا سے اور جو چیز کہ دنیا میں ہے اور جہاد میں اول روز یا آخر روز کوشش کرنا بہتر ہے تمام دنیا سے اور جو چیز کہ دنیا میں ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح جہاد میں گزر چکی ہے۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيْبٌ أَوْ عَابِرُ سَبِيْلٍ.

باب ہے بیچ بیان قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ دنیا میں رہ مسافر کی طرح یا کہ جیسے راہ چلتا ہے۔

فائدہ: باب باندھا ہے ساتھ بعض حدیث کے واسطے اشارہ کرنے کے اس کی طرف کہ ثابت ہے مرفوع ہونا اس کا طرف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اور جس نے اس کو موقوف روایت کیا ہے اس نے اقتصار کیا ہے۔

۵۹۳۷ ۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَبُو الْمُنْذِرِ الطُّفَاوِيُّ عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَعْمَشِ قَالَ حَدَّثَنِي مُجَاهِدٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أَخَذَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَنْكِبِي فَقَالَ كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيْبٌ أَوْ عَابِرُ سَبِيْلٍ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَقُوْلُ إِذَا أَمْسَيْتَ فَلَا

۵۹۳۷۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے دونوں مونڈھے پکڑے سو فرمایا کہ رہ دنیا میں مسافر کی طرح یا کہ جیسے راہ چلتا اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ جب تو شام کرے تو صبح کا انتظار مت کر اور جب صبح کرے تو شام کا انتظار مت کر اور لے اپنی صحت کے زمانے سے اپنی بیماری کے واسطے اور اپنی زندگی کے زمانے سے اپنی موت کے واسطے۔

تَنْتَظِرِ الصَّبَاحَ وَإِذَا أَصْبَحْتَ فَلَا تَنْتَظِرِ الْمَسَاءَ وَخُذْ مِنْ صِحَّتِكَ لِمَرَضِكَ وَمِنْ حَيَاتِكَ لِمَوْتِكَ.

فائدہ: کہا طیبی نے کہ نہیں ہے او واسطے شک کے بلکہ واسطے تخییر اور اباحت کے ہے اور احسن یہ ہے کہ ہو ساتھ معنی بل کے سو تشبیہ دی عابد سالک کو ساتھ مسافر کے کہ نہیں واسطے اس کے کوئی ٹھکانہ رہنے کا اور نہ کوئی جگہ سکونت کی پھر اس سے ترقی کی اور اضراب کیا اس سے طرف راہ چلنے والے کی اس واسطے کہ غریب کبھی سکونت کرتا ہے مسافری کے شہر میں برخلاف عابر سبیل کے جو قصد کرنے والا ہے طرف کسی شہر کی جو دور ہے اور درمیان دونوں کے بہت نالے ہیں اور جنگل ہیں ہلاک کرنے والے اور راہ زن اس واسطے کہ اس کی شان سے ہے کہ ایک لحظہ نہ کھڑا ہو اور ایک لحہ نہ ٹھہرے اسی واسطے اس کے پیچھے یہ کہا کہ جب تو شام کرے تو صبح کا انتظار مت کر، الخ اور یہ قول لایا اور گن اپنے آپ کو قبر والوں میں اور اس کے معنی یہ ہیں کہ بدستور چلا جا اور نہ سستی کر اس واسطے کہ اگر تو قصور کرے گا تو ان نالوں اور جنگلوں میں رہ کر ہلاک ہو جائے گا اور یہ معنی مشبہ بہ کے ہیں اور بہر حال مشبہ سو وہ قول اس کا ہے اور لے اپنی صحت کے زمانے سے اپنی بیماری کے واسطے یعنی عمر نہیں خالی ہے صحت اور بیماری سے سو جب تو تندرست ہو تو میانہ روی کر اور زیادہ کر اس پر بقدر قوت اپنی کے جب تک کہ تجھے قوت ہے اس طور سے کہ ہو یہ زیادتی قائم مقام اس چیز کے جو شاید بیماری کی حالت میں فوت ہوا اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کر جیسے تو اس کو دیکھتا ہے اور کہا ابن بطال نے کہ جب کہ ہوتا ہے مسافر کم معرفت طرف لوگوں کی بلکہ ان سے وحشت کرنے والا ہوتا ہے اس واسطے کہ نہیں قریب ہے کہ گزرے اس شخص پر کہ اس کو پہچاننے اس کے ساتھ لگاؤ پکڑے سو وہ ذلیل ہے اپنے نفس میں ڈرنے والا ہے اور اسی طرح راہ چلتا بھی نہیں چلتا ہے اپنے سفر میں مگر ساتھ قوت اپنی کے اوپر اس کے اور تخفیف اس کی سے اثقال سے نہیں ہے پنجہ مارنے والا ساتھ اس چیز کے کہ منع کرے اس کو قطع سفر اس کے سے کہ اس کے ساتھ اس کا زاد اور راحلہ ہے جو اس کو اس کے مطلب کی طرف پہنچا دیں تو تشبیہ دی اس کو ساتھ ان کے اور اس میں اشارہ ہے طرف اختیار زہد کی دنیا میں اور طرف لینے کی بقدر کفاف کے اس سے سو جس طرح کہ نہیں محتاج ہے مسافر طرف اکثر کی اس چیز سے کہ پہنچائے اس کو طرف نہایت سفر اس کے کی پس اسی طرح نہیں محتاج ہے مسلمان دنیا میں زیادہ کی طرف اس چیز سے کہ پہنچائے اس کو محل میں اور کہا اس کے غیر نے کہ یہ حدیث اصل ہے بیچ رغبت دلانے کے اوپر فارغ ہونے کے دنیا سے اور زہد کرنے کے بیچ اس کے اور حقیر جاننے اس کے اور قناعت کرنے کے بیچ اس کے ساتھ کفاف کے اور کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ حدیث کے معنی یہ ہیں کہ نہ مائل ہو طرف دنیا کی اور نہ ٹھہرا اس کو وطن اور نہ بات کر اپنے جی سے ساتھ باقی رہنے کے اور نہ تعلق پکڑ ساتھ اس چیز کے کہ نہیں تعلق پکڑتا

ساتھ اس کے مسافر اپنے غیر وطن میں اور اس کے غیر نے کہا کہ عابر سبیل وہ چلنے والا ہے راہ پر اپنے وطن کو طلب کرنے والا سو آدمی دنیا میں مثل اس غلام کی ہے جس کو اس کے مالک نے کسی کام کے واسطے دوسرے شہر میں بھیجا سو اس کا شان یہ ہے کہ جلدی کرے ساتھ کرنے اس کام کے جس کے واسطے بھیجا گیا پھر اپنے وطن کی طرف پھرے اور نہ تعلق پکڑے ساتھ کسی چیز کے سوائے اپنے کام کے اور اس کے غیر نے کہا کہ اتارے مومن اپنے نفس کو دنیا میں بجائے مسافر کے سو نہ معلق کرے اپنے دل کو ساتھ کسی چیز مسافری کے شہر سے بلکہ دل اس کا متعلق ہو ساتھ وطن اپنے کے کہ رجوع کرے گا اس کی طرف اور ٹھہرائے اپنے آپ کو دنیا میں تا کہ پوری کرے حاجت اپنی اور سامان اپنا واسطے رجوع کرنے کے طرف وطن اپنے کی اور یہ حال مسافر کا ہے یا ہو مانند اس مسافر کی کہ نہیں قرار پکڑتا ہے کسی جگہ خاص میں بلکہ وہ ہمیشہ چلنے والا ہے طرف شہر اقامت کی اور عطف عابر سبیل کا غریب پر عطف عام کا ہے خاص پر اور اس میں نوع ترقی ہے اس واسطے کہ اس کے تعلقات غریب مقیم کے تعلقات سے کم ہوتے ہیں اور یہ جو کہا کہ لے اپنی صحت کے لیے، الخ تو اس کے معنی یہ ہیں کہ مشغول ہو صحت کی حالت میں ساتھ بندگی کے ساتھ اس طور کے کہ اگر حاصل ہو قصور بیماری میں تو نہیں پورا ہوگا ساتھ اس کے اور یہ جو کہا کہ اپنی زندگی سے موت کے واسطے تو ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اے اللہ کے بندے! تو نہیں جانتا کہ کل تیرا کیا نام ہوگا یعنی کیا تجھ کو شقی کہا جائے گا یا سعید اور نہیں مراد ہے اسم خاص اس کا کہ وہ نہیں بدل ہوتا اور بعض نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ کہا جائے گا کہ وہ زندہ ہے یا مردہ اور کہا بعض علماء نے کہ کلام ابن عمر رضی اللہ عنہما کا نکالا گیا ہے حدیث سے اور وہ شامل ہے واسطے نہایت قصر امل کے اور یہ کہ عاقل کو لائق ہے کہ جب شام ہو تو صبح کا انتظار نہ کرے اور جب صبح ہو تو شام کا انتظار نہ کرے بلکہ گمان کرے کہ اس کی موت اس کو پانے والی ہے اس سے پہلے اور قول اس کا کہ لے اپنی صحت سے یعنی عمل کر اپنی زندگی میں جس کا نفع موت کے بعد تجھ کو پہنچے اور صحت کے دنوں میں نیک عمل کے ساتھ جلدی کر اسے کہ مرض کبھی عارض ہوتی ہے سو باز رہتا ہے عمل کرنے سے سو جو کوئی اس میں قصور کرے اس پر خوف ہے کہ پہنچے طرف آخرت کی بغیر زاد کے اور حدیث میں ہاتھ لگانا معلم کا ہے طالب علم کے اعضاء کو وقت تعلیم کے اور یہ واسطے لگاؤ اور تنبیہ کے ہے اور نہیں کرتا ہے اس کو غالبا مگر وہ شخص کہ وہ اس کی طرف مائل اور اس میں مخاطبت ساتھ واحد ہے اور ارادہ جمع کا ہے اور حرص حضرت ﷺ کی اوپر پہنچانے کے خیر کے واسطے امت اپنی کے اور ترغیب اوپر ترک کرنے دنیا کے اور قصر کرنا اس چیز پر کہ نہیں ہے کوئی چارہ اس سے۔ (فتح)

بَابُ فِي الْأَمَلِ وَطُولِهِ
باب ہے بیچ امید کے اور درازی اس کی کے

فائدہ: امل کے معنی ہیں اُمید داری اس چیز کی کہ چاہتا ہے اس کو نفس درازی عمر سے اور زیادتی مال سے اور وہ قریب ہے تمنی کے معنی سے۔

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو دور کیا گیا آگ سے اور داخل کیا گیا بہشت میں تو وہ مطلب کو پہنچا اور نہیں ہے جینا دنیا کا مگر اسباب غرور کا۔

فائدہ: اس میں اشارہ ہے طرف اس کی کہ متعلق اُمید کا کچھ چیز نہیں ہے اس واسطے کہ وہ اسباب ہے غرور کا تشبیہ دی ہے دنیا کو ساتھ متاع کے کہ دغا کیا جائے اور دھوکا دیا جائے ساتھ اس کے خریدار کو تا کہ اس کو خریدے پھر ظاہر ہو واسطے اس کے فساد اس کا اور عیب اس کا اور دھوکا دینے والا شیطان ہے اور کہا کرمانی نے کہ مناسبت اس آیت کی واسطے ترجمہ کے آیت کے اول میں ہے ﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ﴾ اور اس کے آخر میں ہے ﴿وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا﴾۔ (فتح)

وَقَوْلِهٖ ﴿ذَرْهُمْ يَأْكُلُوْا وَيَتَمَتَّعُوْا وَيُلْهِهِمُ الْأَمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ﴾

یعنی چھوڑ ان کو کھائیں اور نفع اٹھائیں اور غفلت میں ڈالے ان کو اُمید سو عنقریب معلوم کریں گے

فائدہ: کہا جمہور نے کہ یہ آیت عام ہے اور کہا ایک جماعت نے کہ وہ خاص کفار کے حق میں ہے اور امر اس میں واسطے تہدید کے ہے اور اس میں زجر ہے دنیا کے اسباب میں غرق ہونے سے۔

وَقَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ ارْتَحَلَتِ الدُّنْيَا مُدْبِرَةً وَارْتَحَلَتِ الْاٰخِرَةُ مُقْبِلَةً وَلِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُمَا بَنُوْنَ فَكُوْنُوْا مِنْ أَبْنَآءِ الْاٰخِرَةِ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنْ أَبْنَآءِ الدُّنْيَا فَإِنَّ الْيَوْمَ عَمَلٌ وَّلَا حِسَابَ وَغَدًا حِسَابٌ وَّلَا عَمَلَ ﴿بِمُزَحْزِحِهٖ﴾ بِمُبَاعِدِهٖ.

اور کہا علی رضی اللہ عنہ نے کہ کوچ کیا دنیا نے پیٹھ دے کر اور کوچ کیا آخرت نے سامنے آنے والی اور دونوں میں سے ہر ایک کے بیٹے ہیں سو آخرت کے بیٹے بنو دنیا کے بیٹے مت بنو اس واسطے کہ آج دن عمل کرنے کا ہے اور نہیں ہے اس میں حساب اور کل یعنی قیامت کے دن حساب ہوگا اور نہیں اس میں عمل اور ﴿بِمُزَحْزِحِهٖ﴾ کے معنی دور کرنے والا اس کو۔

فائدہ: اور علی رضی اللہ عنہ کے اثر کے اول میں ہے وہ چیز کہ جو ترجمہ کے مطابق ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ زیادہ تر خوفناک چیز جس کا مجھ کو تم پر ڈر ہے پیروی ہوا کی ہے اور درازی امید کی سو پیروی ہوا کی تو حق سے روکتی ہے اور درازی امل کی آخرت کو بھلا دیتی ہے اور بعض حکما نے علی رضی اللہ عنہ کی کلام کو لیا ہے کہ دنیا جانے والی ہے اور آخرت آنے والی سو عجب ہے اس شخص پر کہ پیٹھ دینے والی چیز کی طرف متوجہ ہو اور سامنے آنے والی چیز کو پیٹھ دے اور وارد ہوئی ہے بیچ ذم ستر سال کے ساتھ امل کے حدیث انس رضی اللہ عنہ کی مرفوع کہ چار چیزیں بدبختی سے ہیں جمود آنکھ کا اور سختی دل کی اور طول امل اور حرص۔ (فتح)

۵۹۳۸ ۔ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ عَنْ مُنْذِرٍ عَنْ رَّبِيْعِ بْنِ خُثَيْمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ خَطَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطًّا مُّرَبَّعًا وَّخَطَّ خَطًّا فِي الْوَسَطِ خَارِجًا مِّنْهُ وَخَطَّ خُطَطًا صِغَارًا إِلٰى هٰذَا الَّذِيْ فِي الْوَسَطِ مِنْ جَانِبِهِ الَّذِيْ فِي الْوَسَطِ وَقَالَ هٰذَا الْإِنْسَانُ وَهٰذَا أَجَلُهٗ مُحِيْطٌ بِهٖ أَوْ قَدْ أَحَاطَ بِهٖ وَهٰذَا الَّذِيْ هُوَ خَارِجٌ أَمَلُهٗ وَهٰذِهِ الْخُطَطُ الصِّغَارُ الْأَعْرَاضُ فَإِنْ أَخْطَأَهٗ هٰذَا نَهَشَهٗ هٰذَا وَإِنْ أَخْطَأَهٗ هٰذَا نَهَشَهٗ هٰذَا.

۵۹۳۸۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک لکیر چوگوشہ کھینچی اور ایک اس کے بیچ میں کھینچی باہر اس سے اور چھوٹی چھوٹی لکیریں اس لکیر کے ساتھ کھینچیں جو بیچ میں ہے اس کی جانب میں جو مربع لکیر کے بیچ میں ہے سو فرمایا کہ یہ آدمی ہے اور یہ اس کی اجل ہے جو اس کو گھیرے ہے یا فرمایا جس نے اس کو گھیرا ہے اور یہ لکیر جو اس سے نکلی ہوئی ہے اُمید اس کی ہے اور یہ چھوٹی لکیریں اعراض ہیں اگر یہ اس سے چوکے تو یہ اس کو پہنچتی ہے اور اگر یہ اس سے چوکے تو یہ اس کو پہنچتی ہے۔

فائدہ: اور اس کی صورت یہ ہے .... سو اشارہ ساتھ قول اس کے کہ یہ انسان ہے طرف نقطہ داخل کی ہے یعنی جس جگہ سے بیچ والی لکیر شروع ہوئی اور اشارہ ساتھ قول اس کے اور یہ اس کی اجل ہے جو اس کو گھیرے ہے طرف مربع لکیر کی ہے اور اشارہ کیا ہے ساتھ قول اپنے کے اور یہ جو نکلنے والا ہے اس کی امید ہے طرف لکیر دراز کی جو اکیلی ہے اور اشارہ کیا ہے ساتھ قول اپنے کے ہذہ طرف لکیروں کی ہے اور یہ مذکور ہیں بطور مثال کے اس واسطے کہ مراد حصر ہونا ہے عدد معین میں اور تائید کرتا ہے اس کی قول انس رضی اللہ عنہ کا اس کے بعد جب کہ آتا ہے اس کے پاس خط اقرب اس واسطے کہ اشارہ کیا ہے اس نے ساتھ اس کے طرف خط محیط کی اور نہیں ہے شک کہ جس لکیر نے اس کو احاطہ کیا ہوا ہے وہ قریب تر ہے اس لکیر سے جو اس سے خارج ہے اور اعراض جمع عرض کی اور عرض وہ چیز ہے کہ نفع اُٹھایا جاتا ہے ساتھ اس کے دنیا میں خیر میں اور شر میں اور مشکل یہ ہے کہ اشارتین اس حدیث میں چار واقع ہوئی ہیں اور خطوط فقط تین ہیں اور جواب دیا ہے کرمانی نے ساتھ اس کے کہ جو خط کہ داخل ہے اس کے واسطے دو اعتبار ہیں پس جس قدر کہ مربع کے اندر ہے وہ انسان ہے جو اس سے باہر ہے وہ اس کی اُمید ہے اور مراد ساتھ اعراض کے آفات ہیں جو عارض ہوتی ہیں واسطے اس کے سو اگر ایک سے سلامت رہے تو دوسری سے سلامت نہیں رہتا اور اگر سب سے سلامت رہے اور اس کو کوئی آفت بیماری یا فقد مال وغیرہ سے نہ پہنچے تو اچانک اس کو موت آجاتی ہے اور حاصل یہ ہے کہ جو کسی سبب سے مرے وہ اجل سے مرتا ہے اور حدیث میں اشارہ ہے طرف ترغیب کی قصر امل پر اور

استعداد کے واسطے اچانک موت کے اور تعبیر کی ہے ساتھ نہش کے اور وہ کاٹنا زہر دار چیز کا ہے واسطے مبالغہ کے بیچ اصابت اور ہلاک کرنے کے۔ (فتح)

٥٩٣٩ ـ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ طَلْحَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ خَطَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُطُوْطًا فَقَالَ هٰذَا الْأَمَلُ وَهٰذَا أَجَلُهٗ فَبَيْنَمَا هُوَ كَذٰلِكَ إِذْ جَآءَهُ الْخَطُّ الْأَقْرَبُ.

۵۹۳۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے لکیریں کھینچیں سو فرمایا کہ یہ ہے اُمید انسان کی اور یہ اجل اس کی ہے سو جس حالت میں کہ وہ اسی طرح تھا کہ اچانک اس کے پاس خط اقرب یعنی موت آئی۔

فائدہ: اور ایک روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے اپنے آگے ایک لکڑی گاڑی پھر اس کے پہلو میں ایک اور لکڑی گاڑی پھر تیسری گاڑی سو اس کو دور کیا پھر فرمایا کہ یہ انسان ہے اور یہ اس کی اجل ہے اور یہ اس کی امل ہے اور اس طرح اور روایت آئی ہے اس سے معلوم ہوا کہ اجل قریب تر ہے اس کی امید سے۔ (فتح)

بَابٌ مَنْ بَلَغَ سِتِّيْنَ سَنَةً فَقَدْ أَعْذَرَ اللّٰهُ إِلَيْهِ فِي الْعُمُرِ لِقَوْلِهٖ ﴿أَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا يَتَذَكَّرُ فِيْهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَآءَكُمُ النَّذِيْرُ﴾ يَعْنِي الشَّيْبَ.

جو ساٹھ برس کو پہنچا تو اللہ تعالیٰ نے اس کا عذر دور کیا عمر میں یعنی اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کا کوئی عذر باقی نہیں رہتا واسطے قول اللہ تعالیٰ کے کیا نہیں عمر دی میں نے تم کو وہ چیز کہ نصیحت پکڑے اس میں جو نصیحت پکڑے اور آیا تمہارے پاس ڈرانے والا آگے سے۔

فائدہ: اور البتہ اختلاف کیا ہے اہل تفسیر نے بیچ اس کے سو اکثر اس پر ہیں کہ مراد ساتھ اس کے بڑھاپا ہے اس واسطے کہ وہ آتا ہے بیچ عمر کہولت کے اور جو اس کے بعد ہے اور وہ علامت ہے واسطے مفارقت عمر لڑکے کے جس میں کھیل کا گمان ہے اور کہا علی رضی اللہ عنہ نے کہ مراد ساتھ اس کے حضرت ﷺ ہیں اور اس میں بھی اختلاف ہے کہ مراد تعمیر سے آیت میں کیا ہے ایک قول یہ ہے کہ مراد اس سے چالیس برس ہیں نقل کیا ہے اس کو طبری وغیرہ نے مسروق سے دوسرا قول چھیالیس برس ہیں روایت کیا ہے اس کو ابن مردویہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے تیسرا قول ستر برس ہیں یہ بھی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے چوتھا قول ساٹھ برس ہیں روایت کیا ہے اس کو ابو نعیم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ جو عمر کہ اس میں اللہ تعالیٰ آدمی کا عذر دور کرتا ہے ساٹھ سال ہیں۔ (فتح)

٥٩٤٠ ـ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ مُطَهَّرٍ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ مَعْنِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْغِفَارِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ

۵۹۴۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس مرد کا عذر دور کیا جس کی اجل کو مؤخر کیا یہاں تک کہ ساٹھ برس کو پہنچا۔ متابعت کی ہے اس کی ابن عجلان اور

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَعْذَرَ اللّٰهُ إِلَى امْرِئٍ أَخَّرَ أَجَلَهُ حَتَّى بَلَّغَهُ سِتِّينَ سَنَةً تَابَعَهُ أَبُو حَازِمٍ وَابْنُ عَجْلَانَ عَنِ الْمَقْبُرِيِّ.

ابوحازم نے مقبری سے۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ساٹھ برس اس کی حد ہوئی اس واسطے کہ وہ قریب ہے معترک سے اور وہ عمر رجوع اور خشوع اور موت کے انتظار کی ہے سو یہ عذر ہیں بعد عذر کے واسطے مہربانی کے اللہ تعالیٰ سے ساتھ بندوں کے یہاں تک کہ نقل کیا ان کو حالت جہل سے طرف حالت علم کی پھر دور کیا عذر ان کا سو نہ عقاب کیا ان کو مگر بعد دلائل واضح کے اگرچہ پیدا ہوئے ہیں وہ اوپر حب دنیا کے اور طول امل کے لیکن حکم ہوا ان کو ساتھ مجاہدے نفس کے بیچ اس کے تا کہ بجا لائیں جو حکم ہوا ان کو بندگی سے اور باز رہیں اس چیز سے کہ منع کیے گئے ہیں اس سے گناہ سے اور اس حدیث میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ کامل ہونا ساٹھ برس کا جگہ ظن کی ہے واسطے گزر جانے اجل کے اور صریح تر اس سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کی عمریں ساٹھ اور ستر کے درمیان ہیں اور کم تر ہے جو اس سے بڑھے روایت کیا ہے اس کو ترمذی نے اور اس وقت ظاہر ہوتا ہے ضعف قوت کا ساتھ کسی کے اور نیچے اترنے کے سو لائق ہے واسطے اس کے متوجہ ہونا آخرت پر بالکلیہ واسطے محال ہونے اس بات کے کہ پھرے طرف حالت پہلی کی نشاط اور قوت سے اور استنباط کیا ہے اس سے بعض شافعیہ نے کہ جو ساٹھ برس کامل کرے اور باوجود قدرت کے حج نہ کرے تو وہ گنہگار ہوتا ہے اگر حج کرنے سے پہلے مر جائے برخلاف اس کے کہ اس سے پہلے مرے۔ (فتح)

٥٩٤١ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا أَبُو صَفْوَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَزَالُ قَلْبُ الْكَبِيرِ شَابًّا فِي اثْنَتَيْنِ فِي حُبِّ الدُّنْيَا وَطُولِ الْأَمَلِ قَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يُونُسُ وَابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدٌ وَأَبُو سَلَمَةَ.

۵۹۴۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمیشہ رہتا ہے بوڑھے کا دل جوان چیزوں میں دنیا کی محبت اور درازی امید میں، کہا لیث نے اور حدیث بیان کی مجھ سے یونس نے اور ابن وہب نے یونس ابن شہاب سے خبر دی مجھ کو سعد اور ابوسلمہ نے۔

فائدہ: مراد ساتھ امل کے اس جگہ محبت طول عمر کی ہے اور نام رکھا ہے اس کا جوان واسطے اشارہ کرنے کے طرف قوت استحکام حب اس کے کی واسطے مال کے اور ایک روایت میں ہے کہ آدمی کا بدن ضعیف ہو جاتا ہے اور گوشت بڑھاپے سے گل جاتا ہے اور اس کا دل جوان رہتا ہے روایت کیا ہے اس کو بیہقی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور ایک روایت میں ہے کہ دل بوڑھے کا جوان ہے دو چیزوں پر۔ (فتح)

٥٩٤٢ ـ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْبَرُ ابْنُ آدَمَ وَيَكْبَرُ مَعَهُ اثْنَانِ حُبُّ الْمَالِ وَطُوْلُ الْعُمُرِ رَوَاهُ شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ.

۵۹۴۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی بوڑھا ہو جاتا ہے اور جوان ہوتی ہیں ساتھ اس کے دو چیزیں محبت مال کی اور طول عمر کی۔ روایت کیا اس کے شعبہ نے قتادہ سے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ آدمی بوڑھا ہو جاتا ہے اور دو چیزیں اس کے ساتھ جوان ہوتی ہیں حرص مال کی اور حرص عمر کی روایت کیا ہے اس کو مسلم نے قتادہ سے اور کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ یہ مجاز اور استعارہ ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ دل بوڑھے کا کامل حب والا ہے واسطے مال کے پکا ہے اس میں مانند پکے ہونے قوت جوان کی جوانی کی عمر میں اور کہا قرطبی نے کہ اس حدیث میں مکروہ ہونا حرص کا ہے اوپر طول عمر اور کثرت مال کے اور یہ کہ یہ محمود نہیں اور اس کے غیر نے کہا کہ حکمت بیچ خاص کرنے ساتھ ان دو امروں کے یہ ہے کہ سب چیزوں سے محبوب بندے کو نفس اپنا ہے پس رغبت کرنے والا ہے اس کے باقی رہنے میں پس دوست رکھتا ہے واسطے اس کے درازی عمر کو اور دوست رکھتا ہے مال کو اس واسطے کہ وہ اعظم اسباب سے ہے بیچ دوام صحت کے کہ پیدا ہوتا ہے اس سے غالبا دراز ہونا عمر کا پس جوں جوں اس کا گھٹنا معلوم کرتا ہے اس کی محبت اپنی عمر کی درازی میں زیادہ ہوتی ہے۔ (فتح)

بَابُ الْعَمَلِ الَّذِيْ يُبْتَغٰى بِهٖ وَجْهُ اللّٰهِ فِيْهِ سَعْدٌ.

باب ہے بیچ بیان اس عمل کے کہ طلب کی جاتی ہے ساتھ اس کے رضا مندی اللہ تعالیٰ کی اس میں سعد رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے۔

فائدہ: مراد حدیث سعد رضی اللہ عنہ کی ہے تہائی مال کی وصیت میں اور اس میں ہے کہ نہ چھوڑا جائے گا تو پیچھے اور محض اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کے واسطے کوئی عمل کرے گا مگر کہ ایک درجہ تیرا بلند ہوگا اور ابن بطال نے اس باب کی حدیث کو پہلے باب کے ساتھ جوڑا ہے اس کی شرح میں یہ باب نہیں ہے سو اس نے کہا کہ اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ توبہ مقبول ہے جب تک کہ آدمی غرغرہ کو نہ پہنچے اور کہا ابن منیر نے کہ اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ عذروں سے توبہ قطع نہیں ہوتی

اس کے بعد اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ قطع ہوتی ہے حجت جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کے واسطے اپنے فضل سے ٹھہرایا ہے اور باوجود اس کے پس امید باقی ہے اور یہی مناسبت ہے اس باب کو پہلے باب سے۔ (فتح)

٥٩٤٣ ـ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ أَسَدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ مَحْمُوْدُ بْنُ الرَّبِيْعِ وَزَعَمَ مَحْمُوْدٌ أَنَّهُ عَقَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ وَعَقَلَ مَجَّةً مَجَّهَا مِنْ دَلْوٍ كَانَتْ فِيْ دَارِهِمْ قَالَ سَمِعْتُ عِتْبَانَ بْنَ مَالِكٍ الْأَنْصَارِيَّ ثُمَّ أَحَدَ بَنِيْ سَالِمٍ قَالَ غَدَا عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَنْ يُّوَافِيَ عَبْدٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَقُوْلُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ يَبْتَغِيْ بِهٖ وَجْهَ اللّٰهِ إِلَّا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ النَّارَ.

٥٩٤٣۔ حضرت محمود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے کہا کہ میں نے معلوم کیا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یعنی جس وقت میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا میں ہوش میں تھا اور مجھ کو خوب یاد ہے اگرچہ میں پانچ برس کا لڑکا تھا اور معلوم کیا ہے اس کلی کو کہ لی ان کے ڈول سے جو ان کے گھر میں تھا کہا کہ سنا میں نے عتبان بن مالک سے جو بنی سالم میں سے ہے کہا کہ صبح کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے سو فرمایا کہ نہیں پائے گا کوئی بندہ قیامت کے دن کو لا الہ الا اللہ کہتا اس حال میں کہ اس سے اللہ تعالیٰ کی رضا مندی چاہتا ہو مگر کہ حرام کرے گا اللہ تعالیٰ اس پر آگ کو۔

فائدہ: اس طرح وارد کیا ہے اس کو اس جگہ مختصر اور نہیں ہے یہ قول پیچھے آنے کے صبح کو بلکہ ان کے درمیان بہت اور ہیں داخل ہونے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سے اس کے گھر میں اور نماز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سے اور سوال ان کے سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے یہاں کھانا کھائیں اور سوائے اس کے اور وارد کیا ہے اس کو پورے طور سے نفل نماز کے بیان میں۔ (فتح)

٥٩٤٤ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَمْرٍو عَنْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى مَا لِعَبْدِي الْمُؤْمِنِ عِنْدِيْ جَزَآءٌ إِذَا قَبَضْتُ صَفِيَّهٗ مِنْ أَهْلِ الدُّنْيَا ثُمَّ احْتَسَبَهٗ إِلَّا الْجَنَّةُ.

٥٩٤٤۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بہشت کے سوائے میرے ایماندار بندے کا کوئی بدلہ نہیں جب کہ میں نے اس کا اہل دنیا کا پیارا لے لیا پھر اس نے ثواب کے واسطے صبر کیا۔

فائدہ: اور مراد ساتھ احتساب کے اس جگہ صبر کرنا ہے اس کے مرنے پر واسطے امید ثواب کے اللہ تعالیٰ سے اور احتساب طلب کرنا ثواب کا ہے اللہ سے خالص دل سے اور استدلال کیا ہے اس کے ساتھ ابن بطال نے اس پر کہ

جس کا لڑکا مر جائے وہ ملحق ہے ساتھ اس شخص کے جس کے تین لڑکے مر گئے ہوں اور اسی طرح دو اور قول صحابی کا کہ ہم نے حضرت مَثَلَّیْظِمِ سے ایک کا حکم نہیں پوچھا کما مر فی الجنائز سو شاید اس کے بعد کسی نے حضرت مَثَلَّیْظِمِ سے ایک لڑکے کا حکم پوچھا ہوگا سو خبر دی ساتھ اس کے یا آپ کو معلوم ہوا ہوگا کہ ایک کا حکم بھی وہی ہے جو ایک سے زیادہ کا سو خبر دی ساتھ اس کے اور طبرانی کی حدیث میں صریح ایک کا ذکر آ چکا ہے لیکن اس کی سند ضعیف ہے اور وجہ دلالت کی باب کی حدیث سے یہ ہے کہ صفی عام تر ہے اس سے کہ بیٹا ہو یا بھائی وغیرہ جس کے ساتھ آدمی کا پیار ہو اور البتہ اس کو اکیلا بیان کیا اور مرتب کیا ثواب کو ساتھ بہشت کے واسطے اس شخص کے کہ مر جائے اور وہ صبر کرے واسطے اُمید ثواب کے اور داخل ہے اس باب میں یہ حدیث کہ روایت کیا ہے اس کو احمد اور نسائی نے قرہ کی حدیث سے کہ ایک مرد حضرت مَثَلَّیْظِمِ کے پاس آیا کرتا تھا اور اس کے ساتھ اس کا بیٹا ہوتا تھا حضرت مَثَلَّیْظِمِ نے پوچھا کہ فلانے کا کیا حال ہوا؟ اس نے کہا کہ یا حضرت! وہ مر گیا، فرمایا کیا تو نہیں چاہتا کہ تو بہشت کے کسی دروازے میں آئے اور اس کو تیرے انتظار میں پائے سو ایک مرد نے کہا کہ یا حضرت! یہ خاص اسی کے واسطے یا سب کے واسطے؟ فرمایا سب کے واسطے یہی حکم ہے اور سند اس کی شرط صحیح پر ہے۔ (فتح)

بَابُ مَا يُحْذَرُ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا وَالتَّنَافُسِ فِيهَا.

ڈرانا دنیا کی رونق اور تازگی اور آرائش اور خوبی سے اور رغبت کرنے سے بیچ اس کے۔

٥٩٤٥۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عُقْبَةَ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَمْرَو بْنَ عَوْفٍ وَهُوَ حَلِيفٌ لِبَنِي عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ كَانَ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ إِلَى الْبَحْرَيْنِ يَأْتِي بِجِزْيَتِهَا وَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ صَالَحَ أَهْلَ الْبَحْرَيْنِ وَأَمَّرَ عَلَيْهِمُ الْعَلَاءَ بْنَ الْحَضْرَمِيِّ فَقَدِمَ أَبُو

٥٩٤٥۔ حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ حضرت مَثَلَّیْظِمِ کے ساتھ جنگ بدر میں حاضر تھا کہ حضرت مَثَلَّیْظِمِ نے ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو بحرین کے ملک کی طرف بھیجا اس کا جزیہ لانے کو اور حضرت مَثَلَّیْظِمِ نے بحرین والوں سے صلح کی ہوئی تھی اور علاء رضی اللہ عنہ کو ان پر حاکم کیا تھا سو ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ بحرین سے مال لائے انصار نے اس کے آنے کی خبر سنی سو انہوں نے صبح کی نماز حضرت مَثَلَّیْظِمِ کے ساتھ پائی سو جب حضرت مَثَلَّیْظِمِ نماز سے پھرے تو انصار آپ کے سامنے ہوئے حضرت مَثَلَّیْظِمِ مسکرائے جب کہ ان کو دیکھا سو فرمایا کہ میں گمان کرتا ہوں کہ تم ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے آنے کی خبر سن کے آئے ہو اور یہ کہ وہ مال لایا ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں! یا رسول اللہ! حضرت مَثَلَّیْظِمِ نے فرمایا کہ خوش ہو اور اُمید رکھو اس چیز

عُبَيْدَةَ بِمَالٍ مِّنَ الْبَحْرَيْنِ فَسَمِعَتِ الْأَنْصَارُ بِقُدُوْمِهِ فَوَافَتْهُ صَلَاةَ الصُّبْحِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا انْصَرَفَ تَعَرَّضُوْا لَهُ فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ رَآهُمْ وَقَالَ أَظُنُّكُمْ سَمِعْتُمْ بِقُدُوْمِ أَبِيْ عُبَيْدَةَ وَأَنَّهُ جَآءَ بِشَيْءٍ قَالُوْا أَجَلْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَأَبْشِرُوْا وَأَمِّلُوْا مَا يَسُرُّكُمْ فَوَاللّٰهِ مَا الْفَقْرَ أَخْشٰى عَلَيْكُمْ وَلٰكِنْ أَخْشٰى عَلَيْكُمْ أَنْ تُبْسَطَ عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا كَمَا بُسِطَتْ عَلٰى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَتَنَافَسُوْهَا كَمَا تَنَافَسُوْهَا وَتُلْهِيَكُمْ كَمَا أَلْهَتْهُمْ.

سے جوتم کو خوش کرے یعنی فتح اسلام کی سوقسم ہے اللہ تعالیٰ کی مجھ کو تمہاری محتاجی کا ڈر نہیں لیکن میں تم پر خوف کھاتا ہوں دنیا کی کشائش اور بہتایت سے جیسے اگلی امتوں پر کشائش ہوئی سو تم دنیا میں حرص اور حسد کرو جیسے انہوں نے کیا اور دنیا تم کو غفلت میں ڈالے جیسے ان کو غفلت میں ڈالا۔

فائدہ: اور یہ خوف حضرت ﷺ کا احتمال ہے کہ اس کا سبب یہ ہو کہ حضرت ﷺ کو معلوم ہوا ہو کہ اسلام کی فتح ہوگی اور وہ مالدار ہو جائیں گے اور البتہ ذکر کیا گیا ہے یہ اعلام نبوت میں اس چیز سے کہ خبر دی حضرت ﷺ نے ساتھ واقع ہونے اس کے سو واقع ہوئی جس طرح کہ فرمایا اور احتمال ہے کہ اشارہ کیا ہو ساتھ اس کے اس کی طرف کہ ضرر فقر کا کم ہے مالداری کے ضرر سے اس واسطے کہ ضرر فقر کا اکثر دنیاوی ہوتا ہے اور ضرر مالداری کا اکثر دینی ہوتا ہے اور مراد ساتھ فقر کے عہدی ہے جس پر اصحاب تھے قلت مال سے اور منافست کے معنی ہیں رغبت کرنی چیز میں اور محبت انفراد کی ساتھ اس کے اور مبالغہ اوپر اس کے اور ایک روایت میں ہے کہ دنیا تم کو ہلاک کرے یعنی اس واسطے کہ مال مرغوب فیہ ہے پس رغبت کرتا ہے نفس واسطے طلب کرنے اس کے سو منع کیا جاتا ہے اس سے سو واقع ہوتی ہے عداوت جو تقاضا کرتی ہے واسطے لڑائی کے جو نوبت پہنچاتی ہے طرف ہلاک کی، کہا ابن بطال نے اس حدیث میں ہے کہ دنیا کی آرائش جس کے واسطے کشادہ کی جائے اس کو لائق ہے کہ ڈرے اس کی بدانجامی سے اور اس کے فتنے کی بدی سے سو نہ اطمینان پکڑے طرف آرائش اس کے کی اور نہ رغبت دلائے غیر کو بیچ اس کے اور استدلال کیا جاتا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ فقر افضل ہے غنا سے اس واسطے کہ فتنہ دنیا کا مقرون ہے ساتھ غنا کے اور غنا مظنہ ہے واقع ہونے کا فتنے میں جو نوبت پہنچاتا ہے طرف ہلاک نفس کی غالبًا اور فقیر امن میں ہے اس سے۔ (فتح)

٥٩٤٦ ۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا

٥٩٤٦۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِي حَبِيْبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمًا فَصَلّٰى عَلٰى أَهْلِ أُحُدٍ صَلَاتَهُ عَلَى الْمَيِّتِ ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ إِنِّيْ فَرَطُكُمْ وَأَنَا شَهِيْدٌ عَلَيْكُمْ وَإِنِّيْ وَاللهِ لَأَنْظُرُ إِلٰى حَوْضِي الْآنَ وَإِنِّيْ قَدْ أُعْطِيْتُ مَفَاتِيْحَ خَزَائِنِ الْأَرْضِ أَوْ مَفَاتِيْحَ الْأَرْضِ وَإِنِّيْ وَاللهِ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوْا بَعْدِيْ وَلٰكِنِّيْ أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تَنَافَسُوْا فِيْهَا.

حضرت ﷺ ایک دن نکلے اور جنگ اُحد کے شہیدوں پر نماز پڑھی یعنی ان کا جنازہ پڑھا جیسے مردے کا جنازہ پڑھتے ہیں پھر منبر کی طرف پھرے سو فرمایا کہ البتہ میں تمہارے واسطے ہراول اور پیشوا ہوں یعنی مجھ کو سفر آخرت کا قریب ہے تمہاری مغفرت کا سامان درست کرنے جاتا ہوں اور میں تمہارا گواہ ہوں قیامت میں اور میں اللہ تعالیٰ کی قسم البتہ اپنے حوض کوثر کو اب دیکھ رہا ہوں اور مجھ کو زمین کے خزانوں کی چابیاں دی گئیں یا فرمایا کہ زمین کی چابیاں یعنی میری امت کا سب ملکوں میں عمل ہوگا اور میں اللہ کی قسم تم پر اس سے نہیں ڈرتا کہ تم مشرک ہو جاؤ گے میرے بعد لیکن اس سے ڈرتا ہوں کہ دنیا کے لالچ میں کہیں نہ پڑو اور آپس میں حسد نہ کرنے لگو۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الجنائز میں گزر چکی ہے۔

٥٩٤٧ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَكْثَرَ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ مَا يُخْرِجُ اللّٰهُ لَكُمْ مِنْ بَرَكَاتِ الْأَرْضِ قِيْلَ وَمَا بَرَكَاتُ الْأَرْضِ قَالَ زَهْرَةُ الدُّنْيَا فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ هَلْ يَأْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ فَصَمَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهُ يُنْزَلُ عَلَيْهِ ثُمَّ جَعَلَ يَمْسَحُ عَنْ جَبِيْنِهِ فَقَالَ أَيْنَ السَّائِلُ قَالَ أَنَا قَالَ أَبُوْ سَعِيْدٍ لَقَدْ حَمِدْنَاهُ حِيْنَ طَلَعَ ذٰلِكَ قَالَ لَا يَأْتِي الْخَيْرُ إِلَّا بِالْخَيْرِ إِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ وَإِنَّ

٥٩٤٧۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اکثر جس کا مجھ کو تم پر ڈر لگا ہے وہ چیز ہے جو اللہ تعالیٰ تمہارے واسطے زمین کی برکت سے نکالے گا کسی نے کہا کہ کیا ہے زمین کی برکت؟ کہا کہ دنیا کی زینت اور آرائش تو ایک مرد نے آپ سے عرض کیا کہ کیا لاتی ہے خیر بدی کو؟ سو حضرت ﷺ چپ رہے یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ آپ پر وحی اترتی ہے پھر اپنی پیشانی سے پسینہ پونچھنے لگے فرمایا کہ سائل کہاں ہے؟ کہا کہ میں ہوں، کہا ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہ البتہ ہم نے اس کی تعریف کی جب کہ یہ چڑھا فرمایا کہ نہیں لاتی خیر مگر خیر کو یعنی نیک چیز سے نیک ہی ہوتی اور البتہ ہر گھاس جس کو ربیع کی فصل اُگاتی ہے جانور کو ہلاک کر ڈالتی ہے پیٹ پھلا کر یا قریب ہلاکت کے کر دیتی ہے مگر اس جانور سبزہ کھانے والے کو ہلاکت نہیں کہ وہ کھاتا گیا یہاں تک کہ

كُلَّ مَا أَنْبَتَ الرَّبِيعُ يَقْتُلُ حَبَطًا أَوْ يُلِمُّ إِلَّا آكِلَةَ الْخَضِرَةِ أَكَلَتْ حَتّٰى إِذَا امْتَدَّتْ خَاصِرَتَاهَا اسْتَقْبَلَتِ الشَّمْسَ فَاجْتَرَّتْ وَثَلَطَتْ وَبَالَتْ ثُمَّ عَادَتْ فَأَكَلَتْ وَإِنَّ هٰذَا الْمَالَ حُلْوَةٌ مَنْ أَخَذَهُ بِحَقِّهِ وَوَضَعَهُ فِي حَقِّهِ فَنِعْمَ الْمَعُوْنَةُ هُوَ وَمَنْ أَخَذَهُ بِغَيْرِ حَقِّهِ كَانَ كَالَّذِي يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ.

جب اس کی دونوں کوکھیں تن گئیں یعنی جب کہ اس کا پیٹ بھر گیا تو آفتاب کے سامنے جا پڑا پھر اس نے جگالی کی اور پیشاب کی اور لید کی پھر چراگاہ میں پلٹ گیا اور کھانا شروع کیا اور بیشک یہ دنیا کا مال ہرا بھرا اور شیریں ہے سو جس نے اس کو بجا لیا اور بجا خرچ کیا یعنی حلال وجہ سے کمایا اور شرع کے موافق موقع پر خرچ کیا تو یہ مال دین کی اچھی مددگاری ہے اور جس نے اس مال کو ناحق لیا یعنی طمع سے اور حرام وجہ سے جمع کیا تو اس مالدار کا حال اس شخص کا سا ہے جو ع کلبی کی بیماری سے کھاتا ہے اس کا پیٹ نہیں بھرتا۔

فائدہ: زہرۃ الدنیا مراد ساتھ زہرہ کے دنیا کی زینت اور آرائش ہے یعنی جو اس میں ہے چاندی اور سونے اور اقسام اسباب اور کپڑوں وغیرہ سے جس کی خوبی سے لوگ فخر کرتے ہیں باوجود کم ہونے بقا کے اور یہ جو کہا کہ ہم نے اس کی تعریف کی تو اس کا حاصل یہ ہے کہ اصحاب نے اول اس کو ملامت کی جب کہ انہوں نے حضرت ﷺ کو چپ دیکھا سو انہوں نے گمان کیا کہ حضرت ﷺ اس سے ناراض ہوئے پھر آخر اس کی تعریف کی جب کہ انہوں نے دیکھا سوال اس کا ہے سبب واسطے حاصل کرنے اس چیز کے کہ حضرت ﷺ نے فرمائی اور یہ جو فرمایا کہ نہیں لاتی ہے نیک چیز بدی کو تو اس سے لیا جاتا ہے کہ رزق اگرچہ بہت ہو سو وہ منجملہ خیر سے ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ عارض ہوتی ہے اس کو بدی ساتھ عارضہ بخل کرنے کے اس شخص سے کہ اس کا مستحق ہے اور خرچ کرنے اس کے اس چیز میں کہ نہیں اجازت دی ہے شرع نے بیچ اس کے اور یہ کہ جو چیز کہ حکم کیا ہے اللہ تعالیٰ نے یہ کہ ہو خیر پس نہیں ہوتی ہے شر و بالعکس لیکن خوف ہے اس شخص پر کہ دیا گیا ہے مال یہ کہ عارض ہو واسطے اس کے بیچ تصرف اس کے اور اس میں وہ چیز ہے کہ کھینچے واسطے اس کے بدی کو اور یہ جو فرمایا کہ یہ مال ہرا بھرا ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ دنیا کی صورت خوب رونق دار ہے اور یہ جو کہا کہ ربیع کی فصل اُگاتی ہے تو یہ اسناد اُگانے کا طرف اس کی مجازی ہے اور حقیقت میں اس کا اُگانے والا اللہ تعالیٰ ہے اور اس حدیث میں ایک مثال حریص اور بخیل مالدار کی ہے اور دوسری مثال سخی مالدار کی ہے سو جس مالدار نے مال کو جمع کر رکھا اور حق [illegible] کا حق [illegible] کیا اس کا حال اس جانور کا سا ہے جس نے گھاس کھائی پھر پیٹ پھول کر کُرکُری کی بیماری سے مر گیا تو گھاس نے اس کے حق میں کچھ فائدہ نہ کیا بلکہ ناحق جان گئی اور جس مالدار نے خود کھایا اور اپنی حاجت سے زیادہ مال کو خیرات کیا تو اس کا حال جیسے اس جانور کا حال ہے جس نے گھاس کھائی پھر پیٹ بھر کر آفتاب کے سامنے ہوا اور جگالی سے ہضم کر کے پیشاب اور لید کی اس کو

ہرگز ہلاکت نہیں ہے اور حدیث سے تین فرقوں کی مثل لی جاتی ہے اس واسطے کہ جانور جب گھاس کو غذا کے واسطے چرتا ہے تو یا تو بقدر کفایت کے کھاتا ہے یا زیادہ کھاتا ہے اول فرقہ زاہد ہیں اور دوسرا یا یہ کہ حیلہ کرتا ہے واسطے دفع کرنے اس چیز کے کہ اگر باقی رہے تو ضرر پائے اور جب اس کو نکال ڈالے تو ضرر دور ہو اور بدستور نفع جاری رہے اور یا یہ کہ نہ نکالے اول فرقہ وہ لوگ ہیں جو عمل کرتے ہیں دنیا کے جمع کرنے میں موافق شرع کے یعنی وجہ حلال سے کمانے میں اور حاجت سے زائد کو شرع کے موافق موقع پر خرچ کرتے ہیں دوسرا فرقہ وہ لوگ ہیں جو اس میں برخلاف اس کے عمل کرتے ہیں کہا طیبی نے کہ لی جاتی ہے اس سے چار قسمیں سو جس نے اس سے کھایا ساتھ لذت کے زیادہ حد سے یہاں تک کہ اس کی کوکھیں پھول گئیں اور نہ ہٹا کھانے سے تو وہ جلدی ہلاک ہو جاتا ہے اور جس نے کھایا اسی طرح لیکن حیلہ کیا واسطے دفع کرنے بیماری کے اس کے بعد کہ مضبوط ہوئی سو اس پر غالب ہوئی اور اس کو ہلاک کیا اور جس نے اسی طرح کیا لیکن جلدی کی طرف اس چیز کی کہ اس کو ضرر دے اور حیلہ کیا اس کے دفع کرنے میں یہاں تک کہ ہضم ہوا سو سلامت رہتا ہے اور جس نے زیادہ نہ کھایا بلکہ بقدر بند کرنے بھوک کے کھایا وہ بھی سلامت رہتا ہے سو اول مثال کافر کی ہے اور دوسری مثال گنہگار کی ہے جو غافل ہے باز رہنے اور توبہ سے مگر وقت فوت ہونے اس کے کے اور تیسری مثال واسطے خلط کرنے والے کے جو جلدی کرنے والا ہے طرف توبہ کی جس جگہ مقبول ہو چوتھی مثال زاہد فی الدنیا کی ہے جو رغبت کرنے والا ہے آخرت میں اور بعض کی تصریح حدیث میں واقع نہیں لیکن لینا اس کا اس سے محتمل ہے اور یہ جو کہا کہ خوب مددگاری ہے تو اس کلام میں حذف ہے یعنی اگر حق کے موافق اس میں عمل کرے تو اس کے واسطے اچھی مددگاری ہے اور اس میں اشارہ ہے طرف عکس کی یعنی اور وہ بد رفیق ہے واسطے اس شخص کے کہ عمل کرے اس میں ناحق یعنی حرام وجہ سے کمائے اور بے جا صرف کرے اور یہ جو کہا کہ مثل اس شخص کی ہے کھاتا ہے اور اس کا پیٹ نہیں بھرتا تو ذکر کیا گیا ہے بیچ مقابلے اس کے کہ وہ اچھی مددگاری ہے اور ایک روایت میں ہے کہ وہ مال اس پر گواہ ہوگا قیامت کے دن یعنی حجت ہوگا گواہی دے گا اس پر ساتھ حرص اس کی کے اور بے جا خرچ کرنے اس کے کے اور اس چیز میں جس سے اللہ تعالیٰ راضی نہیں اور غزالی رحمہ اللہ نے کہا کہ مال کی مثال سانپ کی ہے کہ اس میں تریاق نافع ہے اور زہر قاتل ہے سو اگر پہنچے اس کو عارف جو اس کی بدی سے بچے اور اس کے تریاق نکالنے کو پہچانتا ہو تو وہ نعمت ہے نہیں تو ملا وہ بلا ہلاک کرنے والی کو اور حدیث سے ثابت ہوا کہ جائز ہے امام کو بیٹھنا منبر پر وقت وعظ کے بیچ غیر خطبے جمعہ کے اور مانند اس کی کے اور بیٹھنا لوگوں کا گرد اس کے اور ڈرانا رغبت کرنے سے دنیا میں اور اس میں استفہام عالم کا ہے اس چیز سے کہ مشکل ہو اور طلب کرنا دلیل کا واسطے دفع کرنے معارضہ کے اور اس میں نام رکھنا مال کا ہے ساتھ خیر کے اور تائید کرتا ہے اس کی قول اللہ تعالیٰ کا ﴿وَإِنَّهُ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيدٌ﴾ وان ترك خيرا اور اس میں بیان کرنا مثال کا ہے ساتھ حکمت کے اور اس حدیث میں ہے

کہ حضرت ﷺ وحی کا انتظار کرتے تھے جواب میں اس چیز کی کہ اس سے پوچھے جاتے اور یہ بنا بر اس کے ہے کہ گمان کیا اس کو اصحاب نے اور جائز ہے کہ ہو چپ رہنا آپ کا تا کہ لائیں عبارت مختصر جامع کو جو سمجھانے والی ہو معنی کو اور کہا ابن درید نے کہ ایسا کلام مختصر مفرد حضرت ﷺ سے پہلے کسی نے نہیں کہا پھر جس نے ایسا کہا ہے اس کو حضرت ﷺ کی کلام سے لیا ہے اور اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ جواب دینے میں جلدی نہ کرے جب کہ محتاج ہو طرف تامل کی اور اس میں تفصیل مالداری کی ہے فقیری پر اور نہیں حجت ہے حدیث میں واسطے اس کے اور اس میں ترغیب ہے اوپر دینے مسکین اور یتیم کے اور مسافر کے اور یہ کہ جو وجہ حرام سے مال کمائے اس کے واسطے برکت نہیں ہوتی اگرچہ بہت مال اس کے پاس جمع ہو جائے واسطے تشبیہ اس کی کے ساتھ اس شخص کے کہ کھاتا ہے اور اس کا پیٹ نہیں بھرتا اور اس میں مذمت ہے اسراف کی اور بہت کھانے کی۔ (فتح)

٥٩٤٨ ـ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جَمْرَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ زَهْدَمُ بْنُ مُضَرِّبٍ قَالَ سَمِعْتُ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَيْرُكُمْ قَرْنِيْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ قَالَ عِمْرَانُ فَمَا أَدْرِيْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ قَوْلِهِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا ثُمَّ يَكُوْنُ بَعْدَهُمْ قَوْمٌ يَّشْهَدُوْنَ وَلَا يُسْتَشْهَدُوْنَ وَيَخُوْنُوْنَ وَلَا يُؤْتَمَنُوْنَ وَيَنْذُرُوْنَ وَلَا يَفُوْنَ وَيَظْهَرُ فِيْهِمُ السِّمَنُ.

۵۹۴۸۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگوں میں بہتر میرے زمانے کے لوگ ہیں یعنی اصحاب پھر وہ لوگ بہتر ہیں جو اصحاب سے ملے ہوئے ہیں یعنی تابعین پھر وہ لوگ بہتر ہیں جو ان سے ملے ہوئے ہیں یعنی تبع تابعین کہا عمران نے سو میں نہیں جانتا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا بعد قول اپنے کے دو بار یا تین بار پھر ان تین زمانوں کے بعد وہ لوگ ہوں گے جو گواہی دیں گے بغیر گواہی مانگے اور خیانت کریں گے اور نہ امانت رکھے جائیں گے اور نذر مانیں گے اور پوری نہ کریں گے اور ظاہر ہو گا ان میں موٹاپا پن۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح شہادات میں گزر چکی ہے۔

٥٩٤٩ ـ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِيْ حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبِيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِيْ ثُمَّ

۵۹۴۹۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ سب لوگوں سے بہتر میرے زمانے کے لوگ ہیں پھر وہ لوگ بہتر ہیں جو ان سے ملے ہوئے ہیں پھر وہ لوگ بہتر ہیں جو ان سے ملے ہوئے ہیں پھر ان تین زمانوں کے

الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ يَجِيْءُ مِنْ بَعْدِهِمْ قَوْمٌ تَسْبِقُ شَهَادَتُهُمْ أَيْمَانَهُمْ وَأَيْمَانُهُمْ شَهَادَتَهُمْ.

بعد وہ لوگ آئیں گے جن کی گواہی قسم پر جلدی کرے گی اور قسم گواہی پر جلدی کرے گی۔

٥٩٥٠ ـ حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ عَنْ قَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُ خَبَّابًا وَقَدِ اكْتَوٰى يَوْمَئِذٍ سَبْعًا فِيْ بَطْنِهِ وَقَالَ لَوْلَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَانَا أَنْ نَّدْعُوَ بِالْمَوْتِ لَدَعَوْتُ بِالْمَوْتِ إِنَّ أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَضَوْا وَلَمْ تَنْقُصْهُمُ الدُّنْيَا بِشَيْءٍ وَإِنَّا أَصَبْنَا مِنَ الدُّنْيَا مَا لَا نَجِدُ لَهُ مَوْضِعًا إِلَّا التُّرَابَ.

٥٩٥٠۔ حضرت قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے خباب سے سنا اور اس نے اپنے پیٹ میں سات داغ دلوائے تھے اور کہا کہ اگر حضرت ﷺ نے ہم کو اپنی موت مانگنے سے منع نہ کیا ہوتا تو میں موت مانگتا بیشک حضرت ﷺ کے اصحاب گزرے اور دنیا نے ان کا کچھ نہ گھٹایا اور ہم نے دنیا کا مال پایا جس کے واسطے ہم مٹی کے سوائے کوئی جگہ نہیں پاتے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الطب میں گزر چکی ہے۔

٥٩٥١ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ إِسْمَاعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنِيْ قَيْسٌ قَالَ أَتَيْتُ خَبَّابًا وَهُوَ يَبْنِيْ حَائِطًا لَهُ فَقَالَ إِنَّ أَصْحَابَنَا الَّذِيْنَ مَضَوْا لَمْ تَنْقُصْهُمُ الدُّنْيَا شَيْئًا وَإِنَّا أَصَبْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ شَيْئًا لَا نَجِدُ لَهُ مَوْضِعًا إِلَّا التُّرَابَ.

٥٩٥١۔ حضرت قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہ میں خباب رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور وہ اپنا باغ بناتا تھا سو اس نے کہا کہ بیشک ہمارے ساتھی جو پہلے گزرے ان کا دنیا نے کچھ نہ گھٹایا اور ہم نے دنیا کا کچھ مال پایا جس کے واسطے ہم مٹی کے سوائے کوئی جگہ نہیں پاتے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں یوں ہے کہ ہم خباب رضی اللہ عنہ کی بیمار پرسی کو آئے اور وہ اپنا باغ بناتا تھا سو اس نے کہا کہ مسلمان کو ہر چیز میں ثواب ملتا ہے مگر جو مٹی میں ڈالے۔

٥٩٥٢ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ عَنْ خَبَّابٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ هَاجَرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِصَّةً.

٥٩٥٢۔ حضرت خباب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت ﷺ کے ساتھ ہجرت کی اور بیان کیا راوی نے حدیث کو۔

فائدہ: اور اشارہ کیا ہے طرف اس چیز کی کہ روایت کیا ہے اس کو بتمامہ ہجرت میں اور اس کی شرح آئندہ آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿يَآأَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا إِنَّمَا يَدْعُوْ حِزْبَهٗ لِيَكُوْنُوْا مِنْ أَصْحَابِ السَّعِيْرِ﴾ جَمْعُهٗ سُعُرٌ قَالَ مُجَاهِدٌ ﴿اَلْغَرُوْرُ﴾ الشَّيْطَانُ.

باب ہے بیچ قول اللہ تعالیٰ کے کہ اے لوگ بیشک وعدہ اللہ تعالیٰ کا سچ سچ ہے سو نہ فریب دے تم کو زندگی دنیا کی آخر آیت تک، کہا ابو عبداللہ رحمہ اللہ نے کہ سعیر کی جمع سعر ہے اور کہا مجاہد رحمہ اللہ نے کہ غرور سے مراد اس آیت میں شیطان ہے۔

فائدہ: غرور ہر وہ چیز ہے جو فریب دے آدمی کو اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تفسیر کی ساتھ شیطان کے اس واسطے کہ وہ جڑ ہے فریب کی۔

٥٩٥٣۔ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ الْقُرَشِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ مُعَاذُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ حُمْرَانَ بْنَ أَبَانَ أَخْبَرَهٗ قَالَ أَتَيْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ بِطَهُوْرٍ وَهُوَ جَالِسٌ عَلَى الْمَقَاعِدِ فَتَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ وَهُوَ فِيْ هٰذَا الْمَجْلِسِ فَأَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ قَالَ مَنْ تَوَضَّأَ مِثْلَ هٰذَا الْوُضُوْءِ ثُمَّ أَتَى الْمَسْجِدَ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ جَلَسَ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ قَالَ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَغْتَرُّوْا. قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ هُوَ حُمْرَانُ بْنُ أَبَانَ.

٥٩٥٣۔ حضرت ابن ابان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس وضو کا پانی لایا اور وہ کولھوں پر بیٹھے تھے سو وضو کیا اور اچھی طرح وضو کیا پھر کہا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے وضو کیا اور وہ اس مجلس میں تھے سو اچھی طرح وضو کیا پھر فرمایا کہ جو وضو کرے میرے اس وضو کی طرح پھر مسجد میں آ کر دو رکعت نماز پڑھی پھر بیٹھے تو اس کے اگلے گناہ بخشے جائیں گے کہا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ مغرور ہو، اور کہا ابو عبداللہ رحمہ اللہ نے کہ وہ حمران بن ابان ہے۔

فائدہ: اور مراد اس سے عام گناہ نہیں ہیں بلکہ خاص وہ گناہ مراد ہیں جو اس نماز اور اس سے پہلے نماز کے درمیان

ہیں اور تنزیہ مقید ہے ساتھ اس کے کہ اس درمیان میں کبیرہ گناہ نہ کرے اور جاننا چاہیے کہ حمران کے واسطے عثمان رضی اللہ عنہ سے دو حدیثیں ہیں ایک مقید ہے ساتھ ترک حدیث نفس کے یعنی دل میں واہی تباہی خیال نہ کرے اور یہ بیچ دو رکعت نماز کے ہے مطلق بغیر قید کے ساتھ فرض نماز کے اور دوسری فرض نماز میں ہے ساتھ جماعت کے یا مسجد میں بغیر تقیید ترک حدیث نفس کے اور یہ جو فرمایا کہ نہ مغرور ہو تو اس کے معنی یہ ہیں کہ نہ حمل کرو مغفرت کو عموم پر تمام گناہوں میں کہ تم ڈھیلے ہو جاؤ گناہوں میں واسطے تکیہ کرنے کے اوپر معاف ہونے ان کے ساتھ نماز کے اس واسطے کہ جو نماز کہ گناہوں کو اُتارتی ہے وہ مقبول ہے اور نہیں ہے اطلاع کسی کو اوپر اس کے یا مراد یہ ہے کہ نماز سے فقط صغیرے گناہ بخشے جاتے ہیں سو نہ کرو تم کبیرے گناہوں کو مغرور ہو کر ساتھ اس کے کہ نماز سے گناہ بخشے جاتے ہیں اس واسطے کہ یہ حکم خاص ہے ساتھ صغیرے گناہوں کے۔ (فتح)

بَابُ ذَهَابِ الصَّالِحِينَ وَيُقَالُ الذِّهَابُ الْمَطَرُ.

نیکوں کا مر جانا اور کہا جاتا ہے بارش کا چلا جانا۔

٥٩٥٤ ـ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ بَيَانٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ مِرْدَاسٍ الْأَسْلَمِيِّ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْهَبُ الصَّالِحُوْنَ الْأَوَّلُ فَالْأَوَّلُ وَيَبْقَى حُفَالَةٌ كَحُفَالَةِ الشَّعِيْرِ أَوِ التَّمْرِ لَا يُبَالِيْهِمُ اللّٰهُ بَالَةً قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ يُقَالُ حُفَالَةٌ وَحُثَالَةٌ.

۵۹۵۴۔ حضرت مرداس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مر جائیں نیک لوگ پہلے پس پہلے اور باقی رہیں گے ردی لوگ مانند ردی جو اور کھجور کے کہ اللہ تعالیٰ ان کی کچھ پرواہ نہیں کرے گا یعنی ان کو اللہ تعالیٰ کچھ چیز نہ جانے گا اور کچھ قدر نہ سمجھے گا۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ اس حدیث میں ہے کہ نیکوں کا مر جانا قیامت کی نشانیوں میں سے ہے اور اس میں ندب ہے طرف پیروی کرنے کے ساتھ اہل خیر کے اور ڈرانا ہے ان کی مخالفت سے اس ڈر سے کہ ان کا مخالف اُن لوگوں میں سے ہو جائے جن کو اللہ تعالیٰ کچھ چیز نہیں جانے گا اور اس میں ہے کہ جائز ہے مر جانا اہل خیر کا آخر زمانے میں یہاں تک کہ نہ باقی رہیں مگر محض جاہل لوگ، وسیاتی انشاء اللہ تعالیٰ۔

بَابُ مَا يُتَّقَى مِنْ فِتْنَةِ الْمَالِ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى ﴿إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ﴾.

مال کے فتنے سے بچنا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تمہارے مال اور اولاد تمہارے لیے فتنہ ہیں۔

فائدہ: یعنی مشغول کرتا ہے مال قائم ہونے سے ساتھ بندگی کے اور شاید یہ اشارہ ہے اس حدیث کی طرف کہ ہر امت کے واسطے ایک فتنہ ہے اور میری امت کا فتنہ مال ہے روایت کیا ہے اس کو ترمذی نے کعب رضی اللہ عنہ سے اور ایک

روایت میں ہے کہ اگر آدمی کے واسطے مال کے دو جنگل ہوں تو تیسرے کی تمنا کرتا ہے اور ساتھ اس کے ظاہر ہوگی مناسبت اور فتنہ اولاد کا یہ ہے کہ حضرت ﷺ ایک دن خطبہ پڑھتے تھے سو خطبہ چھوڑ کر حسن، حسین رضی اللہ عنہما کو اُٹھا لیا پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا کہ تمہارے مال اور اولاد تمہارے لیے فتنہ ہیں، روایت کیا ہے اس کو احمد اور اصحاب سنن نے بریدہ رضی اللہ عنہ سے۔ (فتح)

۵۹۵۵ ۔ حَدَّثَنِیْ یَحْیَی بْنُ یُوْسُفَ أَخْبَرَنَا أَبُوْ بَکْرٍ عَنْ أَبِیْ حَصِیْنٍ عَنْ أَبِیْ صَالِحٍ عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَعِسَ عَبْدُ الدِّیْنَارِ وَالدِّرْهَمِ وَالْقَطِیْفَةِ وَالْخَمِیْصَةِ إِنْ أُعْطِیَ رَضِیَ وَإِنْ لَّمْ یُعْطَ لَمْ یَرْضَ.

۵۹۵۵۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہلاک ہوا اشرفی کا بندہ اور روپے کا بندہ اور سیاہ کمل دھاری دار کا بندہ اگر اس کو دیجیے تو خوش ہو اور اگر نہ دیجیے تو ناخوش ہو۔

فائدہ: اشرفی کا بندہ یعنی اس کا طالب حریص اس کے جمع کرنے پر قائم اس کی نگہبانی پر سو جیسے وہ اس کا غلام اور خادم ہے کہا طیبی نے قید خاص کیا گیا ہے بندہ ساتھ ذکر کے تاکہ خبر دی جائے ساتھ ڈوبنے اس کے بیچ محبت دنیا کے اور اس کی شہوتوں کے مانند قیدی کی کہ نہیں پاتا ہے خلاص اور نہیں کہا مالک اشرفی کا اور نہ جامع اشرفی کا اس واسطے کہ مذموم ملک اور جمع سے زیادتی ہے قدر حاجت پر اور قول اس کا اگر اس کو دیجیے، الخ خبر دیتا ہے ساتھ شدت حرص کے اوپر اس کے۔ (فتح)

۵۹۵٦ ۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَیْجٍ عَنْ عَطَآءٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا یَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَوْ کَانَ لِابْنِ آدَمَ وَادِیَانِ مِنْ مَالٍ لَابْتَغٰی ثَالِثًا وَلَا یَمْلَأُ جَوْفَ ابْنِ آدَمَ إِلَّا التُّرَابُ وَیَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰی مَنْ تَابَ.

۵۹۵٦۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ اگر آدمی کے پاس دو جنگل بھر مال ہوتا تو ان کے ساتھ اور تیسرے جنگل کو بھی ڈھونڈتا اور آدمی کا پیٹ سوائے خاک کے نہیں بھرتا اور اللہ تعالیٰ اسی پر رحمت سے متوجہ ہوتا ہے جو حرص سے توبہ کرتا ہے۔

۵۹۵۷ ۔ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا مَخْلَدٌ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَیْجٍ قَالَ سَمِعْتُ عَطَآءً

۵۹۵۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ اگر آدمی کے پاس جنگل

يَقُوْلُ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَوْ أَنَّ لِابْنِ آدَمَ مِثْلَ وَادٍ مَالًا لَأَحَبَّ أَنَّ لَهُ إِلَيْهِ مِثْلَهُ وَلَا يَمْلَأُ عَيْنَ ابْنِ آدَمَ إِلَّا التُّرَابُ وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ تَابَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَلَا أَدْرِيْ مِنَ الْقُرْآنِ هُوَ أَمْ لَا قَالَ وَسَمِعْتُ ابْنَ الزُّبَيْرِ يَقُوْلُ ذٰلِكَ عَلَى الْمِنْبَرِ.

کے برابر مال ہوتا تو اس کے ساتھ اس کے برابر اور بھی چاہتا اور آدمی کی آنکھ کو خاک کے سوائے کوئی چیز نہیں بھرتی اور اللہ تعالیٰ رحمت سے متوجہ ہوتا ہے اس پر جو حرص سے توبہ کرتا ہے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے سو میں نہیں جانتا کہ یہ قرآن سے ہے یا نہیں کہا سو میں نے ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے سنا کہ اس کو منبر پر کہتا تھا۔

فائدہ: نہیں بھرتی اس کے پیٹ کو مگر مٹی، کہا کرمانی نے کہ نہیں ہے مراد حقیقت کسی عضو کی بعینہ ساتھ نہ منحصر ہونے کے بیچ مٹی کے اس واسطے کہ مٹی کے سوائے اور چیز بھی اس کے پیٹ کو بھر سکتی ہے بلکہ مراد اس سے موت ہے اس واسطے کہ وہ مستلزم ہے واسطے بھرنے کے سو گویا کہ کہا گیا کہ نہیں بھرتا پیٹ اس کا دنیا سے یہاں تک کہ مرے اور خاص کیا ہے پیٹ کو اکثر روایتوں میں اس واسطے کہ اکثر وہی مال کو طلب کرتا ہے واسطے حاصل کرنے لذت دار چیزوں کے اور اکثر چیزیں ان میں کھانے پینے کے واسطے ہوتی ہیں اور کہا طیبی نے کہ قول اس کا لا یملأ الخ تقریر ہے واسطے کلام سابق کے سو گویا کہ کہا گیا کہ نہیں پیٹ بھرتا اس شخص کا جو خاک سو پیدا ہو مگر خاک سے اور احتمال ہے کہ ہو حکمت بیچ ذکر کرنے مٹی کے سوائے غیر اس کے کہ آدمی کا طمع پورا نہیں ہوتا یہاں تک کہ مر جائے اور جب مر گیا تو اس کا حال یہ ہے کہ اس کو دفنایا جائے اور جب دفنایا جائے تو اس پر مٹی ڈالی جاتی ہے سو بھر دیتی ہے خاک اس کے منہ کو اور پیٹ کو اور اس کی آنکھ کو اور نہیں باقی رہتی اس سے کوئی جگہ کہ اس کو حاجت رہے مٹی کی سوائے اس کے اور بہر حال نسبت طرف منہ کی جیسے کہ بعض روایتوں میں آیا ہے تو واسطے ہونے اس کے ہے راہ طرف پہنچنے کی پیٹ میں اور یہ جو کہا کہ اللہ تعالیٰ رحمت سے متوجہ ہوتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ قبول کرتا ہے توبہ کرنے حرص کرنے والے سے جیسا کہ قبول کرتا ہے اس کے اس کے غیر سے اور بعض نے کہا کہ اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ جمع کرنا بہت مال کا مذموم ہے اور اسی طرح اس کی تمنا کرنی اور اس پر حرص کرنی واسطے اشارہ کے اس کی طرف کہ جو اس کو چھوڑ دے اس پر بولا جاتا ہے کہ اس نے توبہ کی اور احتمال ہے کہ تاب ساتھ معنی لغوی کے ہو اور وہ مطلق رجوع ہے یعنی رجوع کیا اس فعل اور تمنا سے کہا طیبی نے ممکن ہے کہ اس کے معنی یہ ہوں کہ آدمی پیدا کیا گیا ہے اوپر حب مال کے اور یہ کہ نہیں بھرتا ہے پیٹ اس کا اس کے جمع کرنے سے مگر جس کو اللہ تعالیٰ نگاہ رکھے اور توفیق دے واسطے دور کرنے اس عادت کے اپنے نفس سے اور وہ بہت کم لوگ ہیں سو توبہ کرنے کو اس جگہ رکھا واسطے اشعار کے کہ یہ خصلت مذموم ہے جاری ہے جگہ گناہ کی اور یہ کہ دور کرنا اس کا ممکن ہے ساتھ توفیق اللہ تعالیٰ کے اور اس کی طرف اشارہ ہے ساتھ قول اللہ

تعالیٰ کے ﴿وَمَنْ يُوْقَ شُحَّ نَفْسِهِ﴾ اور مٹی کے ذکر سے بھی مناسبت لی جاتی ہے اس واسطے کہ اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ آدمی پیدا ہوا ہے مٹی سے اور اس کی طبع میں قبض اور خشکی ہے اور یہ کہ دور کرنا اس کا ممکن ہے ساتھ اس طور کے کہ اللہ تعالیٰ اس پر مینہ برسائے جو اس کو درست کرے یہاں تک کہ پاک خصلتوں کا میوہ لائے پس واقع ہوا ہے قول اس کا وَيَتُوْبُ اللّٰهُ الخ موقع استدراک کے یعنی یہ دشوار اور مشکل ممکن ہے کہ آسان ہو اس شخص پر جس پر اللہ تعالیٰ اس کو آسان کرے اور یہ قول اس کا کہ میں نہیں جانتا کہ قرآن سے ہے یا نہیں یعنی حدیث مذکور اور یہ جو کہا کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ اس کو منبر پر کہتا تھا یعنی حدیث مذکور کو یعنی بغیر زیادہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے۔ (فتح)

٥٩٥٨ ۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ الْغَسِيْلِ عَنْ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ الزُّبَيْرِ عَلَى الْمِنْبَرِ بِمَكَّةَ فِيْ خُطْبَتِهٖ يَقُوْلُ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ لَوْ أَنَّ ابْنَ آدَمَ أُعْطِيَ وَادِيًا مَلْئًا مِنْ ذَهَبٍ أَحَبَّ إِلَيْهِ ثَانِيًا وَلَوْ أُعْطِيَ ثَانِيًا أَحَبَّ إِلَيْهِ ثَالِثًا وَلَا يَسُدُّ جَوْفَ ابْنِ آدَمَ إِلَّا التُّرَابُ وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ تَابَ.

٥٩٥٨۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے سنا کے کے منبر پر اپنے خطبے میں کہتا تھا اے لوگو! بیشک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اگر آدمی کو سونے کا بھرا جنگل دیا جائے تو اس کے ساتھ دوسرا بھی چاہے اور اگر دوسرا دیا جائے تو اس کے ساتھ تیسرا چاہے اور آدمی کے پیٹ کو مٹی کے سوائے کوئی چیز نہیں بھرتی اور رحمت سے متوجہ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر جو توبہ کرتا ہے۔

٥٩٥٩ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ أَنَّ لِابْنِ آدَمَ وَادِيًا مِّنْ ذَهَبٍ أَحَبَّ أَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ وَادِيَانِ وَلَنْ يَّمْلَأَ فَاهُ إِلَّا التُّرَابُ وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ تَابَ وَقَالَ لَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ عَنْ أُبَيٍّ قَالَ كُنَّا نَرٰى هٰذَا مِنَ

٥٩٥٩۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی کے پاس سونے کا ایک جنگل ہو تو چاہتا ہے کہ اس کے واسطے دو جنگل ہوں اور اس کے منہ کو خاک کے سوائے کوئی چیز نہیں بھرتی اور توبہ قبول کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی جو توبہ کرے اور انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اس نے روایت کی ابی سے کہ ہم اس حدیث کو قرآن سے جانتے تھے یہاں تک کہ یہ آیت اتری کہ غفلت میں ڈالا تم کو بہتایت نے۔

الْقُرْآنِ حَتّٰى نَزَلَتْ ﴿أَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ﴾.

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ قول اس ﴿أَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ﴾ کا خارج ہوا ہے اوپر لفظ خطاب کے اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے لوگوں کو اوپر محبت مال اور اولاد کے سو واسطے ان کے رغبت ہے بیچ بہتایت چاہنے کے اس سے اور لازم ہے اس کو غفلت یعنی غافل ہونا قائم ہونے سے ساتھ اس چیز کے کہ حکم ہوا ہے ان کو ساتھ اس کے یہاں تک کہ اچانک ان کو موت آ جائے اور باب کی حدیثوں میں ذم ہے حرص کی اور اسی واسطے اختیار کیا ہے اکثر سلف نے دنیا کی کمی کو اور قناعت کرنے کو ساتھ تھوڑی چیز کے اور رضا کو ساتھ کفاف کے یعنی روزی کو بقدر قوت کے اور وجہ گمان ان کی کے کہ یہ حدیث قرآن سے ہے وہ چیز ہے جو شامل ہے اس کو ذم حرص کرنے سے اوپر طلب کثرت جمع مال کے اور تقریع سے ساتھ موت کے جو اس کو قطع کرے اور نہیں ہے اس سے چارہ کسی کو سو جب یہ آیت اتری یعنی ﴿أَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ﴾ اور شامل ہوئی اس کے معنی کو ساتھ زیادتی کے تو انہوں نے معلوم کیا کہ اول حضرت ﷺ کا کلام اور بعض نے کہا کہ یہ قرآن تھا یعنی لو کان لا ابن آدم الخ اور منسوخ ہوئی تلاوت اس کی جب کہ سورہ ﴿أَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ﴾ اتری لیکن اس کا حکم منسوخ نہیں ہوا بلکہ اس کا حکم بدستور ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا الْمَالُ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ.

حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ دنیا کا مال میٹھا ہرا بھرا ہے۔

فائدہ: اس کی شرح گزر چکی ہے۔

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْأَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا﴾.

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آراستہ کی گئی واسطے لوگوں کے محبت مردوں کی عورتوں سے اور بیٹوں سے، متاع الغرور تک۔

فائدہ: زینت دینے والے کو ذکر نہیں کیا تو حکمت اس میں یہ ہے کہ شامل ہو لفظ تمام اس شخص کو کہ صحیح ہے نسبت تزیین کی اس کی طرف اگرچہ اللہ تعالیٰ کا علم محیط ہے ساتھ اس کے کہ وہی ہے فاعل حقیقت میں سو اسی نے پیدا کیا ہے تمام دنیا کو اور جو اس میں ہے اور تیار کیا اس کو واسطے نفع اٹھانے کے اور ٹھہرایا دلوں کو مائل اس کی طرف سو نسبت اس کی طرف اللہ تعالیٰ کی باعتبار پیدا کرنے اور تقدیر کے ہے اور نسبت اس کی طرف شیطان کے باعتبار اس چیز کے ہے کہ قدرت دی ہے اللہ تعالیٰ نے اس کو آدمی پر ساتھ وسوسہ ڈالنے کے جس سے نفس کا خیال پیدا ہوتا ہے کہا ابن تین نے کہ شروع کیا ہے آیت میں ساتھ عورتوں کے اس واسطے کہ وہ سخت تر فتنہ ہیں واسطے مردوں کے اور اس قبیل

سے ہے حدیث کہ نہیں چھوڑا میں نے اپنے بعد کوئی فتنہ زیادہ ضرر دینے والا واسطے مردوں کے عورتوں سے اور بعض نے کہا کہ معنی زینت دینے کے یہ ہیں کہ خوش ہوتا ہے ساتھ ان کے اور حکم بردار ہوتا ہے واسطے ان کے اور قناطیر جمع ہے قنطار کی اور قنطار ستر ہزار اشرفی کو کہتے ہیں اور بعض نے کہا کہ بہت چیز کو کہتے ہیں اور یہی صحیح قول ہے اور اس کے سوائے اور بھی بہت قول اس کی تفسیر میں آئے ہیں۔

قَالَ عُمَرُ اللّٰهُمَّ إِنَّا لَا نَسْتَطِيْعُ إِلَّا أَنْ نَفْرَحَ بِمَا زَيَّنْتَهُ لَنَا اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ أَنْ أُنْفِقَهُ فِيْ حَقِّهِ.

کہا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہ الٰہی! ہم سے نہیں ہو سکتا مگر یہ کہ ہم خوش ہوں ساتھ اس کے جو تو نے ہم کو زینت دی الٰہی! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ میں اس کو اس کے حق میں خرچ کروں۔

فائدہ: اور اس اثر میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ فاعل تزیین مذکور کا آیت میں اللہ تعالیٰ ہے اور یہ کہ تزیین اس کے ساتھ تحسین کے ہے یعنی اس کو آدمیوں کے دلوں میں خوب کر دکھلایا اور یہ کہ وہ اس پر پیدا کیے گئے ہیں لیکن بعض ناتواں ان میں سے اپنی پیدائشی خصلت پر بدستور رہا اور اسی میں پڑا رہا اور یہ مذموم ہے اور بعض نے اس میں امر اور نہی کی رعایت کی اور حد پر کھڑے ہوئے ساتھ توفیق اللہ تعالیٰ کے سو اس کو ذم شامل نہیں ہے اور بعض نے اس سے ترقی کی اور زہد کیا اور اس میں بعد قدرت کے اوپر اس کے اور اعراض کیا اس سے باوجود اقبال اس کے طرف اس کی تو یہ مقام محمود ہے۔

٥٩٦٠ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ يَقُوْلُ أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ وَسَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعْطَانِيْ ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَأَعْطَانِيْ ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَأَعْطَانِيْ ثُمَّ قَالَ هٰذَا الْمَالُ وَرُبَّمَا قَالَ سُفْيَانُ قَالَ لِيْ يَا حَكِيْمُ إِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ فَمَنْ أَخَذَهُ بِطِيْبِ نَفْسٍ بُوْرِكَ لَهُ فِيْهِ وَمَنْ أَخَذَهُ بِإِشْرَافِ نَفْسٍ لَمْ يُبَارَكْ لَهُ فِيْهِ وَكَانَ كَالَّذِيْ يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ

٥٩٦٠۔ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ مال مانگا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا پھر دوسری بار میں نے آپ سے مانگا آپ نے دیا پھر میں نے تیسری بار آپ سے مانگا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو دیا پھر فرمایا کہ یہ مال اور اکثر اوقات سفیان راوی نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ اے حکیم! یہ دنیا کا مال ہرا بھرا شیریں ہے یعنی بہت پیارا معلوم ہوتا ہے سو جس نے اس کو لیا دل کی سخاوت یعنی بے حرصی سے لیا تو اس کے واسطے اس مال میں برکت دی جائے گی اور جس نے اس کو لیا دل کی حرص سے تو اس کو ہرگز برکت نہ ہوگی اور اس کا حال اس شخص کا سا ہوگا کہ کھاتا جاتا ہے اور اس کا پیٹ نہیں بھرتا اور اونچا

مِّنَ الْيَدِ السُّفْلٰى. ہاتھ بہتر ہے نیچے کے ہاتھ سے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الزکوۃ میں گزر چکی ہے۔

بَابُ مَا قَدَّمَ مِنْ مَّالِهٖ فَهُوَ لَهٗ. جو آگے بھیجے اپنے مال سے وہ اس کے واسطے یعنی واسطے آدمی کے۔

٥٩٦١ ـ حَدَّثَنِیْ عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنِیْ أَبِیْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِیْ إِبْرَاهِيْمُ التَّيْمِیُّ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " أَيُّكُمْ مَالُ وَارِثِهٖ أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْ مَّالِهٖ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا مِنَّا أَحَدٌ إِلَّا مَالُهٗ أَحَبُّ إِلَيْهِ قَالَ فَإِنَّ مَالَهٗ مَا قَدَّمَ وَمَالُ وَارِثِهٖ مَا أَخَّرَ.

۵۹۶۱۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کون تم میں سے ایسا ہے جس کے نزدیک اپنے وارث کا مال اپنے مال سے زیادہ پیارا ہو؟ اصحاب نے کہا یا حضرت! کوئی ہم میں سے ایسا نہیں کہ اس کے نزدیک اس کے وارث کا مال اپنے مال سے زیادہ پیارا ہو، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سو البتہ اس کا مال تو وہی ہے جو اس نے آگے بھیجا یعنی اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کیا اور اس کے وارث کا مال وہ ہے جس کو وہ چھوڑ گیا۔

فائدہ: مال اس کا یعنی جس کو آدمی اپنے پیچھے چھوڑ جاتا ہے مال سے اگرچہ دونوں مال اس کی طرف منسوب ہیں اس واسطے کہ وہ باعتبار منتقل ہونے اس کے طرف وارث اس کے کی منسوب ہوتا ہے وارث کی طرف پس نسبت اس کی مالک کی طرف اس کی زندگی میں حقیقی ہے اور نسبت اس کی وارث اس کے کی مجازی ہے اور مورث کی موت کے بعد نسبت اس کی طرف وارث اس کے کی حقیقی ہے اور مال تو اس کا وہی ہے جو اس نے آگے بھیجا یعنی جو منسوب ہے اس کی طرف زندگی میں اور موت کے بعد برخلاف اس مال کے کہ اس کو چھوڑ جائے کہا ابن بطال وغیرہ نے کہ اس حدیث میں تحریض ہے اوپر آگے بھیجنے اس چیز کے کہ ممکن ہے اس کو مال سے بیچ وجوہ قربت کے اور نیکی کے تاکہ نفع اٹھائے ساتھ اس کے آخرت میں اس واسطے کہ جس کو پیچھے چھوڑے وہ وارث کے ملک ہو جاتی ہے اور اگر نیک عمل کرے اس میں تو خاص ہوتا ہے ساتھ اس ثواب کے اور اگر اس میں گناہ کرے تو وہ بعید تر ہے واسطے پہلے مالک کے نفع اٹھانے سے ساتھ اس کے اگر سلامت رہے اس کی محنت سے اور نہیں معارض ہے اس کو قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطے سعد کے کہ اگر تو وارثوں کو مالدار چھوڑے، الخ اس واسطے کہ حدیث سعد رضی اللہ عنہ کی محمول ہے اس شخص پر جو اپنا سب مال یا اکثر اپنی بیماری میں صدقہ کر دے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث اس شخص کے حق میں ہے جو خیرات کرے حالت صحت اور حرص میں۔ (فتح)

بَابُ الْمُكْثِرُوْنَ هُمُ الْمُقِلُّوْنَ. باب ہے جو بہت مالدار ہیں وہی قیامت میں ثواب

سے مفلس ہیں۔

فائدہ: اور ایک روایت میں اخسرون کا لفظ آیا ہے یعنی خسارہ اور ٹوٹا پانے والے اور معنی دونوں کے ایک ہیں اس واسطے کہ مراد ساتھ قلت کے حدیث میں کم ہونا ثواب کا ہے اور جس کا ثواب کم ہو سو وہ خسارہ پانے والا ہے بہ نسبت اس شخص کے کہ اس کا ثواب بہت ہے۔

وَقَوْلُهُ تَعَالٰى ﴿مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا نُوَفِّ إِلَيْهِمْ أَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَهُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ أُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ إِلَّا النَّارُ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا وَبَاطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾.

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو ارادہ کرتا ہو دنیا کی زندگی کا اور اس کی زینت کا اس قول تک اور باطل ہے جو عمل کرتے ہیں۔

فائدہ: اور اختلاف ہے اس آیت میں سو بعض نے کہا کہ وہ اپنے عموم پر ہے کافروں کے حق میں ساتھ دلیل حصر کے اس آیت میں جو اس سے ملتی ہے کہ نہیں ہے واسطے ان لوگوں کے آخرت میں مگر آگ اور بہر حال مومن سو مآل اس کا بہشت کی طرف ہے ساتھ شفاعت کے یا مطلق عفو کے اور وعید آیت میں ساتھ آگ کے اور عمل باطل کرنے کے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ کافر کے واسطے ہے اور جواب دیا گیا ہے اس سے ساتھ اس کے کہ وعید بہ نسبت اس عمل کی ہے کہ واقع ہوا ہے اس میں ریا فقط پس بدلہ دیا جائے گا اس کے فاعل کو ساتھ اس کے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اس سے معاف کر دے اور یہ مراد نہیں کہ اس کے سب نیک عمل باطل ہو جائیں گے جن میں ریا واقع نہیں ہوا اور حاصل یہ ہے کہ جو اپنے عمل سے دنیا کے ثواب کا ارادہ کرے تو اس کو دنیا میں ثواب دیا جاتا ہے اور بدلہ دیا جاتا ہے آخرت میں ساتھ عذاب کے واسطے مجرد ہونے قصد اس کے کی طرف دنیا کی اور منہ پھیرنے اس کے کی آخرت سے اور بعض نے کہا کہ وہ خاص مجاہدین کے حق میں اتری اور برتقدیر ثبوت اس کے پس عموم اس کا شامل ہے ہر دکھلانے والے عمل کے کو اور عموم قول اللہ تعالیٰ کے کا ﴿نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا﴾ یعنی دنیا میں مخصوص ہے ساتھ اس شخص کے کہ نہیں مقدر کیا ہے اللہ تعالیٰ نے واسطے اس کے یہ واسطے قول اللہ تعالیٰ کے ﴿مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهُ فِيْهَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ﴾ پس اس تقیید پر محمول کیا جائے گا یہ مطلق اور اسی طرح مقید کیا جائے گا قول اس کا ﴿مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ﴾ اُتر نا اس کا اپنی کھیتی میں اور جو دنیا کی کھیتی چاہے دیں گے ہم اس کو اس سے اور نہیں آخرت میں اس کے لیے کچھ حصہ اور ساتھ اس تقریر کے دفع ہو گا اشکال اس شخص کا جو کہتا ہے کہ دنیا میں بعض کافر تنگ دست پایا جاتا ہے اس کے لیے مال یا صحت یا طول عمر کے وسعت نہیں ہوتی بلکہ پایا جاتا ہے وہ شخص جو منحوس

ہے حصے میں اوران تمام چیزوں میں مانند اس شخص کی کہ کہا گیا ہے اس کے حق میں ﴿خَسِرَ الدُّنْیَا وَالْآخِرَةَ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِیْنُ﴾ یعنی خسارہ پایا اس نے دنیا اور آخرت میں یہ ہے خسارہ ظاہر اور مناسبت ذکر آیت کی باب میں واسطے حدیث اس کی کے یہ ہے کہ حدیث میں اشارہ ہے طرف اس کی کہ جو وعید کہ اس میں ہے محمول ہے ناقیت پر یعنی ایک وقت معین پر اس شخص کے حق میں کہ واقع ہو واسطے اس کے یہ مسلمانوں میں سے نہ تابید پر ہمیشہ واسطے دلالت حدیث کے اس پر کہ مرتکب جنس کبیرے کا مسلمانوں میں سے داخل ہو گا بہشت میں اور اس میں اس کی نفی نہیں کہ اس سے پہلے اس کو کبھی عذاب ہو جیسے کہ نہیں آیت میں نفی اس کی کہ کبھی داخل ہوتا ہے بہشت میں بعد تعذیب کے او پر گناہ ریا کے۔ (فتح)

٥٩٦٢ ۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ رُفَيْعٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ خَرَجْتُ لَيْلَةً مِنَ اللَّيَالِيْ فَإِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْشِيْ وَحْدَهٗ وَلَيْسَ مَعَهٗ إِنْسَانٌ قَالَ فَظَنَنْتُ أَنَّهٗ يَكْرَهُ أَنْ يَّمْشِيَ مَعَهٗ أَحَدٌ قَالَ فَجَعَلْتُ أَمْشِيْ فِيْ ظِلِّ الْقَمَرِ فَالْتَفَتَ فَرَآنِيْ فَقَالَ مَنْ هٰذَا قُلْتُ أَبُوْ ذَرٍّ جَعَلَنِيَ اللّٰهُ فِدَآئَكَ قَالَ يَا أَبَا ذَرٍّ تَعَالَهْ قَالَ فَمَشَيْتُ مَعَهٗ سَاعَةً فَقَالَ إِنَّ الْمُكْثِرِيْنَ هُمُ الْمُقِلُّوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا مَنْ أَعْطَاهُ اللّٰهُ خَيْرًا فَنَفَحَ فِيْهِ يَمِيْنَهٗ وَشِمَالَهٗ وَبَيْنَ يَدَيْهِ وَوَرَآئَهٗ وَعَمِلَ فِيْهِ خَيْرًا قَالَ فَمَشَيْتُ مَعَهٗ سَاعَةً فَقَالَ لِيْ اجْلِسْ هَا هُنَا قَالَ فَأَجْلَسَنِيْ فِيْ قَاعٍ حَوْلَهٗ حِجَارَةٌ فَقَالَ لِيْ اجْلِسْ هَا هُنَا حَتّٰى أَرْجِعَ إِلَيْكَ قَالَ فَانْطَلَقَ فِي الْحَرَّةِ حَتّٰى لَا أَرَاهُ فَلَبِثَ عَنِّيْ فَأَطَالَ اللُّبْثَ ثُمَّ إِنِّيْ

٥٩٦٢۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک رات عشاء کے وقت نکلا یعنی مدینے کے حرہ کی طرف سو میں نے اچانک دیکھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تنہا چلتے ہیں آپ کے ساتھ کوئی آدمی نہیں سو میں نے گمان کیا کہ بے شک آپ برا جانتے ہیں یہ کہ آپ کے ساتھ کوئی چلے سو میں چاند کے سائے میں چلنے لگا یعنی اس جگہ میں جس میں چاند کی روشنی نہ تھی تا کہ اس کا بدن چھپا رہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ چلتا رہا ساتھ آپ کے وسطے اس احتمال کے کہ آپ کو کوئی حاجت پیش آئے سو آپ سے قریب ہوں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مڑ کر نظر کی تو مجھ کو دیکھا فرمایا یہ کون ہے؟ یعنی شاید حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو نہ پہچانا میں نے کہا کہ میں ابو ذر ہوں، اللہ تعالیٰ مجھ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان کرے، حاضر ہوں خدمت میں یا حضرت! فرمایا اے ابوذر! آ سو میں ایک گھڑی آپ کے ساتھ چلا سو فرمایا کہ جو لوگ بہت مالدار ہیں یعنی دینا میں قیامت کے دن وہی ثواب سے مفلس ہوں گے مگر جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا سو اس نے اس میں پھونکا اپنی دائیں اور بائیں اور آگے اور پیچھے یعنی سب طرف خوب دیا اور اس میں نیک عمل کیا، ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا سو میں ایک گھڑی

سَمِعْتُهٗ وَهُوَ مُقْبِلٌ وَهُوَ يَقُوْلُ وَإِنْ سَرَقَ وَإِنْ زَنٰى قَالَ فَلَمَّا جَآءَ لَمْ أَصْبِرْ حَتّٰى قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ جَعَلَنِيَ اللّٰهُ فِدَآئَكَ مَنْ تُكَلِّمُ فِيْ جَانِبِ الْحَرَّةِ مَا سَمِعْتُ أَحَدًا يَرْجِعُ إِلَيْكَ شَيْئًا قَالَ ذٰلِكَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَام عَرَضَ لِيْ فِيْ جَانِبِ الْحَرَّةِ قَالَ بَشِّرْ أُمَّتَكَ أَنَّهٗ مَنْ مَّاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ قُلْتُ يَا جِبْرِيْلُ وَإِنْ سَرَقَ وَإِنْ زَنٰى قَالَ نَعَمْ قَالَ قُلْتُ وَإِنْ سَرَقَ وَإِنْ زَنٰى قَالَ نَعَمْ وَإِنْ شَرِبَ الْخَمْرَ قَالَ النَّضْرُ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا حَبِيْبُ بْنُ أَبِيْ ثَابِتٍ وَالْأَعْمَشُ وَعَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ رُفَيْعٍ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ وَهْبٍ بِهٰذَا قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ حَدِيْثُ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِي الدَّرْدَآءِ مُرْسَلٌ لَا يَصِحُّ إِنَّمَا أَرَدْنَا لِلْمَعْرِفَةِ وَالصَّحِيْحُ حَدِيْثُ أَبِيْ ذَرٍّ قِيْلَ لِأَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ حَدِيْثُ عَطَآءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي الدَّرْدَآءِ قَالَ مُرْسَلٌ أَيْضًا لَا يَصِحُّ وَالصَّحِيْحُ حَدِيْثُ أَبِيْ ذَرٍّ وَقَالَ اضْرِبُوْا عَلٰى حَدِيْثِ أَبِي الدَّرْدَآءِ هٰذَا إِذَا مَاتَ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ عِنْدَ الْمَوْتِ.

آپ کے ساتھ چلا سو مجھ سے فرمایا کہ اس جگہ بیٹھ جا سو آپ نے مجھ کو ایک برابر میدان میں بٹھلایا جس کے گرد پتھر تھے سو مجھ سے فرمایا کہ اس جگہ بیٹھا رہ یہاں تک کہ میں تیری طرف پھروں سو حضرت ﷺ حرہ کی طرف چلے یہاں تک کہ میں آپ کو نہیں دیکھتا تھا یعنی میری نظر سے غائب ہوئے سو مجھ سے دیر کی اور بہت دیر کی پھر میں نے آپ سے سنا اور حالانکہ آپ سامنے سے آتے تھے اور کہتے تھے اور اگر چہ چوری اور حرام کاری کی ہو، ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا سو جب حضرت ﷺ تشریف لائے تو میں نہ رہ سکا یہاں تک کہ میں نے کہا یا حضرت! اللہ تعالیٰ مجھ کو آپ پر فدا کرے کس نے کلام کیا تھا حرہ کی جانب میں، میں نے کسی کو نہیں سنا جو آپ کو کچھ جواب دے؟ فرمایا یہ جبریل تھے کہ حرہ کی جانب میں میرے سامنے آئے تھے کہا کہ اپنی امت کو بشارت دیجیے کہ جو مر جائے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ جانتا ہو وہ بہشت میں داخل ہوگا میں نے کہا اے جبریل! اور اگر چہ چوری اور حرام کاری کی ہو؟ جبریل علیہ السلام نے کہا ہاں! میں نے کہا اور اگر چہ چوری اور حرام کاری کی ہو؟ جبریل علیہ السلام نے کہا ہاں! میں نے پھر کہا اور اگر چہ چوری اور حرام کاری کی ہو؟ جبریل علیہ السلام نے کہا ہاں! اور اگر چہ شراب پی ہو کہا نضر نے کہ خبر دی ہم کو شعبہ نے حدیث بیان کی ہم سے حبیب اور اعمش اور عبدالعزیز نے کہا سب نے کہ حدیث بیان کی ہم سے زید بن وہب نے اس کے ساتھ اور ابوعبدالعزیز نے ابو صالح سے ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مانند اس کی کہا ابوعبداللہ بخاری رحمہ اللہ نے کہ حدیث ابو صالح کی ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مرسل ہے نہیں صحیح اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وارد کیا ہے اس کو ہم نے

واسطے معرفت کے اور صحیح ابو ذر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہا ابوعبداللہ بخاری رحمہ اللہ علیہ نے کہ یہ حکم اس وقت ہے جب کہ توبہ کرے اور مرنے کے وقت لا الہ الا اللہ یعنی کلمہ توحید کہے۔

فائدہ: حرہ ایک مکان ہے معروف مدینہ منورہ کی شمالی جانب میں واقع ہوئی تھی اس میں لڑائی مشہور یزید بن معاویہ کے زمانے میں اور اصل میں حرہ پتھریلی زمین کو کہتے ہیں اور یہ جو کہا کہ کہا نظر نے ، الخ تو مراد ساتھ تعلیق کے ثابت کرنا تحدیث تینوں اُستادوں کا ہے اور یہ کہ انہوں نے تصریح کی ہے ساتھ اس کے کہ وہب نے ان سے حدیث بیان کی یعنی بالمشافہہ اور پہلی دونوں منسوب ہیں طرف تدلیس کی باوجود اس کے کہ اگر وارد ہوتی حدیث شعبہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے بغیر تصریح کے ساتھ اس حدیث کے تو اس میں تدلیس کا امن ہوتا اس واسطے کہ شعبہ نہیں روایت کرتا مدلس سے اور اس حدیث کی شرح آئندہ باب میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أُحِبُّ أَنَّ لِيْ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا.

باب ہے بیچ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ میں نہیں چاہتا کہ میرے لیے اُحد کا پہاڑ سونا ہو جائے۔

٥٩٦٣ ـ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الرَّبِيْعِ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ قَالَ قَالَ أَبُوْ ذَرٍّ كُنْتُ أَمْشِيْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَرَّةِ الْمَدِيْنَةِ فَاسْتَقْبَلَنَا أُحُدٌ فَقَالَ يَا أَبَا ذَرٍّ قُلْتُ لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مَا يَسُرُّنِيْ أَنَّ عِنْدِيْ مِثْلَ أُحُدٍ هٰذَا ذَهَبًا تَمْضِيْ عَلَيَّ ثَالِثَةٌ وَعِنْدِيْ مِنْهُ دِيْنَارٌ إِلَّا شَيْئًا أَرْصُدُهُ لِدَيْنٍ إِلَّا أَنْ أَقُوْلَ بِهِ فِيْ عِبَادِ اللّٰهِ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا عَنْ يَمِيْنِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ وَمِنْ خَلْفِهِ ثُمَّ مَشٰى فَقَالَ إِنَّ الْأَكْثَرِيْنَ هُمُ الْأَقَلُّوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا مَنْ قَالَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا عَنْ يَمِيْنِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ وَمِنْ خَلْفِهِ وَقَلِيْلٌ مَّا هُمْ ثُمَّ قَالَ لِيْ

٥٩٦٣ ـ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینے کی پتھریلی زمین میں چلتا تھا سو اُحد کا پہاڑ ہم کو سامنے آیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابو ذر! میں نے کہا کہ یا حضرت! حاضر ہوں خدمت میں، فرمایا مجھ کو خوش نہیں لگتا کہ میرے پاس اُحد پہاڑ کے برابر سونا ہو اور مجھ پر تیسری رات گزرے اور حالانکہ میرے پاس اس میں سے کوئی دینار ہو مگر وہ چیز کہ اس کو قرض ادا کرنے کے واسطے نگاہ رکھوں مگر یہ کہ خرچ کروں اس کو اللہ تعالیٰ کے بندوں میں اس طرح اور اس طرح اور اس طرح یعنی اپنے دائیں اور بائیں اور پیچھے خوب دوں پھر آگے چلے پھر فرمایا کہ خبردار ہو کہ جو دنیا میں بہت مالدار ہیں وہی قیامت میں ثواب سے مفلس ہوں گی مگر جس نے خرچ کیا اس طرح اور اس طرح اور اس طرح اپنے دائیں اور بائیں اور پیچھے اور وہ تھوڑے ہیں پھر مجھ سے فرمایا کہ اپنے مکان پر ٹھہرو یہاں تک

مَكَانَكَ لَا تَبْرَحْ حَتّٰى آتِيَكَ ثُمَّ انْطَلَقَ فِي سَوَادِ اللَّيْلِ حَتّٰى تَوَارٰى فَسَمِعْتُ صَوْتًا قَدِ ارْتَفَعَ فَتَخَوَّفْتُ أَنْ يَّكُوْنَ قَدْ عَرَضَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَرَدْتُّ أَنْ آتِيَهٗ فَذَكَرْتُ قَوْلَهٗ لِيْ لَا تَبْرَحْ حَتّٰى آتِيَكَ فَلَمْ أَبْرَحْ حَتّٰى أَتَانِيْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَقَدْ سَمِعْتُ صَوْتًا تَخَوَّفْتُ فَذَكَرْتُ لَهٗ فَقَالَ وَهَلْ سَمِعْتَهٗ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ ذَاكَ جِبْرِيْلُ أَتَانِيْ فَقَالَ مَنْ مَّاتَ مِنْ أُمَّتِكَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ قُلْتُ وَإِنْ زَنٰى وَإِنْ سَرَقَ قَالَ وَإِنْ زَنٰى وَإِنْ سَرَقَ.

کہ میں تیرے پاس آؤں پھر رات کی سیاہی میں چلے یہاں تک کہ مجھ سے غائب ہوئے میں نے ایک بلند آواز سنی سو میں ڈرا کہ کوئی بدی سے حضرت ﷺ کے پیش آیا ہو سو میں نے چاہا کہ آپ کی طرف جاؤں سو مجھ کو آپ کی بات یاد آئی کہ اپنی جگہ بیٹھو یہاں تک کہ میں تیرے پاس آؤں سو میں وہاں سے نہ سرکا یہاں تک کہ حضرت ﷺ میرے پاس تشریف لائے تو میں نے کہا کہ یا حضرت! البتہ میں نے ایک آواز سنی تھی سو میں ڈرا پھر مجھ کو آپ کی بات یاد آئی فرمایا اور کیا تو نے سنی تھی؟ میں نے کہا کہ ہاں! فرمایا یہ جبریل علیہ السلام تھے میرے پاس آئے سو کہا کہ جو میری امت سے مر جائے اس حال میں کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ جانتا ہو تو وہ بہشت میں داخل ہوگا میں نے کہا اور اگر چہ حرام کاری اور چوری کی ہو؟ کہا اس نے کہ اگر چہ حرام کاری اور چوری کی ہو۔

فائدہ: اور قید کی ساتھ تیسری رات کے اس واسطے کہ وہ اقصیٰ اس چیز کا ہے کہ حاجت ہوتی ہے اس کی طرف بیچ تفریق ایسی چیز کے اور ایک رات اس کا اقل درجہ ہے جس میں یہ ممکن ہے اور یہ جو فرمایا کہ مگر وہ چیز کہ میں اس کو دین کے واسطے نگاہ رکھوں تو یہ نگاہ رکھنا عام تر ہے اس سے کہ ہو واسطے قرض خواہ غائب کے یہاں تک کہ حاضر ہو اور لے اور یا واسطے ادا قرض موجل کے یہاں تک کہ اس کے وعدے کا وقت پہنچے اور قرض ادا کیا جائے اور یہ جو کہا کہ مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ کے بندوں میں خرچ کروں تو یہ استثناء ہے بعد استثناء کے پس فائدہ دے گا اثبات کا سو اس سے لیا جاتا ہے کہ نفی محبت مال کی مقید ہے ساتھ عدم انفاق یعنی نہ خرچ کرنے کے پس لازم آئے گی محبت وجود اس کے کی ساتھ انفاق کے سو جب تک کہ خرچ کرنا بدستور ہو تب تک مکروہ نہیں ہے وجود مال کا اور جب خرچ نہ کرے تو ثابت ہوتی ہے کراہت وجود مال کی اور نہیں لازم آتا اس سے مکروہ ہونا حصول اور چیز کا اگر چہ بقدر اُحد پہاڑ کے ہو یا اس سے زیادہ باوجود بدستور رہنے خرچ کرنے کے اور اس حدیث میں تین طرفوں کا ذکر ہے اور یہ راویوں کا تصرف ہے اور اصل حدیث میں چار طرفوں کا ذکر ہے اور مراد اکثار سے کثرت مال کی ہے اور قلت سے کم ہونا ثواب آخرت کا اور یہ اس شخص کے حق میں ہے کہ بہت مالدار ہو اور نہ متصف ہو ساتھ صفت خرچ کرنے کے اور دو طرفوں کو ذکر نہیں کیا اوپر کو اور نیچے کو واسطے کم یاب ہونے کے اور مراد پیچھے سے پوشیدہ دینا ہے اور مرتب کیا ہے اس

حدیث میں دخول جنت کو اوپر مرنے کے بغیر شرک کرنے کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے اور البتہ ثابت ہو چکا ہے وعدہ عذاب کا ساتھ دخول دوزخ کے واسطے اس شخص کے کہ بعض کبیرے کرے اور ساتھ نہ داخل ہونے کے بہشت میں واسطے اس شخص کے کہ کبیرے گناہ کرے اور اسی واسطے واقع ہوا ہے استفہام اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ابو ذر رضی اللہ عنہ جب اس حدیث کو بیان کرتے تھے تو کہتے تھے اگرچہ خاک میں ملے ابوذر رضی اللہ عنہ کی ناک اور ایک روایت میں اس کے اخیر میں ہے کہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ہم سے ارادہ کیا ہے واسطے معرفت کے یعنی ہم نے ارادہ کیا ہے کہ ذکر کریں ہم اس کو واسطے معرفت ساتھ حال اس کے۔

٥٩٦٤ ـ حَدَّثَنِيْ أَحْمَدُ بْنُ شَبِيْبٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ عَنْ يُوْنُسَ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كَانَ لِيْ مِثْلُ أُحُدٍ ذَهَبًا لَسَرَّنِيْ أَنْ لَّا تَمُرَّ عَلَيَّ ثَلَاثُ لَيَالٍ وَعِنْدِيْ مِنْهُ شَيْءٌ إِلَّا شَيْئًا أَرْصُدُهُ لِدَيْنٍ.

۵۹٦۴۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میرے پاس اُحد کے پہاڑ کے برابر سونا ہوتا تو مجھ کو یہی خوش معلوم ہوتا کہ میرے پاس تین راتیں نہ گزرتیں اور اس میں سے کچھ میرے پاس باقی رہتا مگر اس قدر جو قرض ادا کرنے کے واسطے رکھوں۔

فائدہ: اور اس حدیث میں کئی فائدے ہیں ادب ابو ذر رضی اللہ عنہ کا ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور آپ کے احوال کا منتظر رہنا اور شفقت ابوذر رضی اللہ عنہ کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر تا کہ نہ داخل ہو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ادنیٰ چیز جس سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف ہو اور اس میں خوبی ادب کرنے کی ہے ساتھ اکابر کے اور یہ کہ چھوٹا جب بڑے کو تنہا دیکھے تو نہ بیٹھے ساتھ اس کے اور نہ لازم پکڑے ساتھ اس کا مگر اس کی اجازت سے اور برخلاف اس کے ہے جس کو ہو مجمع میں مانند مسجد اور بازار کی پس جائز ہے اس کو بیٹھنا ساتھ اس کے بحسب لیاقت اس کے کی اور اس سے معلوم ہوا کہ مرد کو اپنے آپ کو کنیت سے بلانا جائز ہے واسطے کسی غرض صحیح کے جیسے کہ اس کی کنیت اس کے نام سے مشہور تر ہو خاص کر جب کہ اس کا نام مشترک ہو اور اس کی کنیت مفرد ہو اور یہ کہ جائز ہے واسطے چھوٹے کے کہ کہے بڑے کو کہ میں تجھ پر فدا ہوں اور جواب ساتھ لبیک اور سعدیک کے واسطے زیادتی کے ادب میں اور یہ کہ آدمی قضائے حاجت کے وقت تنہا ہو جائے اور اس میں یہ کہ بڑے کے حکم کو بجا لانا اور اس کے نزدیک ٹھہرنا اولیٰ ہے اختیار کرنے اس چیز کے سے کہ مخالف ہو اس کو ساتھ رائے کے اگرچہ ہو اس چیز میں کہ تقاضا کرتی ہے اس کو رائے تو ہم دفع مفاسد کا یہاں تک کہ یہ متحقق ہو پس ہوگا دفع کرنا مفسدے کا اولیٰ اور اس میں استفہام تابع کا ہے متبوع سے اس چیز پر کہ حاصل ہو واسطے

اس کے فائدہ دینی یا علمی یا سوائے اس کے اور اس میں لینا ہے ساتھ قرینوں کے اس واسطے حضرت ﷺ نے جب ابو ذر رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ کیا تو کسی کو دیکھتا ہے؟ تو اس نے سمجھا کہ حضرت ﷺ اس کو کسی کام کے واسطے بھیجنا چاہتے ہیں تو نظر کی طرف دھوپ آفتاب کی کہ کیا کچھ باقی ہے جس میں وہ کام ہو سکے اور اس سے لیا جاتا ہے کہ بعض قرینے مراد پر دلالت نہیں کرتے واسطے ضعف کے اور اس میں تکرار ہے علم میں ساتھ اس چیز کے کہ مقرر ہو چکا ہے نزدیک طالب کے بیچ مقابلے اس چیز کے کہ سنتا ہے اس کو مخالف اس کے اس واسطے کہ مقرر ہو چکا تھا نزدیک ابو ذر رضی اللہ عنہ کے آیتوں اور حدیثوں سے جو وارد ہیں بیچ وعید اہل کبائر کے ساتھ دوزخ کے اور ساتھ عذاب کے سو جب اس نے سنا کہ جو مر جائے نہ شرک کرتا ساتھ اللہ تعالیٰ کے وہ بہشت میں داخل ہوگا تو استفہام کیا اس سے ساتھ قول اپنے کے اگر چہ حرام کاری اور چوری کرے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ فقط انہیں دو کبیرے گناہوں کو ذکر کیا اس واسطے کہ وہ مانند مثال کی ہیں اس چیز میں کہ متعلق ہے ساتھ حق اللہ تعالیٰ کے اور حق بندوں کے اور بہر حال جو دوسری روایت میں ہے اور اگر چہ شراب پی ہو تو یہ واسطے اشارہ کے ہے طرف فحش ہونے اس کبیرے کی اس واسطے کہ شراب پہنچاتی ہے طرف خلل عقل کی جس کے ساتھ آدمی کو چوپایوں پر فضیلت ہے اور ساتھ واقع نہ ہونے خلل کے اس میں کبھی دور ہوتی ہے پرہیز جو روکتی ہے باقی کبیرے گناہوں سے اور اس حدیث میں ہے کہ طالب جب الحاح کرے مراجعت میں تو اس کو جھڑکا جائے ساتھ اس چیز کے کہ اس کے لائق ہو واسطے لینے کے اس قول سے کہ اگر چہ ابو ذر رضی اللہ عنہ کی ناک خاک میں ملے اور البتہ حمل کیا ہے اس کو بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس شخص پر جو مرنے کے وقت توبہ کرے اور حمل کیا ہے اس کو اس کے غیر نے اس پر کہ مراد دخول بہشت کے عام تر ہے اس سے کہ ابتدا ہو یا بعد سزا پانے گناہ کے ہو اور اس حدیث میں حجت ہے واسطے اہل سنت کے اور رد ہے خارجیوں اور معتزلوں پر کہ کبیرے گناہ والا جب بغیر توبہ کے مر جائے تو وہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا لیکن اس استدلال میں نظر ہے اس واسطے کہ ابو درداء رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ یہ اس شخص کے حق میں ہے جو عمل کرے یا اپنی جان پر ظلم کرے بہر حال اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگے اور حمل کیا ہے اس کو بعض نے اس کے ظاہر پر اور خاص کیا ہے اس کو ساتھ اس امت کے واسطے قول جبریل علیہ السلام کے کہ اپنی امت کو بشارت دیجیے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ احادیث صحیحہ کے جو وارد ہیں اس میں کہ اس امت کے بعض گنہگاروں کو عذاب کیا جائے گا پس صحیح مسلم میں ہے کہ مفلس میرے امت میں سے، الحدیث اور اس میں تعاقب ہے اس شخص پر جو تاویل کرتا ہے حدیثوں کو جو وارد ہیں اس میں کہ جو گواہی دے اس کی کہ اللہ تعالیٰ کے سوائے کوئی لائق بندگی کے نہیں تو داخل ہوگا بہشت میں اور بعض میں ہے کہ حرام ہوتا ہے آگ پر کہ تھا یہ حکم پہلے اترنے فرائض اور امر اور نہی کے سے اور یہ مروی ہے سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ سے اور وجہ تعقب کی ذکر زنا اور سرقہ کا ہے بیچ اس کے سو ذکر کیا گیا ہے اوپر خلاف اس تاویل کے اور حمل کیا ہے اس کو حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے اس شخص پر جو کلمہ توحید کہے اور ادا

کرے حق اس کا ساتھ ادا کرنے اس چیز کے کہ واجب ہے اور پرہیز کرے اس چیز سے کہ منع کی گئی ہے اور ترجیح دی ہے اس کو طیبی نے مگر یہ کہ یہ حدیث اس میں خدشہ کرتی ہے اور سب حدیثوں میں بہت مشکل قول حضرت ﷺ کا ہے کہ ملے اللہ تعالیٰ سے ساتھ ان دونوں کے بندہ نہ شک کرنے والا بیچ دونوں کے بہشت میں داخل ہوگا اور اس کے آخر میں ہے اور اگرچہ چوری اور حرام کاری کرے اور بعض نے کہا کہ زیادہ تر مشکل حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ہے نزدیک مسلم کے کہ کوئی بندہ ایسا نہیں جو گواہی دے اس کی کہ اللہ تعالیٰ کے سوائے کوئی بندگی کے لائق نہیں اور اس کی کہ محمد ﷺ اللہ کا رسول ہے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اس کو آگ پر حرام کرے گا اس واسطے کہ اس میں حصر کے حرف وارد ہوئے ہیں اور من استغرافیہ ہے اور تصریح کی ہے ساتھ حرام ہونے اس کے کی آگ پر برخلاف قول اس کے کی کہ بہشت میں داخل ہوگا اس واسطے کہ وہ نہیں نفی کرتا ہے آگ میں داخل ہونے کی اول کہا طیبی نے لیکن اول کو ترجیح دی جاتی ہے ساتھ قول اس کے کی اور اگرچہ چوری اور حرام کاری کرے اس واسطے کہ وہ شرط ہے واسطے مجرد تاکید کے خاص کر یہ کہ مکرر کہا ہے اس کو تین بار واسطے مبالغہ کے اور ختم کیا ہے اس کو ساتھ قول اس کے اور اگرچہ خاک میں ملے ناک ابوذر رضی اللہ عنہ کی واسطے تمام کرنے مبالغہ کے اور دوسری حدیث مطلق ہے قابل تقیید کے ہے سو نہ مقابلہ کرے گی قول اس کے کو اور اگرچہ چوری اور حرام کاری کرے اور کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ مذہب سب اہل سنت کا یہ ہے کہ گنہگار لوگ اللہ تعالیٰ کی مشیت میں ہیں اور یہ کہ جو مر جائے اس حال میں کہ یقین کرنے والا ہو ساتھ دونوں شہادت کے وہ بہشت میں داخل ہوگا سو اگر گناہ سے سلامت ہو تو داخل ہوگا بہشت میں اللہ تعالیٰ کی رحمت سے اور حرام ہوتا ہے آگ پر اور اگر ہو مخلطین سے یعنی جن کی نیکیوں میں گناہ ملے ہوئے ہیں ساتھ ضائع کرنے اوامر کے یا بعض کے اور اختیار کرنے منع کی چیزوں کے اور مر جائے بغیر توبہ کے تو وہ خطرے مشیت میں ہے اور وہ لائق ہے اس کے کہ گزرے اس پر وعید مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ چاہے کہ اس سے معاف کر دے سو اگر چاہے تو اس کو عذاب کرے سو پھرنا اس کا طرف بہشت کی ہے ساتھ شفاعت کے بنا بر اس کے پس تقیید لفظ اول کی تقدیر اس کی اور اگرچہ زنا اور چوری کرے داخل ہوگا بہشت میں لیکن وہ پہلے اس سے کہ مر جائے اس حال میں کہ اصرار کرنے والا ہو گناہ پر تو وہ اللہ تعالیٰ کی مشیت میں ہے اور تقدیر دوسری حدیث کی یہ ہے کہ حرام کرتا ہے اس کو اللہ تعالیٰ آگ پر مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ چاہے یا حرام کرتا ہے اس کو خلود کی آگ پر، واللہ اعلم۔ کہا طیبی نے کہ کہا بعض محققین نے کہ کبھی لیا جاتا ہے ان حدیثوں سے ذریعہ واسطے پھینکنے تکلیفوں کے اور باطل کرنے عمل کے یعنی ان حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ عمل کرنے کی کچھ حاجت نہیں واسطے اس گمان کے کہ شرک کا ترک کرنا کافی ہے اور اس سے لازم آتا ہے کہ شریعت کے بچھونے کو لپیٹ دیا جائے اور حدود شرعیہ کو باطل ٹھہرایا جائے اور یہ کہ بندگی کی ترغیب دینی اور گناہ سے ڈرانا بے فائدہ ہے اس کو کچھ تاثیر نہیں بلکہ یہ تقاضا کرتا ہے کہ آدمی دین سے نکل جائے اور شریعت کی قید اور پابندی سے

اس کی طرف کہ چھوٹ جائے اور ضبط سے نکل کر خبط میں بڑے اور چھوٹے جائیں لوگ بیکار اور یہ نوبت پہنچا تا ہے اس کی طرف کہ دنیا خراب ہو جائے اس کے بعد کہ پہنچائے طرف خرابی آخرت کی باوجود اس کے کہ قول حضرت ﷺ کا حدیث کے بعض طریقوں میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں شامل ہے تمام تکالیف شرعیہ کو اور قول اس کا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ جانے شامل ہے مسمی شرک جلی کو اور خفی کو سو نہیں ہے راحت واسطے تمسک کے ساتھ اس کے بیچ ترک کرنے عمل کے اس واسطے کہ حدیث میں جب ثابت ہوں تو واجب ہے جوڑنا بعض کا طرف بعض کی کہ وہ ایک حدیث کے حکم میں ہیں سو محمول ہو گی حدیث مطلق مقید پر تا کہ حاصل ہو عمل ساتھ تمام اس چیز کے کہ ان کے مضمون میں ہے اور اس حدیث میں جواز خلف کا ہے بغیر قسم دینے کے اور مستحب ہے جب کہ ہو واسطے مصلحت کے مانند تاکید امر مہم کے اور تحقیق اس کی کے اور نفی مجاز کے اس سے اور یہ جو حضرت ﷺ نے فرمایا **والذی نفس محمد بیده** تو اس میں تعبیر ہے آدمی کے ساتھ اسم کے نفس اپنے سے سوائے ضمیر اپنے کے اور بیچ قسم کھانے کے ساتھ اس کے زیادہ تاکید ہے اس واسطے کہ آدمی جب یہ بات یاد رکھے کہ نفس اس کا اور وہ عزیز تر ہے سب چیزوں سے نزدیک اس کے اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں پھیرتا ہے اس کو جس طرح چاہتا ہے تو اس سے ڈرے گا اور باز رہے گا قسم کھانے سے اس چیز پر کہ نہیں متحقق ہے نزدیک اس کے اور اسی واسطے مشروع ہے تاکید قسموں کے ساتھ ذکر صفات الٰہیہ کا اور خاص کر ساتھ صفت جلال اور اس حدیث میں ترغیب ہے اوپر خرچ کرنے کے بیچ وجوہ خیر کے اور یہ کہ حضرت ﷺ دنیا میں اعلیٰ درجہ زہد میں تھے اس طور سے کہ نہ چاہتے تھے کہ آپ کے ہاتھ میں دنیا سے کچھ چیز رہے مگر واسطے خرچ کرنے اس کے کے اس شخص میں جو اس کا مستحق ہے اور یا واسطے نگاہ رکھنے اس کے کے واسطے قرض خواہ اور یا واسطے دشوار ہونے اس شخص کے کہ اس کو قبول کرے آپ سے واسطے قید کرنے اس کے کے ہمام کی روایت میں ساتھ قول اپنے کے کہ میں پاتا ہوں جو اس کو قبول کرے اور اس قبیل سے ہے جواز تاخیر کرنا زکوۃ واجب کا دینے سے جب کہ نہ پایا جائے مستحق اس کا اور لائق ہے واسطے اس شخص کے جس کے واسطے یہ واقع ہو کہ قدر واجب کو اپنے مال سے الگ کر رکھے اور کوشش کرے بیچ حاصل کرنے اس شخص کے جو اس کو لے اور اگر کوئی زکوۃ لینے والا نہ پایا جائے تو نہیں ہے کچھ حرج اوپر اس کے اور نہ منسوب کیا جائے طرف قصور کرنے کی اس کے روکنے میں اور اس میں مقدم کرنا وفا دین کا ہے اوپر صدقہ نفل کے اور اس میں جواز ہے قرض لینے کا اور مقید کیا ہے اس کو ابن بطال نے ساتھ تھوڑے کے لیکن حدیث کے بعض طریقوں میں شے کا لفظ آیا ہے اور وہ شامل ہے قلیل اور کثیر کو اور اس حدیث میں ترغیب ہے اوپر ادا کرنے قرض کے اور ادا کرنے امانتوں کے اور جواز استعمال کرنا وقت تمنا خیر کے اور دعویٰ کیا ہے مہلب نے کہ وہ تمثیل ہے بیچ جلدی نکالنے زکوۃ کے اور مراد یہ ہے کہ میں نہیں چاہتا کہ روکوں جو واجب کیا ہے اللہ تعالیٰ نے مجھ پر نکالنا اس کا بقدر تین دن کے کہ باقی رہا دن سے اور تعاقب کیا ہے اس کا عیاض نے کہ یہ تاویل بعید ہے اور

سوائے اس کے کچھ نہیں کہ سیاق حدیث کا اس میں ہے کہ حضرت ﷺ نے چاہا کہ تنبیہ کریں اس کو اوپر عظمت پہاڑ اُحد کے تا کہ بیان کریں ساتھ اس کے مثال کو اس میں کہ اگر اس کے برابر اُن کے پاس سونا ہوتا تو نہ چاہتے کہ اس کو اپنے پاس مؤخر کریں مگر واسطے اس چیز کے کہ ذکر کیا گیا ہے خرچ کرنے سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اور نگاہ رکھنے سے واسطے ادا قرض کے اور کہا عیاض نے کہ کبھی حجت پکڑی جاتی ہے ساتھ اس کے واسطے افضل ہونے فقر کے غنا پر اور کبھی حجت پکڑی جاتی ہے ساتھ اس کے واسطے افضل ہونے غنا کے فقر پر اور ماخذ دونوں کا حدیث کے سیاق سے واضح ہے اور اس میں ترغیب ہے اوپر انفاق مال کے زندگی میں اور صحت میں اور راجح ہونا اس کا انفاق پر وقت موت کے اور گزر چکی ہے اس میں حدیث کہ خیرات کرے تو اور حالانکہ تو صحیح اور حریص ہے اور یہ اس واسطے ہے کہ بہت مالدار بخل کرتے ہیں ساتھ نکالنے اس چیز کے کہ ان کے نزدیک ہے جب تک کہ عافیت میں ہیں سو امید رکھتے ہیں بقا کی اور ڈرتے ہیں فقر سے سو جس نے اپنے شیطان کی مخالفت کی اور اپنے نفس پر قہر کیا واسطے اختیار کرنے ثواب آخرت کے تو اس نے مراد پائی اور جس نے بخل کیا نہ امن میں رہے گا جو اسے وصیت کرنے میں یعنی خلاف شرع وصیت کرے گا وارثوں کا حق کسی اور کو دے گا اور اگر سلامت رہے تو نہ امن میں ہو گا تاخیر تجہیز اس چیز کی سے کہ وصیت کی ساتھ اس کے یا ترک اس کے سے یا سوائے اس کے آفات سے خاص کر جب کہ چھوڑے وارث نااہل کو سو وہ اس کو بہت تھوڑے وقت میں بیجا صرف کر ڈالے گا اور باقی رہے گا وبال اس کا اس شخص پر جس نے اس کو جمع کیا۔ (فتح)

بَابُ الْغِنٰى غِنَى النَّفْسِ.

غنا درحقیقت دل کا غنا ہے یعنی برابر ہے کہ اس کے پاس تھوڑا مال ہو یا بہت ہو۔

وَقَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿أَيَحْسِبُوْنَ أَنَّ مَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَّبَنِيْنَ﴾ إِلٰى قَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ هُمْ لَهَا عَامِلُوْنَ﴾ قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ لَمْ يَعْمَلُوْهَا لَا بُدَّ مِنْ أَنْ يَّعْمَلُوْهَا.

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ گمان کرتے ہیں کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ہم مدد دیتے ہیں ان کو مال اور بیٹوں سے عاملون تک، کہا ابن عیینہ نے کہ نہیں عمل کیا انہوں نے ان کو ضرر ان کو کریں گے۔

فائدہ: اور معنی یہ ہیں کہ گمان کرتے ہیں کہ جو مال کہ ہم ان کو دیتے ہیں واسطے کرامت ان کی کے ہے اوپر ہمارے اگر ان کا یہ گمان ہے تو یہ ان کی خطا ہے بلکہ وہ استدراج ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا أَنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ خَيْرٌ لِّأَنْفُسِهِمْ إِنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ لِيَزْدَادُوْا إِثْمًا﴾ اور اشارہ بیچ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿بَلْ قُلُوْبُهُمْ فِيْ غَمْرَةٍ مِّنْ هٰذَا﴾ یعنی استدراج مذکور سے اور بہرحال قول اللہ تعالیٰ کا ﴿وَلَهُمْ أَعْمَالٌ مِّنْ دُوْنِ ذٰلِكَ هُمْ لَهَا عَامِلُوْنَ﴾ سو مراد ساتھ اس کے وہ چیز ہے کہ آئندہ کریں گے عملوں سے کفر سے یا ایمان سے اور مناسبت

آیت کی واسطے حدیث کے یہ ہے کہ مال کا بہتر ہونا اس کی ذات کے واسطے نہیں یعنی مال بالذات خیر نہیں بلکہ بحسب اس چیز کے کہ متعلق ہے ساتھ اس کے اگرچہ اس کا نام فی الجملہ خیر رکھا جاتا ہے اور اسی طرح بہت مال والا نہیں ہے غنی لذاتہ بلکہ باعتبار تصرف اس کے کی بیچ اس کے سو اگر فی نفسہ غنی ہو یعنی اس کا دل غنی ہو تو نہیں موقوف ہے بیچ صرف کرنے اس کے واجبات اور مستحبات میں وجوہ بر اور قربت سے اور اگر فی نفسہ فقیر ہو یعنی اس کا دل فقیر ہو تو اس کو روکتا ہے اور باز رہتا ہے اس کے خرچ کرنے سے بیچ اس چیز کے کہ حکم کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس کے تمام ہو جانے کے خوف سے سو وہ فی الحقیقت فقیر ہے صورۃً ومعنیً اگرچہ ہو مال اس کے ہاتھ میں اس واسطے کہ نہیں پاتا ہے وہ نفع ساتھ اس کے نہ دنیا میں نہ آخرت میں بلکہ اکثر اوقات اس پر وبال ہوتا ہے۔ (فتح)

٥٩٦٥ ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ حَصِيْنٍ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ الْغِنٰى عَنْ كَثْرَةِ الْعَرَضِ وَلٰكِنَّ الْغِنٰى غِنَى النَّفْسِ.

٥٩٦٥۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں ہے بے پرواہی مال دنیا کی زیادتی سے بے پرواہی تو حقیقت میں دل کی بے پرواہی ہے۔

فائدہ: عرض اس چیز کو کہتے ہیں جو نفع اٹھایا جاتا ہے ساتھ اس کے اسباب اور متاع دنیا کے سے اور عرض جوہر کے مقابل بھی بولا جاتا ہے اور جو آدمی کہ اس کو بیماری وغیرہ سے عارض ہو اس کو بھی عرض کہتے ہیں اور کہا ابو عبید نے کہ عرض اسباب کو کہتے ہیں جو حیوان اور غیر منقول کے سوائے ہے اور ماپا اور تولا نہیں جاتا اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ غنا درحقیقت دل کا غنا ہے اور فقر دل کا فقر ہے اور کہا ابن بطال نے کہ معنی حدیث کے یہ ہیں کہ نہیں حقیقت غنا اور بے پرواہی کی بہت ہونا مال کا اس واسطے کہ بہت لوگ ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو بہت مال دیا ہے لیکن وہ اس کے ساتھ قناعت نہیں کرتے بلکہ کوشش کرتے ہیں زیادہ کرنے میں اور نہیں پرواہ کرتے کہ کہاں سے آتا ہے وجہ حلال سے یا حرام سے سو گویا کہ وہ فقیر ہیں واسطے شدت حرص ان کی کے اور غنا تو درحقیقت دل کا غنا ہے اور وہ شخص وہ ہے جو کہ قناعت کی اس نے ساتھ اس مال کے کہ اس کو دیا گیا اور بے پرواہ ہوا اور راضی ہوا اور نہ حرص کی زیادہ کرنے پر اور نہ کوشش کی اس کی طلب میں سو گویا کہ وہ مالدار بے پرواہ ہے اور مراد غنا سے بیچ قول اللہ تعالی ﴿ وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَأَغْنٰى ﴾ کے غنا نفس کا ہے اور کہا طیبی نے کہ غنا نافع یا ممدوح غنا النفس کا ہے۔ (فتح) اور ظاہر تر پہلے معنی ہیں جس کو ابن بطال نے بیان کیا ہے۔

بَابُ فَضْلِ الْفَقْرِ.

باب ہے بیچ بیان فضیلت فقر کے۔

فائدہ: بعض نے کہا کہ اشارہ کیا ہے ساتھ اس ترجمہ باب کے پیچھے پہلے باب کے طرف تحقیق محل خلاف کی کہ فقر

غنا سے افضل ہے یا عکس اس کا اس واسطے کہ حضرت مَلَّاتِیْم نے جو یہ فرمایا کہ غنا نفس کا غنا ہے تو مستفاد ہوتا ہے اس سے حصر بیچ اس کے سو حمل کیا جائے گا جو وارد ہوا ہے بیچ فضیلت غنا کے اوپر اس کے سو جس کا دل غنی نہ ہو وہ ممدوح نہیں ہوتا بلکہ مذموم ہوتا ہے سو کس طرح فاضل ہو گا اور اس طرح جو وارد ہوا ہے فضیلت فقر کی سے اس واسطے کہ جس کا دل غنی نہیں وہ فقیر نفس ہے اور اسی سے حضرت مَلَّاتِیْم نے پناہ مانگی ہے اور جس فقر میں نزاع واقع ہوئی ہے وہ نہ ہونا مال کا ہے اور قلیل ہونا اس سے اور بہر حال بیچ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ﴾ تو مراد اس سے محتاج ہونا مخلوق کا ہے طرف خالق کی پس فقر واسطے مخلوق کے ذاتی امر ہے نہیں جدا ہوتے لوگ اس سے اور اللہ تعالیٰ وہ غنی ہے نہیں ہے محتاج کسی کا اور مراد اس جگہ فقر سے فقر مال سے ہے۔ (فتح)

٥٩٦٦ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ أَنَّهُ قَالَ مَرَّ رَجُلٌ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِرَجُلٍ عِنْدَهُ جَالِسٍ مَا رَأْيُكَ فِيْ هٰذَا فَقَالَ رَجُلٌ مِّنْ أَشْرَافِ النَّاسِ هٰذَا وَاللّٰهِ حَرِيٌّ إِنْ خَطَبَ أَنْ يُّنْكَحَ وَإِنْ شَفَعَ أَنْ يُّشَفَّعَ قَالَ فَسَكَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ مَرَّ رَجُلٌ آخَرُ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا رَأْيُكَ فِيْ هٰذَا فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا رَجُلٌ مِّنْ فُقَرَآءِ الْمُسْلِمِيْنَ هٰذَا حَرِيٌّ إِنْ خَطَبَ أَنْ لَّا يُنْكَحَ وَإِنْ شَفَعَ أَنْ لَّا يُشَفَّعَ وَإِنْ قَالَ أَنْ لَّا يُسْمَعَ لِقَوْلِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا خَيْرٌ مِّنْ مِلْءِ الْأَرْضِ مِثْلَ هٰذَا.

٥٩٦٦۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت مَلَّاتِیْم پر گزرا تو حضرت مَلَّاتِیْم نے ایک مرد سے جو آپ کے پاس بیٹھا تھا فرمایا کہ کیا رائے ہے تیری اس مرد کے حق میں؟ اس نے کہا کہ یہ مرد شریف لوگوں میں سے ہے قسم ہے اللہ تعالیٰ کی سزاوار ہے کہ اگر نکاح کا پیغام کرے اس کا پیغام قبول کیا جائے اور اگر سفارش کرے تو اس کی سفارش قبول کی جائے، کہا سو حضرت مَلَّاتِیْم چپ رہے، پھر ایک اور مرد گزرا تو حضرت مَلَّاتِیْم نے فرمایا کہ کیا رائے ہے تیری اس مرد کے حق میں؟ کہا کہ یہ ایک مرد ہے فقرائے مہاجرین میں سے یہ سزاوار ہے کہ اگر نکاح کا پیغام کرے تو وہ اس کا پیغام نہ قبول کیا جائے اور اگر سفارش کرے تو اس کی سفارش قبول نہ کی جائے، اور اگر بات کہے تو اس کی بات نہ سنی جائے تو حضرت مَلَّاتِیْم نے فرمایا کہ یہ بہتر ہے ایسی زمین بھر سے یعنی اگر کل آدمی جو زمین پر ہیں ایسے مالدار ہوں کوئی ان میں فقیر مسکین نہ ہو تو یہ ایک فقیر ان سب سے بہتر ہے۔

فائدہ: کہا طیبی نے کہ واقع ہوئی ہے تفصیل دونوں میں باعتبار ضمیر کے اور وہ قول اس کا ہے مثل ہذا اس واسطے کہ بیان اور مبین ایک چیز ہے اور ایک روایت میں ہے کہ خیر فی طلاع الارض من الآخر اور مراد ساتھ طلاع کے

وہ چیز ہے جس پر سورج چڑھے اسی طرح کہا ہے عیاض نے اور اس کے غیر نے کہ مراد وہ چیز ہے جو زمین پر ہے عام طور سے آدمی ہوں یا چاندی سونا وغیرہ اور ایک روایت میں ہے کہ اس فقیر کا نام جعیل تھا جیسا کہ مغازی ابن اسحاق میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جعیل بہتر ہے زمین بھر سے مثل عیینہ اور اقرع کے لیکن میں دونوں سے لگاوٹ کرتا ہوں اور سپرد کرتا ہوں جعیل کو ایمان اس کے کی طرف اور حدیث میں بیان فضیلت جعیل مذکور کی کا ہے اور یہ کہ مجرد دنیا کی شرافت کو کوئی اثر نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اعتبار اس میں ساتھ آخرت کے ہے جیسے کہ پہلے گزرا ہے کہ سچی زندگی آخرت کی زندگی ہے اور یہ کہ جس کا حصہ دینا میں سے فوت ہو اس کو اس کے عوض آخرت میں نیکی دی جاتی ہے سو اس میں فضیلت ہے واسطے فقر کے جیسا کہ باب باندھا ہے ساتھ اس کے لیکن یہ نہیں حجت ہے اس میں واسطے تفصیل فقیر کے غنی پر جیسا کہ ابن بطال نے کہا اس واسطے کہ اگر وہ فقر کے سبب سے فضیلت دیا گیا ہے تو لائق تھا کہ یوں کہا جاتا **خیر من ملء الارض مثلہ لا فقیر فیھم** یعنی بہتر ہے مثل اس کی سے زمین بھر کہ ان میں کوئی فقیر نہ ہو اور اگر اس کی فضیلت کے واسطے ہے تو اس میں حجت نہیں، میں کہتا ہوں کہ ممکن ہے کہ پہلی وجہ کا التزام کریں اور حیثیت مرعی ہے لیکن ظاہر ہوتا ہے سیاق قصے سے کہ اس کو اس کے تقویٰ کے سبب سے فضیلت دی اور نہیں ہے مسئلہ مفروض فقیر متقی میں اور غنی غیر متقی میں بلکہ ضروری ہے اول برابر ہونا دونوں کا تقویٰ میں اور نیز نہیں ہے ترجمہ میں تصریح کی ساتھ تفصیل فقر کے غنا پر اس واسطے کہ نہیں لازم آتا ثبوت فضیلت فقر سے افضل ہونا اس کا اور اسی طرح نہیں لازم آتا ثبوت افضلیت فقیر سے غنی پر افضل ہونا ہر فقیر کا غنی پر۔ (فتح)

۵۹۶۷ ـ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ قَالَ عُدْنَا خَبَّابًا فَقَالَ هَاجَرْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُرِيْدُ وَجْهَ اللَّهِ فَوَقَعَ أَجْرُنَا عَلَى اللَّهِ فَمِنَّا مَنْ مَّضٰى لَمْ يَأْخُذْ مِنْ أَجْرِهٖ مِنْهُمْ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ قُتِلَ يَوْمَ أُحُدٍ وَتَرَكَ نَمِرَةً فَإِذَا غَطَّيْنَا رَأْسَهٗ بَدَتْ رِجْلَاهُ وَإِذَا غَطَّيْنَا رِجْلَيْهِ بَدَا رَأْسُهٗ فَأَمَرَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نُغَطِّيَ رَأْسَهٗ وَنَجْعَلَ عَلٰى رِجْلَيْهِ شَيْئًا مِّنَ الْإِذْخِرِ وَمِنَّا مَنْ أَيْنَعَتْ لَهٗ ثَمَرَتُهٗ فَهُوَ يَهْدِبُهَا.

۵۹۶۷۔ حضرت ابو وائل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے خباب رضی اللہ عنہ کی بیمار پرسی کی سو اس نے کہا کہ ہم نے حضرت ﷺ کے ساتھ ہجرت کی ہم اللہ تعالیٰ کی رضا مندی چاہتے تھے سو واقع ہوا بدلہ ہمارا اللہ تعالیٰ پر سو بعض ہم میں سے مر گیا اور اپنی مزدوری سے کچھ چیز نہ لی یعنی دنیا کے مال سے کچھ چیز نہ کھائی ان میں سے مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کہ جنگ اُحد کے دن شہید ہوا اور ایک چادر چھوڑی سو جب ہم اس کا سر ڈھانکتے تھے تو اس کے پاؤں کھل جاتے تھے اور جب ہم اس کے دونوں پاؤں ڈھانکتے تھے تو اس کا سر کھل جاتا تھا سو حضرت ﷺ نے ہم کو حکم کیا کہ اس کا سر ڈھانکیں اور اس کے پاؤں پر اذخر کی گھاس ڈالیں اور ہم میں سے بعض شخص وہ ہے

کہ اس کا میوہ پکا سو وہ اس کو چنتا ہے اور کاٹتا ہے۔

فائدہ: ہم نے حضرت مَثَلَّاتِیْمِ کے ساتھ ہجرت کی یعنی حضرت مَثَلَّاتِیْمِ کے حکم اور اجازت سے یا مراد ساتھ معیت کے مشترک ہونا ہجرت کے حکم میں اس واسطے کہ ہجرت کے وقت حضرت مَثَلَّاتِیْمِ کے ساتھ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور عامر کے سوائے کوئی نہ تھا اور قول اس کا ہم اللہ تعالیٰ کی رضا مندی چاہتے تھے یعنی ثواب اس کا نہ ثواب دنیا کا اور قول اس کا کہ واقع ہوا اجر ہمارا اللہ تعالیٰ پر اور ایک روایت میں ہے سو واجب ہوا اور اطلاق وجوب کا اللہ تعالیٰ پر ساتھ ان معنوں کے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنے نفس پر واجب کیا بسبب اپنے سچے وعدے کے نہیں تو اللہ تعالیٰ پر کوئی چیز واجب نہیں اور کہا ابن بطال نے کہ اس حدیث میں وہ چیز ہے کہ تھے اس پر سلف صدق سے اپنے حالات کے بیان کرنے میں اور یہ کہ صبر کرنا فقر کی شدت اور سختی پر نیکوں کے طریق سے ہے اور اس میں ہے کہ کفن سارے بدن کا ڈھانکنے والا ہو اور یہ کہ مردے کا سب بدن ستر ہو جاتا ہے اور احتمال ہے کہ ہو یہ بطریق کمال کے کہا ابن بطال نے کہ نہیں خباب رضی اللہ عنہ کی حدیث میں تفضیل فقیر کی غنی پر اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس میں تو صرف اتنا ہے کہ ان کی ہجرت دنیا کے واسطے نہ تھی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ محض اللہ تعالیٰ کے واسطے تھی تا کہ ان کو آخرت میں اس کا ثواب دے سو جو شہروں کے فتح ہونے سے پہلے مر گیا اس کا ثواب زیادہ ہوا اور جو زندہ رہا یہاں تک کہ دنیا کی پاک چیزیں پائیں تو ڈرا وہ اس سے کہ جلدی دیا گیا ہو اس کو بدلہ اس کی بندگی کا دنیا میں اور ان کو آخرت کی نعمتوں پر زیادہ حرص تھی۔ (فتح)

۵۹۶۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا سَلْمُ بْنُ زَرِيْرٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ رَجَآءٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اطَّلَعْتُ فِي الْجَنَّةِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا الْفُقَرَآءَ وَاطَّلَعْتُ فِي النَّارِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَآءَ تَابَعَهُ أَيُّوْبُ وَعَوْفٌ وَقَالَ صَخْرٌ وَحَمَّادُ بْنُ نَجِيْحٍ عَنْ أَبِيْ رَجَآءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ.

۵۹۶۸۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت مَثَلَّاتِیْمِ نے فرمایا کہ میں نے بہشت میں جھانکا تو میں نے اس کے اکثر لوگ محتاج دیکھے اور میں نے دوزخ میں جھانکا تو میں نے اس کے اکثر لوگ عورتیں دیکھیں، متابعت کی ہے اس کی ایوب اور عوف نے اور کہا صخر اور حماد نے ابو رجا سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ یہ جو فرمایا کہ میں نے بہشت میں جھانکا تو اس کے اکثر لوگ محتاج دیکھے تو نہیں ہے اس میں وہ چیز جو واجب کرے فضیلت فقیر کی کو مالدار غنی پر اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ محتاج دنیا میں اکثر ہیں مالداروں سے سو خبر دی اس سے جیسے تو کہے کہ دنیا کے اکثر لوگ محتاج ہیں، واسطے خبر دینے کے حال سے

اور فقر نے ان کو بہشت میں داخل نہیں کیا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ داخل ہوئے ہیں اس میں ساتھ تقویٰ اپنے کے سمیت فقر کے اس واسطے کہ فقیر جب نیک نہ ہو تو وہ فاضل نہیں ہوتا، میں کہتا ہوں کہ ظاہر حدیث کا رغبت دلانے اور ترک کرنے زیادہ وسعت کے دنیا سے جیسے کہ اس میں ترغیب ہے واسطے عورتوں کے اوپر محافظت کرنے کے امر دین پر تا کہ نہ داخل ہوں دوزخ میں جیسا کہ اس کی تقریر کتاب الایمان میں گزر چکی ہے اس حدیث میں کہ حضرت ﷺ نے عورتوں سے فرمایا کہ میں نے تم ہی کو دوزخ والوں میں اکثر دیکھا ہے کہا گیا کس سبب سے فرمایا ان کے کفر کرنے کے سبب سے کہا گیا کیا اللہ تعالیٰ کو نہیں مانتیں؟ فرمایا کہ احسان کو نہیں مانتیں۔ (فتح)

٥٩٦٩ ۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ عَرُوْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمْ يَأْكُلِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى خِوَانٍ حَتّٰى مَاتَ وَمَا أَكَلَ خُبْزًا مُرَقَّقًا حَتّٰى مَاتَ.

۵۹۶۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے کبھی خوان پر نہیں کھایا یہاں تک کہ فوت ہوئے اور نہیں کھائی پتلی روٹی یہاں تک کہ فوت ہوئے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الاطعمہ میں گزر چکی ہے کہا ابن بطال نے کہ حضرت ﷺ کا خوان پر نہ کھانا اور نہ پتلی روٹی کھانا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ واسطے دفع کرنے دنیا کی ستھری چیزوں کے تھا واسطے اختیار کرنے پاک چیزوں دائمی زندگی کے اور مال میں تو اس واسطے رغبت کی جاتی ہے کہ اس سے آخرت پر مدد لی جائے سو حضرت ﷺ کو اس وجہ سے مال کی حاجت نہ ہوئی اور حاصل اس کا یہ ہے کہ حدیث نہیں دلالت کرتی ہے اس پر کہ فقر کو غنا پر فضیلت ہے بلکہ دلالت کرتی ہے اوپر فضیلت قناعت اور کفاف کے اور تائید کرتی ہے اس کی حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی کہ نہیں پاتا بندہ دنیا سے کچھ مگر اس کا درجہ کم ہو جاتا ہے اگرچہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بزرگ ہو۔ (فتح)

٥٩٧٠ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ لَقَدْ تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا فِيْ رَفِّيْ مِنْ شَيْءٍ يَأْكُلُهُ ذُوْ كَبِدٍ إِلَّا شَطْرُ شَعِيْرٍ فِيْ رَفٍّ لِّيْ فَأَكَلْتُ مِنْهُ حَتّٰى طَالَ عَلَيَّ

۵۹۷۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ البتہ حضرت ﷺ فوت ہوئے اور میرے گھر میں کچھ چیز نہ تھی جس کو جاندار کھائے مگر کچھ جو کہ میرے طاق میں تھا سو میں نے اس سے مدت تک کھایا پھر میں نے اس کو پایا سو وہ خالی ہوا یا تمام ہوا۔

فَكِلْتُهُ فَفَنِيَ.

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ حدیث انس رضی اللہ عنہ کی حدیث کے معنی میں ہے اس میں کہ گزران میں میانہ روی اختیار کرے اور دنیا سے اس قدر لے جس سے اس کی بھوک بند ہو میں کہتا ہوں کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ہوتا ہے یہ جب کہ واقع ہو ساتھ قصد کے اس کی طرف اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے ایثار کرتے ساتھ اس چیز کے کہ آپ کے پاس ہوتی سو البتہ ثابت ہو چکا ہے صحیح بخاری اور مسلم میں کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس خیبر وغیرہ فتوحات کی کھجوریں آتی تھی تو اپنے گھر والوں کے واسطے سال بھر کا خرچ جمع کرتے تھے پھر باقی کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے تھے اور باوجود اس کے جب کوئی مہمان آتا یا کوئی اور حاجت پڑتی تو اپنے اہل کو اشارہ کرتے کہ مہمان کو اپنی جان پر مقدم کریں سو اکثر اوقات نوبت پہنچاتا یہ طرف تمام ہونے اس چیز کے کی کہ ان کے نزدیک تھی یا اکثر تمام ہو جاتی اور روایت کی ہے بیہقی نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ نہیں پیٹ بھر کر کھایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دن پے درپے اور اگر ہم چاہتے تو پیٹ بھر کر کھاتے لیکن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور لوگوں کو اپنی جان پر مقدم کرتے تھے اور یہ جو کہا کہ پھر میں نے اس کو ماپا تو تمام ہوا تو کہا ابن بطال نے کہ اس میں ہے کہ جو اناج ماپا جائے اس کا تمام ہونا معلوم ہو جاتا ہے واسطے معلوم ہونے ماپ اس کے کے اور یہ کہ جو اناج نہ ماپا جائے اس میں برکت ہوتی ہے اس واسطے کہ اس کی مقدار معلوم نہیں ہوتی، میں کہتا ہوں کہ ہر اناج میں یہ حکم عام نہیں اور ظاہر یہ ہے کہ وہ خصوصیت تھی واسطے عائشہ رضی اللہ عنہا کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے جیسا کہ جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے جو آخر باب میں آئے گی اور ایک حدیث میں ہے کہ اپنا اناج ماپا کرو تا کہ تمہارے لیے اس میں برکت ہو اور تطبیق دونوں میں یہ ہے کہ اگر کسی سے اناج خریدے تو ماپ لے تا کہ بائع کا حق اس میں نہ آئے اور اپنے خرچ کرنے کے لیے ماپنا مکروہ ہے اور تائید کرتی ہے اس کو حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی جو مسلم میں ہے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اناج مانگنے کو آیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو آدھا وسق جو دیا سو اس میں سے وہ مرد اور اس کی عورت اور ان کا مہمان ہمیشہ مدت تک کھاتے رہے یہاں تک کہ اس نے اس کو ماپا پھر وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تو اس کو نہ ماپتا تو البتہ تم اس سے ہمیشہ کھایا کرتے اور البتہ تمہارے پاس اناج قائم رہتا اور کہا قرطبی نے کہ سبب تمام ہونے اس کے کا وقت ماپنے کے اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے التفات ہے ساتھ عین حرص کے باوجود معائنہ جاری رہنے نعمت اللہ تعالیٰ کے کی اور کثرت برکت اس کے کی اور غفلت کرنے شکر اس کے سے اور اعتماد کرنے سے ساتھ اس شخص کے جس نے وہ نعمت دی اور میل طرف اسباب معتادہ کے وقت مشاہدہ خرق عادت کے اور اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ جو رزق دیا جائے کچھ چیز یا اکرام کیا جائے ساتھ کرامت کے یا لطف کے کسی امر میں تو متعین ہے اس پر شکر کرنا پے درپے اور دیکھنا اللہ تعالیٰ کی سنت کا اور نہ پیدا کرے اس حالت میں تعبیر کو۔ (فتح)

بَابٌ كَيْفَ كَانَ عَيْشُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابِهِ وَتَخَلِّيهِمْ مِنَ الدُّنْيَا.

باب ہے بیچ کیفیت گزران حضرت ﷺ کے اور آپ کے اصحاب کے یعنی حضرت ﷺ کی زندگی میں اور الگ ہونے ان کے دنیا سے یعنی اس کی پناہ سے اور اس میں وسعت کرنے سے۔

٥٩٧١ - حَدَّثَنِي أَبُو نُعَيْمٍ بِنَحْوٍ مِّنْ نِصْفِ هٰذَا الْحَدِيْثِ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ ذَرٍّ حَدَّثَنَا مُجَاهِدٌ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يَقُوْلُ أَاللّٰهِ الَّذِيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ إِنْ كُنْتُ لَأَعْتَمِدُ بِكَبِدِيْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْجُوْعِ وَإِنْ كُنْتُ لَأَشُدُّ الْحَجَرَ عَلٰى بَطْنِيْ مِنَ الْجُوْعِ وَلَقَدْ قَعَدْتُ يَوْمًا عَلٰى طَرِيْقِهِمُ الَّذِيْ يَخْرُجُوْنَ مِنْهُ فَمَرَّ أَبُوْ بَكْرٍ فَسَأَلْتُهُ عَنْ آيَةٍ مِّنْ كِتَابِ اللّٰهِ مَا سَأَلْتُهُ إِلَّا لِيُشْبِعَنِيْ فَمَرَّ وَلَمْ يَفْعَلْ ثُمَّ مَرَّ بِيْ عُمَرُ فَسَأَلْتُهُ عَنْ آيَةٍ مِّنْ كِتَابِ اللّٰهِ مَا سَأَلْتُهُ إِلَّا لِيُشْبِعَنِيْ فَمَرَّ فَلَمْ يَفْعَلْ ثُمَّ مَرَّ بِيْ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَبَسَّمَ حِيْنَ رَآنِيْ وَعَرَفَ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَمَا فِيْ وَجْهِيْ ثُمَّ قَالَ يَا أَبَا هِرٍّ قُلْتُ لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الْحَقْ وَمَضٰى فَتَبِعْتُهُ فَدَخَلَ فَاسْتَأْذَنَ فَأَذِنَ لِيْ فَدَخَلَ فَوَجَدَ لَبَنًا فِيْ قَدَحٍ فَقَالَ مِنْ أَيْنَ هٰذَا اللَّبَنُ قَالُوْا أَهْدَاهُ لَكَ فُلَانٌ أَوْ فُلَانَةُ قَالَ أَبَا هِرٍّ قُلْتُ لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الْحَقْ إِلٰى أَهْلِ الصُّفَّةِ فَادْعُهُمْ لِيْ قَالَ وَأَهْلُ الصُّفَّةِ أَضْيَافُ الْإِسْلَامِ لَا يَأْوُوْنَ

۵۹۷۱۔ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے قسم ہے اس کی جس کے سوائے کوئی لائق بندگی کے نہیں کہ البتہ میں تکیہ کرتا تھا اپنے پیٹ سے زمین پر بھوک کے مارے اور البتہ میں بھوک کے سبب سے اپنے پیٹ پر پتھر باندھتا تھا اور البتہ میں ایک دن ان کی یعنی حضرت ﷺ اور آپ کے بعض اصحاب کی راہ پر بیٹھا جس سے نکلتے تھے سو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ گزرے سو میں نے ان سے قرآن کی ایک آیت پوچھی میں نے ان سے فقط اسی واسطے پوچھی تھی کہ مجھ کو پیٹ بھر کر کھلائیں سو گزرے اور نہ کیا یعنی پیٹ بھر کر کھلانا پھر عمر رضی اللہ عنہ مجھ پر گزرے تو میں نے ان سے قرآن کی ایک آیت پوچھی فقط میں نے ان سے اسی واسطے پوچھی تھی کہ مجھ کو پیٹ بھر کھلائیں سو گزرے اور نہ کیا پھر حضرت ﷺ مجھ پر گزرے سو مسکرائے جب کہ مجھ کو دیکھا اور پہچانا جو میرے دل میں ہے اور جو میرے چہرے میں ہے پھر کہا اے ابوہریرہ! میں نے کہا حاضر ہوں خدمت میں یا حضرت! فرمایا مل اور گزرے سو میں آپ کے پیچھے گیا سو آپ سے ملا سو داخل ہوئے اور اجازت مانگی سو مجھ کو اجازت ہوئی سو اندر گئے اور ایک پیالے میں دودھ پایا فرمایا یہ دودھ کہاں سے آیا؟ گھر والوں نے کہا کہ فلانے مرد یا فلانی عورت نے آپ کو تحفہ بھیجا ہے کہا اے ابوہریرہ! میں نے کہا حاضر ہوں خدمت میں یا حضرت! فرمایا جا صفے والوں میں اور

إِلَى أَهْلٍ وَّلَا مَالٍ وَّلَا عَلَى أَحَدٍ إِذَا أَتَتْهُ صَدَقَةٌ بَعَثَ بِهَا إِلَيْهِمْ وَلَمْ يَتَنَاوَلْ مِنْهَا شَيْئًا وَإِذَا أَتَتْهُ هَدِيَّةٌ أَرْسَلَ إِلَيْهِمْ وَأَصَابَ مِنْهَا وَأَشْرَكَهُمْ فِيهَا فَسَآءَنِي ذٰلِكَ فَقُلْتُ وَمَا هٰذَا اللَّبَنُ فِي أَهْلِ الصُّفَّةِ كُنْتُ أَحَقُّ أَنَا أَنْ أُصِيبَ مِنْ هٰذَا اللَّبَنِ شَرْبَةً أَتَقَوّٰى بِهَا فَإِذَا جَآءَ أَمَرَنِي فَكُنْتُ أَنَا أُعْطِيهِمْ وَمَا عَسٰى أَنْ يَّبْلُغَنِي مِنْ هٰذَا اللَّبَنِ وَلَمْ يَكُنْ مِنْ طَاعَةِ اللّٰهِ وَطَاعَةِ رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُدٌّ فَأَتَيْتُهُمْ فَدَعَوْتُهُمْ فَأَقْبَلُوْا فَاسْتَأْذَنُوْا فَأَذِنَ لَهُمْ وَأَخَذُوْا مَجَالِسَهُمْ مِّنَ الْبَيْتِ قَالَ يَا أَبَا هِرٍّ قُلْتُ لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ خُذْ فَأَعْطِهِمْ قَالَ فَأَخَذْتُ الْقَدَحَ فَجَعَلْتُ أُعْطِيهِ الرَّجُلَ فَيَشْرَبُ حَتّٰى يَرْوٰى ثُمَّ يَرُدُّ عَلَيَّ الْقَدَحَ فَأُعْطِيهِ الرَّجُلَ فَيَشْرَبُ حَتّٰى يَرْوٰى ثُمَّ يَرُدُّ عَلَيَّ الْقَدَحَ فَيَشْرَبُ حَتّٰى يَرْوٰى ثُمَّ يَرُدُّ عَلَيَّ الْقَدَحَ حَتّٰى انْتَهَيْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ رَوِيَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ فَأَخَذَ الْقَدَحَ فَوَضَعَهُ عَلٰى يَدِهٖ فَنَظَرَ إِلَيَّ فَتَبَسَّمَ فَقَالَ أَبَا هِرٍّ قُلْتُ لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ بَقِيْتُ أَنَا وَأَنْتَ قُلْتُ صَدَقْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اقْعُدْ فَاشْرَبْ فَقَعَدْتُ فَشَرِبْتُ فَقَالَ اشْرَبْ فَشَرِبْتُ فَمَا زَالَ يَقُوْلُ اشْرَبْ

ان کو میرے واسطے بلا کہا اور اہل صفہ اسلام کے مہمان تھے کوئی ان کا گھر نہ تھا اور نہ ٹھکانہ پکڑتے تھے اہل پر اور نہ مال پر اور نہ کسی پر قرابتیوں اور دوستوں وغیرہ سے جب حضرت ﷺ کے پاس کوئی صدقہ آتا تو اس کو ان کے پاس بھیجتے اور اس سے کوئی چیز اپنے واسطے نہ لیتے اور جب آپ کے پاس کوئی تحفہ آتا تو ان کی طرف بھیجتے اور آپ بھی اس میں سے لیتے اوران کو اس میں شریک کرتے سو اس نے مجھ کو دل گیر کیا یعنی آپ کے اس قول نے کہ ان کو بلا سو میں نے اپنے جی میں کہا اور کیا ہے یہ یعنی کیا قدر ہے اس دودھ کی اہل صفہ میں لائق تر تھا کہ اس دودھ سے میں ایک بار پیتا کہ اس کے ساتھ قوی ہوتا سو جب اہل صفہ آئیں گے تو حضرت ﷺ مجھ کو حکم کریں گے سو میں ان کو دوں گا اور نہیں قریب ہے کہ مجھ کو اس دودھ سے کچھ پہنچے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری سے کوئی چارہ نہ تھا سو میں اہل صفہ کے پاس آیا سو میں نے ان کو بلایا سو وہ متوجہ ہوئے اور اجازت مانگی حضرت ﷺ نے ان کو اجازت دی اور گھر اپنی جگہوں میں بیٹھے یعنی جو جگہ جس کے لائق تھی فرمایا اے ابو ہریرہ! میں نے کہا حاضر ہوں یا حضرت! فرمایا لے اور ان کو دے تو میں نے پیالہ لیا سو میں نے شروع کیا پیالہ دینا ایک مرد کو سو وہ پیتا یہاں تک کہ سیراب ہو جاتا پھر مجھ کو پیالہ پھیر دیتا پھر دوسرے مرد کو پیالہ دیتا یعنی جو اس کے پہلو میں ہوتا سو وہ پیتا یہاں تک کہ سیراب ہو جاتا پھر مجھ کو پیالہ پھیر دیتا یہاں تک کہ میں حضرت ﷺ کی طرف پہنچا اور حالانکہ سب لوگ سیراب ہو گئے تھے سو میں نے حضرت ﷺ کو پیالہ دیا حضرت ﷺ نے لیا اور اس کو اپنے ہاتھ میں رکھا پھر میری طرف نظر کی

حَتّٰی قُلْتُ لَا وَالَّذِیْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا أَجِدُ لَهٗ مَسْلَكًا قَالَ فَأَرِنِیْ فَأَعْطَیْتُهُ الْقَدَحَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَسَمّٰی وَشَرِبَ الْفَضْلَةَ.

اور مسکرائے سو فرمایا کہ اے ابو ہریرہ! میں نے کہا کہ حاضر ہوں خدمت میں یا حضرت! فرمایا میں اور تو دونوں باقی ہیں میں نے کہا آپ سچے ہیں یا حضرت! فرمایا بیٹھ جا اور پی سو میں بیٹھا اور میں نے پیا فرمایا پھر پی میں نے پھر پیا سو ہمیشہ رہے حضرت ﷺ فرماتے کہ اور پی یہاں تک کہ میں نے کہا قسم ہے اس کی جس نے آپ کو سچا رسول کیا میں اس کے واسطے کوئی راہ نہیں پاتا فرمایا سو مجھ کو دکھلا سو میں نے حضرت ﷺ کو پیالہ دیا سو حضرت ﷺ نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور بسم اللہ کہی اور باقی دودھ پیا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ میں اپنے پیٹ سے زمین پر تکیہ کرتا تھا بھوک کے مارے یعنی اپنے پیٹ کو زمین سے چمٹاتا تھا اور شاید وہ فائدہ پاتا ساتھ اس کے جو فائدہ حاصل کرتا ساتھ باندھنے پتھر کے سے اپنے پیٹ پر یا مراد یہ ہے کہ میں زمین پر گر پڑتا تھا بیہوش ہو کر جیسا کہ دوسری روایت میں ہے کہ میں بھوک کے مارے بیہوش ہو کر گر پڑتا تھا سو کوئی آتا اور میری گردن پر پاؤں رکھتا گمان کرتا کہ مجھ کو جنون ہے اور نہ تھی مجھ کو کوئی چیز سوائے بھوک کے اور یہ جو کہا کہ میں اپنے پیٹ پر پتھر باندھتا تھا بھوک کے سبب سے تو احمد کی روایت میں عبداللہ بن شقیق رحمۃ اللہ علیہ سے ہے کہ میں ایک سال ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہا سو کہا اگر تو ہم کو دیکھتا اور حالانکہ ہم پر کئی کئی دن گزرتے تھے نہ پاتا کوئی کھانا جس کے ساتھ اپنے پیٹھ کو سیدھا کرے یہاں تک کہ کوئی ہم میں سے پتھر لیتا سو اس کو کپڑے سے اپنے پیٹ پر باندھتا تاکہ اس کے ساتھ اپنی پیٹھ کو سیدھا کرے کہا علماء نے کہ پیٹ پر پتھر باندھنے کا فائدہ قوت حاصل کرنا ہے اوپر سیدھا ہونے کے منع کرنا ہے کثرت تحلیل ہونے غذا کے سے جو پیٹ میں ہے واسطے ہونے پتھر کے بقدر پیٹ کے پس ہوگا ضعف اقل یا واسطے کم کرنے حرارت بھوک کے ساتھ سردی پتھر کے یا اس میں اشارہ ہے طرف کسر نفسی کی اور یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ نے پہچانا جو میرے جی میں ہے تو شاید حضرت ﷺ نے چہرے کے حال سے پہچانا جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے جی میں ہے حاجت اس کی سے طرف اس چیز کی کہ اس کی بھوک کو بند کرے اور یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا یعنی شکر کیا اللہ تعالیٰ کا اس چیز پر کہ احسان کی برکت سے جو واقع ہوئی دودھ مذکور میں باوجود کم ہونے اس کے سے یہاں تک کہ سب لوگ سیراب ہوئے اور دودھ باقی چھوڑا اور پینے کی ابتدا میں بسم اللہ کہی اور اس حدیث میں فائدے ہیں سوائے اس کے کہ پہلے گزرے، مستحب ہے پینا بیٹھ کر اور خادم قوم کا جب ان پر پھیرے وہ چیز کہ پئیں تو لے برتن کو ہر ایک سے اور اس کے پاس والے کو دے اور نہ چھوڑے پینے

والے کو کہ وہ خود اپنے ساتھی کو دے اس واسطے کہ اس میں ایک قسم ذلت ہے مہمان کی اور ایک حدیث میں معجزہ ہے عظیم اور اس کی نظیریں علامات النبوۃ میں گزر چکی ہیں اور مانند تکثیر طعام اور شراب کے ساتھ برکت کے اور اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جائز ہے پیٹ بھر کر کھانا اگر اقصیٰ غایت کو پہنچے واسطے لینے کے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے قول سے کہ میں اس کے واسطے کوئی راہ نہیں پاتا اور برقرار رکھنا حضرت ﷺ کا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو اوپر اس کے برخلاف اس شخص کے جو قائل ہے ساتھ حرام ہونے اس کے کے لیکن احتمال ہے کہ ہو یہ خاص ساتھ اس حال کے سو نہ قیاس کیا جائے گا اس پر غیر اس کا اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو دنیا میں پیٹ بھر کر کھاتے ہیں وہ قیامت کے دن بہت بھوکے ہوں گے اور تطبیق دونوں حدیثوں میں یہ ہے کہ زجر محمول ہے اس شخص پر جو پیٹ بھر کر کھانے کی عادت ٹھہرا رکھے کہ اس سے عبادت وغیرہ میں سستی اور کاہلی پیدا ہوتی ہے اور جواز محمول ہے اس شخص کے حق میں جس کے واسطے یہ کبھی کبھی واقع ہو خاص کر بعد شدت بھوک کے اور بعید جاننے حصول کسی چیز کے اس کے بعد قریب ہے اور اس میں ہے کہ چھپانا حاجت کا اور اشارہ کرنا ساتھ اس کے اولیٰ ہے تصریح سے ساتھ اس کے اور اس میں کرم حضرت ﷺ کا ہے اور اختیار کرنا حضرت ﷺ کا اپنے نفس پر غیر کو اور اسی طرح اپنے اہل اور خادم پر اور اس میں وہ چیز ہے کہ تھے بعض اصحاب اس پر حضرت ﷺ کے زمانے میں تنگ حال سے اور فضیلت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اور بچنا ان کا سوال سے اور کفایت کرنا ساتھ اشارہ کرنے کے اس کی طرف اور مقدم کرنا حضرت ﷺ کی حکم برداری کا اپنے نفس کے حصے پر باوجود شدت حاجت کے اور فضیلت اہل صفہ کی اور اس میں ہے کہ مدعو جب دعوت کرنے والے کے گھر میں پہنچے تو بغیر اجازت مانگنے کے اندر نہ جائے اور اس میں بیٹھنا ہر ایک کا ہے اس مکان میں کہ اس کے لائق ہو اور اس میں اشعار ہے ساتھ ملازمت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کے واسطے حضرت ﷺ کے اور بلانا بڑے کا اپنے خادم کو ساتھ کنیت کے اور اس میں مرخم کرنا نام کا ہے اور عمل کرنا ساتھ فراست کے اور جواب منادی کا ساتھ لبیک کے اور اجازت مانگنا خادم کا اپنے مخدوم سے جب کہ گھر میں داخل ہو اور سوال کرنا مرد کا اس چیز سے کہ پائے اس کو اپنے گھر میں اس چیز سے کہ معہود نہ ہو اور قبول کرنا حضرت ﷺ کا ہدیہ کو اور لینا اس سے اور اختیار کرنا ساتھ بعد اس کے فقیروں کو اور باز رہنا حضرت ﷺ کا صدقہ کے لینے سے او ررکھنا اس کو اس شخص میں جو اس کا مستحق ہو اور پینا ساقی کا اخیر میں اور پینا گھر والے کا اس کے بعد اور الحمدللہ کہنا نعمت پر اور بسم اللہ پڑھنے وقت پینے کے۔ (فتح)

٥٩٧٢ ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا قَيْسٌ قَالَ سَمِعْتُ سَعْدًا يَقُوْلُ إِنِّيْ لَأَوَّلُ الْعَرَبِ رَمٰى بِسَهْمٍ فِيْ

٥٩٧٢۔ حضرت قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے سعد رضی اللہ عنہ سے سنا کہتے تھے کہ البتہ میں پہلا عرب ہوں جس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں پہلے پہل تیر پھینکا اور ہم نے اپنے

سَبِيْلِ اللّٰهِ وَرَأَيْتُنَا نَغْزُوْ وَمَا لَنَا طَعَامٌ إِلَّا وَرَقُ الْحُبْلَةِ وَهٰذَا السَّمُرُ وَإِنَّ أَحَدَنَا لَيَضَعُ كَمَا تَضَعُ الشَّاةُ مَا لَهُ خِلْطٌ ثُمَّ أَصْبَحَتْ بَنُوْ أَسَدٍ تُعَزِّرُنِيْ عَلَى الْإِسْلَامِ خِبْتُ إِذًا وَضَلَّ سَعْيِيْ.

آپ کو جہاد کرتے دیکھا اور نہ تھا ہمارے واسطے کھانا مگر پتے درخت حبلہ اور سمر کے کہ یہ دونوں قسم کے درخت ہیں اور ہم میں سے کوئی البتہ پاخانے کے وقت مینگنیاں رکھتا تھا جیسے بکری رکھتی ہے نہ تھا واسطے اس کے ملنا یعنی خشکی کے سبب سے ایک مینگنی دوسرے سے نہ ملتی پھر صبح کی بنو اسد نے کہ واقف کرتے ہیں مجھ کو اسلام پر اور تعلیم کرتے ہیں مجھ کو احکام اور فرائض میں ناامید ہوا میں اس وقت اور ضائع ہوئی میری کوشش۔

فائدہ: بنو اسد بھائی ہیں کنانہ کے جو قریش کی جد ہے اور سعد کوفہ کے حاکم تھے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی طرف سے تو بنو اسد نے عمر رضی اللہ عنہ کے پاس اس کی شکایت کی اور کہا کہ سعد رضی اللہ عنہ اچھی نماز نہیں پڑھتا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کو معزول کر دیا تب سعد رضی اللہ عنہ نے یہ کہا یعنی انکار کیا کہ بنو اسد اس لائق نہیں کہ مجھ کو احکام تعلیم کریں باوجود سابق ہونے اور قدیم ہونے صحبت میری کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہتے ہیں کہ وہ نماز اچھی نہیں پڑھتا اور بنو اسد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب مرتد ہو گئے تھے جب کہ طلیحہ اسدی نے پیغمبری کا دعویٰ کیا پھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد میں خالد رضی اللہ عنہ نے ان سے لڑائی کی اور ان کو توڑا اور باقی پھر مسلمان ہوئے اور طلیحہ بھی مسلمان ہوا اور اگر کوئی کہے کہ کس طرح جائز تھا واسطے سعد رضی اللہ عنہ کے یہ کہ اپنے نفس کی مدح کریں اور حالانکہ یہ منع ہے تو جواب اس کا یہ ہے کہ مقصود سعد رضی اللہ عنہ کا اظہار حق کا اور اللہ تعالیٰ کی نعمت کا شکر تھا اور یہ مکروہ نہیں ہے۔ (فتح)

٥٩٧٣ ـ حَدَّثَنِيْ عُثْمَانُ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا شَبِعَ آلُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنْذُ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ مِنْ طَعَامِ بُرٍّ ثَلَاثَ لَيَالٍ تِبَاعًا حَتّٰى قُبِضَ.

٥٩٧٣۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نہیں پیٹ بھر کر کھایا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل نے جب سے مدینے میں آئی گندم کی روٹی سے تین راتیں پے در پے یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے۔

فائدہ: خارج ہے اس نفی سے جو تھی اس میں ہجرت سے پہلے گندم کی روٹی سے اور نیز خارج ہے اس سے وہ چیز جو سوائے اس کے ہے اقسام کھانے کی چیزوں سے اور نیز خارج ہے اس سے کھانا گندم کی روٹی کا متفرق اور مراد راتیں ساتھ دنوں کے ہیں اور قول اس کا کہ یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے تو اس میں اشارہ ہے طرف ہمیشہ رہنے اس حالت کی مدت اقامت کی مدینے میں اور وہ دس سال ہیں ساتھ اس چیز کے کہ ان میں ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سفروں سے جہاد میں اور حج میں اور عمرہ میں اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دستر خوان

سے کھانے کے بعد روٹی کا ٹکڑا نہیں اُٹھایا گیا جو زیادہ بچا ہو اور ایک روایت میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آل نے لاون والی روٹی سے پیٹ بھر کر نہیں کھایا اخرجہ مسلم اور ایک روایت میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لوگوں نے دو دن پے در پے جو کی روٹی سے پیٹ بھر کر نہیں کھایا یہاں تک کہ فوت ہوئے اور ایک روایت میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر چار مہینے گزرتے تھے نہیں پیٹ بھر کر کھاتے گندم کی روٹی سے کہا طبری نے کہ یہ بات بعض لوگوں پر مشکل ہوئی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کئی کئی دن تک بھوکے رہتے تھے باوجود اس کے کہ ثابت ہو چکا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر والوں کے واسطے سال بھر کا خرچ جمع کرتے تھے اور یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار ہزار اونٹ چار آدمیوں کے درمیان تقسیم کیا اس مال سے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا کیا اور یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عمر میں سو اونٹ قربانی کی اور ان کو ذبح کر کے مسکینوں کو کھلایا اور اسی طرح ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ اور طلحہ رضی اللہ عنہ وغیرہ اصحاب کے پاس بھی بہت مال موجود تھے اور وہ اپنی جان اور مال کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے خرچ کرتے تھے اور ایک بار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب کو صدقہ کرنے کا حکم کیا تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اپنا سارا مال لے آئے اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ آدھا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جیش عسرہ کے سامان درست کرنے کا حکم کیا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ہزار اونٹ دے کر اس کا سامان درست کر دیا تو جواب اس کا یہ ہے کہ ایسا خرچ کرنا ان کا کبھی کبھی تھا ہر وقت نہ تھا نہ واسطے تنگی کے بلکہ کبھی واسطے ایثار کے اور کبھی واسطے کراہت پیٹ بھر کر کھانے کے اور جس چیز کی اس نے مطلق نفی کی ہے اس میں نظر ہے اس واسطے کہ پہلے گزر چکا ہے کہ کبھی تنگی کے سبب سے تھا اور ابن حبان نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ جو تم کو بتلا دے کہ ہم کھجور سے پیٹ بھر کر کھاتے تھے تو اس نے تم سے جھوٹ کہا سو جب قریظہ فتح ہوا تو ہم نے کھجور اور چربی پائی اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب خیبر فتح ہوا تو ہم نے کہا کہ اب ہم کھجوروں سے پیٹ بھر کر کھائیں گے اور حق یہ ہے کہ بہت لوگ ان میں سے ہجرت سے پہلے تنگی میں تھے جب کہ مکے میں تھے پھر جب انہوں نے مدینے کی طرف ہجرت کی تو اکثر اسی طرح تھے سو انصار نے ان سے سلوک کیا رہنے کو گھر دیا اور دودھ والے جانور دودھ پینے کو دیئے سو جب نضیر اور جو اس کے بعد ہیں فتح ہوئے تو انہوں نے انصار کو وہ چیزیں واپس کر دیں اور ایک حدیث میں ہے کہ البتہ مجھ پر تیس دن گزرے اور نہ تھا واسطے میرے اور بلال رضی اللہ عنہ کے کھانا مگر جو بلال رضی اللہ عنہ کی بغل میں چھپے، اخرجہ الترمذی ہاں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اختیار کرتے تھے اس تنگی کے باوجود امکان حاصل ہونے وسعت اور کشائش دنیا کے جیسا کہ ترمذی نے ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کی ہے کہ میرے رب نے مجھ سے کہا تا کہ میرے واسطے مکہ کے بطحا کو سونا کر ڈالے سو میں نے کہا کہ نہ اے میرے رب! میں نہیں چاہتا لیکن میں ایک دن پیٹ بھر کر کھاتا ہوں اور ایک دن بھوکا رہتا ہوں سو جب میں بھوکا ہوتا ہوں تو تیری طرف عاجزی کرتا ہوں اور جب میں پیٹ بھر کر کھاتا ہوں تو تیرا شکر ادا کرتا ہوں۔ (فتح)

٥٩٧٤ ـ حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ هُوَ الْأَزْرَقُ عَنْ مِسْعَرِ بْنِ كِدَامٍ عَنْ هِلَالٍ الْوَزَّانِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا أَكَلَ آلُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُكْلَتَيْنِ فِيْ يَوْمٍ إِلَّا إِحْدَاهُمَا تَمْرٌ.

۵۹۷۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کے لوگوں نے ایک دن میں دو لقمے نہیں کھائے مگر کہ ایک دونوں میں سے کھجور تھی۔

فائدہ: اور مراد آل محمد ﷺ سے خود حضرت ﷺ کی ذات ہے اور اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ کھجور ان کے پاس آسان تھی اس کے غیر سے اور اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ وہ اکثر اوقات نہیں پاتے تھے دن میں مگر ایک لقمہ اور اگر دو لقمے پاتے تو ایک کھجور ہوتی۔

٥٩٧٥ ـ حَدَّثَنِيْ أَحْمَدُ ابْنُ أَبِيْ رَجَاءٍ حَدَّثَنَا النَّضْرُ عَنْ هِشَامٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ فِرَاشُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَدَمٍ وَحَشْوُهُ مِنْ لِيْفٍ.

۵۹۷۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کا بچھونا چمڑے سے تھا اور اس کی روئی کھجور کی چھیل سے تھی یعنی بجائے روئی کے اس میں کھجور کی چھیل بھری تھی۔

٥٩٧٦ ـ حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ كُنَّا نَأْتِيْ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ وَخَبَّازُهُ قَائِمٌ وَقَالَ كُلُوْا فَمَا أَعْلَمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأٰى رَغِيْفًا مُرَقَّقًا حَتّٰى لَحِقَ بِاللّٰهِ وَلَا رَأٰى شَاةً سَمِيْطًا بِعَيْنِهِ قَطُّ.

۵۹۷٦۔ حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ہم انس رضی اللہ عنہ کے پاس آتے تھے اور ان کا روٹی پکانے والا کھڑا تھا سو کہا کھاؤ سو میں حضرت ﷺ کو نہیں جانتا کہ پتلی روٹی یعنی چپاتی دیکھی ہو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ سے ملے اور نہ دیکھی بکری بھنی ہوئی اپنی دونوں آنکھوں سے کبھی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الاطعمہ میں گزر چکی ہے۔

٥٩٧٧ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ يَأْتِيْ عَلَيْنَا الشَّهْرُ مَا نُوْقِدُ فِيْهِ نَارًا إِنَّمَا هُوَ التَّمْرُ وَالْمَآءُ إِلَّا أَنْ نُؤْتٰى بِاللُّحَيْمِ.

۵۹۷۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم پر مہینہ آتا تھا ہم اس میں آگ نہ جلاتے تھے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ کھجور اور پانی تھا مگر یہ کہ ہم کچھ گوشت لائے جاتے۔

٥٩٧٨ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْأُوَيْسِيُّ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ رُوْمَانَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ لِعُرْوَةَ ابْنَ أُخْتِي إِنْ كُنَّا لَنَنْظُرُ إِلَى الْهِلَالِ ثَلَاثَةَ أَهِلَّةٍ فِي شَهْرَيْنِ وَمَا أُوْقِدَتْ فِي أَبْيَاتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَارٌ فَقُلْتُ مَا كَانَ يُعِيْشُكُمْ قَالَتِ الْأَسْوَدَانِ التَّمْرُ وَالْمَآءُ إِلَّا أَنَّهُ قَدْ كَانَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِيْرَانٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ كَانَ لَهُمْ مَنَائِحُ وَكَانُوْا يَمْنَحُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَبْيَاتِهِمْ فَيَسْقِيْنَاهُ.

٥٩٧٨۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے عروہ سے کہا اے میرے بھانجے! بے شک ہم چاند کو دیکھتے تھے تین چاند دو مہینوں میں اور نہ جلائی جاتی تھی حضرت ﷺ کے گھروں میں آگ سو میں نے کہا کہ تمہاری گزران کیا تھی؟ کہا کہ دونوں کالی چیزیں کھجور اور پانی مگر یہ کہ چند انصاری حضرت ﷺ کے ہمسائے تھے ان کے پاس دودھ والی بکریاں تھیں وہ حضرت ﷺ کو دودھ دیا کرتے تھے سو حضرت ﷺ ہم کو وہ دودھ پلاتے تھے۔

فائدہ: مراد ساتھ تیسرے چاند کے تیسرے مہینے کا چاند ہے اور وہ نظر آتا ہے وقت گزر جانے دو مہینوں کے اور اس کے دیکھنے کے تیسرے ماہ کا اول داخل ہونا ہے اور اس میں اشارہ ہے طرف ثانی حال کے اس کے بعد کہ فتح ہوا قریظہ وغیرہ۔

٥٩٧٩ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُمَّ ارْزُقْ آلَ مُحَمَّدٍ قُوْتًا.

٥٩٧٩۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ الٰہی! محمد ﷺ کی آل بیت کی روزی بقدر زندگی کے کر یعنی اتنی روزی دے جس میں زندگی کی رمق باقی رہے مال کی بہتایت نہ ہو اس واسطے کہ کشائش رزق میں اکثر غفلت ہوتی ہے۔

فائدہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ اور حضرت ﷺ کی بیویاں دو دو تین تین رات بھوکی سو رہتی تھیں رات کا کھانا میسر نہیں ہوتا تھا اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ کے اہل بیت نے جو کی روٹی سے دو روز برابر پیٹ بھر کر نہیں کھایا اور روایت کیا ہے اس کو ترمذی نے اور انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے کئی بار سنا فرماتے تھے کہ قسم ہے اس کی جس کے قابو میں محمد ﷺ کی جان ہے کہ حضرت ﷺ کے اہل بیت کے پاس کسی دن ایک صاع اناج یا کھجور کا نہ ہوتا تھا اور البتہ اس وقت حضرت ﷺ کی نو بیویاں تھیں اور روا قع ہوا ہے

مسلم کی روایت میں اللّٰھم اجعل رزق آل محمد قوتا اور یہی ہے معتمد اس واسطے کہ لفظ حدیث باب کا صالح ہے واسطے اس کے کہ ہو دعا ساتھ طلب قوت کے اس دن میں اور احتمال ہے کہ طلب کیا ہو واسطے ان کے قوت کو بخلاف لفظ دوسرے کے کہ وہ معین کرتا ہے دوسرے احتمال کو اور وہ دلالت کرتا ہے روزی پر بقدر قوت کے کہا ابن بطال نے کہ اس میں دلیل ہے اوپر فضیلت کفاف کے یعنی روزی بقدر زندگی کے اور زہد کرنا اس چیز میں کہ اس سے زائد ہے واسطے رغبت کرنے کے بیچ بہت ہونے آخرت کی نعمتوں کے اور واسطے مقدم کرنے باقی چیز کے اوپر فانی کے سو لائق ہے کہ امت اس بات میں حضرت ﷺ کی پیروی کرے کہا قرطبی نے کہ معنی حدیث کے یہ ہیں کہ حضرت ﷺ نے کفاف کو طلب کیا اس واسطے کہ وقت وہ ہے جو بدن کو قوت دے اور حاجت سے باز رکھے اور اس حالت میں سلامتی ہے آفات غنا اور فقر دونوں سے، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ الْقَصْدِ وَالْمُدَاوَمَةِ عَلَى الْعَمَلِ
میانہ روی اور ہمیشگی کرنی عمل پر یعنی نیک عمل پر

فائدہ: یعنی میانہ روی کرنا مستحب ہے اور آئندہ آئے گا کہ تفسیر کیا ہے انہوں نے سداد کو ساتھ میانہ روی کے اور ساتھ اس کے ظاہر ہوگی مناسبت اور اس باب میں آٹھ حدیثوں کو ذکر کیا ہے اکثر مکرر ہیں اور بعض میں کچھ زیادہ ہے اور حاصل سب حدیثوں کا رغبت دلانا ہے اوپر ہمیشگی کرنے عمل نیک کے اگرچہ کم ہو اور یہ کہ کوئی آدمی اپنے عمل سے بہشت میں داخل نہیں ہوگا بلکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ہوگا اور قصہ حضرت ﷺ کے دیکھنے کا بہشت اور دوزخ کو نماز میں اور اول وہی مقصود ہے ساتھ ترجمہ کے اور دوسرے کو موافقت کے واسطے ذکر کیا ہے یا اس کو بھی تعلق ہے اور تیسرے کو بھی تعلق ہے ساتھ طریق خفی کے۔

٥٩٨٠ ـ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا أَبِي عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَشْعَثَ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي قَالَ سَمِعْتُ مَسْرُوقًا قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَيُّ الْعَمَلِ كَانَ أَحَبَّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتِ الدَّائِمُ قَالَ قُلْتُ فَأَيَّ حِيْنٍ كَانَ يَقُوْمُ قَالَتْ كَانَ يَقُوْمُ إِذَا سَمِعَ الصَّارِخَ.

٥٩٨٠۔ حضرت مسروق رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ حضرت ﷺ کے نزدیک بہت پیارا عمل کون سا تھا؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ جو ہمیشہ ہوتا رہے، میں نے کہا کہ کس وقت اٹھتے تھے؟ کہا اٹھتے تھے جب کہ مرغ کی آواز سنتے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب التہجد میں گزر چکی ہے۔

٥٩٨١ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ

٥٩٨١۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کہا کہ بہت پیارا عمل حضرت ﷺ کے نزدیک وہ تھا جس پر اس کا کرنے

كَانَ أَحَبُّ الْعَمَلِ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِيْ يَدُوْمُ عَلَيْهِ صَاحِبُهٗ.

والا ہمیشگی کرے۔

فائدہ: اور یہ حدیث مفسر ہے واسطے پہلی حدیث کے۔

٥٩٨٢ ـ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ ذِئْبٍ عَنْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنْ يُّنَجِّيَ أَحَدًا مِّنْكُمْ عَمَلُهٗ قَالُوْا وَلَا أَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَلَا أَنَا إِلَّا أَنْ يَّتَغَمَّدَنِيَ اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ سَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا وَاغْدُوْا وَرُوْحُوْا وَشَيْءٌ مِّنَ الدُّلْجَةِ وَالْقَصْدَ الْقَصْدَ تَبْلُغُوْا.

٥٩٨٢۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی کو اس کا عمل بہشت میں داخل نہیں کرے گا اصحاب نے کہا اور نہ آپ کو بھی یا حضرت! فرمایا اور مجھ کو میرا عمل بہشت میں نہ لے جائے گا مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو اپنے فضل اور رحمت میں ڈھانک لے میانہ روی اختیار کرو اور نہ قصور کرو یعنی عبادت میں سختی اور تشدید نہ کرو کہ اس سے تھک جاؤ اور عمل چھوڑ دینے کی طرف نوبت پہنچائے اور سیر کرو صبح اور شام کو اور کچھ رات سے اور لازم پکڑو راہ میانہ اور معتدل کو منزل کو پہنچ جاؤ گے۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ یہ حدیث معارض ہے اس آیت کو ﴿تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْ أُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴾ اور تطبیق آیت اور حدیث کے درمیان اس طور سے ہے کہ آیت محمول ہے اس پر کہ بہشت میں درجے عمل سے ملتے ہیں اس واسطے کہ بہشت کے درجے متفاوت ہیں باعتبار تفاوت عملوں کے جیسا عمل ویسا درجہ اور حدیث محمول ہے اوپر داخل ہونے جنت کے اور ہمیشہ رہنے کے بیچ اس کے اور کہا عیاض نے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ہے توفیق دینی اس کی واسطے عمل کے اور ہدایت کرنی واسطے بندگی کے اور نہیں مستحق ہے ان سب کو عامل اپنے عمل سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت سے ہے اور کہا ابن جوزی رحمہ اللہ نے کہ حاصل ہوتے ہیں اس سے چار جواب اول یہ کہ عمل کرنے کی توفیق دینی بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ہے اور اگر اللہ تعالیٰ کی رحمت نہ ہوتی تو ایمان حاصل نہ ہوتا اور نہ حاصل ہوتی طاعت جس کے ساتھ نجات حاصل ہوتی ہے جب عمل کی توفیق دینی بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ہے اور عمل بہشت میں داخل ہونے کا سبب ہے تو اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ آدمی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے بہشت میں داخل ہوگا محض عمل سے پس نہیں ہے تعارض درمیان آیت اور حدیث کے، دوسرا یہ کہ منافع غلام کے سردار کے واسطے ہیں پس عمل اس کا مستحق ہے واسطے مالک اس کے کے سو جو اللہ تعالیٰ اس پر انعام کرے گا وہ اس کا فضل ہے، تیسرا یہ کہ بعض حدیثوں میں آیا ہے کہ نفس دخول بہشت کا اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ہے اور درجات کا ملنا عملوں سے ہے، چوتھا یہ کہ عمل بندگی کے تھوڑے زمانے میں ہوتے ہیں اور ثواب تمام نہیں ہوتا پس

دینا ایسے انعام کا کہ نہ تمام ہونے والا ہو اس عمل کے بدلے میں جو تمام ہونے والا ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہے نہ بیچ مقابلے عملوں کے اور ظاہر ہوتا ہے واسطے میرے جواب اور تطبیق میں بیچ آیت اور حدیث کے اور وہ یہ ہے کہ حدیث محمول ہے اس پر کہ محض عمل من حیث ہو نہیں فائدہ دیتا ہے عامل کو واسطے داخل ہونے کے بہشت میں جب تک کہ مقبول نہ ہو اور قبول کرنا عمل کا اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے اس کا قبول ہونا فقط اللہ تعالیٰ کی رحمت سے حاصل ہوتا ہے جس سے عمل قبول ہو بنا بر اس کے پس معنی قول اللہ تعالیٰ کے ﴿اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴾ جو عمل کرتے ہو عمل مقبول سے کہا مازری نے کہ مذہب اہل سنت کا یہ ہے کہ ثواب دینا اللہ تعالیٰ کا اس کو جو اس کی بندگی کرے اس کے فضل سے ہے اور اسی طرح سزا دینا اس کو جو اس کی نافرمانی کرے اس کے عدل سے اور نہیں ثابت ہوتا ہے کوئی دونوں میں سے مگر ساتھ سمع کے اور جائز ہے واسطے اللہ تعالیٰ کے کہ عذاب کرے فرمانبردار کو اور ثواب دے نافرمان کو لیکن اس نے خبر دی کہ اس طرح نہیں کرے گا اور اس کی خبر سچی ہے اس میں خلاف نہیں اور یہ حدیث ان کے قول کو قوی کرتی ہے اور معتزلوں پر رد کرتی ہے کہ انہوں نے عملوں کا بدلہ اپنی عقل سے ثابت کیا ہے اور ان کے واسطے اس میں بہت خبط ہے اور یہ جو کہا کہ نہ آپ کو بھی تو کہا کرمانی نے کہ جب کہ نہ داخل ہوں گے سب لوگ بہشت میں مگر اس کی رحمت سے تو وجہ تخصیص حضرت ﷺ کے ساتھ ذکر کی یہ ہے کہ جب حضرت ﷺ کا بہشت میں داخل ہونا یقینی امر ہے اور وہ بھی نہ داخل ہوں گے بہشت میں مگر اس کی رحمت سے تو حضرت ﷺ کا غیر بطریق اولیٰ داخل نہ ہو گا مگر اس کی رحمت سے اور یہ جو کہا کہ میانہ روی اختیار کرو تو مسلم کی روایت میں لیکن میانہ روی اختیار کرو اور معنی اس استدراک کے یہ ہیں کہ کبھی سمجھی جاتی ہے کہ نفی مذکور سے نفی فائدے عمل کے کی سو گویا کہ کہا گیا کہ بلکہ اس کے واسطے فائدہ ہے اور وہ یہ ہے کہ عمل علامت ہے اوپر وجود رحمت کے جو عامل کو بہشت میں داخل کرتی ہے پس عمل کرو اور قصد کرو ساتھ عمل اپنے کے صواب کو یعنی اتباع سنت کو اخلاص وغیرہ سے تا کہ قبول ہو تمہارا عمل اور تم پر رحمت اترے اور یہ جو کہا کہ صبح و شام کو سیر کرو یعنی عبادت کرو صبح اور شام کو تو اس میں اشارہ ہے طرف روزے تمام دن کے کی اور قیام بعض رات کے کی اور طرف عام تر کی اس سے تمام وجوہ عبادت سے اور اس میں اشارہ ہے طرف ترغیب کی اوپر نرمی کرنے کے عبادت میں اور وہ موافق ہے واسطے ترجمہ کے اور تعبیر کے ساتھ اس چیز کے کہ دلالت کرے اوپر سیر کے اس واسطے کہ عابد مانند سیر کرنے والے کی ہے طرف محل اقامت اپنے کے اور وہ بہشت ہے۔

٥٩٨٣۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

٥٩٨٣۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میانہ روی اختیار کرو اور نہ قصور کرو عملوں میں اور جانو کہ کسی کو اس کا عمل بہشت میں داخل نہیں کرے گا اور بہت پیارا عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ ہے جو ہمیشہ ہوتا رہے

سَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا وَاعْلَمُوْا أَنْ لَّنْ يُّدْخِلَ أَحَدَكُمْ عَمَلُهُ الْجَنَّةَ وَأَنَّ أَحَبَّ الْأَعْمَالِ إِلَى اللّٰهِ أَدْوَمُهَا وَإِنْ قَلَّ.

اگر چہ تھوڑا ہو۔

فائدہ: اور یہ جواب ہے سوال کا جو آئندہ آئے گا، انشاء اللہ تعالیٰ۔

٥٩٨٤ ـ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْأَعْمَالِ أَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ قَالَ أَدْوَمُهَا وَإِنْ قَلَّ وَقَالَ اكْلَفُوْا مِنَ الْأَعْمَالِ مَا تُطِيْقُوْنَ.

۵۹۸۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کسی نے حضرت ﷺ سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت پیارا عمل کون سا ہے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو ہمیشہ ہوتا رہے اگرچہ کم ہو اور لازم پکڑو عملوں سے جو تم سے ہو سکے۔

فائدہ: اور حکمت اس میں یہ ہے کہ جو عمل کو ہمیشہ کرتا رہے وہ خدمت کا ملازم رہتا ہے پس بہت کرتا ہے طاعت تردد کو طرف باب طاعت کی ہر وقت تا کہ بدلہ دیا جائے ساتھ نیکی کے واسطے کثرت تردد اس کے کی سو نہیں ہے وہ مثل اس شخص کی جو خدمت کی ملازمت کرے مثلاً پھر اس سے ٹوٹ جائے اور نیز عامل جب عمل کو چھوڑ دے تو ہو جاتا ہے مانند معرض کی بعد وصل کے پس تعرض کرتا ہے واسطے ذم اور جفا کے اور اسی واسطے وارد ہوئی ہے وعید اس شخص کے حق میں جو قرآن یاد کر کے بھول جائے اور مراد ساتھ عمل کے اس جگہ نماز اور روزہ وغیرہ عبادات ہیں۔ (فتح)

٥٩٨٥ ـ حَدَّثَنِيْ عُثْمَانُ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ سَأَلْتُ أُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ عَائِشَةَ قُلْتُ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ كَيْفَ كَانَ عَمَلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ كَانَ يَخُصُّ شَيْئًا مِنَ الْأَيَّامِ قَالَتْ لَا كَانَ عَمَلُهُ دِيْمَةً وَأَيُّكُمْ يَسْتَطِيْعُ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَطِيْعُ.

۵۹۸۵۔ حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ اے مسلمانوں کی ماں! حضرت ﷺ کا عمل کس طرح تھا، کیا کسی دن کو خاص کرتے تھے؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نہیں آپ کا عمل دائمی تھا یعنی ہمیشہ کرتے رہتے تھے کبھی چھوڑتے نہ تھے اور تم میں سے کون کر سکتا ہے جو حضرت ﷺ کر سکتے تھے یعنی عبادت میں بطور کمیت کے ہو یا کیفیت خشوع اور خضوع اور اخلاص سے۔

فائدہ: قول اس کا کوئی دن خاص کرتے تھے یعنی ساتھ عبادت مخصوصہ کے کہ ویسے اور دن میں نہ کرتے ہوں۔ (فتح)

٥٩٨٦ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا

۵۹۸۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ

مُحَمَّدُ بْنُ الزِّبْرِقَانِ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا وَأَبْشِرُوْا فَإِنَّهُ لَا يُدْخِلُ أَحَدًا الْجَنَّةَ عَمَلُهُ قَالُوْا وَلَا أَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَلَا أَنَا إِلَّا أَنْ يَتَغَمَّدَنِيَ اللّٰهُ بِمَغْفِرَةٍ وَرَحْمَةٍ قَالَ أَظُنُّهُ عَنْ أَبِي النَّضْرِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ وَقَالَ عَفَّانُ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَدِّدُوْا وَأَبْشِرُوْا قَالَ مُجَاهِدٌ ﴿قَوْلًا سَدِيْدًا﴾ وَسَدَادًا صِدْقًا.

نے فرمایا کہ میانہ روی اختیار کرو اور قربت چاہو اور بشارت لو سو البتہ کسی کو اس کا عمل بہشت میں داخل نہیں کرے گا، اصحاب نے عرض کیا، اور نہ آپ کو بھی یا حضرت!؟ فرمایا اور مجھ کو بھی میرا عمل بہشت میں داخل نہ کرے گا مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو اپنے فضل اور رحمت سے ڈھانک لے کہا اور میں گمان کرتا ہوں اس کو ابوالنضر سے ابوسلمہ سے عائشہ رضی اللہ عنہا سے یعنی جائز ہے کہ موسیٰ نے یہ حدیث ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے نہ سنی ہو اور کہا عفان نے کہ حدیث بیان کی ہم سے وہیب نے موسیٰ سے اس نے کہا سنا میں نے ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا کہ میانہ روی اختیار کرو اور بشارت لو اور کہا مجاہد رحمہ اللہ نے سدید اور سدادا کے معنی صدق کے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر میں ﴿وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا﴾ یعنی کہو سچی بات۔

فائدہ: ایک روایت میں اس کا سبب یہ واقع ہوا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اصحاب کی جماعت پر گزرے اور وہ ہنستے تھے سو فرمایا کہ اگر تم جانتے جو میں جانتا ہوں تو البتہ تھوڑا ہنستے اور بہت روتے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جبرائیل علیہ السلام آیا سو کہا کہ تمہارا رب کہتا ہے کہ میرے بندوں کو نا اُمید مت کرو سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف پھرے اور ان کو فرمایا کہ میانہ روی اختیار کرو اور عملوں میں قصور نہ کرو اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ﴿وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا﴾ کی تفسیر میں آیا ہے کہ وہ یہ ہے کہ کہے اس کو جو قریب المرگ ہو کہ اپنی جان کے واسطے آگے بھیج اور اپنی اولاد کے پیچھے چھوڑ اور دوسری روایت میں متن کا فقط کا ایک ٹکڑا بیان کیا ہے اس واسطے کہ غرض اس سے فقط بیان کرنا اتصال سند کا ہے۔ (فتح)

٥٩٨٧۔ حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ عَنْ هِلَالِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى لَنَا يَوْمًا الصَّلَاةَ ثُمَّ رَقِيَ الْمِنْبَرَ فَأَشَارَ بِيَدِهٖ

٥٩٨٧۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن ہم کو نماز پڑھائی پھر منبر پر چڑھے سو اپنے ہاتھ سے مسجد کے قبلے کی طرف اشارہ کیا فرمایا کہ البتہ مجھ کو بہشت اور دوزخ کی صورت دکھائی گئی اس دیوار کی طرف میں جب سے میں نے تم کو نماز پڑھائی سو نہیں دیکھی میں نے کوئی چیز خیر اور شر میں جیسے آج دیکھی دو بار فرمایا۔

قِبَلَ قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ قَدْ أُرِيْتُ الْآنَ مُنْذُ صَلَّيْتُ لَكُمُ الصَّلَاةَ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ مُمَثَّلَتَيْنِ فِيْ قُبُلِ هٰذَا الْجِدَارِ فَلَمْ أَرَ كَالْيَوْمِ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ فَلَمْ أَرَ كَالْيَوْمِ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ مَرَّتَيْنِ.

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب الاعتصام میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ اور اس حدیث میں ترغیب ہے اوپر مداومت عمل کے یعنی ہمیشگی کرنے کے عمل پر اس واسطے کہ بہشت اور دوزخ کی صورت جس کی آنکھ میں دکھلائی گئی تو یہ اس کو باعث ہوگی کہ بندگی پر ہمیشگی کرے اور گناہ سے باز رہے اور ساتھ اس تقریر کے ظاہر ہوگی مناسبت حدیث کی واسطے ترجمہ کے۔ (فتح)

بَابُ الرَّجَاءِ مَعَ الْخَوْفِ — اُمید ساتھ خوف کے

فائدہ: یعنی یہ مستحب ہے سو نہ قطع کی جائے نظر خوف سے اُمید میں اور نہ اُمید سے خوف میں یعنی اگر اللہ تعالیٰ سے ڈر رکھے تو اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رحمت کی بھی اُمید رکھے اور اگر اللہ تعالیٰ کی رحمت کی بھی امید رکھے تو اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بھی ڈرتا رہے اس واسطے کہ اگر صرف اُمید رکھے اور خوف نہ رکھے تو یہ مکر کی طرف نوبت پہنچائے گا اور اگر صرف خوف رکھے اُمید نہ رکھے تو نا اُمیدی کی طرف نوبت پہنچائے گا اور دونوں امر برے ہیں اور مقصود اُمید رکھنے سے یہ ہے کہ جس سے کوئی قصور واقع ہو تو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ سے نیک گمان رکھے بدگمان نہ ہو اور اُمیدوار رہے کہ اس کا گناہ اس سے مٹایا جائے گا اور اسی طرح جس سے بندگی واقع ہو وہ اس کے قبول کی امید رکھے اور بہرحال جو غرق ہو گناہ میں اور اُمیدوار ہو وہ اس کا کہ اس کو مؤاخذہ نہیں ہوگا بغیر نادم ہونے اور الگ ہونے کے گناہ سے تو یہ غرور ہے اور کیا خوب ہے قول ابو عثمان جیزی کا کہ نیک بختی کی علامت یہ ہے کہ تابعداری کرے اور ڈرتا رہے نہ قبول ہونے سے اور بدبختی کی نشانی یہ ہے کہ گناہ کرے اور نجات کی اُمید رکھے اور البتہ ابن ماجہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ میں نے کہا یا حضرت! ﴿اَلَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَا اٰتَوْا وَقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ﴾ کیا مراد اس سے وہ شخص ہے جو حرام کاری اور چوری کرے؟ فرمایا کہ نہیں لیکن مراد وہ شخص ہے کہ روزہ رکھے اور خیرات کرے اور نماز پڑھے اور اس کے نہ قبول ہونے سے ڈرے اور حالت صحت میں اس کے مستحب ہونے پر تو سب کا اتفاق ہے اور بعض نے کہا کہ اولیٰ یہ ہے کہ حالت صحت میں خوف زیادہ ہو اور بیماری میں اس کا عکس ہو اور بہرحال جب موت قریب ہو تو سب قوم نے کہا کہ مستحب ہے کہ اس حالت میں صرف اُمید ہی رکھے اس واسطے کہ وہ شامل ہے اللہ تعالیٰ کی طرف محتاج ہونے کو دیا اس واسطے کہ ترک خوف کا گناہ دشوار ہو چکا ہے سو متعین ہوگا کہ اللہ تعالیٰ

کے ساتھ نیک گمان رکھے اور اس کی معافی اور مغفرت کا اُمید وار رہے اور تائید کرتی ہے اس کو یہ حدیث کہ نہ مرے کوئی مگر اس حال میں کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ نیک گمان رکھتا ہو اور لوگوں نے کہا کہ خوف کی جانب کو بالکل نہ چھوڑ دے اس طور سے کہ یقین کرے کہ وہ اس میں ہے اور تائید کرتی ہے وہ چیز جو ترمذی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک جوان پر داخل ہوئے اور وہ موت میں تھا یعنی قریب الموت تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو فرمایا کہ کیا حال ہے تیرا؟ اس نے کہا کہ میں اللہ تعالیٰ سے اُمید رکھتا ہوں اور اپنے گناہ سے ڈرتا ہوں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ دونوں چیزیں اس وقت کسی بندے کے دل میں جمع نہ ہوں گی مگر کہ اللہ تعالیٰ اس کو دے گا جو امید رکھتا ہے اور امن میں رکھے گا اس چیز سے کہ ڈرتا ہے اور شاید بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے ترجمہ میں اس کی طرف اور چونکہ اس کی شرط پر نہ تھی تو وارد کی وہ چی جو اس سے لی جاتی ہے اگرچہ نہیں ہے مساوی واسطے اس کے تصریح میں ساتھ مقصود کے۔ (فتح)

وَقَالَ سُفْيَانُ مَا فِي الْقُرْآنِ آيَةٌ أَشَدُّ عَلَيَّ مِنْ ﴿لَسْتُمْ عَلٰى شَيْءٍ حَتّٰى تُقِيْمُوا التَّوْرَاةَ وَالْإِنْجِيْلَ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ﴾.

کہا سفیان نے نہیں قرآن میں کوئی آیت جو مجھ پر سخت تر ہو اس آیت سے کہ نہیں ہو تم کسی چیز پر یہاں تک کہ قائم کرو توراۃ اور انجیل کو اور جو تم پر اتارا گیا تمہارے رب کی طرف سے۔

فائدہ: اس اثر کی شرح مائدہ کی تفسیر میں گزر چکی ہے اور مناسبت اس کی واسطے ترجمہ کے اس جہت سے ہے کہ آیت دلالت کرتی ہے اس پر کہ جو نہ عمل کرے ساتھ مضمون کتاب کے جو اتاری گئی ہے اس پر تو نہیں حاصل ہوتی ہے واسطے اس کے نجات لیکن احتمال ہے کہ ہو اصر سے جو لکھا گیا تھا اگلی امتوں پر سو حاصل ہو گی اُمید ساتھ اس طریق کے ساتھ خوف کے۔ (فتح)

٥٩٨٨ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِيْ عَمْرٍو عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ الرَّحْمَةَ يَوْمَ خَلَقَهَا مِائَةَ رَحْمَةٍ فَأَمْسَكَ عِنْدَهُ تِسْعًا وَّتِسْعِيْنَ رَحْمَةً وَّأَرْسَلَ فِيْ خَلْقِهٖ كُلِّهِمْ

۵۹۸۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے رحمت کو پیدا کیا جس دن کہ پیدا کیا سو رحمت سو ننانوے حصے رحمت کے اپنے پاس رکھے اور ایک حصہ رحمت کو اپنی سب خلق میں بھیجا سو اگر کافر اللہ تعالیٰ کی سب رحمت کو جانے تو باوجود کفر کے بہشت سے نا اُمید نہ ہو اور اگر ایمان دار اللہ تعالیٰ کے سب عذاب کو جانے تو دوزخ سے ہرگز نڈر نہ ہو۔

رَحْمَةً وَّاحِدَةً فَلَوْ يَعْلَمُ الْكَافِرُ بِكُلِّ
الَّذِيْ عِنْدَ اللّٰهِ مِنَ الرَّحْمَةِ لَمْ يَيْئَسْ مِنَ
الْجَنَّةِ وَلَوْ يَعْلَمُ الْمُؤْمِنُ بِكُلِّ الَّذِيْ عِنْدَ
اللّٰهِ مِنَ الْعَذَابِ لَمْ يَأْمَنْ مِنَ النَّارِ.

فائدہ: اور مراد ساتھ رحمت کے اس جگہ وہ چیز ہے کہ واقع ہو صفات فعل سے کما سیاتی انشاء اللہ تعالٰی پس نہیں حاجت ہے اس تاویل کی جو ابن جوزی رحمہ اللہ نے کی ہے کہ رحمت صفت فعل ہے اللہ تعالٰی کی ذاتی صفات سے اور نہیں ہے وہ ساتھ معنی رقت قلب کے جو آدمیوں کی صفت ہے اور یہ جو کہا کہ اگر ایماندار جانے تو حکمت بیچ تعبیر کے ساتھ مضارع کے سوائے ماضی کے اشارہ ہے اس کی طرف کہ نہیں واقع ہوا ہے واسطے اس کے علم اس کا اور نہ واقع ہوا گا اس واسطے کہ جب آئندہ زمانے میں منع ہے تو ماضی میں بطریق اولٰی منع ہوگا اور یہ جو کہا کہ بہشت سے نا اُمید نہ ہوتا تو بعض نے کہا کہ اگر کافر رحمت کی وسعت کو جانے تو البتہ ڈھانک لے اس چیز کو کہ جانتا ہے اس کو عذاب کے بڑے ہونے سے پس حاصل ہوگی واسطے اس کے اُمید یا مراد یہ ہے کہ متعلق علم اس کے کا ساتھ وسعت رحمت کے باوجود نہ التفات کرنے اس کے طرف مقابل اس کے کی طمع دے اس کو رحمت میں اور مطابقت حدیث کی واسطے ترجمہ کے یہ ہے کہ وہ شامل ہے وعدے اور وعید پر جو تقاضا کرنے والے ہیں واسطے امید اور خوف کے سو جو جانے کہ اللہ تعالٰی کی صفات سے رحمت واسطے اس شخص کے جس پر رحم کرنا چاہیے اور بدلہ لینا اس شخص سے جس سے بدلہ لینا چاہیے نہ نڈر ہو وہ اس کی سزا سے جو اس کی رحمت کا اُمیدوار ہو اور نا اُمید نہ ہو اس کی رحمت سے جو اس کی سزا سے ڈرتا ہو اور یہ باعث ہے اوپر بچنے کے گناہ سے اگرچہ صغیرہ ہو اور لازم کرنا بندگی کو اگرچہ تھوڑی ہو کہا گیا کہ پہلے جملے میں ایک قسم کا اشکال ہے اس واسطے کہ بہشت کافر کے لیے پیدا نہیں ہوئی اور نہیں اُمید ہے واسطے کافر کے بیچ اس کے سو نہیں بعید ہے کہ طمع کرے بہشت میں جو اپنے آپ کو کافر نہ اعتقاد کرتا ہو سو مشکل ہوگا مرتب ہونا جواب کا اپنے ماقبل پر اور جواب دیا گیا ہے کہ بیان کیا گیا ہے یہ کلمہ واسطے ترغیب ایماندار کے بیچ کشادگی رحمت اللہ تعالٰی کی کے اور فراخی اس کی کے کہ اگر کافر اس کو جانتا جس پر لکھا گیا ہے کہ اس پر مہر کی جائے گی کہ اس کا کوئی حصہ رحمت میں نہیں ہے تو البتہ جلدی کرتا اس کی طرف اور اس سے نا اُمید نہ ہوتا یا تو ساتھ ایمان اپنے کے جو مشروط ہے اور یا واسطے قطع نظر کے شرط سے باوجود یقین اس کے کہ وہ باطل پر ہے اور بدستور رہنے اس کے اوپر اس کی عداوت سے اور جب کہ یہ ہے حال کافر کا تو کس طرح نہ امید رکھے گا اس میں ایماندار جس کو ہدایت کی ہے اللہ تعالٰی نے واسطے ایمان کے اور البتہ وارد ہو چکا ہے کہ شیطان امید کرے گا واسطے شفاعت کے دن قیامت کے واسطے اس کے کہ رحمت کی فراخی دیکھے گا روایت کیا ہے اس کو طبرانی نے جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اور اس میں ضعف ہے اور البتہ کلام

کیا ہے کرمانی نے اس جگہ جس کا حاصل یہ ہے کہ لَوْ اس جگہ واسطے انتفا ثانی کے ہے اور وہ امید ہے واسطے منتفی ہونے اول کے اور وہ علم ہے سو مشابہ ہے اس کے کہ اگر تو میرے پاس آیا تو میں تیری تکریم کروں گا اور نہیں واسطے انتفا اول کے بسبب انتفا ثانی کے جیسی کہ بحث کی ہے اس کی ابن حاجب نے بیچ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا﴾ اور علم نزدیک اللہ تعالیٰ کے کہا اور مقصود حدیث سے یہ ہے کہ لائق ہے واسطے مکلّف کے یہ کہ ہو درمیان خوف اور اُمید کے تا کہ نہ ہو زیادتی کرنے والا امید میں اس طور سے کہ ہو جائے فرقہ مرجیہ سے جو قائل ہیں کہ ایمان کے ساتھ کوئی چیز ضرر نہیں کرتی اور نہ زیادتی کرنے والا خوف میں اس طور سے کہ ہو جائے خارجیوں اور معتزلہ سے جو قائل ہیں کہ اگر کبیرہ گناہ والا بغیر توبہ کے مر جائے تو ہمیشہ دوزخ میں رہے گا بلکہ دونوں کے درمیان رہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿يَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَيَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ﴾ اور جو دین اسلام کو تلاش کرے پائے گا اس کے قواعد کو اس کے اصول کو اور فروعات سب کو جانب وسط میں، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ الصَّبْرِ عَنْ مَحَارِمِ اللّٰهِ — اللہ تعالیٰ کی حرام کی ہوئی چیزوں سے بچنا

فائدہ: داخل ہے اس میں ہمیشگی کرنی اوپر فعل واجبات کے اور باز رہنا محرمات سے اور یہ پیدا ہوتا ہے علم بندی کے ساتھ قبح ان کے کے اور یہ کہ حرام کیا ہے ان کو اللہ تعالیٰ نے واسطے بچانے اپنے بندے خسیس اور نکمی چیزوں سے پس باعث ہو گا یہ عاقل کو اوپر ترک کرنے اس کے اگر چہ نہ وارد ہوئی ہو اس کے فعل پر وعید اور منجملہ ان کے حیا کرنا ہے اس سے اور ڈرنا اس سے یہ کہ وقوع کرے اپنی وعید کو سو چھوڑتا ہے اس کو واسطے بد ہونے اس کی عاقبت کے اور یہ کہ بندہ اس سے جگہ دیکھنے اور سننے کے ہے سو یہ باعث ہو گا اس کو اوپر باز رہنے کے اس چیز سے کہ منع کیا گیا ہے اس کا اور منجملہ ان کی نعمتوں کی رعایت کرنی ہے اس واسطے کہ نافرمانی اکثر اوقات ہوتا ہے سبب واسطے دور ہونے نعمت کے اور منجملہ ان کے اللہ تعالیٰ کی محبت ہے اس واسطے کہ محبّ روکتا ہے اپنے نفس کو اوپر مراد دوست اپنے کے اور بہت خوب تعریف صبر کی یہ ہے کہ وہ روکنا نفس کا ہے مکروہ سے یعنی جو چیز بری معلوم ہو اور بند کرنا زبان کا شکایت سے اور محنت اور تکلیف اٹھانی اس کی برداشت میں اور انتظار کرنا کشادگی اور آسانی کا اور البتہ ثنا کی ہے اللہ تعالیٰ نے صابروں کی بہت آیتوں میں اور حدیث میں آچکا ہے کہ صبر آدھا ایمان ہے کہا راغب نے کہ صبر بند رکھنا ہے تنگی میں پس صبر روکنا نفس کا ہے اس چیز پر کہ تقاضا کرے اس کو عقل یا شرع اور مختلف ہوتے ہیں معانی اس کے بحسب تعلقات کے سو اگر صبر مصیبت سے ہو تو اس کا نام فقط صبر ہے اور اگر دشمن کی لڑائی میں ہو تو اس کا شجاعت ہے اور گر کلام سے ہو تو اس کا نام کتمان ہے یعنی چھپانا اور اگر ہو استعمال کرنے اس چیز کے سے کہ منع کیا گیا ہے اس سے تو اس کا نام عفت ہے، میں کہتا ہوں اور یہی اخیر معنی مراد ہیں اس جگہ۔ (فتح)

وَقَوْلِهٖ عَزَّ وَجَلَّ ﴿إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُوْنَ﴾ اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ پورا دیا جائے گا صبر کرنے

أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾. والوں کا ان کا ثواب بغیر حساب کے۔

فائدہ: اور مناسبت اس آیت کی واسطے ترجمہ کے یہ ہے کہ اس کا ابتدا یہ ہے ﴿قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ آمَنُوا اتَّقُوْا رَبَّكُمْ﴾ اور جو اپنے رب سے ڈرے وہ حرام چیزوں سے باز رہتا ہے اور واجبات کو کرتا ہے اور مراد ساتھ قول اس کے بغیر حساب کے مبالغہ ہے زیادتی میں۔

وَقَالَ عُمَرُ وَجَدْنَا خَيْرَ عَيْشِنَا بِالصَّبْرِ

اور کہا عمر رضی اللہ عنہ نے کہ پایا ہم نے بہتر گزران اپنے صبر کو

فائدہ: اور صبر اگر عن کے ساتھ متعدی ہو تو گناہوں میں ہوتا ہے اور اگر علی کے ساتھ متعدی ہو تو بندگیوں میں ہوتا ہے اور وہ آیت اور حدیث اور اثر میں دونوں امر کے واسطے ہے اور ترجمہ واسطے بعض اس چیز کے ہے کہ دلالت کی ہے اس پر حدیث نے۔ (فتح)

٥٩٨٩ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَطَاءُ بْنُ يَزِيْدَ اللَّيْثِيُّ أَنَّ أَبَا سَعِيْدِ الْخُدْرِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّ أُنَاسًا مِّنَ الْأَنْصَارِ سَأَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَسْأَلْهُ أَحَدٌ مِّنْهُمْ إِلَّا أَعْطَاهُ حَتّٰى نَفِدَ مَا عِنْدَهُ فَقَالَ لَهُمْ حِيْنَ نَفِدَ كُلُّ شَيْءٍ أَنْفَقَ بِيَدَيْهِ مَا يَكُنْ عِنْدِيْ مِنْ خَيْرٍ لَا أَدَّخِرْهُ عَنْكُمْ وَإِنَّهُ مَنْ يَّسْتَعِفَّ يُعِفَّهُ اللّٰهُ وَمَنْ يَّتَصَبَّرْ يُصَبِّرْهُ اللّٰهُ وَمَنْ يَّسْتَغْنِ يُغْنِهِ اللّٰهُ وَلَنْ تُعْطَوْا عَطَاءً خَيْرًا وَّأَوْسَعَ مِنَ الصَّبْرِ.

٥٩٨٩۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ چند انصاریوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مال مانگا سو ان میں سے کسی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال نہ کیا مگر کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دیا یہاں تک کہ تمام ہوا جو آپ کے پاس تھا یعنی کچھ باقی نہ رہا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا جب کہ آپ کے پاس کچھ باقی نہ رہا کہ جو میرے پاس مال ہوگا سو میں اس کو تم سے چھپا کر جمع نہ کر رکھوں گا اور جو اپنے آپ کو سوال اور حرام کاموں سے بچائے پرہیز گار بننے کے ارادے سے تو اللہ تعالیٰ اس کو سچا پرہیز گار کر دے گا اور جو اپنے آپ کو صبر والا بنائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو سچا صابر کر دے گا اور جو دنیا سے بے پروائی کی نیت رکھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے دل کو دنیا کے مال سے بے پرواہ کر دے گا اور تم کو بہتر اور کشادہ تر صبر سے کوئی نعمت نہیں ملی۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مال مانگا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیا پھر مانگا پھر دیا اور قول اس کا لا ادخرہ عنکم یعنی اس کو تمہارے غیروں کے واسطے جمع کر رکھوں تم سے چھپا کر اور اس حدیث میں ترغیب ہے اوپر بے پرواہ ہونے کے لوگوں سے اور بچنے کے سوال سے ساتھ صبر کے اور توکل کرنے کے اللہ تعالیٰ پر اور انتظار کرنے کی اس چیز کے کہ روزی دے اس کو اللہ تعالیٰ اور یہ کہ صبر افضل ہے اس چیز میں سے کہ

آدمی کو ملے اس واسطے کہ اس کا بدلہ محدود نہیں ہے اور کہا قرطبی نے کہ یستعف کے معنی یہ ہیں کہ باز رہے سوال سے اور قول اس کا یعفه اللہ یعنی بدلہ دے گا اس کو اوپر نہ پہنچنے اس کے سوال سے ساتھ بچانے منہ اس کے کو اور دفع کرنے فاقہ اس کے کو اور قول اس کا جو بے پروائی چاہے یعنی ساتھ اللہ تعالیٰ کے اس کے سوائے ہے اور قول اس کا بے پرواہ کر دیتا ہے اس کو یعنی دیتا ہے اس کو وہ چیز جو بے پرواہ ہو ساتھ اس کے سوال سے اور پیدا کرتا ہے اس کے دل میں بے پروائی کو اس واسطے کہ بے پروائی حقیقت میں دل کی بے پروائی ہے اور قول اس کا جو اپنے آپ کو بزور صبر والا بنائے گا یعنی اور صبر کرے یہاں تک کہ حاصل ہو واسطے اس کے رزق اور قول اس کا کہ اللہ تعالیٰ اس کو صابر کر دے گا یعنی اس کو قوت دے گا اور قدرت دے گا اپنے نفس پر یہاں تک کہ وہ اس کا تابعدار ہو جائے گا اور مطیع ہو گا واسطے اُٹھانے شدت کے سو اس وقت اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ہوتا ہے اور اس کو اپنے مطلوب پر ظفریاب کرتا ہے اور کہا ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ جب تک تھا سوال اور حرام چیزوں سے بچنا تقاضا کرتا چھپانے حال کے کو خلق سے اور ظاہر کرنے غنا کے کو ان سے تو ہو گا صبر صابر معاملہ کرنے والا ساتھ اللہ تعالیٰ کے باطن میں سو واقع ہو گا واسطے اس کے نفع بقدر صدق کے بیچ اس کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ٹھہرایا گیا ہے صبر بہتر سب چیزوں سے اس واسطے کہ وہ روکنا نفس کا ہے محبوب چیز کے کرنے سے اور لازم کرنا اس پر کرنا اس چیز کا جس کو وہ مکروہ جانے دنیا میں اس چیز سے کہ اگر اس کو کرے یا چھوڑے تو آخرت میں اس کے ساتھ ایذا پائے اور کہا طیبی نے کہ قول اس کا من یستعف یعفه اللہ یعنی اگر سوال سے بچے اگرچہ نہ ظاہر کرے بے پروائی کو لوگوں سے لیکن اگر اس کو کوئی چیز دی جائے تو اس کو چھوڑے نہیں تو بھرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے دل کو غنا سے اس طور سے کہ نہیں محتاج ہوتا ہے طرف سوال کی اور جو اس پر زیادہ کرے اور ظاہر کرے بے پروائی کو لوگوں سے اور بزور صابر بنے اور اگر دیا جائے کچھ تو نہ قبول کرے تو اونچا درجہ ہے پس صبر جامع ہے واسطے مکارم اخلاق کے اور کہا ابن تین نے کہ معنی قول اس کے یعفه اللہ یہ ہیں کہ یا تو اس کو مال دیتا ہے جس کے ساتھ وہ سوال سے بے پرواہ ہو جائے اور یا اس کو قناعت دیتا ہے، واللہ اعلم۔ (فتح)

۵۹۹۰۔ حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ عِلَاقَةَ قَالَ سَمِعْتُ الْمُغِيْرَةَ بْنَ شُعْبَةَ يَقُوْلُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ حَتّٰى تَرِمَ أَوْ تَنْتَفِخَ قَدَمَاهُ فَيُقَالُ لَهٗ فَيَقُوْلُ أَفَلَا أَكُوْنُ عَبْدًا شَكُوْرًا.

۵۹۹۰۔ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تہجد کی نماز پڑھا کرتے تھے یہاں تک کہ آپ کے پاؤں سوج گئے یا کہا پھول گئے سو آپ کو کہا جاتا کہ آپ اتنی تکلیف کیوں اٹھاتے ہیں؟ سو فرماتے کہ کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں؟۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح تہجد میں گزر چکی ہے اور وجہ مناسبت اس کی ساتھ ترجمہ کے یہ ہے کہ شکر کرنا واجب ہے اور ترک کرنا واجب کا حرام ہے اور بیچ مشغول کرنے نفس کے ساتھ فعل واجب کے صبر کرنا ہے فعل حرام چیز کی سے

اور حاصل یہ ہے کہ شکر شامل ہے صبر کرنے کو طاعت پر اور صبر کرنے کو گناہ سے اور کہا بعض اماموں نے کہ صبر مستلزم ہے شکر کو نہیں تمام ہوتا ہے مگر ساتھ اس کے وبالعکس سو جب ایک جاتا رہے تو دوسرا بھی جاتا رہتا ہے اور جو بلا میں ہو سو فرض اس کا صبر ہے اور شکر بہر حال صبر سو واضح ہے اور بہر حال شکر سو واسطے قائم ہونے کے ساتھ حق اللہ تعالیٰ کے اس بلا میں اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے بندے پر عبودیت ہے بلا میں جیسے کہ اس کے لیے اس پر عبودیت ہے نعمتوں میں پھر صبر تین قسم پر ہے ایک صبر کرنا گناہ سے ہے سو نہ کرے گناہوں کو اور ایک صبر بندگی پر ہے یہاں تک کہ اس کو ادا کرے اور ایک صبر بلا پر ہے سو نہ شکایت کرے اپنے رب کی بیچ اس کے اور آدمی کے واسطے ان تینوں سے ایک کا ہونا ضروری ہے پس صبر لازم ہے واسطے اس کے ہمیشہ نہیں ہے واسطے اس کے نکلنا اس سے اور صبر سبب ہے ہر کمال کے حاصل ہونے کا جیسا کہ اشارہ کیا ہے اس کی طرف حدیث میں کہ صبر ہر چیز سے بہتر ہے۔ (فتح)

بَابٌ ﴿وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ﴾. — اور جو اللہ تعالیٰ پر توکل کرے تو وہ اس کو کفایت کرتا ہے۔

فائدہ: استعمال کیا ہے لفظ آیت کا ترجمہ میں واسطے شامل ہونے اس کے ترغیب کو توکل میں اور گویا کہ یہ اشارہ کیا ہے طرف تقیید اس چیز کی کہ مطلق ہے حدیث باب میں جو پہلے ہے اور یہ استغناء اور صبر کرنا بزور اور بچنا سوال سے اگر مقرون ہو ساتھ توکل کے تو وہی ہے جو نفع دیتا ہے اور مطلوب کو پہنچاتا ہے اور مراد ساتھ توکل کے اعتقاد کرنا اس چیز کا ہے جو دلالت کرتا ہے اس پر یہ آیت ﴿وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا﴾ اور نہیں ہے مراد ساتھ اس کے ترک کرنا اسباب کا اور اعتماد کرنا اوپر اس چیز کے کہ آتا ہے مخلوق کی طرف سے اس واسطے کہ کبھی یہ کھینچتا ہے طرف ضد اس چیز کی کہ دیکھتا ہے اس کو توکل سے اور البتہ پوچھے گئے امام احمد رحمہ اللہ ایک مرد سے جو بیٹھا اپنے گھر میں یا مسجد میں اور کہا کہ میں کچھ کام نہیں کرتا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ میرا رزق لائے تو امام احمد رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ مرد علم سے جاہل ہے اور حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرا رزق میرے نیزے کے سائے میں رکھا ہے اور فرمایا کہ اگر تم اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے جیسا کہ چاہیے تو البتہ تم کو رزق دیتا جیسے رزق دیتا ہے پرندوں کو صبح کو خالی پیٹ جاتے ہیں اور شام کو پیٹ بھر کر آتے ہیں سو ذکر کیا حضرت ﷺ نے کہ وہ صبح و شام رزق کی طلب میں جاتے ہیں کہا اور اصحاب تجارت اور سوداگری کیا کرتے تھے اور اپنے باغوں میں محنت کرتے تھے اور وہ پیشوا ہیں ساری امت کے۔ (فتح)

قَالَ الرَّبِيْعُ بْنُ خُثَيْمٍ مِّنْ كُلِّ مَا ضَاقَ عَلَى النَّاسِ. — یعنی کہا ربیع نے اس آیت کی تفسیر میں ﴿وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا﴾ الآیة یعنی جو اللہ تعالیٰ سے ڈرے وہ اس کے واسطے راہ نکلنے کی ٹھہراتا ہے ہر اس چیز سے

کہ لوگوں پر دشوار ہو۔

٥٩٩١ ـ حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ حُصَيْنَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ كُنْتُ قَاعِدًا عِنْدَ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ فَقَالَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِيْ سَبْعُوْنَ أَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ هُمُ الَّذِيْنَ لَا يَسْتَرْقُوْنَ وَلَا يَتَطَيَّرُوْنَ وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ.

۵۹۹۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ داخل ہوں گے بہشت میں میری امت سے ستر ہزار بغیر حساب کے وہ لوگ ہیں جو جھاڑ پھونک نہیں کرواتے اور شگون بد نہیں لیتے اور اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح آئندہ آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنْ قِيْلَ وَقَالَ

جو مکروہ ہے قیل اور قال سے

٥٩٩٢ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا غَيْرُ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ مُغِيْرَةُ وَفُلَانٌ وَرَجُلٌ ثَالِثٌ أَيْضًا عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ وَرَّادٍ كَاتِبِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ أَنَّ مُعَاوِيَةَ كَتَبَ إِلَى الْمُغِيْرَةِ أَنِ اكْتُبْ إِلَيَّ بِحَدِيْثٍ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَكَتَبَ إِلَيْهِ الْمُغِيْرَةُ إِنِّيْ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ عِنْدَ انْصِرَافِهِ مِنَ الصَّلَاةِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالَ وَكَانَ يَنْهٰى عَنْ قِيْلَ وَقَالَ وَكَثْرَةِ السُّؤَالِ وَإِضَاعَةِ الْمَالِ وَمَنْعٍ وَهَاتِ وَعُقُوْقِ الْأُمَّهَاتِ وَوَأْدِ الْبَنَاتِ وَعَنْ هُشَيْمٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عُمَيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ وَرَّادًا

۵۹۹۲۔ حضرت وراد سے روایت ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے مغیرہ رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ میری طرف وہ حدیث لکھ جو تو نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہو سو مغیرہ رضی اللہ عنہ نے اس کی طرف لکھا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے وقت پھرنے کے نماز سے لا الہ الا اللہ سے قدیر تک یعنی اللہ تعالیٰ کے سوائے کوئی لائق بندگی کے نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کی بادشاہی ہے اور اس کا شکر ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم منع کرتے تھے قیل قال سے یعنی بے فائدہ باتیں کرنے سے اور بے حاجت بہت سوال کرنے سے اور مال کے ضائع کرنے سے اور منع اور ہات سے اور ماؤں کی نافرمانی سے اور زندہ بیٹیوں کے گاڑنے سے۔ اور ہشیم سے ہے کہا خبر دی ہم کو عبدالملک نے کہا سنا میں نے وراد سے بیان کرتا تھا اس حدیث کو مغیرہ رضی اللہ عنہ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

يُحَدِّثُ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنِ الْمُغِيْرَةِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: مراد قیل قال سے بے فائدہ باتیں کرنی ہیں اور حکمت بیچ منع کرنے کے اس سے یہ ہے کہ جب آدمی اس کی کثرت کرے تو نہیں امن ہے اس میں واقع ہونے خطا کے سے، میں کہتا ہوں اور ترجمہ میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ یہ سب کی سب باتیں مکروہ نہیں اس واسطے کہ اس کے عموم سے وہ چیز ہے کہ ہوتی ہے محض خبر میں پس نہیں ہے مکروہ، واللہ اعلم۔ اور بعض نے کہا کہ مراد حکایت کرنا ہے لوگوں کی باتوں کا اور بحث کرنی اس سے جیسے کہا جاتا ہے کہ فلانے سے بیان کیا اور فلانے سے یوں کہا گیا اس چیز سے کہ مکروہ ہے حکایت کرنی اس سے اور نہی کثرت سوال سے شامل ہے لپٹ کر مانگنے کو اور سوال کرنے کو اس چیز سے کہ لایعنی ہے نزدیک سائل کے اور بعض نے کہا کہ مراد ساتھ نہی کے وہ مسائل ہیں جن میں یہ آیت اتری ﴿لَا تَسْئَلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَلَكُمْ﴾ اور بعض نے کہا کہ شامل ہے اکثار کو تفریع مسائل سے اور یہی ہے منقول مالک رحمہ اللہ سے اور اسی واسطے مکروہ رکھا ہے ایک جماعت سلف نے سوال کرنے کو اس مسئلے سے کہ نہ واقع ہوا ہو ساتھ سائل کے اس واسطے کہ اس میں تکلیف ہے دین میں اور رجم ساتھ گمان کے بغیر ضرورت کے اور بہت بحث اس حدیث کی کتاب الصلوٰۃ میں گزر چکی ہے اور یہ کہ مراد ساتھ نہی کے نہی کثرۃ سوال مال سے ہے اور ترجیح دی ہے اس کو بعض نے واسطے مناسبت اس کی کے ساتھ قول رضاعت مال کے۔ (فتح)

بَابُ حِفْظِ اللِّسَانِ. باب ہے بیچ نگاہ رکھنے زبان کے۔

فائدہ: یعنی بولنے سے ساتھ اس چیز کے کہ نہیں جائز ہے شرعاً اس قسم سے کہ نہیں حاجت ہے واسطے کلام کرنے والے کے ساتھ اس کے اور بیہقی نے روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت پیارا عمل زبان کا نگاہ رکھنا ہے۔ (فتح)

وَقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ.

اور حضرت ﷺ نے فرمایا اور جو اللہ تعالیٰ کے اور آخرت کے ساتھ ایمان رکھتا ہو تو چاہیے کہ نیک بات کہے یا چپ رہے۔

وَقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ﴾.

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور نہیں بولتا کوئی بات مگر کہ اس کے پاس نگہبان حاضر ہے۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ حسن سے آیا ہے کہ دونوں فرشتے ہر چیز لکھتے ہیں اور وارد ہوئی ہیں بیچ فضیلت چپ رہنے کے کئی حدیثیں ان میں سے ایک حدیث سفیان کی ہے کہ میں نے کہا یا حضرت! آپ کو کس چیز کا ہم پر زیادہ ڈر ہے؟ فرمایا کہ زبان کا، اخرجہ الترمذی اور ایک حدیث یہ ہے کہ مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے لوگ سلامت رہیں اور اس کے سوائے اور بھی حدیثیں ہیں۔

۵۹۹۳ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِيْ بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ سَمِعَ أَبَا حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ يَّضْمَنْ لِيْ مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ أَضْمَنْ لَّهُ الْجَنَّةَ.

۵۹۹۳۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مجھ سے ضامن ہو اس کا جو اس کے دونوں جبڑوں کے درمیان ہے یعنی زبان سے جھوٹ نہ بولے غیبت نہ کرے حرام مال نہ کھائے اور جو ضامن ہو اس کا جو اس کے دونوں پاؤں میں ہے یعنی زنا حرام کاری نہ کرے تو میں اس کے واسطے بہشت کا ضامن ہوتا ہوں۔

فائدہ: اور معنی اس کے یہ ہیں کہ جس نے ادا کیا حق جو اس کی زبان پر ہے بولنے سے ساتھ اس چیز کے کہ واجب ہے اوپر اس کے یا چپ رہنا بے فائدہ بات سے اور ادا کیا حق کو جو اس کی شرم گاہ پر ہے رکھنے اس کے سے بیچ حلال کے اور باز رکھنے اس کے سے حرام میں تو میں اس کے واسطے بہشت کا ضامن ہوتا ہوں اور کہا ابن بطال نے کہ دلالت کی ہے حدیث نے کہ بہت بڑی بلا دنیا میں آدمی پر زبان ہے اور شرم گاہ اس کی سو جوان کی بدی سے بچا وہ بڑے شر سے بچا۔ (فتح)

۵۹۹٤ ـ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يُؤْذِ جَارَهُ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ.

۵۹۹۴۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اللہ کے اور قیامت کے ساتھ ایمان رکھتا ہو تو چاہیے کہ نیک بات بولا کرے یا چپ رہے اور جو ایمان لایا ہو ساتھ اللہ تعالیٰ کے اور قیامت کے تو نہ تکلیف دے اپنے ہمسائے کو اور جو ایمان لایا ہو ساتھ اللہ کے اور قیامت کے تو چاہیے کہ اپنے مہمان کی تعظیم کرے یعنی اس کو خندہ پیشانی سے ملے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الادب میں گزر چکی ہے اور اس میں ترغیب ہے اوپر تعظیم کرنے مہمان کے اور منع کرنا ہے تکلیف ہمسائے سے۔

۵۹۹۵ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا لَيْثٌ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ أَبِيْ شُرَيْحٍ الْخُزَاعِيِّ قَالَ سَمِعَ أُذُنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الضِّيَافَةُ

۵۹۹۵۔ حضرت ابو شریح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے دونوں کانوں نے سنا اور میرے دل نے یاد رکھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ضیافت کا حق تین دن ہے اور دو اس کو جائزہ اس کا کہا گیا اور کیا ہے جائزہ اس کا؟ فرمایا ایک رات دن یعنی

ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ جَائِزَتُهُ قِيلَ مَا جَائِزَتُهُ قَالَ يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَسْكُتْ.

ایک دن رات تکلف سے ضیافت کرے اور حتی المقدور عمدہ کھانا پکا کر کھلائے اور جو ایمان لایا ہو ساتھ اللہ تعالیٰ کے اور قیامت کے تو چاہیے کہ اپنے مہمان کی تعظیم کرے اور جو ایمان لیا ہو ساتھ اللہ تعالیٰ کے اور دن قیامت کے تو چاہیے کہ نیک بات بولا کرے یا چپ رہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح بھی وہاں گزر چکی ہے۔

٥٩٩٦ - حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ يَزِيدَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عِيسَى بْنِ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مَا يَتَبَيَّنُ فِيهَا يَزِلُّ بِهَا فِي النَّارِ أَبْعَدَ مِمَّا بَيْنَ الْمَشْرِقِ.

٥٩٩٦۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بیشک بندہ کوئی بات بولتا ہے اور دل میں اس کو نہیں سوچتا اور اس میں تامل نہیں کرتا اور حالانکہ اسی بات کے سبب سے دوزخ میں گر پڑتا ہے جتنی کہ مشرق اور مغرب کے درمیان دوری ہے اس سے بھی زیادہ دور یعنی دوزخ کی نہایت عمیق اور گہری جگہ میں جا پڑتا ہے۔

فائدہ: اس میں تامل نہیں کرتا تا کہ اس کے معنی سمجھے سو اس کو نہ کہے مگر یہ کہ ظاہر مصلحت اس کے کہنے میں تو کہے اور کہا ابن عبدالبر نے کہ جس کلمے کے سبب سے آدمی دوزخ میں گر پڑتا ہے وہ بات ہے کہ بولے اس کو نزدیک بادشاہ ظالم کے ساتھ سرکشی کرنے کے یا سعی کرنے کے مسلمان پر سو وہ بات مسلمان کے ہلاک ہونے کا سبب ہو اور اگر قائل کا یہ ارادہ نہ ہو لیکن وہ اکثر اوقات اس کی طرف نوبت پہنچا دے تو اس بات کا اس پر گناہ لکھا جاتا ہے اور جس بات کے سبب سے درجے بلند ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی رضا مندی لکھی جاتی ہے تو وہ بات وہ ہے جس کے ساتھ مسلمان سے ظلم کو ہٹائے یا اس کے ساتھ اس کی کوئی مشکل آسان کرے یا اس کے ساتھ مظلوم کی مدد کرے اور کہا اس کے غیر نے پہلی بات میں کہ وہ بات ہے کہ بادشاہ کے پاس کہے جس کے سبب سے بادشاہ راضی ہو اور اللہ تعالیٰ ناراض ہو کہا ابن تین نے کہ یہی ہے غالب اور کبھی بادشاہ کے غیر کے پاس ہوتا ہے جس سے یہ حاصل ہو اور منقول ہے وہب سے کہ مراد ساتھ اس کے بیہودہ بکنا ہے جب تک کہ نہ ارادہ کرے ساتھ اس کے انکار امر دین کا اور کہا عیاض نے احتمال ہے کہ ہو یہ کلمہ رفث سے اور یہ کہ ہو اس میں مسلمان کی تعریض ساتھ کبیرے گناہ کے یا ساتھ استخفاف نبوت اور شریعت کے یعنی پیغمبری کی یا شریعت کی حقارت کے ساتھ تعریض ہو اگرچہ اس کا اعتقاد نہ ہو اور کہا شیخ عزالدین بن عبدالسلام نے کہ وہ بات وہ ہے کہ اس کا قائل اس کا حسن قبح نہ پہچانے اور نہ جانے کہ یہ بات بری

ہے یا بھلی، میں کہتا ہوں کہ یہی ہے جو جاری ہوتا ہے اوپر قاعدے مقدمہ واجب کے اور کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اس حدیث میں ترغیب ہے اوپر نگاہ رکھنے زبان کے سو اگر آدمی کچھ بولنا چاہے تو اس کو لائق ہے کہ سمجھ سوچ کر بولے بغیر سوچے کوئی بات نہ بولے بلکہ بولنے سے پہلے سوچ لے سو اگر اس میں کوئی مصلحت ظاہر ہو تو کلام کرے نہیں تو چپ رہے، میں کہتا ہوں اور یہ صریح ہے دوسری اور تیسری حدیث میں۔ (فتح)

٥٩٩٧ ۔ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُنِيْرٍ سَمِعَ أَبَا النَّضْرِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ يَعْنِی ابْنَ دِيْنَارٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِیْ صَالِحٍ عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ رِضْوَانِ اللّٰهِ لَا يُلْقِیْ لَهَا بَالًا يَرْفَعُهُ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَاتٍ وَإِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ سَخَطِ اللّٰهِ لَا يُلْقِیْ لَهَا بَالًا يَهْوِیْ بِهَا فِیْ جَهَنَّمَ.

٥٩٩٧۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک بندہ اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کی کوئی بات بول جاتا ہے اس کو دل میں نہیں سوچتا اور اس کی عاقبت میں فکر نہیں کرتا اور اس کو کچھ بڑی بات نہیں سمجھتا حالانکہ اللہ تعالیٰ اسی کے سبب سے اس کے درجے بلند کرتا ہے اور بیشک آدمی اللہ تعالیٰ کی ناخوشی کی کوئی بات بول جاتا ہے اور اس کو کچھ بڑی بات نہیں سمجھتا اور نہیں گمان کرتا کہ وہ کچھ اثر کرے گی حالانکہ اسی بات کے سبب سے دوزخ میں گر پڑتا ہے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ البتہ کوئی آدمی اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کی کوئی بات نہیں گمان کرتا کہ وہ پہنچے گا جس حد کو کہ پہنچا اور حالانکہ اسی کے سبب سے اس کے واسطے اللہ تعالیٰ کی رضا مندی لکھی جاتی ہے قیامت تک اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی بھی اسی طرح ہے اور وہ مانند اس آیت کی ہے ﴿وَتَحْسَبُوْنَهٗ هَيِّنًا وَّهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمٌ﴾ یعنی تم اس کو آسان گمان کرتے ہو اور وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑی بات ہے اور ایک روایت میں ہے کہ اسی بات کے سبب سے دوزخ میں گر پڑتا ہے ستر سال کی دوری پر۔ (فتح)

بَابُ الْبُكَآءِ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ

اللہ تعالیٰ کے ڈر سے رونا

٥٩٩٨ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِیْ خُبَيْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ رَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ.

٥٩٩٨۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سات شخص ہیں جن کو اللہ تعالیٰ اپنے سائے میں رکھے گا ایک وہ مرد ہے جس نے اللہ تعالیٰ کو یاد کیا یعنی خالی مکان میں سو اس کی دونوں آنکھیں جاری ہوئیں یعنی خوف الٰہی سے رویا۔

فائدہ: اسی طرح اقتصار کیا ہے اس پر اس جگہ میں اور اس کی شرح ابواب المساجد میں گزر چکی ہے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

کی حدیث کے موافق اللہ تعالیٰ کے ڈر سے روتے ہیں ایک اور حدیث وارد ہوئی ہے کہ حرام ہے آگ اس آنکھ پر جو اللہ تعالیٰ کے خوف سے روئی روایت کیا ہے اس کو احمد نے اور ایک روایت میں اس سے آیا ہے کہ نہیں داخل ہوگا آگ میں جو مرد کہ اللہ تعالیٰ کے خوف سے رویا، صحیح کہا ہے اس کو ترمذی نے۔ (فتح)

بَابُ الْخَوْفِ مِنَ اللّٰهِ — اللہ تعالیٰ سے ڈرنا

فائدہ: اور یہ مقام عالی ہے اور یہ ایمان کے لوازمات سے ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وَخَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ﴾ یعنی اور مجھ سے ڈرو اگر تم مومن ہو اور دوسری جگہ میں فرمایا کہ لوگوں سے مت ڈرو بلکہ مجھ سے ڈرو اور فرمایا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ڈرتے ہیں اللہ تعالیٰ سے اس کے بندوں میں سے علماء اور حدیث میں آیا ہے کہ میں تم میں سے زیادہ اللہ تعالیٰ کو جانتا ہوں اور میں تم سے زیادہ ڈرنے والا ہوں اللہ تعالیٰ سے اور جوں جوں بندہ اللہ تعالیٰ سے نزدیک ہوتا جاتا ہے توں توں اللہ تعالیٰ سے زیادہ ڈرتا ہے سوائے اس کے اور البتہ وصف کیا ہے اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو ساتھ قول اپنے کے ڈرتے ہیں اپنے رب سے جو ان کے اوپر ہے اور وصف کیا ہے پیغمبروں کو ساتھ قول اپنے کے کہ اللہ تعالیٰ کے پیغام کو پہنچاتے ہیں اور اس سے ڈرتے ہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مقرب لوگ اللہ تعالیٰ سے بہ نسبت اور لوگوں کی زیادہ ڈرتے ہیں اس واسطے کہ ان سے مطالبہ ہوتا ہے اوروں سے نہیں ہوتا سو رعایت کرتے ہیں اس مرتبے کی اور اس واسطے کہ واجب واسطے اللہ تعالیٰ کے شکر کرنا ہے مرتبے پر سو بہ نسبت عالی ہونے اس مرتبے کے شکر بھی دوگنا چاہیے سو بندہ اگر مستقیم ہو تو اس کو بری عاقبت سے ڈر ہے یا درجے کے ناقص ہونے سے اور اگر مائل ہو یعنی سیدھے راہ سے مائل ہو تو اس کا خوف اپنے برے کام سے ہے اور نفع دیتا ہے اس کو یہ ساتھ نادم ہونے کے اور الگ ہونے کے گناہ سے اس واسطے کہ خوف پیدا ہوتا ہے گناہ کے قبح کے پہچاننے سے اور اس کی وعید کے تصدیق سے باز ہو وہ ان لوگوں میں سے جن کو اللہ تعالیٰ بخشنا نہیں چاہے گا سو وہ ڈرنے والا ہے اپنے گناہ سے طلب کرنے والا ہے اپنے رب سے کہ کرے اس کو ان لوگوں میں جن کو بخشے گا اور داخل ہوتی ہے اسباب میں وہ حدیث جو پہلے باب میں ہے کہ اس میں یہ بھی ہے کہ ایک وہ مرد ہے کہ اس کو مالدار خوبصورت عورت نے بلایا بدکاری کے واسطے تو اس نے کہا کہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں اور داخل ہوتی ہے اس میں حدیث تین آدمیوں کی جو پہاڑ کی غار میں آ گئے تھے اس واسطے کہ ان میں ایک وہ ہے جو عورت کے ساتھ بدکاری کرنے سے بچا اللہ تعالیٰ کے ڈر سے اور چھوڑا واسطے اس کے وہ مال اس کو دیا تھا اور روایت کی ہے ترمذی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کفل کے قصے میں کہ وہ عورت سے بچا اور جو مال اس کو دیا تھا اسی کو چھوڑ دیا واسطے خوف اللہ تعالیٰ کے۔ (فتح)

۵۹۹۹ ـ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ رِبْعِيٍّ عَنْ حُذَيْفَةَ عَنِ

۵۹۹۹ـ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تم سے اگلی امتوں یعنی بنی اسرائیل میں ایک مرد تھا اپنے عمل سے بدگمان

النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ رَجُلٌ مِّمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ يُسِيْءُ الظَّنَّ بِعَمَلِهِ فَقَالَ لِأَهْلِهِ إِذَا أَنَا مُتُّ فَخُذُوْنِي فَذَرُّوْنِي فِي الْبَحْرِ فِي يَوْمٍ صَائِفٍ فَفَعَلُوْا بِهِ فَجَمَعَهُ اللّٰهُ ثُمَّ قَالَ مَا حَمَلَكَ عَلَى الَّذِيْ صَنَعْتَ قَالَ مَا حَمَلَنِيْ إِلَّا مَخَافَتُكَ فَغَفَرَ لَهُ.

تھا سو اس نے اپنے گھر والوں سے کہا کہ جب میں مر جاؤں تو مجھ کو لے جاؤ یعنی جلا ڈالنا پھر مجھ کو دریا میں بکھیر دینا سخت اندھی کے دن میں سو انہوں نے اس کے مرنے کے بعد کیا جو اس نے کہا تھا پھر اللہ تعالیٰ نے اس کی خاک کو جمع کیا پھر اللہ تعالیٰ نے اس سے کہا کہ تو نے یہ کام کیوں کیا تھا؟ اس نے کہا اے رب تیرے خوف سو اللہ تعالیٰ نے اس کو بخش دیا۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ اس نے کہا کہ میری آدھی راکھ کو خشکی میں بکھیر دو اور آدھی کو دریا میں اور اس حدیث کی شرح ذکر بنی اسرائیل میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

٦٠٠٠ - حَدَّثَنَا مُوْسٰى حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ سَمِعْتُ أَبِيْ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَبْدِ الْغَافِرِ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ رَجُلًا فِيْمَ نْ كَانَ سَلَفَ أَوْ قَبْلَكُمْ آتَاهُ اللّٰهُ مَالًا وَوَلَدًا يَعْنِيْ أَعْطَاهُ قَالَ فَلَمَّا حُضِرَ قَالَ لِبَنِيْهِ أَيَّ أَبٍ كُنْتُ لَكُمْ قَالُوْا خَيْرَ أَبٍ قَالَ فَإِنَّهُ لَمْ يَبْتَئِرْ عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرًا فَسَّرَهَا قَتَادَةُ لَمْ يَدَّخِرْ وَإِنْ يَّقْدَمْ عَلَى اللّٰهِ يُعَذِّبْهُ فَانْظُرُوْا فَإِذَا مُتُّ فَأَحْرِقُوْنِيْ حَتّٰى إِذَا صِرْتُ فَحْمًا فَاسْحَقُوْنِيْ أَوْ قَالَ فَاسْهَكُوْنِيْ ثُمَّ إِذَا كَانَ رِيْحٌ عَاصِفٌ فَأَذْرُوْنِيْ فِيْهَا فَأَخَذَ مَوَاثِيْقَهُمْ عَلٰى ذٰلِكَ وَرَبِّيْ فَفَعَلُوْا فَقَالَ اللّٰهُ كُنْ فَإِذَا رَجُلٌ قَائِمٌ ثُمَّ قَالَ أَيْ عَبْدِيْ مَا حَمَلَكَ عَلٰى مَا فَعَلْتَ قَالَ مَخَافَتُكَ أَوْ فَرَقٌ مِّنْكَ فَمَا تَلَافَاهُ أَنْ رَّحِمَهُ اللّٰهُ فَحَدَّثْتُ أَبَا عُثْمَانَ

٦٠٠٠ - حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد کو ذکر کیا جو تم سے اگلی امتوں میں تھا اللہ تعالیٰ نے اس کو مال اور اولاد دی سو جب وہ قریب المرگ ہوا تو اپنی اولاد سے کہا کہ میں تمہارے لیے کیسا باپ تھا؟ انہوں نے کہ بہتر باپ، کہا سو اس نے یعنی میں نے اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی نیکی جمع نہیں کی اور اگر اللہ تعالیٰ کے سامنے آیا تو اللہ تعالیٰ اس کو عذاب کرے گا سو دیکھو کہ جب میں مر جاؤں تو مجھ کو جلا ڈالنا یہاں تک کہ کوئلا ہو جاؤں تو مجھ کو گھسا ڈالنا پھر جب سخت آندھی ہو تو مجھ کو اس میں بکھیر دینا سو اس نے ان سے اس پر عہد و پیان لیا قسم ہے میرے رب کی سو انہوں نے یہ کام کیا یعنی اس کے مرنے کے بعد سو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مرد ہو جا سو اچانک وہ مرد کھڑا تھا اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے میرے بندے! تو نے یہ کام کیوں کیا تھا؟ کہا کہ تیرے ڈر سے، سو وہ چیز کہ تلافی کی اس کو اللہ تعالیٰ نے رحمت کی ہے یعنی اس پر رحم کیا اور اس کو بخش دیا سو میں نے حدیث بیان کی ابو عثمان رضی اللہ عنہ سے اس نے کہا کہ میں نے سلمان رضی اللہ عنہ سے سنا لیکن اس نے اتنا زیادہ کیا ہے سو مجھ کو دریا میں بکھیر

فَقَالَ سَمِعْتُ سَلْمَانَ غَيْرَ أَنَّهُ زَادَ فَأَذْرُوْنِيْ فِي الْبَحْرِ أَوْ كَمَا حَدَّثَ وَقَالَ مُعَاذٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ سَمِعْتُ عُقْبَةَ سَمِعْتُ أَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

دینا یا جیسے حدیث بیان کی یعنی یہ حدیث ابو سعید رضی اللہ عنہ کی معنی میں ہے نہ سب لفظ سے اور کہا معاذ رضی اللہ عنہ نے کہ حدیث بیان کی ہم سے شعبہ نے قتادہ سے اس نے سنا عقبہ رضی اللہ عنہ سے اس نے سنا ابو سعید رضی اللہ عنہ سے اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ کے پاس گیا تو اس کو عذاب کرے گا تو اس کے معنی یہ ہیں کہ اگر قیامت کے دن اٹھایا گیا اپنی شکل وصورت پر تو اس کو ہر کوئی پہچانے گا اور جب راکھ ہو گیا پانی اور دریا میں تو شاید پوشیدہ رہے اور یہ جو اس نے کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھ پر قادر ہو تو مجھ کو عذاب کرے گا تو اس نے یہ حالت بیہوشی میں کہا جب کہ غالب ہوئی اس پر بیہوشی خوف الٰہی سے اور اس کی عقل کو ڈھانکا سو وہ اس میں معذور ہے جیسا کہ کہا اس شخص نے جس کی سواری گم ہوئی تھی کہ الٰہی! تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا رب ہوں اور ایک روایت میں ہے کہ اس نے کہا کہ جب میں مر جاؤں تو میرے واسطے بہت لکڑیوں کو جمع کرنا پھر اس میں آگ جلانا اور یہ جو کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی یہ تلافی کی یعنی تدارک کیا اور یہ ما نافیہ ہے یعنی نہ تدارک کیا اس کا اللہ تعالیٰ نے مگر یہ کہ اس کو بخش دیا اور کہا معتزلہ نے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اس واسطے بخش دیا کہ اس نے موت کے وقت توبہ کی تھی اور اپنے فعل پر نادم ہوا اور کہا مرجیہ نے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو بخش دیا اس کی اصل توحید کے سبب سے اس واسطے کہ ان کا اعتقاد یہ ہے کہ توحید کے ساتھ گناہ ضرر نہیں کرتا اور تعاقب کیا گیا ہے اول ساتھ اس کے کہ نہیں ارادہ کیا اس نے کہ رد کرے ظلم کو سو مغفرت اس کی اس وقت ساتھ فضل اللہ تعالیٰ کے ہے نہ ساتھ توبہ کے اس واسطے کہ نہیں پوری ہوتی ہے توبہ مگر ساتھ اپنے مظلوم کے حق اپنے کو ظالم سے اور ثابت ہو چکا ہے کہ وہ کفن چور تھا اور تعاقب کیا گیا ہے قول خارجیوں کا ساتھ اس کے کہ واقع ہوا ہے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ اس کو عذاب ہوا تھا بنا بر اس کے سو محمول ہے رحمت اور مغفرت اوپر ارادے ترک خلود کے دوزخ میں یعنی مراد اس کے بخشے جانے سے یہ ہے کہ وہ دوزخ میں ہمیشہ نہیں رہے گا اور ساتھ اس کے رد کیا جاتا ہے دونوں فرقوں پر مرجیہ پر بیچ اصل دخول اس کے دوزخ میں اور معتزلہ پر بیچ دعویٰ ان کے کہ وہ ہمیشہ اس میں رہے گا اور نیز اس میں رد ہے ان معتزلوں پر کہ اس نے اس کلام سے توبہ کی تو واجب ہوا اللہ پر قبول کرنا توبہ اس کی کہا کہا ابن ابی جمرہ نے کہ وہ مرد ایماندار تھا اس واسطے کہ اس نے یقین کیا ساتھ حساب کے اور یہ کہ گناہوں پر اس کو عذاب ہو گا اور بہر حال جلا جس کے ساتھ اس نے وصیت کی اپنی اولاد کو سو شاید یہ ان کی شریعت میں جائز ہو گا واسطے صحیح کرنے توبہ کے اس واسطے کہ بنی اسرائیل کی شرع میں ثابت ہو چکا ہے کہ وہ توبہ کے صحیح کرنے کے واسطے اپنے آپ کو قتل کر ڈالتے تھے اور اس حدیث میں نام رکھنا چیز کا ہے ساتھ اس چیز کے کہ اس

سے قریب ہو اس واسطے کہ کہا کہ اس کو موت حاضر ہوئی اور اس کو تو فقط اس حالت میں اس کی علامتیں حاضر ہوئی تھیں اور اس میں فضیلت ہے امت محمدی ﷺ کی واسطے اس چیز کے کہ تخفیف ہوئی ان سے اُتار ڈالنے ان بوجھوں کے سے اور احسان کیا اللہ تعالیٰ نے ان پر ساتھ آسان دین کے کہ دین اسلام ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کی عظمت ہے کہ جمع کیا اس کے بدن کو اس کے بعد کہ سخت بکھیرا گیا تھا اور پہلے گزر چکا ہے کہ یہ اخبار ہے اس چیز سے کہ ہوگی قیامت کے دن۔ (فتح)

بَابُ الْاِنْتِهَآءِ عَنِ الْمَعَاصِيْ.

گناہوں سے باز رہنا یعنی ان کو بالکل چھوڑ دینا اور اس سے منہ پھیرنا بعد واقع ہونے کے بیچ اس کے۔

٦٠٠١ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلِيْ وَمَثَلُ مَا بَعَثَنِيَ اللّٰهُ كَمَثَلِ رَجُلٍ أَتٰى قَوْمًا فَقَالَ رَأَيْتُ الْجَيْشَ بِعَيْنَيَّ وَإِنِّيْ أَنَا النَّذِيْرُ الْعُرْيَانُ فَالنَّجَا النَّجَآءَ فَأَطَاعَتْهُ طَائِفَةٌ فَأَدْلَجُوْا عَلٰى مَهْلِهِمْ فَنَجَوْا وَكَذَّبَتْهُ طَائِفَةٌ فَصَبَّحَهُمُ الْجَيْشُ فَاجْتَاحَهُمْ.

٦٠٠١ ـ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میری مثل اور میری پیغمبری اور دین کی مثل اس مرد کی سی مثل ہے جو ایک قوم کے پاس آیا سو اس نے کہا اے قوم! میں بیشک لوٹنے والے لشکر کو اپنی دونوں آنکھوں سے دیکھ آیا ہوں اور میں ننگا ڈرانے والا ہوں سو جلدی بھاگو سو اس کی قوم میں سے کچھ لوگوں نے اس کا کہا مانا سو وہ شام ہوتے ہی بھاگے سو آرام سے چلے گئے اور ان میں سے ایک گروہ نے اس کو جھوٹا جانا سو وہ فجر تک اپنے مکانوں میں ٹھہرے رہے سو صبح ہوتے ہی ان پر لشکر ٹوٹ پڑا تو ان کو ہلاک کیا اور ان کو جڑ سے اُکھاڑا سو یہی مثل ہے اس کی جس نے میرا کہنا مانا اور میرے دین کی پیروی کی اور مثل اس کی جس نے میرا کہنا نہ مانا اور جھٹلایا سچے دین کو۔

فائدہ: اصل اس میں یہ ہے کہ ایک مرد ایک لشکر سے ملا سو لشکر والوں نے اس کو پکڑ کر قید کر لیا اور اس کے چھین لیے سو وہ مرد ان کے ہاتھ سے اپنی قوم کی طرف چھوٹ نکلا سو اس نے اپنی قوم سے کہا کہ میں نے ایک لشکر دیکھا انہوں نے میرے کپڑے چھین لیے سو انہوں نے اس کو ننگا پایا تو ان کو اس کا سچ کہنا ثابت ہوا اس واسطے کہ وہ اس کو جانتے تھے اور نہ تہمت کرتے تھے خیر خواہی میں اور نہ جاری تھی عادت اس کی ساتھ ننگے رہنے کے سو ان کو اس کی بات کا یقین ہوا اور اس کو اس بات میں سچا جانا واسطے ان قرینوں کے سو بیان کی حضرت ﷺ نے مثال واسطے نفس اپنے کے اور واسطے اس چیز کے کہ اس کو لائے یعنی دین سے واسطے اس چیز کے کہ ظاہر کیا اس کو خوارق اور معجزات سے جو

دلالت کرتے ہیں اوپر یقین کے ساتھ سچے ہونے آپ کے واسطے سمجھانے مخاطبوں کے ساتھ اس چیز کے جس کو وہ پہچانتے تھے میں کہتا ہوں اور تائید کرتے ہیں اس کو جو احمد نے بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن نکلے سو تین بار پکارا اے لوگو! میری مثل اور تمہاری مثل اس قوم کی مثل ہے جو دشمن کے آنے سے ڈرے سو انہوں نے ایک مرد کو بھیجا کہ ان کے واسطے دیکھے سو جس حالت میں کہ وہ اسی طرح تھے کہ اچانک اس نے دشمن کو دیکھا سو وہ آگے بڑھا تا کہ اپنی قوم کو ڈرائے پھر وہ ڈرا اس سے کہ پائے اس کو دشمن پہلے اس سے کہ اپنی قوم کو ڈرائے سو اس نے اپنے کپڑے کی طرف قصد کیا کہ اے لوگو! تم پر دشمن آ پڑا تین بار اور خوب تفسیر حدیث کی حدیث سے ہوتی ہے اور یہ جو کہا فالنجاء تو اس کے معنی یہ ہیں کہ طلب کرو نجات یعنی جلدی بھاگو تم لشکر کا مقابلہ نہیں کر سکتے اور کہا طیبی نے کہ اس کلام میں کئی قسم کی تاکید ہے ایک کہ میں نے اپنی دونوں آنکھوں سے دیکھا دوسری والی تیسری عریان اس واسطے کہ وہ غائب ہے بیچ نزدیک ہونے دشمن کے اور تشبیہ دی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آپ کو ساتھ مرد کے اور اپنے ڈرانے کو ساتھ عذاب قریب کے ساتھ ڈرانے مرد کے اپنی قوم کو لشکر سے جو صبح کو آ پڑے اور تشبیہ دی مطیع اور نافرمان کو ساتھ اس مرد کے کہ جھٹلائے مرد کو اس کے ڈرانے میں اور جو سچا جانے اس کو۔ (فتح)

٦٠٠٢ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهُ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّمَا مَثَلِيْ وَمَثَلُ النَّاسِ كَمَثَلِ رَجُلٍ اسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّا أَضَاءَ تْ مَا حَوْلَهُ جَعَلَ الْفَرَاشُ وَهٰذِهِ الدَّوَابُّ الَّتِيْ تَقَعُ فِي النَّارِ يَقَعْنَ فِيْهَا فَجَعَلَ يَنْزِعُهُنَّ وَيَغْلِبْنَهُ فَيَقْتَحِمْنَ فِيْهَا فَأَنَا آخُذُ بِحُجَزِكُمْ عَنِ النَّارِ وَهُمْ يَقْتَحِمُوْنَ فِيْهَا.

٦٠٠٢۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ میری مثل اور لوگوں کی مثل اس مرد کی سی مثل ہے جس نے آگ جلائی سو جب اس نے روشن کیا گرد اس کا تو یہ کیڑے اور پتنگے آگ میں گرنے لگے اور وہ ان کو ہٹانے لگا اور وہ اس پر غلبہ کرتے تھے اور اندھا دھند اس میں گرے پڑتے تھے سو میں تمہاری کمروں کو پکڑے ہوئے ہوں دوزخ سے اور تم اندھا دھند اس میں گرے پڑتے ہو۔

فائدہ: اور اس حدیث میں وہ چیز ہے کہ تھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں نرمی اور رحمت اور حرص سے اور پھر نجات امت کے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَؤُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾ اور یہ جو کہا آگ سے تو رکھا ہے مسبب کو جگہ سبب کی اس واسطے کہ مراد یہ ہے کہ منع کرتے ہیں ان کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم واقع ہونے سے گناہ میں جو سبب ہے داخل ہونے کا آگ میں اور حاصل یہ ہے کہ تشبیہ دی ہے اصحاب شہوات کے گرنے کو گناہوں میں جو سبب ہیں

واسطے گرنے کے دوزخ میں ساتھ گرنے پتنگوں کے آگ میں واسطے پیروی کرنے اپنی خواہشوں کے اور تشبیہ دی ہٹانے گنہگاروں کو گناہوں سے ساتھ اس چیز کے کہ ڈرایا ان کو ساتھ اس کے اور ڈرایا ان کو ساتھ ہٹانے آگ والے کے پتنگوں کو اس سے اور کہا عیاض نے کہ تشبیہ دی ہے گرنے گنہگاروں کے کو آخرت کی آگ میں ساتھ گرنے کے پتنگوں کے دنیا کی آگ میں اور کہا طیبی نے کہ تحقیق تشبیہ کی جو واقع ہے اس حدیث میں موقوف اوپر پہچاننے معنی اس آیت کے ﴿وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ﴾ اور اس کا بیان یوں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حدیں اس کی حرام کی ہوئی اور منع کی ہوئی چیزیں ہیں جیسا کہ حدیث صحیح میں ہے کہ حما اللہ کا اس کی حرام کی ہوئی چیزیں ہیں اور سب حرام چیزوں کی جڑ حب دنیا کی ہے اور زینت اس کی اور پورا لینا اس کی لذت اور شہوت کا سو تشبیہ دی حضرت ﷺ نے ان حدوں کے ظاہر کرنے کو ساتھ بیان کافی اور شافی کی کتاب اور حدیث سے ساتھ کھینچنے مردوں کے آگ سے اور تشبیہ دی ظاہر اور مشہور ہونے اس کے کو زمین کی پورب اور پچھم میں ساتھ روشن کرنے اس آگ کے جلانے والی گرد کو اور تشبیہ دی لوگوں کو اور ان کی بے پروائی کو ساتھ اس بیان کے اور کشف کے اور بڑھنے ان کے کو اللہ تعالیٰ کی حدوں سے اور حرص ان کی کو اوپر پورا لینے ان لذتوں اور خواہشوں کے اور منع کرنے ان کے کو اس سے ساتھ پکڑنے کمر ان کی کے ساتھ پتنگوں کے جو آگ میں گرے پڑتے ہیں اور غلبہ کرتے ہیں جلانے والے پر جیسے آگ جلانے والے کی غرض اپنے فعل سے نفع اٹھانا خلق کا تھا ساتھ اس کے روشنی لینی اور تاپنے وغیرہ سے اور پتنگوں نے اپنی جہالت کے واسطے اس کو اپنی ہلاکت کا سبب بنایا ہے اسی طرح قصہ ان بیانوں سے ہدایت پانا امت کا تھا اور بچنا اس کا اس چیز سے کہ سبب ہے ان کے ہلاک کا اور باوجود اس کے انہوں نے اس کو دوزخ میں گرنے کا سبب ٹھہرایا ہے اور قول اس کا اور میں تمہاری کمروں کو پکڑے ہوں یہ استعارہ ہے مثل حالت منع کرنے امت کے سے ہلاک سے ساتھ حالت اس مرد کے جس نے پکڑا ہے اپنے ساتھی کی کمر کو جو چاہتا ہے کہ ہلاک کے گڑھے میں گرے۔ (فتح)

٦٠٠٣ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ عَنْ عَامِرٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو يَقُوْلُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهٖ وَيَدِهٖ وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ مَا نَهَى اللّٰهُ عَنْهُ.

٦٠٠٣ ـ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کامل مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان بچیں اور ہجرت کرنے والا وہ ہے جو اس کو چھوڑے جس سے اللہ تعالیٰ نے منع کیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الایمان میں گزر چکی ہے، بعض نے کہا کہ خاص کیا ہے مہاجر کو ساتھ ذکر کے واسطے خوش کرنے دل اس شخص کے کہ نہیں ہجرت کی اس نے مسلمانوں میں سے واسطے فوت ہونے ہجرت کے ساتھ فتح ہونے مکہ کے سو حضرت ﷺ نے ان کو معلوم کروایا کامل مہاجر وہ شخص ہے جو چھوڑے اس کو جس سے اللہ تعالیٰ

نے فرمایا اور احتمال ہے کہ یہ ہو تنبیہ واسطے مہاجرین کے یہ کہ نہ تکیہ کر بیٹھیں ہجرت پر اور قصور کریں عمل میں اور یہ حدیث جوامع الکلم سے ہے جو آنحضرت ﷺ کے ملے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا أَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا وَّلَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا.

حضرت ﷺ کے اس قول کے بیان میں کہ اگر تم جانتے جو میں جانتا ہوں تو تھوڑا ہنسا کرتے۔

٦٠٠٤ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا أَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا وَّلَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا.

٦٠٠٤۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم جانتے جو میں جانتا ہوں تو البتہ تم ہنسا کرتے تھوڑا اور رویا کرتے بہت۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الاعتصام میں آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ اور مراد ساتھ علم کے اس جگہ وہ چیز ہے جو متعلق ہے ساتھ عظمت اللہ تعالیٰ کے اور انتقام لینے اس کے اس شخص سے جو اس کی نافرمانی کرے اور اُن احوال کے جو واقع ہوتے ہیں وقت نزع اور موت کے بیچ قبر کے اور دن قیامت کے اور مناسبت بہت رونے اور کم ہنسنے اس مقام میں واضح ہے اور مراد ساتھ اس کے ڈرانا ہے اور اس حدیث کے واسطے ایک اور سبب آیا ہے روایت کی ہے طبرانی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ حضرت ﷺ مسجد کی طرف نکلے سو اچانک دیکھا کہ کچھ لوگ باتیں کرتے ہیں اور ہنستے ہیں سو فرمایا قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان پھر ذکر کی حدیث اور حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ جو جانے کہ موت آنے والی اور قیامت اس کی وعدہ گاہ ہے اور اس نے اللہ تعالیٰ کے آگے حاضر ہونا ہے سو اس کا حق ہے کہ دنیا میں بہت غمگین رہے کہا کرمانی نے کہ اس حدیث میں صناعت بدیع سے ہے مقابلہ ضحک کا ساتھ رونے کے اور قلت کا ساتھ کثرت کے اور مطابقت ہر ایک کی دونوں میں سے۔ (فتح)

٦٠٠٥ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُوْسَى بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا أَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا وَّلَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا.

٦٠٠٥۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم جانتے جو میں جانتا ہوں تو البتہ تھوڑا ہنستے اور بہت روتے۔

بَابُ حُجِبَتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ

روکی گئی دوزخ خواہش نفسانی اور لذات سے یعنی ڈھانکی گئی سوشہوات اور لذات سبب ہیں واقع ہونے کا دوزخ میں۔

٦٠٠٦ ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حُجِبَتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ وَحُجِبَتِ الْجَنَّةُ بِالْمَكَارِهِ.

٦٠٠٦۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روکی گئی دوزخ لذات سے اور روکی گئی بہشت تکلیفات سے۔

فائدہ: اور اسی طرح روایت کیا ہے اس کو مسلم اور ترمذی نے انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اور وہ حدیث حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جامع الکلم سے اور بدیع بلاغت سے ہے بیچ مذمت شہوات کے اگرچہ نفس اس کی طرف مائل کرتے ہیں اور ترغیب سے طاعت پر اگرچہ اس کو نفوس ناگوار جانتے ہیں اور ان پر دشوار ہوتا ہے اور وارد ہوا ہے بیان اس کا ترمذی وغیرہ کی حدیث میں اس طور سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے بہشت اور دوزخ کو پیدا کیا تو جبریل علیہ السلام کو بہشت کی طرف بھیجا اور کہا کہ اس کو دیکھ سو جبریل علیہ السلام دیکھ کر پھرے اور کہا قسم ہے تیری عزت کی جو اس کو سنے گا اس میں داخل ہو گا سو حکم کیا ساتھ گھیرنے اس کے سو گھیری گئی ساتھ تکلیفات کے سو فرمایا جبریل علیہ السلام کو کہ اس کی طرف پلٹ جا وہ پلٹ گیا اور پھرا اور کہا کہ قسم ہے تیری عزت کی البتہ مجھ کو ڈر ہوا اس کا کہ کوئی اس میں داخل نہ ہو پھر اللہ تعالیٰ نے جبریل علیہ السلام کو فرمایا کہ دوزخ کی طرف جا اور اس کو دیکھ سو جبریل پھرا سو عرض کیا کہ جو اس کو سنے گا کوئی اس میں داخل نہ ہو گا پھر حکم کیا سو گھیری ساتھ لذات کے اور فرمایا کہ اس کی طرف پلٹ جا سو جبریل علیہ السلام اس کو دیکھ کر پھرا اور کہا کہ قسم ہے تیری عزت کی البتہ مجھ کو ڈر ہے کہ کوئی اس سے نجات نہ پائے سو یہ حدیث تفسیر کرتی ہے باب کی حدیث کو سو مراد ساتھ مکارہ کے اس جگہ وہ چیز ہے کہ حکم کیا گیا ہے ساتھ اس کے مکلّف ساتھ مجاہدے نفس اپنے کے بیچ اس کے کرنے اور نہ کرنے سے مانند عبادات کے کی اپنے طور پر اور نگہبانی کرنے کے اوپر ان کے اور پرہیز کرنے منع کی چیزوں کے سو قولاً وترکاً اور ان کو مکارہ کہا واسطے مشقت ان کے عامل پر اور دشوار ہونے ان کے کے اوپر اس کے اور منجملہ اُن کے صبر ہے مصیبت پر اور ماننے حکم اللہ تعالیٰ کے بیچ اس کے اور مراد ساتھ شہوات کے وہ چیزیں ہیں کہ لذت لی جاتی ہے ساتھ ان کے دنیا کے کاموں سے اس قسم سے کہ منع کیا ہے شرع نے ان کے استعمال سے یا ساتھ اصالت کے کہ اصل اس فعل سے منع کیا اور یا اس واسطے کہ اس کے فعل سے کسی چیز مامور بہ کا ترک لازم آتا ہے اور لاحق ہیں ساتھ اس کے شبہ والی چیزیں اور بہت استعمال کرنا مباح

چیزوں کا واسطے اس خوف کے کہ حرام میں واقع ہو سو گویا کہ کہا کہ نہیں پہنچ سکتا ہے آدمی طرف بہشت کی مگر ساتھ قطع کرنے جنگلوں تکلیف کے اور اسی طرح نہیں نجات پاتا ہے اس سے آدمی مگر ساتھ ترک لذت اور شہوات کے اور کہا ابن عربی نے کہ معنی اس حدیث کے یہ ہیں کہ لذات ٹھہرائی گئی ہیں اوپر دونوں کناروں آگ کے اندر سے اور بعض نے کہا کہ لذت دار چیزیں آگ کی جانب میں باہر سے سو جوان میں داخل ہوا اور جس نے پردہ پھاڑا وہ دوزخ میں داخل ہوا۔ (فتح)

بَابٌ اَلْجَنَّةُ أَقْرَبُ إِلٰى أَحَدِكُمْ مِّنْ شِرَاكِ نَعْلِهٖ وَالنَّارُ مِثْلُ ذٰلِكَ.

بہشت ہر ایک آدمی کو قریب تر ہے اس کے جوتے کے تسمے سے اور دوزخ بھی اسی طرح۔

٦٠٠٧ ـ حَدَّثَنِيْ مُوْسَى بْنُ مَسْعُوْدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ وَّالْأَعْمَشِ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْجَنَّةُ أَقْرَبُ إِلٰى أَحَدِكُمْ مِّنْ شِرَاكِ نَعْلِهٖ وَالنَّارُ مِثْلُ ذٰلِكَ.

٦٠٠٧۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہشت ہر ایک آدمی کو تم لوگوں میں سے قریب تر ہے اس کے جوتے کے تسمے سے اور دوزخ بھی اسی طرح یعنی بہشت اور دوزخ آدمی سے بہت قریب ہیں دور نہ سمجھو۔

فائدہ: پس بندگی بہشت کی طرف پہنچاتی ہے اور نافرمانی کبھی آسان چیز میں ہوتی ہے جس کو آدمی کچھ چیز نہیں سمجھتا اور یہ مطلب پہلے گزر چکا ہے کہ آدمی ایک بات کہتا ہے اور اس کو کچھ بڑی بات نہیں سمجھتا، الحدیث سو لائق ہے واسطے آدمی کے کہ تھوڑی نیکی کو کم نہ سمجھے اور تھوڑی بدی کو آسان جان کر نہ کرے اس واسطے کہ بندہ نہیں جانتا اس نیکی کو جس کے سبب سے اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے اور نہ بدی کو جس کے سبب سے اللہ تعالیٰ کا غضب اس پر نازل ہو اور کہا ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اس حدیث کے معنی یہ ہیں کہ بہشت کا حاصل کرنا آسان ہے ساتھ صحیح کرنے قصد کے اور فعل بندگی کے اور اسی طرح ہے حاصل کرنا دوزخ ساتھ موافقت ہونے اور فعل گناہ کے۔ (فتح)

٦٠٠٨ ـ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَصْدَقُ بَيْتٍ قَالَهُ الشَّاعِرُ أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَّا خَلَا اللّٰهَ بَاطِلٌ.

٦٠٠٨۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سچے مضمون کا بیت جس کو شاعر نے کہا یہ بیت ہے کہ اللہ تعالیٰ کا نام سچا ہے سب جھوٹا ہے جتن یعنی اللہ تعالیٰ کے سوائے ہر چیز مٹنے والی ہے۔

فائدہ: اور دوسرا مصرع اس بیت کا یہ ہے وکل نعیم لا محالہ زائل اور ضرور ہر نعمت زائل ہونے والی ہے اور اگر کوئی شخص کہے کہ بہشت کی نعمتیں خالی نہیں ہیں اور حالانکہ اس شعر کے عموم میں وہ بھی داخل ہیں تو جواب اس کا یہ

ہے کہ مراد ساتھ باطل کے اس جگہ وہ چیز ہے جو ہلاک ہونے والی ہے اور اللہ تعالیٰ کے سوائے ہر چیز کا فانی ہونا جائز ہے اگر چہ پیدا کیا جائے اس میں بقا اس کے بعد مانند نعمتوں بہشت کی اور مناسبت اس حدیث کی دوسرے کے واسطے ترجمہ کے پوشیدہ ہے اور شاید جب کہ ترجمہ شامل ہے اس چیز کو کہ اول حدیث میں ہے بندگی کی ترغیب سے اور اجر کے گناہ سے اگر چہ بندگی اور گناہ کم ہو تو اس سے سمجھا جاتا ہے کہ جو اس کی مخالفت کرے وہ کسی دنیا کے کام میں مخالفت کرتا ہے جیسا کہ دوسری حدیث میں اس کی تصریح ہے پس نہیں لائق ہے واسطے عاقل کے یہ کہ اختیار کرے فانی کو باقی پر۔ (فتح)

بَابٌ لِيَنْظُرْ إِلٰى مَنْ هُوَ أَسْفَلَ مِنْهُ وَلَا يَنْظُرْ إِلٰى مَنْ هُوَ فَوْقَهُ.

باب ہے چاہیے کہ نظر کرے آدمی اس کو جو اس سے کم تر ہے اور نہ دیکھے اس کو جو اس سے اونچا ہو۔

٦٠٠٩ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا نَظَرَ أَحَدُكُمْ إِلٰى مَنْ فُضِّلَ عَلَيْهِ فِي الْمَالِ وَالْخَلْقِ فَلْيَنْظُرْ إِلٰى مَنْ هُوَ أَسْفَلَ مِنْهُ.

٦٠٠٩۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی دیکھے اس کو جو اس سے اونچا ہے مال میں اور صورت میں تو چاہیے کہ دیکھے اس کو جو اس سے کم تر ہو۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ دیکھو اس کو جو تم سے کم تر ہو اور نہ دیکھو اس کو جو تم سے اونچا ہو اور یہ جو کہا صورت میں تو احتمال ہے کہ داخل ہو اس میں اولاد اور تابعدار اور ہر چیز کہ تعلق رکھتی ہے ساتھ زندگی دنیا کے اور مسلم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ یہ تمہارے حق میں بہتر ہے کہ نہ حقیر جانو گے اللہ تعالیٰ کی نعمت کو جو تم پر ہے اور ایک روایت میں ہے کہ مال داروں کے پاس مت جایا کرو تا کہ تم اللہ تعالیٰ کی نعمت کو حقیر نہ جانو کہا ابن بطال نے کہ یہ حدیث جامع ہے واسطے معانی خیر کے اس واسطے کہ آدمی نہیں ہوتا ہے کسی حال میں کہ متعلق ہو ساتھ دین کے اپنے رب کی عبادت سے کوشش کرنے والا بیچ اس کے مگر کہ پاتا ہے اس کو جو اس سے اونچا ہو سو جب اس کا نفس چاہے کہ اس کے ساتھ لاحق ہو تو اپنے آپ کو کم تر جانتا ہے سو ہمیشہ بندگی میں زیادتی کرتا ہے جو اس کو اللہ تعالیٰ سے قریب کرے اور نہیں ہوتا ہے کسی حال خسیس پر دنیا میں مگر کہ پاتا ہے اس کو جو اس سے خسیس تر اور کم تر حال میں ہو دنیا سے سو جب اس میں غور کرے تو معلوم کرے گا کہ جو اللہ تعالیٰ کی نعمت اس کو پہنچی وہ بہت لوگوں کو نہیں پہنچی جو اس سے کم تر ہیں بغیر کسی کام کے جس نے اس کو واجب کیا ہو یعنی وہ نعمت اس کو کسی نیکی کے بدلے نہیں ملی پس لازم کرے گا اس حال میں اپنے اوپر شکر کو پس زیادہ ہوگا رشک اس کا ساتھ اس کے اس کے معاد میں اور اس کے غیر

نے کہا کہ یہ حدیث دوا ہے بیماری کا اس واسطے کہ آدمی جب آپ سے اونچے کو دیکھے تو نہیں ڈر ہے اس سے کہ اس میں حسد پیدا ہو اور اس کی دوا یہ ہے کہ اس کو دیکھے جو اس سے نیچے ہوتا کہ ہو یہ اس کو باعث اوپر شکر کے اور ایک روایت میں ہے کہ دو خصلتیں ہیں جس میں ہوں لکھتا ہے اس کو اللہ تعالیٰ صابر اور شاکر جو دنیا میں آپ سے کم تر کی طرف دیکھے سو اللہ تعالیٰ کا شکر کرے بسبب اس چیز کے کہ فضیلت دی اس کو اوپر اس کے ساتھ اس کے اور جو نظر کرے دین میں طرف اس کی جو اس سے اونچا ہو سو اس کی پیروی کرے اور جو آپ سے اونچے کو دیکھ کر افسوس کرے تو وہ رضا پر لکھا جاتا ہے نہ شاکر۔ (فتح)

بَابُ مَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ أَوْ بِسَيِّئَةٍ.

جو قصد کرے ساتھ نیکی کے یا بدی کے۔

فائدہ: ھم کے معنی ہیں ترجیح قصد فعل کی۔ (فتح)

٦٠١٠ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا جَعْدُ بْنُ دِيْنَارٍ أَبُوْ عُثْمَانَ حَدَّثَنَا أَبُوْ رَجَآءٍ الْعُطَارِدِيُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا يَرْوِيْ عَنْ رَّبِّهٖ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ الْحَسَنَاتِ وَالسَّيِّئَاتِ ثُمَّ بَيَّنَ ذٰلِكَ فَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ لَهٗ عِنْدَهٗ حَسَنَةً كَامِلَةً فَإِنْ هُوَ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ لَهٗ عِنْدَهٗ عَشْرَ حَسَنَاتٍ إِلٰى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ إِلٰى أَضْعَافٍ كَثِيْرَةٍ وَّمَنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ لَهٗ عِنْدَهٗ حَسَنَةً كَامِلَةً فَإِنْ هُوَ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ لَهٗ سَيِّئَةً وَّاحِدَةً.

٦٠١٠ ـ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس چیز میں کہ روایت کرتے ہیں اپنے رب سے یعنی حدیث قدسی میں کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے نیکیوں اور بدیوں کو پھر بیان کیا اس کو ساتھ قول اپنے کے سو جو نیکی کا قصد کرے اور اس پر عمل نہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے واسطے ایک نیکی کامل لکھتا ہے اور اگر اس نے نیکی کا قصد اور اس پر عمل کیا تو اللہ تعالیٰ اس کے واسطے اپنے نزدیک دس نیکیاں لکھتا ہے سات سو گناہ تک بلکہ اس سے بھی بہت گنا زیادہ اور جو بدی کا قصد کرے سو اس کو نہ کرے تو اس کے واسطے ایک نیکی کامل لکھی جاتی ہے اور اگر وہ اس کا قصد کرے اور اس پر عمل کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے واسطے صرف ایک بدی لکھتا ہے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ اپنے رب سے روایت کرتے ہیں تو یہ حدیث احادیث الٰہیہ سے ہے احتمال ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اللہ تعالیٰ سے بلا واسطہ لیا ہو اور احتمال ہے کہ بواسطہ وحی لیا ہو اور یہی ہے راجح اور یہ جو کہا کہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے تو احتمال ہے کہ یہ قول اللہ تعالیٰ کا ہو اور احتمال ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام ہو جس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے فعل سے حکایت کیا ہے بافاعل ثم بین کا اللہ تعالیٰ ہے اور قول اس کا سو جو قصد کرے، الخ اس کی شرح ہے

اور قول اس کا اللہ تعالیٰ نے نیکیوں اور بدیوں کو لکھا مجمل ہے اور اس کی شرح سو جو قصد کرے اور یہ جو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ لکھتا ہے یعنی حکم کرتا ہے چوکیدار فرشتوں کو کہ اس کو لکھیں یا مراد یہ ہے کہ مقدر کیا جاتا ہے اس کے علم میں موافق واقع کے اس سے اور کہا اس کے غیر نے کہ مراد قدر اس کا ہے اور معلوم ہے لکھنے والے فرشتوں کو اندازہ اس کا سو نہیں حاجت کے طرف استفسار کی ہر وقت میں کیفیت کتابت سے واسطے ہونے اس کے امر مفرد فراغت کی گئی اس سے اور یہ جو کہا سو جو نیکی کا قصد کرے اور اس پر عمل کرے تو یہ شامل ہے نفی عمل جوارح کے کو اور بہر حال عمل اس کا سو احتمال ہے کہ اس کی بھی نفی ہو اگر ہو نیکی لکھی جاتی مجرد قصد سے جیسا کہ اکثر حدیثوں میں ہے مگر یہ کہ قید کیا جائے ساتھ تصمیم دل کے اور قول اس کا کہ اللہ تعالیٰ اس کو اس کے واسطے لکھتا ہے یعنی واسطے اس کے جس نے نیکی کا قصد کیا نزدیک اپنے یعنی نزدیک اللہ تعالیٰ کے نیکی کامل تو یہ دو قسم کی تاکید ہے بہر حال نزدیک ہونا سو یہ اشارہ ہے طرف شرف اور بزرگی کی اور بہر حال کمال سو اشارہ ہے طرف رفع توہم نقص اس کے کے اس واسطے کہ وہ محض قصد سے پیدا ہوئی ہے سو گویا کہ کہا گیا کہ وہ کامل نیکی ہے اس میں کوئی نقص نہیں ہے اور کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ مراد کمال سے تعظیم نیکی کی ہے اور تاکید امر اس کے کی اور عکس کیا ہے اس کا گناہ میں سو اس کو کامل کے ساتھ وصف نہیں کیا بلکہ تاکید کی اس کی ساتھ قول اپنے کے واحدۃ واسطے اشارہ کرنے کے طرف تخفیف اس کے کی واسطے مبالغہ کے فضل اور احسان میں اور معنی قول اس کے کے کہ اللہ تعالیٰ لکھتا ہے یعنی اعمال لکھنے والے فرشتوں کو حکم کرتا ہے کہ اس نیکی کو لکھیں ساتھ دلیل ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے کہ جب میرا بندہ بدی کا ارادہ کرے تو اس کو نہ لکھا کرو یہاں تک کہ اس کو کرے اور اس میں دلیل ہے اس پر کہ فرشتے کو اطلاع ہے اس چیز پر کہ آدمی کے دل میں ہے یا تو بایں طور کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اس کی اطلاع دی ہے یا اس کے واسطے علم پیدا کرتا ہے جس کے ساتھ وہ اس کو پائے اور بعض نے کہا کہ بلکہ فرشتہ بدی کے قصد کی بدبو پاتا ہے اور نیکی کے قصد کی خوشبو پاتا ہے اور کہا طوفی نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مجرد ارادے سے نیکی لکھی جاتی ہے اس واسطے کہ ارادہ خیر کا سبب ہے طرف عمل کی اور ارادہ خیر کا خیر ہے اس واسطے کہ ارادہ خیر کا دل کا عمل ہے اور اس میں اشکال ہے ساتھ اس طور کے کہ جب کہ اس طرح ہوا تو اس نیکی کے بدلے دس نیکیاں کیوں نہیں لکھی جاتیں واسطے عموم قول اللہ تعالیٰ کے ﴿مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا﴾ اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ آیت محمول ہے عمل جوارح پر یعنی جو عمل کہ ہاتھ پاؤں وغیرہ سے کیے جاتے ہیں اور حدیث محمول ہے اوپر قصد مجرد کے اور اس میں اور بھی اشکال ہے اور وہ یہ ہے کہ عمل دل کا جب معتبر ہے بیچ حاصل ہونے نیکی کے تو کس طرح نہ معتبر ہوگا بیچ عمل بدی کے اور جواب دیا گیا ہے کہ ترک کرنا گناہ کے عمل کا کہ واقع ہوا ہے ساتھ اس کے قصد دل کا اس کو اتار ڈالتا ہے اس واسطے کہ اس نے بدی کے قصد کو منسوخ کیا اور اپنی خواش کی مخالفت کی پھر ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حاصل ہوتی ہے نیکی ساتھ مجرد ترک کے برابر ہے کہ کسی مانع کے سبب سے

ہو یا نہ اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ قول اس کے کہ حَسَنَةً كَامِلَةً اس پر کہ وہ دگنی نیکی لکھی جاتی ہے اس واسطے کہ کمال اسی کا نام ہے لیکن وہ مشکل ہے لازم آتا ہے اس سے مساوی ہونا اس شخص کا جو نیکی کی نیت کرے ساتھ اس شخص کے جو اس کو کرے اس بات میں کہ دونوں کے واسطے نیکی لکھی جاتی ہے اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ دُگنا ہونا آیت میں تقاضا کرتا ہے خاص ہونے اس کے کو ساتھ عمل کرنے والے کے یعنی جو عمل کرے واسطے دلیل اس آیت کے ﴿مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ﴾ اور اس کو لانا عمل ہے اور بہر حال نیت کرنے والا سو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وارد ہوا ہے کہ اس کے واسطے نیکی لکھی جاتی ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ لکھا جاتا ہے واسطے اس کے مثل ثواب نیکی کی اور دگنا ہونا امر زائد ہے اصل نیکی پر اور علم اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہے اور یہ جو کہا کہ اس کے واسطے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں تو اس سے لیا جاتا ہے رفع تو ہم اس بات کا کہ قصد کی نیکی جوڑی جاتی ہے طرف دس نیکیوں کی جو اس کے کرنے سے حاصل ہوتی ہے سو ہوں گی جملہ گیارہ نیکیاں اور تحقیق یہ ہے کہ نیکی قصد کی درج ہو جاتی ہے عمل کی دس نیکیوں میں لیکن جس نے دل میں اول نیکی کا قصد کیا ہو اس کی نیکی قدر میں بڑی ہوتی ہے اس شخص سے کہ نہ قصد کرے اور نہ علم نزدیک اللہ تعالیٰ کے ہے اور یہ جو کہا کہ سات سو تک تو ایک روایت میں ہے کہ جو نیکی کرے اس کے واسطے دس گنا ہے اور زیادہ تر اور یہ حدیث دلالت کرتی ہے اس پر کہ عمل کی نیکی کا دس گنا تک زیادہ ہونا یقینی ہے اور جو اس پر زیادہ ہے اس کا واقع ہونا جائز ہے بحسب زیادتی کے اخلاص میں اور صدق عزم اور حضور قلب کے میں اور تعدی نفع میں مانند صدقہ جاری کی اور علم نافع کی اور نیک راہ کی اور شرف علم کی اور مانند اس کی اور بعض نے کہا کہ جو عمل کہ سات سو گنا تک زیادہ ہوتا ہے وہ خاص ہے ساتھ خرچ کرنے کے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اور صحیح یہ ہے کہ یہ حکم عام ہے کسی عمل کے خاص نہیں اور اختلاف ہے اس میں کہ اللہ تعالیٰ کے قول ﴿وَاللّٰهُ يُضَاعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ﴾ میں دگنا ہونا ثواب کا ہے فقط سات سو تک ہے سو اول بات تحقق ہے اور دوسری کا احتمال ہے اور تائید کرتا ہے جواز کو وسیع ہونا فضل کا اور یہ جو کہا کہ جو بدی کا قصد کرے اور اس پر عمل نہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے اپنے نزدیک ایک نیکی کامل لکھتا ہے تو مراد ساتھ کمال کے بڑا ہونا قدر کا ہے کما تقدم نہ دگنا دس تک اور نہیں واقع ہوئی ہے تقیید ساتھ کمال کے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے طریقوں میں اور ظاہر اخلاق حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ لکھی جاتی ہے نیکی ساتھ مجرد ترک کے لیکن وہ مقید ہے ساتھ اس چیز کے کہ دوسری روایت میں ہے کہ اگر اس کو میرے سبب سے چھوڑے تو اس کے واسطے نیکی لکھو اور احتمال ہے کہ جو بدی کا قصد کرے پھر اس کو چھوڑ دے تو اس کے واسطے مجرد نیکی لکھی جائے سو اگر اس کو اپنے رب کے خوف سے چھوڑے تو اس کے واسطے دگنی نیکی لکھی جائے اور کہا خطابی نے کہ محل لکھنے نیکی کے کا اوپر ترک گناہ کے یہ ہے کہ تارک اس کے کرنے پر قادر ہو پھر اس کو باوجود قدرت کے نہ کرے اس واسطے کہ نہیں نام رکھا جاتا ہے تارک مگر ساتھ قدرت کے اور داخل ہوتا ہے اس میں وہ شخص جو حائل ہو درمیان اس کے اور

درمیان اس کے فعل پر کوئی مانع جیسے کہ ایک عورت کی طرف چلا کہ اس سے زنا کرے مثلاً سو اس نے دروازے کو بند پایا اور اس کا کھولنا دشوار ہو اور اسی طرح جو شخص کہ مثلا حرام کاری پر قادر ہو سو اس کو شہوت نہ آئے یا اس کے سر پر کوئی چیز آ گئی جس کی ایذا سے دنیا میں اس کو خوف ہو اور معارض ہے باب کی حدیث کو وہ چیز جو روایت کی ہے احمد اور ابن ماجہ اور ترمذی وغیرہ نے کہ ایک مرد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو نہ مال دیا ہے نہ علم سو وہ کہتا ہے کہ اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں بھی فلانے کی طرح عمل کرتا سو وہ دونوں گناہ میں برابر ہیں پس اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دل کے قصد سے گناہ لکھا جاتا ہے اور تطبیق یہ ہے کہ باب کی حدیث میں مراد مجرد قصد ہے بغیر مضبوط اور پکا کرنے دل کے اوپر اس کے اور مراد اس حدیث سے وہ شخص ہے جو اس پر پکا ہو اور اصرار کرے اور وہ موافق ہے واسطے اس کے جو باقلانی کا مذہب ہے کہ اگر دل میں خطرہ گزرے بدی کا بغیر قصد کے تو اس پر گناہ نہیں ہوتا خواہ دل میں اس کے جب کہ دل میں قرار نہ پکڑے فعل کی پکی نیت کرے یا نہ اور یہی مذہب ہے اکثر فقہاء اور محدثین کا اور تعاقب کیا ہے اس کا عیاض نے ساتھ اس کے کہ عام سلف اور اہل علم کا یہ مذہب ہے کہ دل کے عملوں سے بھی مؤاخذہ ہوتا ہے جیسا کہ جوارح کے عملوں سے اور اس جگہ تیسری قسم بھی ہے اور وہ شخص ہے جو گناہ کرے اور اس سے توبہ نہ کرے پھر اس کے کرنے کا قصد کرے کہ اس کو عقاب ہوتا ہے اصرار پر اور کہا ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اگر دل میں بدی کا خیال گزرے تو اس پر مؤاخذہ نہیں ہوتا پھر اگر اس پر پکا قصد کرے تو وہ عمل دل کا ہے اس پر مؤاخذہ ہوتا ہے اور بعض نے کہا کہ جو پکا ارادہ گناہ کا ہو وہ دو قسم پر ہے ایک یہ کہ وہ محض دل کے اعمال میں سے ہو مانند شک کرنے کی وحدانیت میں اور پیغمبری اور قیامت میں پس یہ کفر ہے اور اس پر یقیناً مؤاخذہ ہوتا ہے اور اس سے کم ہے وہ گناہ جو کفر کی طرف نہ پہنچے جیسے محبت رکھے اس چیز سے جس سے اللہ تعالیٰ بغض رکھتا ہے یا بالعکس یا بغیر کسی موجب کے مسلمان کے واسطے ایذا چاہے سو اس میں گنہگار ہوتا ہے اور ملحق ہے ساتھ اس کے کبر اور خود پسندی اور بغی اور مکر اور حسد اور ان میں سے بعض میں خلاف ہے سو حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ مسلمان کے ساتھ بدگمان ہونا اور اس پر حسد کرنا معاف ہے اور حمل کیا ہے انہوں نے اس کو اس چیز پر کہ واقع ہو نفس میں اس قسم سے کہ نہ قادر ہو اس کے دفع کرنے پر لیکن جس کے دل میں ایسا خیال واقع ہو وہ مامور ہے ساتھ مجاہدے نفس کے اوپر ترک کرنے اس کے کے اور دوسری قسم یہ ہے کہ ہو اعمال جوارح سے مانند زنا اور چوری کی سو اس میں اختلاف ہے سو ایک گروہ کا یہ مذہب ہے کہ اس پر بالکل مؤاخذہ نہیں ہوتا اور منقول ہے یہ شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے اور بہت علماء کا یہ مذہب ہے کہ اگر پکا قصد کرے تو اس پر مؤاخذہ ہوتا ہے اور استدلال کیا ہے بہت علماء نے ان میں سے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوْبُكُمْ﴾ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جو آیا ہے کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے معاف کیا ہے میری امت سے جو خطرہ کہ ان کے دل میں گزرے تو یہ محمول ہے ان کے نزدیک خطرات پر کما تقدم پھر یہ لوگ کہتے ہیں کہ اس کا

مؤاخذہ فقط دنیا میں ہوتا ہے ساتھ مثل غم اور تشویش کے اور بعض نے کہا کہ بلکہ قیامت کے دن اس کو اس کی سزا ملے گی ساتھ جھڑک کے نہ ساتھ عذاب کے اور یہ منسوب ہے طرف ابن عباس رضی اللہ عنہما کی اور ایک گروہ کا یہ مذہب ہے کہ اگر بدی کا خیال حرم مکہ کے اندر دل میں گزرے تو اس پر مؤاخذہ ہوتا ہے اگرچہ پکا قصد نہ کیا واسطے تعظیم خانے کعبے کے اور کہا سبکی کبیر نے کہ ہاجس پر بالا جماع مؤاخذہ نہیں ہے اور خطرے پر بھی مؤاخذہ نہیں اور وہ جاری ہونا اس ہا جس کا اور اسی طرح خیال نفس کا واسطے حدیث مشار الیہ کے اور ایک ہم ہے اور وہ قصد فعل معصیت کا ہے ساتھ تردد کے اس پر بھی مواخذہ نہیں ہے واسطے حدیث باب کے اور ایک عزم ہے اور وہ قوت اس قصد کی ہے یا جزم کرنا ساتھ اس کے اور رفع تردد کا کہا محققین نے کہ اس پر مؤاخذ ہوتا ہے اور یہ جو کہا کہ اگر وہ بدی کا قصد کرے تو اس کے واسطے ایک بدی لکھی جاتی ہے تو ابوذر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں نزدیک مسلم کے کہ اس کا بدلہ اس کی مثل ہے یا اس کو بخش دوں گا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے کہ اس کو مٹا دے گا اور معنی اس کے یہ ہیں کہ مٹا دے گا اس کو اللہ تعالیٰ ساتھ فضل اپنے کے یا توبہ کے یا ساتھ استغفار کے یا ساتھ نیکی کے اور پہلے معنی موافق ہیں ابوذر رضی اللہ عنہ کی حدیث کو اور اس میں رد ہے واسطے قول اس شخص کے جو دعویٰ کرتا ہے کہ کبیرے گناہ نہیں بخشے جاتے مگر ساتھ توبہ کے اور مستفاد ہوتا ہے قول اس کے واحدۃ سے کہ گناہ دگنا نہیں لکھا جاتا جیسے نیکی دگنی لکھی جاتی ہے اور وہ موافق ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کو ﴿فَلَا يُجْزٰى اِلَّا مِثْلَهَا﴾ اور مسلم کی ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ نہیں ہلاک ہوتا اللہ تعالیٰ پر مگر ہلاک ہونے والا یعنی جو اصرار کرے اوپر جرأت کرنے کے گناہ پر قصد سے اور قول سے اور فعل سے اور روگردانی کرے نیکیوں سے ساتھ قصد کے اور قول کے اور فعل کے کہا ابن بطال نے کہ اس حدیث میں بڑا فضل اللہ تعالیٰ کا ہے اس امت پر اس واسطے کہ اگر اس طرح نہ ہوتا تو نہیں قریب تھا کہ کوئی بہشت میں داخل ہوتا اس واسطے کہ بندوں کے گناہ نیکیوں سے بہت ہیں اور تائید کرتا ہے باب کی حدیث کو قول اللہ تعالیٰ کا ﴿لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ﴾ اس واسطے کہ ذکر کیا ہے بدی میں باب افتعال کو جو دلالت کرتا ہے اوپر معالجہ اور تکلف کے بیچ اس کے برخلاف نیکی کے یعنی گناہ اس بدی کا ہوتا ہے جو جوارح سے کی جائے اور اس حدیث میں وہ چیز ہے جو مرتب ہوتی ہے واسطے بندے کے اوپر چھوڑنے اپنی لذت کے اور ترک کرنے اپنی شہوت کے بسبب اپنے رب کے واسطے رغبت کرنے کے اس کے ثواب میں اور ڈرنے کے اس کے عذاب سے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ اچانک فرشتے مباح کام کو نہیں لکھتے واسطے قید کرنے کے ساتھ نیکیوں اور بدیوں کے اور اس حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ سبحانہ نے ٹھہرایا ہے اپنے عدل کو گناہ میں اور اپنے فضل کو نیکی میں سو نیکی کو دُگنا کیا اور بدی کو دُگنا نہ کیا بلکہ جوڑا اس میں ساتھ عدل کے فضل کو سو دائر کیا اس کو درمیان عفو اور عقوبت کے ساتھ قول اپنے کے کہ اس کے واسطے ایک بدی لکھی جاتی ہے یا اس کو بھی بخش دوں گا اور اس حدیث میں رد ہے کعبی پر اس کے زعم میں کہ نہیں ہے شرع میں کوئی

مباح بلکہ فاعل یا گنہگار ہے یا ثواب دیا گیا ہے سو جو مشغول ہو ساتھ کسی چیز کے روگردان ہو گناہ سے تو اس کو ثواب ہے اور تعاقب کیا ہے انہوں نے اس کا ساتھ اس چیز کے کہ پہلے گزر چکی ہے کہ جو ثواب دیا جاتا ہے گناہ کے چھوڑنے پر وہ شخص وہ ہے کہ قصد کرے ساتھ ترک اس کے رضامندی اللہ تعالیٰ کے۔ (فتح)

بَابُ مَا يُتَّقٰى مِنْ مُحَقَّرَاتِ الذُّنُوْبِ — حقیر اور ناچیز گناہوں سے بچنا

فائدہ: یعنی جن گناہوں کو لوگ کچھ چیز نہیں سمجھتے اور تعبیر ساتھ محقرات کے واقع ہوئی ہے سہل رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ بچو حقیر اور چھوٹے گناہوں سے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حقیر گناہوں کے مثل اس قوم کی سی مثل ہے جو ایک نالے میں اترے سو ایک لکڑی یہ آدمی لایا اور ایک لکڑی یہ لایا یہاں تک کہ انہوں نے گھٹ جمع کیا جس کے ساتھ اپنی روٹیاں پکائیں اور حقیر گناہ جب ان کا صاحب ان کے ساتھ پکڑا جائے تو اس کو ہلاک کر ڈالتے ہیں روایت کیا ہے اس کو احمد نے۔ (فتح)

٦٠١١۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا مَهْدِيٌّ عَنْ غَيْلَانَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ إِنَّكُمْ لَتَعْمَلُوْنَ أَعْمَالًا هِيَ أَدَقُّ فِيْ أَعْيُنِكُمْ مِنَ الشَّعَرِ إِنْ كُنَّا لَنَعُدُّهَا عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمُوْبِقَاتِ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ يَعْنِيْ بِذٰلِكَ الْمُهْلِكَاتِ.

٦٠١١۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ البتہ تم بعض عمل کرتے ہو جو تمہاری آنکھوں میں بال سے باریک تر ہیں یعنی تم ان کو کچھ چیز نہیں سمجھتے البتہ ہم ان کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہلاک کرنے والی چیزوں سے گنتے تھے۔

فائدہ: یعنی تم ان کو حقیر اور ناچیز سمجھتے ہو کہا ابن بطال نے کہ جب حقیر گناہ بہت ہو جائیں تو کبیرے ہو جاتے ہیں ساتھ اصرار کے اور ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ البتہ بعض مرد نیک عمل کرتا ہے سو اس پر اعتماد کر بیٹھتا ہے اور حقیر اور چھوٹے گناہوں کو بھلا دیتا ہے سو ملتا ہے اللہ تعالیٰ سے اس حال میں کہ گناہوں نے اس کو گھیرا ہوتا ہے اور مرد البتہ برائی کرتا ہے سو ہمیشہ اس سے ڈرتا رہتا ہے یہاں تک کہ ملتا ہے اللہ تعالیٰ سے اس حال میں کہ اس کو کوئی ڈر نہیں ہوتا۔ (فتح)

بَابٌ الْأَعْمَالُ بِالْخَوَاتِيْمِ وَمَا يُخَافُ مِنْهَا. — عملوں کا اعتبار خاتمے پر ہے اور جو خوف کیا جاتا ہے اس سے۔

٦٠١٢ ۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ الْأَلْهَانِيُّ الْحِمْصِيُّ حَدَّثَنَا أَبُوْ غَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ

٦٠١٢۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد کو دیکھا جو مشرکوں سے لڑتا تھا بہت بڑا لوگوں میں واسطے کفایت کرنے کے ان سے یعنی خوب لڑتا تھا سو

قَالَ نَظَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى رَجُلٍ يُقَاتِلُ الْمُشْرِكِيْنَ وَكَانَ مِنْ أَعْظَمِ الْمُسْلِمِيْنَ غَنَآءً عَنْهُمْ فَقَالَ مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَّنْظُرَ إِلٰى رَجُلٍ مِّنْ أَهْلِ النَّارِ فَلْيَنْظُرْ إِلٰى هٰذَا فَتَبِعَهُ رَجُلٌ فَلَمْ يَزَلْ عَلٰى ذٰلِكَ حَتّٰى جُرِحَ فَاسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ فَقَالَ بِذُبَابَةِ سَيْفِهِ فَوَضَعَهُ بَيْنَ ثَدْيَيْهِ فَتَحَامَلَ عَلَيْهِ حَتّٰى خَرَجَ مِنْ بَيْنِ كَتِفَيْهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْعَبْدَ لَيَعْمَلُ فِيْمَا يَرَى النَّاسُ عَمَلَ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَإِنَّهُ لَمِنْ أَهْلِ النَّارِ وَيَعْمَلُ فِيْمَا يَرَى النَّاسُ عَمَلَ أَهْلِ النَّارِ وَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَإِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِخَوَاتِيْمِهَا.

حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو دوزخی مرد کو دیکھنا چاہے تو اس کو دیکھ لے سو ایک شخص اس کا حال دریافت کرنے کو اس کے پیچھے لگا سو ہمیشہ رہا وہ اسی حال پر یعنی لڑتا رہا یہاں تک کہ زخمی ہوا سو اس نے موت کو جلدی چاہا سو اپنی تلوار کے کنارے کو پکڑا اور اس کو اپنے سینے کے درمیان رکھا پھر اپنا بوجھ ڈالا یہاں تک کہ اس کو مونڈھوں کے درمیان سے نکلی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ بعض مرد لوگوں کی نظر میں بہشتیوں کے عمل کیا کرتا ہے اور حالانکہ وہ البتہ دوزخیوں میں سے ہے اور لوگوں کی نظر میں دوزخیوں کے کام کرتا ہے اور حالانکہ وہ بہشتیوں میں سے ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ عملوں کا اعتبار خاتمے پر ہے۔

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے بندے کو جو اس کا خاتمہ معلوم نہیں کروایا تو اس میں بڑی بھاری حکمت ہے اس واسطے کہ اگر اس کو معلوم ہو جاتا کہ وہ بہشتی ہے تو خود پسند ہو جاتا اور کاہلی کرتا اور اگر اس کو معلوم ہوتا کہ وہ دوزخی ہے تو زیادہ سرکشی کرتا سو اللہ تعالیٰ نے اس کو اس سے چھپایا کہ خوف اور اُمید کے درمیان رہے۔ (فتح)

بَابُ الْعُزْلَةُ رَاحَةٌ مِّنْ خُلَّاطِ السُّوْءِ.

گوشہ گیری بہتر ہے برے لوگوں کی صحبت سے یعنی برے لوگوں کی صحبت سے الگ ہونا راحت ہے۔

فائدہ: کہا خطابی نے کہ اگر گوشہ گیری اور تنہائی میں نہ ہوتی تو سلامتی غیبت اور دیکھنے برے کام کے سے جس کے دور کرنے پر قادر نہیں ہوتا تو البتہ ہوتی یہ خیر کثیر اور ترجمہ کے معنی یہ ہیں کہ وہ چیز جو روایت کی ہے حاکم نے ابوذر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ تنہائی بہتر ہے برے ہم نشین کی صحبت سے اور اس کی سند حسن ہے۔

٦٠١٣ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَطَآءُ بْنُ يَزِيْدَ أَنَّ أَبَا سَعِيْدٍ حَدَّثَهُ قَالَ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَزِيْدَ اللَّيْثِيِّ

٦٠١٣۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی حضرت ﷺ کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ یا حضرت! سب لوگوں میں کون سا آدمی بہتر ہے؟ فرمایا کہ ایک وہ مرد ہے جس نے اپنی جان اور مال سے جہاد کیا دوسرا وہ مرد ہے جو پہاڑ کے کسی درے میں ہے یعنی لوگوں میں

عَنْ أَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ جَآءَ أَعْرَابِیٌّ إِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَیُّ النَّاسِ خَیْرٌ قَالَ رَجُلٌ جَاهَدَ بِنَفْسِهٖ وَمَالِهٖ وَرَجُلٌ فِیْ شِعْبٍ مِّنَ الشِّعَابِ یَعْبُدُ رَبَّهٗ وَیَدَعُ النَّاسَ مِنْ شَرِّهٖ تَابَعَهُ الزُّبَیْدِیُّ وَسُلَیْمَانُ بْنُ کَثِیْرٍ وَالنُّعْمَانُ عَنِ الزُّهْرِیِّ وَقَالَ مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ عَطَآءٍ أَوْ عُبَیْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِیْ سَعِیْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ یُوْنُسُ وَابْنُ مُسَافِرٍ وَیَحْیَی بْنُ سَعِیْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَطَآءٍ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَعْنِیْ مِثْلَ حَدِیْثِ أَبِی الْیَمَانِ أَیُّ النَّاسِ خَیْرٌ.

الگ ہو کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے اور لوگوں کو اپنی بدی سے چھوڑتا ہے۔

فائدہ: یہ حدیث نہیں مخالف ہے اس حدیث کو کہ بہتر لوگوں میں سے وہ شخص ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے لوگ سلامت رہیں اس واسطے کہ اختلاف اس کا بحسب اختلاف اشخاص اور احوال اور اوقات کے ہے اور یہ جو کہا کہ ایک مرد ہے کہ پہاڑ کے درے میں تو یہ محمول ہے اس شخص کے حق میں جو نہ قادر ہو جہاد پر کہ مستحب ہے اس کے حق میں گوشہ گیری تا کہ لوگوں سے سلامت رہے اور لوگ اس سے سلامت رہیں اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ وہ محمول ہے اس پر جو حضرت ﷺ کے زمانے کے بعد ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ نماز پڑھتا ہے اور زکوۃ دیتا ہے یہاں تک کہ اس کو موت آئے اور ایک روایت میں ہے کہ اس کے پاس بکریاں ہیں ان کا حق ادا کرتا ہے۔ (فتح)

٦٠١٤۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَیْمٍ حَدَّثَنَا الْمَاجِشُوْنُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِیْ صَعْصَعَةَ عَنْ أَبِیْهِ عَنْ أَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ أَنَّهٗ سَمِعَهٗ یَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ یَأْتِیْ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ خَیْرُ مَالِ الرَّجُلِ

٦٠١٤۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ مسلمان کا بہتر مال بکریاں ہوں گی جن کے پیچھے پھرے گا چرانے کو پہاڑوں کی چوٹیوں پر اور مینہ برسنے کی جگہوں پر اپنا دین لے کر بھاگے گا فسادوں کے سبب سے۔

الْمُسْلِمِ الْغَنَمُ يَتْبَعُ بِهَا شَعَفَ الْجِبَالِ وَمَوَاقِعَ الْقَطْرِ يَفِرُّ بِدِيْنِهِ مِنَ الْفِتَنِ.

فائدہ: اور یہ حدیث صریح ہے اس میں کہ مراد ساتھ بہتر ہونے گوشہ گیری کے یہ کہ واقع ہو اخیر زمانے میں اور بہرحال حضرت ﷺ کا زمانہ تو اس میں جہاد مطلوب تھا یہاں تک کہ واجب ہوتا تھا ہر آدمی پر جب کہ خود حضرت ﷺ جہاد کو نکلتے مگر جو معذور ہوتا اور بہرحال آپ کے بعد حضرت ﷺ کے سو مختلف ہے یہ بحسب اختلاف احوال کے اور شعب کے معنی ساتھ کسر شین کے راہ ہے پہاڑ میں یا جگہ اور ساتھ فتح کے پہاڑ کی چوٹی اور ذکر کیا ہے خطابی نے کہ گوشہ گیری مختلف ہے ساتھ اختلاف متعلقات اس کے سو محمول ہوں گی دلیلیں جو وارد ہیں بیچ ترغیب کے اجماع پر اوپر اس چیز کے جو متعلق ہے ساتھ حکم برادری اماموں کے اور دین کے کاموں کے اور عکس اس کا عکس میں اور اکٹھا ہونا اور جدا ہونا ساتھ بدنوں کے سو جو پہچانے کفایت ہونے کو اپنے جی میں اپنے معاش میں اور اپنے دین کی محافظت میں یعنی جانے کہ اس کی گزران ہوتی ہے اور دین کی بھی نگہبانی ہوتی ہے تو اس کے حق میں اولیٰ یہ ہے کہ لوگوں کی صحبت سے الگ رہے بشرطیکہ محافظت کرے اوپر جماعت کے اور سلام کے اور جواب سلام کے اور حقوق مسلمین کے بیمار پرسی اور جنازے میں حاضر ہونے سے اور مانند اس کی ہے اور مطلوب تو فقط بے فائدہ صحبت کا ترک کرنا ہے اس واسطے کہ اس میں دل کا مشغول ہونا ہے اور ضائع کرنا اوقات کا ہے مہمات سے اور ٹھہرایا جائے اجتماع کو بجائے حاجت کے طرف فجر کے کھانے اور رات کے کھانے کی سو فقط ضروری ملاقات پر بس کی جائے کہ وہ راحت دینے والا ہے واسطے بدن کے اور دل کے اور کہا قشیری نے کہ جو گوشہ گیری اختیار کرے تو اس کا طریق یہ ہے کہ اعتقاد کرے کہ لوگ اس کی بدی سے بچیں نہ عکس اس واسطے کہ اس میں حقیر جاننا ہے اپنے نفس کو اور یہ صفت تواضع کرنے والی کے ہے اور ثانی میں یہ اعتقاد ہے کہ اس کو غیر پر زیادتی ہے اور یہ صفت متکبر کی ہے۔ (فتح)

بَابُ رَفْعِ الْأَمَانَةِ. امانت کا اٹھایا جانا۔

فائدہ: امانت ضد ہے خیانت کی اور مراد ساتھ رفع کے دور ہو جانا امانت کا ہے اس طور سے کہ امین معدوم یا مانند معدوم کی ہو جائے گا۔ (فتح)

٦٠١٥ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا هِلَالُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا ضُيِّعَتِ الْأَمَانَةُ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ

٦٠١٥۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب امانت ضائع کی جائے تو قیامت کا انتظار کر پھر اس نے کہا کہ امانت کا ضائع ہونا کیسا ہے؟ یا حضرت! فرمایا کہ جب سپرد کی جائے حکومت نا لائق کو تو قیامت کا انتظار کر۔

قَالَ كَيْفَ إِضَاعَتُهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ إِذَا أُسْنِدَ الْأَمْرُ إِلٰى غَيْرِ أَهْلِهٖ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ.

فائدہ: جب امانت ضائع کی جائے تو یہ جواب ہے اس شخص کے سوال کا جس نے پوچھا تھا کہ قیامت کب آئے گی اور وہی ہے جس نے کہا کہ اس کا ضائع ہونا کس طرح ہے اور یہ جو کہا کہ جب سپرد کی جائے، الخ تو جواب دیا ہے کیفیت ضائع کرنے کی سے اس واسطے کہ وہ شامل ہے جواب کو اس واسطے کہ لازم آتا ہے اس سے بیان کہ کیفیت اس کی وہی سپرد کرنا حکومت کا ہے اور مراد امر سے جنس امور کی ہے جو متعلق ہے ساتھ دین کے مانند خلافت اور امارت اور قضا اور افتا وغیرہ کی اور کہا ابن بطال نے کہ معنی حکومت سپرد کرنے کے طرف نالائقوں کی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حاکموں کو اپنے بندوں پر امانتدار ٹھہرایا ہے اور فرض کی ہے اوپر ان کے خیر خواہی لوگوں کی سو لائق ہے واسطے ان کے کہ اہل دین کو والی بنائیں اور جب انہوں نے غیر اہل دین کی تقلید کی تو ضائع کیا انہوں نے امانت کو کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اس کی پیروی کا حکم کیا تھا۔ (فتح)

٦٠١٦۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ حَدَّثَنَا حُذَيْفَةُ قَالَ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيْثَيْنِ رَأَيْتُ أَحَدَهُمَا وَأَنَا أَنْتَظِرُ الْآخَرَ حَدَّثَنَا أَنَّ الْأَمَانَةَ نَزَلَتْ فِيْ جَذْرِ قُلُوْبِ الرِّجَالِ ثُمَّ عَلِمُوْا مِنَ الْقُرْآنِ ثُمَّ عَلِمُوْا مِنَ السُّنَّةِ وَحَدَّثَنَا عَنْ رَفْعِهَا قَالَ يَنَامُ الرَّجُلُ النَّوْمَةَ فَتُقْبَضُ الْأَمَانَةُ مِنْ قَلْبِهٖ فَيَظَلُّ أَثَرُهَا مِثْلَ أَثَرِ الْوَكْتِ ثُمَّ يَنَامُ النَّوْمَةَ فَتُقْبَضُ فَيَبْقٰى أَثَرُهَا مِثْلَ الْمَجْلِ كَجَمْرٍ دَحْرَجْتَهٗ عَلٰى رِجْلِكَ فَنَفِطَ فَتَرَاهُ مُنْتَبِرًا وَلَيْسَ فِيْهِ شَيْءٌ فَيُصْبِحُ النَّاسُ يَتَبَايَعُوْنَ فَلَا يَكَادُ أَحَدٌ يُؤَدِّي الْأَمَانَةَ فَيُقَالُ إِنَّ فِيْ بَنِيْ فُلَانٍ رَجُلًا أَمِيْنًا وَيُقَالُ لِلرَّجُلِ مَا أَعْقَلَهٗ وَمَا

٦٠١٦۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو دو حدیثیں بیان کیں ایک کو تو میں نے دیکھا اور دوسری کا منتظر ہوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے بیان کیا کہ بیشک امانت مردوں کے دل کی جڑ میں اتری پھر جانا انہوں نے قرآن سے پھر حدیث سے اور حدیث بیان کی ہم سے امانت کے دور ہونے کی فرمایا کہ سوئے گا مرد ایک نیند سو اٹھا لی جائے گی امانت اور دیانت اس کے دل سے تو ہو جائے گا اس کا نشان جیسے آنکھ کا آبلہ یعنی مدہم داغ پھر سوئے گا ایک نیند تو اٹھا لی جائے گی امانت اور دیانت اس کے دل سے تو ہو جائے گا اس کا نشان آبلہ کی طرح جیسے تو چنگاڑی کو اپنے پیر پر ڈھل کائے سو اس پر آبلہ پڑ جائے سو وہ تجھ کو پھولا دیکھ پڑے گا اور حالانکہ اس میں کچھ نہیں پھر صبح ہوتے لوگ خرید وفروخت کریں گے نہیں قریب ہے کہ کوئی بھی امانت کو ادا کرے یہاں تک کہ کہا جائے گا کہ فلانے کی اولاد میں ایک امانت دار مرد ہے یہاں تک کہ نوبت پہنچے گی کہ کہا

أَظْرَفَهُ وَمَا أَجْلَدَهُ وَمَا فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةِ خَرْدَلٍ مِّنْ إِيْمَانٍ وَلَقَدْ أَتٰى عَلَيَّ زَمَانٌ وَمَا أُبَالِيْ أَيُّكُمْ بَايَعْتُ لَئِنْ كَانَ مُسْلِمًا رَدَّهُ عَلَيَّ الْإِسْلَامُ وَإِنْ كَانَ نَصْرَانِيًّا رَدَّهُ عَلَيَّ سَاعِيْهِ فَأَمَّا الْيَوْمَ فَمَا كُنْتُ أُبَايِعُ إِلَّا فُلَانًا وَفُلَانًا.

جائے گا آدمی کے حق میں کہ فلانا شخص کیا خوب دلاور ہے کیا لطیف ظریف ہے کیا خوب عقل مند ہے اور حالانکہ اس کے دل میں ایک رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان نہیں یعنی امانت داری نہیں اور البتہ مجھ پر ایک زمانہ آیا اور میں نہیں پرواہ کرتا تھا کہ تم میں سے کسی کے ساتھ خرید وفروخت کروں اگر مسلمان ہوتا تو اس کا اسلام اس کو مجھ کو پھیر لاتا اور اگر نصرانی ہوتا تو اس کا والی اس کو مجھ پر پھیر لاتا یعنی حضرت ﷺ کے زمانے میں ہر ایک آدمی کی بلا تامل خرید وفرخت کرتا تھا اور بہرحال آج یعنی اس زمانے میں سو میں نہیں خرید وفروخت کرتا مگر فلاں فلاں سے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الفتن میں آئے گی اور یہ جو کہا کہ اس کے دل میں ایمان نہیں ہوگا تو کبھی سمجھا جاتا ہے کہ مراد ساتھ امانت کے حدیث میں ایمان ہے اور حالانکہ اس طرح نہیں ہے بلکہ ذکر کیا ہے اس کو اس واسطے کہ وہ لازم ہے ایمان کو اور یہ جو کہا کہ اس کا والی یعنی وہ والی جو قائم کیا گیا ہے اوپر اس کے تا کہ اس سے انصاف لے اور احتمال ہے کہ مراد وہ شخص ہو جو جزیہ لینے کا متولی ہو اور یہ جو کہا کہ فلانے فلانے سے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ میں نہیں اعتماد کرتا کسی پر کہ اس کو میں جانوں نہ بیع میں اور نہ شراء میں مگر فلانے فلانے کو۔

٦٠١٧۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّمَا النَّاسُ كَالْإِبِلِ الْمِائَةِ لَا تَكَادُ تَجِدُ فِيْهَا رَاحِلَةً.

٦٠١٧۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ آدمیوں کی مثال جیسے سو اونٹ نہیں قریب کہ پائے تو ان میں کوئی اونٹ سواری کے لائق۔

فائدہ: یعنی جیسے سو اونٹ میں ایک بھی سواری کے لائق نہیں نکلتا ویسے ہی سو آدمیوں میں ایک بھی کامل آدمی صحبت کے لائق نہیں نکلتا اور کہا خطابی نے کہ اس حدیث کے معنی دو طور سے ہیں ایک یہ لوگ دین کے احکام میں برابر ہیں نہیں فضیلت ہے انہیں واسطے شریف کے مشروف پر اور نہ رفیع کی وضیع پر مانند سو اونٹ کے کہ ان میں سواری کے لائق ایک بھی نہ ہو یعنی سب بوجھ اٹھانے کے لائق ہیں اور سواری کے لائق نہیں دوسری یہ کہ ناقص لوگ اکثر ہیں اور

کامل لوگ تھوڑے ہیں نہایت اور کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ معنی حدیث کے یہ ہیں کہ کامل اوصاف مرضی الاحوال لوگوں میں بہت کم ہیں اور کہا قرطبی نے کہ جو مناسب تمثیل کی یہ ہے کہ جواد یعنی بہت سخاوت کرنے والا مرد جو اٹھائے لوگوں کے بوجھ اور ضمانتوں کو اور آسان کرے ان کی مشکل کو نہایت کم ہے جیسے بہت اونٹوں میں سواری کے لائق اونٹ کم ملتا ہے اور کہا ابن بطال نے کہ معنی حدیث کے یہ ہیں کہ لوگ بہت ہیں اور عمدہ لوگ ان میں تھوڑے ہیں اور طرف انہیں معنی کے اشارہ کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہ داخل کیا ہے اس کو باب رفع الامانۃ میں اس واسطے کہ جس کی یہ صفت ہو پس مختار یہ ہے کہ اس کی صحبت نہ کی جائے اور اشارہ کیا ہے ابن بطال نے طرف اس کی کہ مراد ساتھ ناس کے حدیث میں وہ لوگ ہیں جو قرون ثلثہ یعنی اصحاب اور تابعین اور تبع تابعین کے بعد ہیں کہ خیانت کریں گے نہ امانت رکھی جائے گی اور کہا کرمانی نے کہ نہیں حاجت ہے اس تخصیص کی احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ مسلمان کم ہیں بہ نسبت کفار کی۔ (فتح)

بَابُ الرِّيَآءِ وَالسُّمْعَةِ. بیان دکھلانے عمل کے اور سنانے ان کے کا۔

فائدہ: مراد ریا سے ظاہر کرنا عبادت کا ہے واسطے دکھلانے لوگوں کے کہ لوگ اس کو دیکھیں اور اس کو اچھا کہیں اور اس کی تعریف کریں اور مراد سمع سے مثل اس کی ہے لیکن وہ متعلق ہے ساتھ حس سمع کے دلوں میں ساتھ اس طور کے کہ ان کو اچھی خصلتیں دکھلائے اور دکھلانے والا وہ عامل ہے اور کہا ابن عبدالسلام نے کہ ریا یہ ہے کہ غیر اللہ کے واسطے عمل کرے اور سمعہ یہ ہے کہ عمل پوشیدہ کرے اللہ تعالیٰ کے واسطے پھر لوگو کو بتلا دے کہ میں نے ایسا ایسا عمل کیا ہے۔

٦٠١٨۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنِيْ سَلَمَةُ بْنُ كُهَيْلٍ ح و حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَلَمَةَ قَالَ سَمِعْتُ جُنْدَبًا يَقُوْلُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ أَسْمَعْ أَحَدًا يَقُوْلُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرَهُ فَدَنَوْتُ مِنْهُ فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَمَّعَ سَمَّعَ اللّٰهُ بِهٖ وَمَنْ يُّرَائِيْ يُرَائِي اللّٰهُ بِهٖ .

٦٠١٨۔ حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو سنائے اللہ تعالیٰ اس کو سنائے گا اور جو دکھلائے اللہ تعالیٰ اس کو دکھلائے گا۔

فائدہ: اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جس کی دنیا میں دو زبانیں ہوں اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے واسطے آگ کی دو زبانیں کرے گا اور کہا خطابی نے کہ معنی اس حدیث کے یہ ہیں کہ جو عمل کرے ساتھ غیر اخلاص

کے اور فقط اس کا یہ ارادہ ہو کہ لوگ اس کو دیکھیں اور سنیں تو بدلہ دیا جاتا ہے اس کو اوپر اس کے ساتھ اس کے اس طور کے کہ مشہور کرتا ہے اس کو اللہ تعالیٰ اور رسوا کرتا ہے اس کو اور ظاہر کرتا ہے جو اس کے باطن میں تھا اور بعض نے کہا کہ جو قصد کرے ساتھ عمل اپنے کے جاہ اور مرتبہ کا نزدیک لوگوں کے اور نہ ارادہ کرے ساتھ اس کے اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کا تو اللہ تعالیٰ ٹھہراتا ہے اس کو بات نزدیک لوگوں کے جن کے پاس چاہتا ہے کہ مرتبہ حاصل ہو اور نہیں ثواب ہے واسطے اس کے آخرت میں اور معنی برائی کے یہ ہیں کہ ان کو اطلاع کرتا ہے کہ یہ کام اس نے ان کے واسطے کیا نہ اللہ کی رضا مندی کے واسطے اور بعض نے کہا کہ جو قصد کرے ساتھ عمل اپنے کے یہ کہ لوگ اس کو سنیں اور دیکھیں تا کہ اس کی تعظیم کریں اور اس کا مرتبہ ان کے نزدیک بلند ہو تو حاصل ہوتا ہے مقصود اس کا اور ہوتا ہے یہ بدلہ اس کے عمل کا اور نہیں دیا جاتا اس کو آخرت میں اور بعض نے کہا کہ معنی یہ ہیں کہ جو منسوب کرے طرف اپنی نیک عمل کو جو اس نے نہیں کیا تو بیشک اللہ تعالیٰ اس کو فضیحت کرے گا اور اس کے جھوٹ کو ظاہر کرے گا اور بعض نے کہا کہ معنی یہ ہیں کہ جو اپنا عمل لوگوں کو دکھلائے تو اللہ تعالیٰ اس کو اس عمل کا ثواب دکھلائے گا اور اس کو اس ثواب سے محروم رکھے گا اور بعض نے کہا کہ معنی یہ ہیں کہ مشہور کرے گا اس کو یا بھرے گا لوگوں کے کانوں کو ساتھ بد ثنا اس کی کے دنیا میں یا قیامت میں ساتھ اس چیز کے کہ اس کے پلید باطن میں ہے، میں کہتا ہوں کہ وارد ہو چکی ہے چند حدیثوں میں تصریح ساتھ واقع ہونے اس کے کے آخرت میں یعنی قیامت میں اللہ تعالیٰ اس کو دکھلائے اور سنائے گا سو یہی ہے معتمد اور حدیث میں استحباب اخفا عمل صالح کا ہے یعنی مستحب ہے کہ نیک عمل کو چھپائے ظاہر نہ کرے لیکن جو شخص کہ مقتدا ہو لوگ اس کی پیروی کرتے ہوں تو اس کے واسطے مستحب ہے کہ اپنے عمل کو ظاہر کرے اس ارادے سے کہ لوگ اس کے اس کام نیک میں پیروی کریں اور یہ مقدور ہے ساتھ قدر حاجت کے یا نفع اٹھایا جائے ساتھ اس کے مانند لکھنے علم کے کی اور کہا طبری نے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ایک جماعت سلف کی مسجدوں میں آ کر تہجد کی نماز پڑھا کرتی تھی اور اپنے نیک عملوں کو ظاہر کرتی تھی کہ ان میں لوگ ان کی پیروی کریں سو جو امام ہو اس کے عمل کی پیروی کی جاتی ہو اس کا ظاہر عمل اور پوشیدہ عمل برابر ہیں اور جو اس کے برخلاف ہو اس کے حق میں پوشیدہ عمل کرنا افضل ہے اور اس پر جاری ہے عمل سلف کا۔ (فتح)

بَابُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهُ فِيْ طَاعَةِ اللّٰهِ — جو مجاہدہ کرے اپنے نفس سے اللہ تعالیٰ کی بندگی میں

فائدہ: یعنی بیان ہے اس شخص کی فضیلت کا جو مجاہدہ کرے اور مراد ساتھ مجاہدے کے روکنا نفس کا ہے ارادے شغل غیر عبادت کے سے یعنی عبادت کے سوائے اور کسی شغل کا ارادہ نہ کرنے دے اور ساتھ اس کے ظاہر ہو گی مناسبت ترجمہ کی ساتھ حدیث باب کے اور کہا ابن بطال نے کہ جہاد کرنا آدمی کا ساتھ نفس اپنے کے یہی ہے جہاد اکمل اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى﴾ اور واقع ہوتا ہے ساتھ منع کرنے نفس کے

گناہوں سے اور ساتھ منع کرنے اس کے شبہ والی چیزوں سے اور ساتھ منع کرنے کے بہت لذات مباحہ سے تا کہ بہت ہوں لذات واسطے اس کے آخرت میں، میں کہتا ہوں اور تا کہ نہ عادت پڑے اکثار کی سو الفت ہو اس کو اس سے سو کھینچے اس کو طرف شبہ والی چیزوں کی سو نہیں نڈر ہے اس سے کہ واقع ہو حرام میں اور کہا قشیری نے کہ اصل مجاہدہ نفس کا توڑنا اس کا ہے اس کی مرغوب چیزوں سے اور باعث ہونا اس کو اس کی غیر خواہش پر اور واسطے نفس کے دو صفتیں ہیں پڑنا شہوات میں اور باز رہنا بندگیوں سے سو مجاہدہ واقع ہوتا ہے موافق اس کے اور کہا بعض اماموں نے کہ جہاد نفس کا داخل ہے دشمن کے جہاد میں اس واسطے کہ دشمن میں ہیں سردار سب کا شیطان پھر نفس اس واسطے کہ وہ بلاتا ہے اور شیطان وہ مددگار ہے واسطے اس کے اوپر اس کے اور زینت دیتا ہے اس کو واسطے اس کے سو جس نے نفس کی مخالفت کی اس نے شیطان کو اُکھاڑا سو مجاہدہ اس کا اپنے نفس سے حمل کرنا اس کا ہے اوپر پیروی حکموں اللہ کے اور پرہیز کرنے منع کی چیزوں اس کی سے اور جب قوی ہو بندہ اس پر تو آسان ہوتا ہے جہاد کرنا دین کے دشمنوں سے اوّل جہاد باطن کا ہے دوسرا جہاد ظاہر کا اور جہاد نفس کے چار مرتبے ہیں حمل کرنا اس کا اوپر سیکھنے احکام دین کے پھر باعث ہونا اس کو اوپر عمل کے ساتھ اس کے پھر باعث ہونا اس کو اوپر تعلیم اس شخص کے جو نہیں جانتا تا پھر بلانا طرف توحید اللہ تعالیٰ کی اور لڑنا اس شخص سے جو اس کے دین کے مخالف ہو اور اس کی نعمت سے انکار کرے اور قوی تر مددگار اوپر جہاد نفس کے جہاد شیطان کا ہے ساتھ دفع کرنے اس چیز کے کہ ڈالتا ہے اس کی طرف شبہ اور شک سے۔ (فتح)

٦٠١٩۔ حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَمَا أَنَا رَدِيفُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ إِلَّا آخِرَةُ الرَّحْلِ فَقَالَ يَا مُعَاذُ قُلْتُ لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ يَا مُعَاذُ قُلْتُ لَبَّيْكَ رَسُولَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ يَا مُعَاذُ بْنَ جَبَلٍ قُلْتُ لَبَّيْكَ رَسُولَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ قَالَ هَلْ تَدْرِي مَا حَقُّ اللّٰهِ عَلَى عِبَادِهِ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ حَقُّ اللّٰهِ عَلَى عِبَادِهِ أَنْ يَعْبُدُوهُ وَلَا

٦٠١٩۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے آپ کی سواری پر سوار تھا میرے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان کجاوے کی پچھلی لکڑی کے سوائے کچھ چیز نہ تھی یعنی میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہایت قریب تھا سو فرمایا کہ اے معاذ! میں نے کہا کہ حاضر ہوں خدمت میں یا حضرت! پھر ایک گھڑی چلے پھر فرمایا کہ اے معاذ! میں نے کہا کہ حاضر ہوں خدمت میں یا حضرت! پھر ایک ساعت چلے پھر فرمایا کہ اے معاذ! میں نے کہا کہ حاضر ہوں خدمت میں یا حضرت! فرمایا کہ بھلا تو جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا حق بندوں پر کیا ہے؟ میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول زیادہ تر دانا ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سو بیشک اللہ تعالیٰ کا حق تو بندوں پر یہ ہے کہ اس کی بندگی کریں اور

يُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ يَا مُعَاذُ بْنَ جَبَلٍ قُلْتُ لَبَّيْكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ قَالَ هَلْ تَدْرِيْ مَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ إِذَا فَعَلُوْهُ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَعْلَمُ قَالَ حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ أَنْ لَّا يُعَذِّبَهُمْ.

اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں پھر ایک گھڑی چلے پھر فرمایا اے معاذ! میں نے کہا کہ حاضر ہوں خدمت میں یا حضرت! فرمایا بھلا تو جانتا ہے کہ کیا حق ہے بندوں کا اللہ پر جب کہ اس کو کریں یعنی اس کی بندگی کریں اس کو وحدہ لاشریک جان کر میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول زیادہ تر دانا ہیں، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بندوں کا حق اللہ تعالیٰ پر یہ ہے کہ ان کو عذاب نہ کرے اور ان کو بہشت میں داخل کرے۔

فائدہ: حق کے معنی ہیں ہر موجود متحقق یا وہ چیز جو ضرور پائی جائے گی اور سچی کلام کو بھی حق کہا جاتا ہے اس واسطے کہ اس کا وقوع متحقق ہے اس میں کوئی تردد نہیں اور اسی طرح وہ حق کہ مستحق ہو غیر پر جب کہ اس میں تردد نہ ہو اور مراد اس جگہ وہ چیز ہے کہ مستحق ہے اس کو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر جس کو ان پر فرض کیا ہے اور کہا قرطبی نے کہ حق اللہ تعالیٰ کا وہ چیز ہے کہ وعدہ کیا ہے ان کو ساتھ اس کے ثواب سے اور لازم کیا ہے اس کو اوپر ان کے اپنے خطاب سے اور مراد ساتھ عبادت کے طاعت کا ہے اور بچنا گناہوں سے اور معطوف کیا ہے اس پر عدم شرک کو اس واسطے کہ وہ تمام ہے توحید کا اور حکمت بیچ عطف کرنے اس کے کے عبادت پر یہ ہے کہ بعض کافر دعویٰ کرتے تھے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں لیکن وہ اللہ تعالیٰ کے سوائے بتوں کی عبادت کرتے تھے سو شرط کی گئی نفی اس کی اور یہ جملہ حالیہ ہے تقدیر اس کی یہ ہے کہ عبادت کریں اللہ تعالیٰ کی بیچ حالت نہ ذکر کرنے کے ساتھ اس کے کہا ابن حبان نے کہ عبادت اللہ تعالیٰ کی اقرار کرنا ہے ساتھ زبان کے اور تصدیق کرنا ہے ساتھ دل کے اور عمل کرنا ہے ساتھ جوارح کے اس واسطے کہا گیا جواب میں کہ کیا حق ہے بندوں کا جب کہ اس کو کریں سو تعبیر کی ساتھ فعل کے اور نہ تعبیر کی ساتھ قول کے کہا قرطبی نے کہ حق بندوں کا اللہ تعالیٰ پر وہ چیز ہے کہ وعدہ کیا ان کو ساتھ اس کے ثواب سے اور جزا سے حق ہو چکا ہے اور واجب ہوا ساتھ حکم سچے وعدے اس کے اور قول اس کا حق ہے نہیں جائز ہے اس پر کہ کذب خبر میں اور نہ خلاف وعدے میں سو اللہ تعالیٰ سبحانہ پر کوئی چیز واجب نہیں ساتھ حکم امر کے اس واسطے کہ اس سے اوپر کوئی حکم کرنے والا اور نہیں حکم ہے واسطے عقل کے اس واسطے کہ وہ کھولنے والی ہے نہ واجب کرنے والی اور تمسک کیا ہے بعض معتزلوں نے ساتھ ظاہر اس کے کہ اور نہیں تمسک کیا ہے واسطے بیچ اس کے باوجود قائم ہونے احتمال کے اور کتاب العلم میں اس کے چند جواب گزر چکے ہیں ان میں ایک جواب یہ ہے کہ مراد ساتھ حق کے اس جگہ متحقق ثابت ہے یا جدیر ہے اس واسطے کہ احسان رب کا واسطے اس شخص کے کہ اللہ تعالیٰ کے سوائے کسی کو رب نہ جانے جدیر ہے حکمت میں یہ کہ نہ عذاب کرے اس کو یا مراد یہ ہے کہ وہ مانند واجب کی ہے تحقق اور مؤکد ہونے میں یا ذکر کیا گیا

ہے واسطے مقابلہ کے اور اس حدیث میں ہے کہ جائز ہے سوار ہونا دو آدمیوں کا ایک گدھے پر اور اس میں بیان ہے حضرت ﷺ کی تواضع کا اور فضل معاذ رضی اللہ عنہ کا اور خوبی ادب کے کی قول میں اور علم میں ساتھ رد کرنے اس چیز کے کہ نہیں احاطہ کیا ہے اس نے ساتھ حقیقت اس کی کے طرف علم اللہ تعالیٰ کے اور رسول اس کے کی اور قرب مرتبے اس کے کا حضرت ﷺ سے اور اس میں تکرار کلام کا ہے واسطے تاکید کرنے اور سمجھانے اس کے کے یعنی حضرت ﷺ نے تین بار فرمایا اے معاذ! اے معاذ! واسطے مبالغہ کے اس کے سمجھنے میں اور استفسار استاذ کا حکم کو اپنے شاگرد سے تا کہ آزمائے جو اس کے پاس ہے علم سے اور بیان کرے واسطے اس کے جو مشکل ہو اوپر اس کے اس سے کہا ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے بخاری کی شرح میں کہ حضرت ﷺ نے جو معاذ رضی اللہ عنہ کو منع کیا کہ لوگوں کو اس کی بشارت نہ دیں تو اس پر اعتماد کر کے عمل کو نہ چھوڑ دیں تو علماء نے کہا کہ اس سے لیا جاتا ہے کہ رخصت کی حدیثوں کو پھیلایا نہ جائے عام لوگوں میں اس واسطے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کی مراد کو نہ سمجھ سکیں اور البتہ سنا اس کو معاذ رضی اللہ عنہ نے سو نہ زیادہ ہوئے مگر کوشش میں یعنی بلکہ عمل میں اور زیادہ کوشش کی اور اللہ تعالیٰ سے ڈرنے میں زیادہ ہوئے اور بہرحال جو ان کے درجے کو نہیں پہنچا تو نہیں امن ہے کہ وہ عمل میں قصور کرے واسطے اعتماد کرنے کے ظاہر اس حدیث پر اور البتہ معارض ہے اس کو وہ چیز کہ متواتر ہوتی ہے نصوص کتاب اور سنت سے کہ البتہ بعض موحدین گنہگار دوزخ میں داخل ہوں گے بنا بر اس کے پس واجب ہے تطبیق درمیان دونوں حدیثوں کے اور علماء کے اس میں کئی مسلک ہیں ایک قول زہری کا ہے کہ یہ رخصت حدود اور فرائض کے اترنے سے پہلے تھی اور اس کے غیر نے اس کو بعید جانا ہے کہ نسخ نہیں داخل ہوتا ہے خبر میں اور ساتھ اس کے کہ سننا معاذ رضی اللہ عنہ کا اس حدیث کو متاخر ہے اکثر فرائض کے اترنے سے اور بعض نے کہا کہ منسوخ نہیں بلکہ وہ اپنے عموم پر ہے لیکن وہ مقید ہے ساتھ شرائط کے جیسے کہ مرتب ہوتے ہیں احکام اپنے اسباب پر جو تقاضا کرتے ہیں اور موقوف ہیں اوپر نہ ہونے موانع کے اور جب کامل ہو تو عمل کرتا ہے مقتضی عمل اس کے کو اور بعض نے کہا کہ مراد ترک دخول آگ شرک کی ہے یعنی وہ شرک کی آگ میں داخل نہیں ہوگا اور بعض نے کہا کہ مراد ترک تعذیب تمام بند موحدین کی ہے یعنی موحدین کے سارے بدن کو عذاب نہیں ہوگا اس واسطے کہ آگ نہیں جلاتی ہے سجدے کی جگہوں کو اور بعض نے کہا کہ نہیں ہے یہ حکم واسطے ہر موحد اور ہر عابد کے بلکہ یہ خاص ہے ساتھ اس کے جو اخلاص کے ساتھ کلمہ توحید پڑھے اور اخلاص چاہتا ہے اس کے معنی کی تحقیق کو اور نہیں متصور ہے حاصل ہونا تحقیق کا ساتھ اصرار کے گناہ پر۔ (فتح)

بَابُ التَّوَاضُعِ. باب ہے تواضع کے بیان میں۔

فائدہ: تواضع کے معنی ہیں ذلت اور مراد ساتھ تواضع کے اظہار تنزل کا ہے مرتبے سے واسطے اس شخص کے کہ اس کی تعظیم کا ارادہ کرے اور بعض نے کہا کہ وہ تعظیم ہے اس کی جو اس سے اونچا ہو واسطے فضیلت اس کی کے۔ (فتح)

٦٠٢٠۔ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاقَةٌ قَالَ ح و حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا الْفَزَارِيُّ وَأَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَتْ نَاقَةٌ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُسَمَّى الْعَضْبَآءَ وَكَانَتْ لَا تُسْبَقُ فَجَآءَ أَعْرَابِيٌّ عَلٰى قَعُودٍ لَهٗ فَسَبَقَهَا فَاشْتَدَّ ذٰلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ وَقَالُوا سُبِقَتِ الْعَضْبَآءُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ أَنْ لَّا يَرْفَعَ شَيْئًا مِّنَ الدُّنْيَا إِلَّا وَضَعَهٗ.

٦٠٢٠۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اونٹنی تھی اس کا نام عضباء تھا کوئی اس سے آگے نہ بڑھ سکتا تھا سو ایک دیہاتی اپنے جوان اونٹ پر آیا سو اس سے آگے بڑھ گیا سو یہ بات مسلمانوں بھاری پڑی اور کہا کہ سبقت کی گئی عضباء سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ نہ بلند کرے کسی چیز کو دنیا سے مگر کہ اس کو پست کرے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ اللہ تعالیٰ جس کو بلند کرے اس کو ضرور پست کرتا ہے تو اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ بلند ہونا لائق نہیں اور حث ہے تواضع پر اور خبر دیتا ہے ساتھ اس کے کہ دنیا کے کام سب ناقص ہیں کوئی کامل نہیں کہا ابن بطال نے کہ اس میں ہے دنیا اللہ تعالیٰ کے نزدیک ذلیل ہے اور تنبیہ ہے اس پر ترک فخر کرنے کی آپس میں اور یہ جو چیز کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ذلیل ہو وہ پست جگہ میں ہے سو حق ہے ہر عاقل پر کہ اس میں زہد کرے اور اس کی طلب میں حرص کم نہ کرے اور کہا طبری نے کہ تواضع میں دین اور دنیا دونوں کی مصلحت ہے سو اگر لوگ اس کو دنیا میں استعمال کریں تو کینہ اور عداوت ان کے درمیان سے دور ہو جائے اور البتہ راحت پائیں باہم فخر کرنے کی مشقت سے اور نیز اس میں حسن خلق اور نیک خو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے اور تواضع آپ کی اس واسطے کہ راضی ہوئے کہ دیہاتی کے ساتھ گھڑ دوڑ کریں اور وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے بڑھ گیا اور اس میں جواز گھڑ دوڑ کا ہے۔ (فتح)

٦٠٢١۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ كَرَامَةَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ حَدَّثَنِي شَرِيكُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي نَمِرٍ عَنْ عَطَآءٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

٦٠٢١۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو میرے ولی سے عداوت کرے تو میں نے اس کو اپنی لڑائی کی خبر دی اور نہیں چاہی میری نزدیکی میرے کسی بندے نے کسی چیز کے ذریعہ جو مجھ کو محبوب تر ہو اس چیز سے کہ میں نے اس پر فرض کی اور

إِنَّ اللّٰهَ قَالَ مَنْ عَادٰى لِيْ وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ وَمَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ عَبْدِيْ بِشَيْءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَيْهِ وَمَا يَزَالُ عَبْدِيْ يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰى أُحِبَّهُ فَإِذَا أَحْبَبْتُهُ كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِيْ يَسْمَعُ بِهِ وَبَصَرَهُ الَّذِيْ يُبْصِرُ بِهِ وَيَدَهُ الَّتِيْ يَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِيْ يَمْشِيْ بِهَا وَإِنْ سَأَلَنِيْ لَأُعْطِيَنَّهُ وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِيْ لَأُعِيْذَنَّهُ وَمَا تَرَدَّدْتُ عَنْ شَيْءٍ أَنَا فَاعِلُهُ تَرَدُّدِيْ عَنْ نَفْسِ الْمُؤْمِنِ يَكْرَهُ الْمَوْتَ وَأَنَا أَكْرَهُ مَسَاءَتَهُ.

میرا بندہ ہمیشہ میری نزدیکی نفل عبادت کے ذریعہ سے چاہا کرتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرتا ہوں سو میں اس کا کان ہو جاتا ہوں جس سے پکڑتا ہے اور اس کا پاؤں ہو جاتا ہوں جس سے چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے کچھ مانگے تو میں اس کو دوں اور اگر مجھ سے پناہ مانگے تو البتہ اس کو پناہ میں رکھوں اور مجھ کو کسی چیز میں جس کا میں کرنے والا ہوں تردد نہیں ہوتا جیسے ایماندار بندے کی روح قبض کرنے میں تردد ہوتا ہے وہ تو موت کو مکروہ جانتا ہے اور میں اس کے ملول ہونے کو مکروہ جانتا ہوں یعنی اور حالانکہ اس کو مرنا ضروری ہے۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ میں اس کا دل ہو جاتا ہوں جس سے وہ سمجھتا ہے اور اس کی زبان ہو جاتا ہوں جس سے وہ بات کرتا ہے۔

قولہ من عادی لی ولیا مراد ساتھ ولی کے عالم ہے ساتھ اللہ تعالیٰ کے ہمیشگی کرنے والا ہے اس کی طاعت میں مخلص ہے اس کی عبادت میں اور البتہ مشکل ہے وجود کسی کا جو اس سے دشمنی کرے اس واسطے کہ دشمنی واقع ہوتی ہے دونوں طرف سے اور ولی کی شان سے حلم کرنا اور درگزر کرنا ہے اس شخص سے جو جہالت کرے اوپر اس کے اور جواب دیا گیا ہے کہ باہم دشمنی کرنا نہیں بند ہے جھگڑے میں اور معاملہ دنیاوی میں مثلا بلکہ کبھی واقع ہوتی ہے دشمنی بغض سے جو پیدا ہوتا ہے تعصب سے مانند رافضی کی کہ وہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے بغض رکھتا ہے اور مانند بدعتی کی کہ وہ سنی سے بغض رکھتا ہے سو واقع ہوگی دشمنی دونوں طرف سے بہرحال ولی کی جانب سے سو واسطے اللہ تعالیٰ کے اور دوسرے کی طرف سے واسطے اس چیز کے کہ گزری اور اسی طرح کافر مجاہد دشمنی رکھتا ہے اس سے ولی واسطے اللہ تعالیٰ کے اور دوسرا اس سے بغض رکھتا ہے واسطے انکار کرنے کے اوپر اس کے اور منع کرنے کے لذات سے اور کبھی بولی جاتی ہے معاداۃ اور ارادہ کیا جاتا ہے ساتھ اس کے وقوع کا ایک جانب سے بالفعل اور دوسری جانب سے بالقوہ اور یہ جو کہا کہ میں نے اس کو خبر دی ساتھ لڑائی کے تو اس میں بھی اشکال ہے اس واسطے کہ وہ مفاعلہ ہے دونوں طرف سے کہ مخلوق خالق کی قید میں ہے اور جواب یہ ہے کہ وہ مخاطبت سے ہے ساتھ اس چیز کے کہ سمجھی جائے اس واسطے کہ حرب پیدا ہوتی ہے عداوت سے اور عداوت پیدا ہوتی ہے مخالفت سے اور غائت حرب کی ہلاک ہے اور اللہ تعالیٰ پر کوئی غالب نہیں ہے سو گویا کہ معنی یہ ہیں کہ اس نے تعرض کیا اس کا کہ میں اس کو ہلاک کروں سو اطلاق حرب کا ہے اور ارادہ اس کے

لازم کا ہے یعنی عمل کروں گا میں ساتھ اس کے جو عمل کرتا ہے عدو محارب اور کہا فاکہانی نے کہ اس میں تہدید شدید ہے اس واسطے کہ جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ لڑا ہو ہلاک ہوا اس واسطے کہ جس نے برا جانا اس کو جس کو اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہو تو اس نے اللہ تعالیٰ کی مخالفت کی اور جس نے اللہ تعالیٰ کی مخالفت کی اللہ تعالیٰ اس سے دشمنی کرتا ہے اور جس سے اللہ تعالیٰ دشمنی کرے اس کو ہلاک کیا اور جب ثابت ہوا یہ معاداۃ کی جانب میں تو ثابت ہوا موالات کی جانب میں سو جو اللہ تعالیٰ کے ولیوں سے دوستی رکھے اور اس کی تعظیم کرتا ہے اور یہ جو کہا کہ جو میں نے اس پر فرض کیا تو داخل ہیں اس لفظ کے تحت میں سب فرائض عین اور کفایہ اور ظاہر اس کا اختصاص ہے ساتھ اس چیز کے کہ ابتدا کیا ہے اللہ تعالیٰ نے اس کی فرضیت کو اور جس کو مکلّف اپنے نفس پر واجب کرے وہ اس میں داخل نہیں اور مستفاد ہوتا ہے اس سے کہ فرائض کا ادا کرنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت پیارا عمل ہے اور کہا طوفی نے کہ امر ساتھ فرائض کے جازم ہے اور واقع ہوتا ہے اس کے ترک سے عقاب برخلاف نفل کے دونوں امر میں اگرچہ شریک ہے ساتھ فرضوں کے بیچ حاصل کرنے ثواب کے سو ہوں گے فرائض کامل تر اسی واسطے اللہ تعالیٰ کی طرف محبوب تر ہیں اور نیز فرض مانند جڑ کی ہے اور نفل مانند شاخ کی ہے اور بیچ ادا کرنے فرض کے ساتھ وجہ مامور بہ کے بجالانا حکم کا ہے اور حرمت حکم کرنے والے کی اور تعظیم اس کی ساتھ مطیع ہونے کے طرف اللہ تعالیٰ کی اور اظہار کرنا عظمت ربوبیت کا اور ذلت عبودیت کا سو ہوگا نزدیکی چاہنا ساتھ اس کے اعظم عمل اور فرض کا اور ادا کرنے والا کبھی ادا کرتا ہے اس کو واسطے ڈر کے عقوبت سے اور نفل کا ادا کرنے والا نہیں ادا کرتا اس کو مگر واسطے اختیار کرنے خدمت کے سو بدلہ دیا جاتا ہے ساتھ محبت کے کہ وہ غایت مطلوب اس کا ہے جو نزدیکی چاہتا ہے خدمت سے اور یہ جو کہا کہ ہمیشہ میری نزدیکی چاہتا ہے سو تقرب کے معنی ہیں طلب کرنا قربت کا اور کہا ابوالقاسم قشیری نے کہ قرب بندہ کا اپنے رب سے واقع ہوتا ہے اول اس کے ایمان سے پھر اس کے احسان سے اور قریب ہونا رب کا اپنے بندے سے وہ چیز ہے کہ خاص کرے اس کو ساتھ اس کے دنیا میں اپنے عرفان سے اور آخرت میں اپنی رضا مندی سے اور اس چیز میں کہ درمیان اس کے ہے وجوہ لطف اور احسان اس کے سے اور نہیں تمام ہوتا ہے قرب بندے کا اپنے رب سے مگر ساتھ دور ہونے اس کے خلق سے اور قرب رب کا ساتھ علم اور قدرت کے عام ہے واسطے لوگوں کے اور ساتھ لطف اور نصرت کے خاص ہے ساتھ خواص کے اور ساتھ تانیس کے خاص ہے ساتھ اولیاء کے اور یہ جو کہا کہ ساتھ نفلوں کے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرتا ہوں یعنی میرا پیارا ہو جاتا ہے تو ظاہر اس کا یہ ہے کہ محبت اللہ تعالیٰ کی واسطے بندے کے واقع ہوتی ہے ساتھ ہمیشہ نفل پڑھنے کے جب کہ وہ نفلوں سے قربت چاہے اور البتہ یہ مشکل ہے ساتھ اس چیز کے کہ پہلے گزر چکی ہے کہ فرائض محبوب تر عبادتوں میں ہیں جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی نزدیکی طلب کی جاتی ہے سو فرائض سے محبت کیوں نہیں پیدا ہوتی اور جواب یہ ہے کہ مراد نوافل سے وہ چیز ہے جو ہو جائے واسطے فرضوں کے مشتمل ہو اوپر ان کے اور

مکمل ہو واسطے ان کے اور کہا فا کہانی نے کہ معنی حدیث کے یہ ہیں کہ جب ادا کرے فرضوں کو اور ہمیشگی کرے اوپر ادا کرنے نفلوں کے نماز اور روزے وغیرہ سے تو نوبت پہنچتا ہے یہ طرف محبت اللہ تعالیٰ کی اور کہا ابن ہبیرہ نے کہ لیا جاتا ہے حضرت ﷺ کے قول ما تقرب الخ سے کہ نوافل نہ مقدم کیے جائیں فرضوں پر اس واسطے کہ نفلوں کا نام نفل اس واسطے رکھا گیا ہے کہ وہ زائد ہیں فرضوں پر سو جب تک کہ فرض ادا نہ ہو حاصل ہو گا نفل اور جس نے فرض ادا کیا پھر اس پر نفل زیادہ کیا اور اس پر ہمیشگی کی تو ثابت ہوتا ہے اس سے ارادہ قربت چاہنے کا اور نیز جاری ہوئی ہے عادت کہ تقرب ہوتا ہے غالبًا ساتھ اس چیز کے کہ نہ واجب ہو نزدیکی چاہنے والے پر مانند ہدیہ اور تحفہ کی برخلاف اس شخص کے کہ ادا کرے جو اس پر ہے خراج سے یا ادا کرے وہ چیز جو اس پر ہے دین سے اور نیز نوافل تو فرضوں کا قصور پورا کرنے کے واسطے مشروع ہوئے ہیں جیسا کہ صحیح ہو چکا ہے مسلم کی حدیث میں کہ دیکھو کیا میرے بندے کے واسطے نفل بھی ہیں سو کامل کیا جائے اس سے اس کے فرضوں کو، الحدیث سو اس سے ظاہر ہوا کہ مراد ساتھ نزدیکی چاہنے کے نفلوں سے یہ ہے کہ واقع ہوں اس شخص سے کہ ادا کیا ہے فرضوں کو نہ وہ شخص جس نے فرضوں کو ادا نہ کیا ہو جیسا کہ بعض اکابر نے کہا کہ جو مشغول ہوا ساتھ فرضوں کے نفلوں سے وہ معذور ہے اور جو مشغول ہوا ساتھ نفلوں کے فرض نماز سے وہ مغرور ہے اور یہ جو کہا کہ میں اس کا کان ہو جاتا ہوں جس سے سنتا ہے، الخ تو اس میں اشکال ہے کہ کس طرح ہو گا اللہ تعالیٰ جل علا کان بندے کا اور آنکھ اس کی، اور جواب کئی وجہ ہے اول یہ کہ وارد ہوا ہے یہ بطور تمثیل کے اور معنی یہ ہیں کہ میں اس کا کان اور آنکھ ہو جاتا ہوں بیچ اختیار کرنے اس کے حکم میرے کو سو وہ میری بندگی چاہتا ہے اور میری خدمت کو اختیار کرتا ہے جیسا کہ ان جوارح کو چاہتا ہے، دوم یہ کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ وہ کل اعضاء سے میرے ساتھ مشغول ہے سو نہیں سنتا اپنے کان سے مگر جس میں میں راضی ہوں اور نہیں دیکھتا اپنی آنکھ سے مگر جو میں نے اس کو حکم کیا ہے، سوم یہ کہ معنی یہ ہیں کہ ٹھہراتا ہوں واسطے اس کے جیسے کہ پہنچتا ہے اس کو اپنے کان اور آنکھ سے الخ، چہارم یہ کہ میں ہوتا ہوں واسطے اس کے نصرت میں مانند آنکھ اور کان اور ہاتھ اس کے کی بیچ مدد کرنے کے اس کے اس کے دشمن پر، پنجم یہ کہ یہاں مضاف محذوف ہے اس کی تقدیر یہ ہے کہ میں حافظ اور نگہبان ہوتا ہوں اس کے کان کا جس کے ساتھ وہ سنتا ہے سو نہیں سنتا ہے مگر وہ چیز کہ حلال ہے سننا اس کا اور اسی طرح حافظ ہوں اس کی آنکھ کا، ششم یہ ہے کہ احتمال ہے کہ مصدر ساتھ معنی مفعول کے ہو یعنی سمع ساتھ معنی مسموع کے ہو اور معنی یہ ہیں کہ وہ نہیں سنتا ہے مگر ذکر میرا اور نہیں لذت پاتا مگر میری کتاب کی تلاوت سے اور نہیں لگاؤ پکڑتا مگر ساتھ مناجات میری کے اور نہیں دیکھتا مگر میرے ملک کے عجائبات میں اور نہیں دراز کرتا ہے اپنے ہاتھ کو مگر جس میں میری رضا ہے اور اسی طرح اپنا پاؤں بھی کہا طوفی نے اتفاق ہے علماء کا جن کے قول پر اعتماد ہے کہ یہ مجاز اور کنایہ ہے بندے کی مدد اور نصرت اور اعانت سے یہاں تک کہ گویا سبحانہ وتعالیٰ اتارتا ہے اپنے نفس کو اپنے بندے سے بجائے جوارح اس

کے کے کہ مدد لیتا ہے ساتھ اس کے اور اسی واسطے ایک روایت میں واقع ہوا ہے کہ فبی یسمع و بی یبصر و بی یبطش و بی یمشی یعنی میری مدد سے سنتا ہے اور میری مدد سے دیکھتا ہے اور میری مدد سے پکڑتا ہے اور میری مدد سے چلتا ہے اور اتحادیہ فرقہ نے یہ گمان کیا ہے کہ وہ اپنے حقیقی معنی پر ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ بندے کا عین ہے اور حجت پکڑی ہے ساتھ آنے جبریل علیہ السلام دحیہ کلبی کی صورت میں کہا انہوں نے کہ وہ روحانی ہے اپنی صورت کو چھوڑ کر بندے کی صورت میں ظاہر ہوا کہا انہوں نے سو اللہ تعالیٰ قادر تر ہے اس پر کہ ظاہر کرے وہ بیچ صورت وجود کلی کے یا بعض اس کے کی بلند ہے اللہ تعالیٰ اس چیز سے جو ظالم کہتے ہیں بہت بلند ہونا اور کہا خطابی نے کہ یہ امثال ہیں اور معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ توفیق دیتا ہے اپنے بندے کو ان عملوں میں کہ مباشر ہوتا ہے ان کو ساتھ ان اعضاء کے ساتھ اس طور کے کہ نگاہ رکھتا ہے اس کی جوارح کو یعنی کان آنکھ ہاتھ پاؤں کو اوپر اپنے اور بچاتا ہے اس کو پڑنے سے اس چیز میں کہ مکروہ رکھتا ہے اس کو اللہ تعالیٰ یعنی اس کو گناہوں سے روکتا ہے سو نہیں سنتا ہے اپنے کان سے کھیل کو اور نہیں دیکھتا ہے اپنی آنکھ سے طرف اس چیز کی کہ منع کیا ہے اس سے اللہ تعالیٰ نے اور نہیں پکڑتا ہے اپنے ہاتھ سے وہ چیز کہ نہیں حلال ہے واسطے اس کے اور نہیں چلتا اپنے پاؤں سے طرف باطل کی یعنی نہیں تصرف کر سکتا ہے مگر اس چیز میں کہ اللہ تعالیٰ کو محبوب ہو، ہفتم یہ کہ مراد یہ ہے کہ اس کی دعا بہت جلد قبول ہو جاتی ہے اور مطلب حاصل ہو جاتا ہے پس نہیں حرکت کرتا کوئی عضو اس کا مگر اللہ تعالیٰ کی راہ میں اور اللہ تعالیٰ کے واسطے اور حمل کیا ہے اس کو پچھلے صوفیوں نے اس پر کہ ذکر کرتے ہیں اس کو مقام فنا فی اللہ محو سے اور یہ کہ وہ نہایت ہے جس کے بعد کوئی چیز نہیں اور وہ یہ ہے کہ ہو قائم ساتھ اقامت اللہ تعالیٰ واسطے اس کے محبّ ساتھ محبت اس کی کے واسطے اس کے ناظر ساتھ نظر اس کی کے واسطے اس کے بغیر اس کے کہ اس کے ساتھ کوئی چیز باقی رہے کہ منوط ہو ساتھ اسم کے یا موقوف ہو اوپر رسم کے یا متعلق ہو ساتھ امر کے یا موصوف ہو ساتھ کسی صفت کے اور معنی اس کلام کے یہ ہیں کہ وہ شاہد ہوتا ہے اقامت اللہ تعالیٰ کی کو واسطے اس کے یہاں تک کہ قائم ہو اور محبت اس کی کو واسطے اس کے یہاں تک کہ اس سے محبت کی اور نظر کرنے اس کے کو طرف بندے اپنے کے یہاں تک کہ متوجہ ہو اور وہ طرف اس کی نظر کرنے والا اپنے دل سے اور حمل کیا ہے اس کو بعض گمراہوں نے اس چیز پر کہ دعویٰ کرتے ہیں اس کو کہ بندہ جب لازم پکڑے عبادت ظاہر اور باطن کو یہاں تک کہ صاف ہو میلوں سے تو وہ اللہ تعالیٰ کے معنوں میں ہو جاتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ ہو جاتا ہے بلند ہے اللہ تعالیٰ اس سے اور یہ کہ وہ اپنی جان سے بالکل فنا ہو جاتا ہے یہاں تک کہ شہادت دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی ہے ذاکر واسطے نفس اپنے کے موحد ہے واسطے نفس اپنے کے محبّ ہے واسطے نفس اپنے کے اور یہ کہ یہ اسباب اور رسوم ہو جاتے ہیں محض عدم اس کے حضور میں اگرچہ معدوم ہوں خارج میں اور بنا بر سب وجہوں کی پس نہیں ہے متمسک اس میں واسطے اتحادیہ کے اور نہ واسطے ان لوگوں کے کہ قائل ہیں ساتھ مطلق وحدت کے واسطے قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

باقی حدیث میں کہ اگر مجھ سے مانگے تو میں اس کو دوں اور اگر مجھ سے پناہ مانگے تو میں اس کو پناہ میں رکھوں اس واسطے کہ یہ صریح ہے ان کے رد میں یعنی اس لیے کہ جب وہ خود اللہ تعالیٰ سے سوال کرنے اور پناہ مانگنے کا محتاج ہے تو پھر عین ذات حق ہونے کے کیا معنی کیا نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ بھی سوال کرنے اور پناہ مانگنے کا محتاج ہے اور وہ کس سے سوال کرتا ہے اور کس سے پناہ مانگتا ہے کیا خود آپ ہی اپنے آپ سے سوال کرتا ہے اور پناہ مانگتا ہے اور تحقیق مطلب یہ ہے کہ جب محبت الٰہی نے بندے پر سایہ ڈالا تو اس کو اللہ تعالیٰ کے سوائے کسی چیز سے تعلق نہیں رہتا اور بجز رضائے الٰہی کوئی آرزو اور تمنا اس کے دل میں دخل نہیں پاتی تو کوئی کام جس میں اللہ تعالیٰ کی مرضی نہ ہو اس سے نہیں ہوسکتا، آنکھ، کان، ہاتھ، پاؤں اللہ تعالیٰ کی مرضی کے تابع ہو جاتے ہیں بے اس کی مرضی نہ کسی چیز کو دیکھے نہ کوئی بات سنے اور ایک روایت میں ہے کہ اگر مجھ سے مدد مانگے تو اس کی مدد کرتا ہوں اور مستفاد ہوتا ہے اس سے کہ مراد ساتھ نوافل کے تمام وہ چیز ہے کہ مندوب ہو اقوال سے اور افعال سے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ زیادہ پیاری مجھ کو عبادت اپنے بندے کی خیر خواہی ہے اور البتہ اشکال کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ بہت عبادت کرنے والے اور نیک لوگوں نے دعا کی اور دعا میں مبالغہ کیا لیکن ان کی دعا قبول نہ ہوئی تو جواب اس کا یہ ہے کہ دعا کا قبول کرنا کئی قسم ہے سو کبھی تو مطلوب ہو بہو اسی وقت حاصل ہو جاتا ہے اور کبھی اس میں دیر ہو جاتی ہے کسی حکمت کے واسطے اور کبھی واقع ہوتی ہے اجابت لیکن جو چیز مطلوب ہو وہ ہو بہو حاصل نہیں ہوتی جس جگہ کہ مطلوب میں فی الحال مصلحت نہ ہو اور واقع میں مصلحت ناجزہ ہو یا اس سے زیادہ اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز کی بڑی فضیلت ہے اس واسطیکہ پیدا ہوتی ہے اس سے محبت اللہ تعالیٰ کی واسطے بندے کے جو اس سے نزدیکی چاہتا ہے اور یہ اس واسطے کہ وہ محل ہے مناجات کا اور سرگوشی اور قربت کا نہیں ہے اس میں کوئی واسطہ درمیان رب کے اور بندے اس کے اور نہیں ہے کوئی چیز ٹھنڈک آنکھ کی واسطے بندے کے اس سے اور اسی واسطے حدیث میں آیا ہے کہ ٹھہرائی گئی میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز میں اور جس کے واسطے کسی چیز میں آنکھ کی ٹھنڈک ہو تو وہ دوست رکھتا ہے کہ اس سے جدا نہ ہو اور اس سے باہر نہ نکلے اس واسطے کہ اس میں اس کی نعمتیں ہیں اور ساتھ اس کے خوش ہوتی ہے زندگی اس کی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حاصل ہوتا ہے یہ واسطے اس عابد کے جو صبر کرنے والا ہے تکلیفوں پر اور حذیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اتنا زیادہ ہے اور ہوتا ہے میرے ولیوں سے اور ہوتا ہے میرا ہمسایہ ساتھ پیغمبروں کے اور صدیقوں کے اور شہیدوں کے بہشت میں اور البتہ تمسک کیا ہے ساتھ اس حدیث کے بعض جاہلوں نے اہل تجلی اور ریاضت سے سو کہا انہوں نے کہ دل جب اللہ تعالیٰ کے ساتھ محفوظ ہو تو اس کے خیالات اور خطرے خطا سے محفوظ ہوتے ہیں اور تعقب کیا ہے اس کا اہل تحقیق نے اہل طریق سے سو کہا انہوں نے کہ نہیں التفات کیا جاتا ہے طرف کسی چیز کی اس سے مگر جب کہ قرآن اور حدیث کے موافق ہو اور عصمت تو فقط پیغمبروں کے واسطے ہے اور جو ان کے سواء ہیں سو کبھی

خطا کرتے ہیں سو البتہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں جو الہام والوں کے سردار ہیں اور باوجود اس کے بہت وقت ان کی رائے میں ایک بات آتی تھی سو بعض اصحاب ان کو ان کی رائے کے برخلاف خبر دیتے تھے ساتھ حدیث کے جو ان کی رائے کے مخالف ہوتی سو عمر رضی اللہ عنہ اپنی رائے کو چھوڑ دیتے اور اس حدیث کی طرف رجوع کرتے سو جو گمان کرے کہ کفایت کرتی ہے اس کو رائے اس کی جو اس کے دل میں آئے اور اس کی اپنی رائے کے سامنے قرآن اور حدیث کی حاجت نہیں تو اس نے بڑی خطا کی اور بعض نے ان میں سے مبالغہ کیا ہے سو کہا کہ حدیث بیان کی مجھ سے میرے دل نے میرے رب کی طرف یعنی جو اس کی رائے میں آیا اور جو اس کے دل میں خیال گزرا اور وہ اس کے رب کی طرف سے ہے سو یہ لوگ اس سے زیادہ خطا کار ہیں اس واسطے کہ وہ نہیں نڈر ہے اس سے کہ شیطان نے وہ بات اس کے دل میں ڈالی ہو اور کہا طوفی نے کہ یہ حدیث اصل ہے بیچ سلوک کے طرف اللہ تعالیٰ کی اور پہنچنے کی طرف معرفت اس کی کے اور طریق اس کے اس واسطے کہ باطنی فرض یعنی ایمان اور ظاہری فرض یعنی اسلام اور مرکب دونوں سے یعنی احسان موجود ہے اس میں جیسے کہ شامل ہے اس کو حدیث جبریل علیہ السلام کی اور احسان شامل ہے مقامات سالکین کو زہد اور اخلاص اور مراقبہ وغیرہ سے اور نیز اس حدیث میں ہے کہ جو ادا کرے اس کو جو اس پر واجب ہے اور قربت چاہے ساتھ نفلوں کے تو اس کی دعا رد نہیں ہوتی واسطے وجود اس سچے وعدے کے جو مؤکد ہے ساتھ قسم کے اور جس کی دعا کسی سبب سے قبول نہیں ہوتی اس کا بیان پہلے گزر چکا ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بندہ اگرچہ کیسے ہی اعلیٰ درجے کو پہنچے اور اللہ تعالیٰ کا محبوب ہو جائے لیکن نہیں منقطع ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی طلب سے واسطے اس چیز کے کہ اس میں ہے خضوع اور اظہار عبودیت سے اور یہ جو کہا کہ مجھ کو کسی چیز میں تردد نہیں ہوتا جیسے ایماندار بندے کی روح قبض کرنے میں تردد ہوتا ہے تو کہا خطابی نے کہ تردد اللہ تعالیٰ کے حق میں جائز نہیں لیکن اس کی تاویل دو طور سے ہے ایک یہ کہ بندہ اپنی عمر کے دنوں میں قریب ہلاک کے پہنچتا ہے بیماری کے سبب سے جو اس کو پہنچی اور فاقہ سے کہ اس کے ساتھ اتری سو وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کو شفا دیتا ہے اور اس کے دکھ کو دور کرتا ہے سو ہوتا ہے یہ فعل اس کا مانند تردد کرنے اس شخص کے کی کہ ارادہ کرتا ہے کسی کام کا پھر ظاہر ہوتا ہے واسطے اس کے سو اس کو چھوڑ دیتا ہے اور اس سے اعراض کرتا ہے اور اس کو مرنا ضروری ہے جب کہ پہنچے لکھا ہوا اپنی مدت معین کو اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے فنا کو خلق پر اور اختیار کیا ہے بقا کو واسطے ذات اپنی کے دوسری یہ کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ میرے فرشتوں کو کسی چیز میں تردد نہیں ہوتا جس کا میں کرنے والا ہوں جیسے کہ میں ان کو تردید کرتا ہوں ایمان دار بندے کی روح قبض کرنے میں جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کے قصے میں ہے کہ فرشتہ دو بار ان کے پاس گیا اور حقیقت معنی کی دونوں وجہ پر مہربانی اللہ تعالیٰ کی ہے بندے پر اور لطف اس کا اور شفقت اس کی اوپر اس کے اور کہا کلاباذی نے جس کا حاصل یہ ہے کہ تعبیر کیا ہے صفت فعل سے ساتھ صفت ذات کے یعنی تردید سے ساتھ تردد کے اور ٹھہرایا ہے متعلق تردید کا

احوال بندے کا ضعف سے اور تکلیف سے اور کہا ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ مراد تردد فرشتوں کا جو ایماندار کی روح کو قبض کرتے ہیں اور احتمال ہے کہ معنی تردد کے یہ ہوں کہ لطف کرتا ہے ساتھ اس کے اور احتمال ہے کہ ہو یہ خطاب ساتھ اس چیز کے کہ ہم سمجھتے ہیں اور رب منزہ اور پاک ہے اس کی حقیقت سے اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ قبض کرتا ہے ایماندار کی روح کو ساتھ نرمی اور آہستگی کے برخلاف باقی امروں کے کہ وہ حاصل ہوتے ہیں مجرد قول اس کے سے کن اور یہ جو کہا کہ میں اس کے ملول کو مکروہ جانتا ہوں تو کہا جنید نے کہ کراہت اس جگہ واسطے اس چیز کے ہے کہ ملتی ہے ایماندار کو موت سے اور سختی اس کی سے اور یہ معنی نہیں ہیں کہ میں اس کے واسطے موت کو مکروہ جانتا ہوں اس واسطے کہ موت اس کو اللہ تعالیٰ کی رحمت کی طرف وارد کرتی ہے اور اس کی مغفرت کی طرف پہنچاتی ہے اور تعبیر کی ہے بعض نے اس سے ساتھ اس کے کہ موت ضروری ہے اور وہ جدا ہونا روح کا بدن سے اور نہیں حاصل ہوتا ہے غالبًا مگر بڑے درد سے اور اللہ تعالیٰ مکروہ رکھتا ہے ایماندار کی تکلیف کو تو اس کو کراہت کہا اور احتمال ہے کہ ہو کراہت باعتبار دراز ہونے زندگی کے اس واسطے کہ وہ پہنچاتی ہے طرف نکمی عمر کی کہا شیخ ابوالفضل نے کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ولی اللہ کی بڑی قدر ہے اس واسطے کہ وہ نکلتا ہے اپنی تدبیر سے طرف تدبیر رب اپنے کی اور اپنے نفس کی مدد سے طرف مدد اللہ تعالیٰ کی واسطے اس کے اور اس سے لیا جاتا ہے کہ نہ حکم کیا جائے واسطے کسی آدمی کے جو ولی کو ایذا دے پھر اس کو دنیا میں کوئی مصیبت نہ پہنچے نہ اس کے نفس میں نہ اس کے مال میں نہ اس کی اولاد میں ساتھ اس کے کہ وہ سلامت رہا ہے اللہ تعالیٰ کے بدلہ لینے سے یعنی یہ نہ کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے بدلہ نہیں لیا اس واسطے کہ کبھی مصیبت اس کے غیر میں ہوتی ہے جو اس سے سخت تر ہے مانند مصیبت کی دین میں مثلاً اور یہ جو کہا کہ جو چیز کہ میں نے اس پر فرض کی تو داخل ہوتے ہیں اس میں فرائض ظاہرہ جن کے کرنے کا حکم ہے مانند نماز اور زکوۃ وغیرہ عبادات کی اور جن کے نہ کرنے کا حکم ہے مانند زنا اور قتل وغیرہ حرام چیزوں کی اور فرائض باطنہ جیسے اللہ تعالیٰ کو جاننا اور اس سے محبت رکھنا اور اس پر توکل کرنا اور اس سے ڈرنا اور سوائے اس کے اور اس میں دلالت ہے اوپر جواز اطلاع ولی کے غیب چیزوں پر ساتھ اطلاع دینے اللہ تعالیٰ کے اور نہیں منع کرتا ہے اس کو ظاہر قول اللہ تعالیٰ کا ﴿ عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ ﴾ اس کہ نہیں منع کرتا ہے دخول بعض تابعداروں اس کے کو ساتھ اس کے بالتبع ، میں کہتا ہوں کہ وصف مستثنٰی واسطے رسول ﷺ کے اس جگہ اگر ہو اس چیز میں کہ متعلق ہے ساتھ خصوص ہونے اس کے رسول تو نہیں مشارکت ہے اس میں واسطے کسی کے اس کے تابعداروں سے مگر اس سے نہیں تو احتمال ہے جو اس نے کہا اور علم نزدیک اللہ تعالیٰ کے ہے۔

تنبیہ: مشکل ہوئی ہے وجہ داخل ہونے اس حدیث کے کی تواضع میں یہاں تک کہ کہا داؤدی نے کہ نہیں ہے یہ حدیث تواضع سے کسی چیز میں اور جواب اس کا کئی وجہ سے ہے ایک وجہ یہ ہے کہ نوافل سے اللہ تعالیٰ کی نزدیکی چاہنی

نہیں ہوتی ہے مگر ساتھ نہایت تواضع کے واسطے اللہ تعالیٰ کے اور توکل کے اوپر اس کے دوسری وجہ یہ کہ کہا گیا ترجمہ مستفاد ہے اس کے اس قول سے کہ میں اس کا کان ہو جاتا ہوں اور تردد سے، میں کہتا ہوں اور نکلتا ہے اس سے جواب تیسرا اور ظاہر ہوتا ہے واسطے میرے چوتھا اور وہ یہ ہے کہ مستفاد ہوتا ہے لازم قول اس کے سے من عادی لی ولیا اس واسطے کہ وہ تقاضا کرتا ہے زجر کو ولیوں کی عداوت سے جو مستلزم ہے ان کی دوستی کو اور دوستی سب ولیوں کی نہیں حاصل ہوتی مگر ساتھ غایت تواضع کے اس واسطے کہ بعض ان میں پریشان حال گرد آلود ہیں کہ ان کو کوئی معلوم نہیں کر سکتا اور البتہ وارد ہوئی ہیں بیچ ترغیب تواضع کے عہد حدیثیں ایک یہ حدیث ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو وحی کی ہے کہ ایک دوسرے سے تواضع کیا کرو تا کہ کوئی کسی پر فخر نہ کرے روایت کیا ہے اس کو مسلم نے اور ایک حدیث میں ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کے واسطے تواضع کرے اللہ تعالیٰ اس کا درجہ بلند کرتا ہے یہاں تک کہ اس کو اعلیٰ علیین میں پہنچاتا ہے روایت کیا ہے اس کو ابن ماجہ نے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةَ كَهَاتَيْنِ.

باب ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کے بیان میں کہ پیغمبر ہوا اور قیامت جیسے یہ دونوں انگلیاں۔

﴿وَمَا أَمْرُ السَّاعَةِ إِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ أَوْ هُوَ أَقْرَبُ إِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾.

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نہیں امر قیامت کا مگر جیسے آنکھ کا لمحہ یا اس سے بھی قریب تر بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

فائدہ: جب ارادہ کیا ہے بخاری نے کہ داخل کرے کتاب الرقاق میں قیامت کی صفت اور اس کی نشانیوں کو تو بیان کیا پہلے باب کی حدیث کو جو شامل ہے اور ذکر موت کے جو دلالت کرنے والی ہے ہر چیز کے فنا ہونے میں پھر ذکر کیا اس چیز کو جو دلالت کرتی ہے قیامت کے قریب ہونے پر اور یہ لطیف ترتیب اس کی ہے۔ (فتح)

٦٠٢٢۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ حَدَّثَنَا أَبُوْ غَسَّانَ حَدَّثَنَا أَبُوْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةَ هٰكَذَا وَيُشِيْرُ بِإِصْبَعَيْهِ فَيَمُدُّ بِهِمَا.

٦٠٢٢۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں پیغمبر ہوا اور قیامت اس طرح اور اشارہ کیا اپنی دونوں انگلیوں سے اور ان کو دراز کیا۔

٦٠٢٣۔ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ هُوَ الْجُعْفِيُّ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ وَأَبِي التَّيَّاحِ عَنْ أَنَسٍ عَنِ

٦٠٢٣۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پیغمبر ہوا میں اور قیامت جیسے یہ دو انگلیاں۔

النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةَ كَهَاتَيْنِ.

٦٠٢٤ ۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا أَبُوْ بَكْرٍ عَنْ أَبِي حَصِيْنٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةَ كَهَاتَيْنِ يَعْنِي إِصْبَعَيْنِ تَابَعَهُ إِسْرَائِيْلُ عَنْ أَبِي حَصِيْنٍ.

٦٠٢٤۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ پیغمبر ہوا میں اور قیامت جیسے دو انگلیاں حضرت ﷺ نے دونوں انگلیوں کی طرف اشارہ کیا یعنی کلمے کی انگلی اور بیچ کی انگلی کی۔

فائدہ: کہا عیاض وغیرہ نے کہ اشارہ کیا ہے ساتھ اس حدیث کے بنا بر اختلاف الفاظ اس کے کی طرف کم ہونے مدت کے کی درمیان حضرت ﷺ کے اور درمیان قیامت کے اور تفاوت یا محاورت میں ہے یا بیچ مقدار اس چیز کے کہ ان کے درمیان ہے اور تائید کرتا ہے اس کو قول اس کا کہ جیسے ایک کو دوسرے پر فضیلت ہے اور کہا بعض نے کہ یہی ہے باوجہ کہ کہا جائے اور اگر اول معنی مراد ہوتے تو البتہ قائم ہوتی قیامت واسطے متصل ہونے ایک کے ساتھ دوسرے کے کہا ابن تین نے کہ اختلاف ہے بیچ قول حضرت ﷺ کے کہا تین یعنی جیسے یہ دونوں انگلیاں ہیں سو کہا بعض نے کہ جیسے کہ سبابہ اور بیچ کی انگلی کے درمیان طول ہے اور بعض نے کہا کہ معنی یہ ہیں کہ حضرت ﷺ کے اور قیامت کے درمیان کوئی پیغمبر نہیں اور کہا قرطبی نے مفہم میں کہ حاصل حدیث کا یہ ہے کہ قیامت قریب ہے اور بہت جلدی آنے والی ہے اور کہا بیضاوی نے کہ نسبت تقدم پیغمبری نبی ﷺ کی اوپر قائم ہونے قیامت کے مانند نسبت فضیلت ایک انگلی کی ہے دوسری پر اور بعض نے کہا کہ مراد بدستور رہنا حضرت ﷺ کی دعوت کا ہے نہیں جدا ہوگی ایک دوسرے سے جیسے کہ ایک انگلی دوسری سے جدا نہیں ہوتی اور کہا قرطبی نے کہ معنی حدیث کے یہ ہیں کہ قیامت قریب ہے اور نہیں منافات ہے درمیان اس کے اور درمیان قول اس کے کہ لیس المسئول عنا باعلم من السائل یعنی مسئول عنھا سائل سے زیادہ تر قیامت کو نہیں جانتا اس واسطے کہ مراد ساتھ حدیث باب کے یہ ہے کہ حضرت ﷺ کے اور قیامت کے درمیان کوئی پیغمبر نہیں جیسے کہ سبابہ اور وسطیٰ کے درمیان اور کوئی انگلی نہیں ہے اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کا وقت معین معلوم ہو لیکن سیاق فائدہ دیتا ہے کہ وہ قریب ہے اور اس کی نشانیاں پے در پے آنے والی ہیں کہا ضحاک نے کہ اول نشانی قیامت کی حضرت ﷺ کی پیغمبری ہے اور حکمت بیچ مقدم کرنے نشانیوں کے جگانا ہے غافلوں کا اور رغبت دلانا ان کا ہے توبہ اور استعداد پر اور بعض نے کہا کہ معنی حدیث کے یہ ہیں کہ میرے اور قیامت کے درمیان کوئی چیز نہیں قیامت ہی ہے جو میرے بعد آنے والی ہے جیسے کہ وسطیٰ سبابہ کے بعد ہے بنا بر اس کے نہیں ہے کوئی منافات درمیان معنی حدیث کے اور درمیان قول اللہ تعالیٰ کے ﴿لَا يُعَلِّمُهَا إِلَّا هُوَ﴾

اور بعض نے کہا کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ نسبت اس چیز کی کہ دونوں انگلیوں کے درمیان ہے مثل نسبت اس چیز کی ہے جو دنیا سے باقی رہتی ہے بہ نسبت اس کی جو گزر چکی ہے اور یہ کہ جملہ اس کا سات ہزار برس ہے اور سند لی ہے اس نے حدیثوں سے کہ نہیں ہیں صحیح اور صحیح تر اس باب میں حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی ہے صحیح بخاری اور مسلم میں کہ نہیں عمر اور مدت کے مقابلے میں مگر جیسے عصر کی نماز سے شام تک یعنی اگلی امتوں کی زندگی زیادہ تھی جیسے عصر سے شام تک اور یہ حدیث صحیح متفق علیہ ہے پس لائق ہے اعتماد کرنا اوپر اس کے اور اس میں دلالت ہے اس پر کہ مدت اس امت کی بقدر پانچویں حصے دن کے ہے تقریبًا۔

بَابٌ. — یہ باب ہے۔

فائدہ: یہ باب ترجمہ سے خالی ہے اور وہ مانند فصل کی ہے پہلے باب سے اور وجہ تعلق اس کے کی ساتھ اس کے یہ ہے کہ چڑھنا سورج کا مغرب سے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہو وقت قریب قیام قیامت کے۔ (فتح)

٦٠٢٥۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَّغْرِبِهَا فَإِذَا طَلَعَتْ فَرَآهَا النَّاسُ آمَنُوْا أَجْمَعُوْنَ فَذٰلِكَ حِيْنَ ﴿لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِيْ إِيْمَانِهَا خَيْرًا﴾ وَلَتَقُوْمَنَّ السَّاعَةُ وَقَدْ نَشَرَ الرَّجُلَانِ ثَوْبَهُمَا بَيْنَهُمَا فَلَا يَتَبَايَعَانِهِ وَلَا يَطْوِيَانِهِ وَلَتَقُوْمَنَّ السَّاعَةُ وَقَدِ انْصَرَفَ الرَّجُلُ بِلَبَنِ لِقْحَتِهِ فَلَا يَطْعَمُهُ وَلَتَقُوْمَنَّ السَّاعَةُ وَهُوَ يَلِيْطُ حَوْضَهُ فَلَا يَسْقِيْ فِيْهِ وَلَتَقُوْمَنَّ السَّاعَةُ وَقَدْ رَفَعَ أَحَدُكُمْ أُكْلَتَهُ إِلٰى فِيْهِ فَلَا يَطْعَمُهَا.

٦٠٢٥۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ سورج اپنے ڈوبنے کی جگہ سے چڑھے سو جب چڑھے گا اور لوگ اس کو دیکھ لیں گے تو سب ایمان لائیں گے سو اس وقت نہ فائدے کرے گا کسی جان کو اس کا ایمان جو پہلے سے ایمان نہ لایا تھا یا نہ کمائی گئی تھی اپنے ایمان میں کچھ نیکی اور البتہ قائم ہوگی قیامت اور حالانکہ دو مردوں نے اپنا کپڑا اپنے درمیان کھولا ہوگا سو وہ اس کو خرید و فروخت نہ کریں گے اور نہ لپیٹیں گے اور البتہ قائم ہوگی قیامت اور حالانکہ پھرا ہوگا مرد اپنی اونٹنی کا دودھ لے کر سو اس کو نہ پیئے گا اور البتہ قائم ہوگی قیامت اور حالانکہ مرد اپنے حوض کو لیپتا ہوگا سو نہ پانی پلائے گا بیچ اس کے اور البتہ قائم ہوگی قیامت اور حالانکہ مرد نے لقمہ اپنے منہ کی طرف اٹھایا ہوگا سو نہ اس کو کھائے گا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح آئندہ آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ کہا طیبی نے کہ آیات نشانیاں ہیں واسطے قیامت کے یا

تو اس کے قرب ہونے پر اور یا اس کے حاصل ہونے پر سو اول قسم سے ہے دجال اور نزول عیسیٰ علیہ السلام اور یاجوج ماجوج اور زمین کا دھنسنا اور دوسری قسم سے ہے دھواں اور پر چڑھنا آفتاب کا مغرب کی طرف سے اور خروج دابہ کا اور آگ کا جو لوگوں کو جمع کرے گی اور باب کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب سورج مغرب کی طرف سے نکلا تو قیامت قائم ہو جائے گی اور یہ جو کہا کہ اس وقت کسی جی کو اس کا ایمان فائدہ نہ دے گا تو کہا طبری نے کہ معنی آیت کے یہ ہیں کہ نفع نہ دے گا کافر کو ایمان لانا بعد طلوع آفتاب کے مغرب سے جو اس سے پہلے ایمان نہ لایا تھا اور نہ نفع دے گا ایماندار کو نیک عمل کرنا بعد چڑھنے آفتاب کے مغرب سے جو پہلے اس سے نہیں کیا تھا اس واسطے کہ حکم ایمان اور عمل کا اس وقت حکم اس شخص کا ہے جو ایمان لائے وقت غرغرہ کے اور یہ فائدہ نہیں دیتا کچھ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ إِيمَانُهُمْ لَمَّا رَأَوْا بَأْسَنَا﴾ اور ثابت ہو چکا ہے صحیح حدیث میں کہ قبول ہوتی ہے توبہ بندے کی جب تک کہ غرغرہ کو نہ پہنچے اور اس میں دلیل ہے اس پر کہ مراد ساتھ بعض کے اللہ تعالیٰ کے قول میں ﴿يَوْمَ يَأْتِي بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ﴾ طلوع سورج کا ہے مغرب کی طرف سے اور یہی مذہب ہے جمہور کا اور جو چیز کہ راجح ہے مجموع حدیثوں سے یہ ہے کہ نکلنا دجال کا اول نشانیوں عظیم کا ہے جو خبر دینے والی ہیں ساتھ تغیر احوال عام لوگوں کے زمین میں اور ختم ہو گا یہ ساتھ موت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے اور یہ کہ سورج کا مغرب کی طرف سے چڑھنا وہ پہلی نشانی ہے جو خبر دینے والی ہے ساتھ تغیر عالم علوی کے اور ختم ہو گا یہ ساتھ قائم ہونے قیامت کے اور شائد کہ نکلنا دآبۃ الارض کا واقع ہو گا اسی دن میں جس میں سورج مغرب کی طرف سے چڑھے گا جیسا کہ مسلم کی حدیث میں ہے کہ یہ دونوں ایک دوسرے سے قریب قریب ہیں اور حکمت اس میں یہ ہے کہ جب آفتاب مغرب کی طرف سے چڑھے گا تو توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا سو دآبۃ الارض نکلے گا اور ایماندار کو کافر سے جدا کر دے گا واسطے کامل کرنے مقصود کے بند کرنے دروازے توبہ کے سے اور اول نشانی جو خبر دینے والی ہے ساتھ قائم ہونے قیامت کی آگ ہے جو لوگوں کو پورب کی طرف سے جمع کر کے مغرب کی طرف لے جائے گی اور کہا ابن عطیہ نے جس کا حاصل یہ ہے کہ معنی آیت کے یہ ہیں کہ نہیں نفع دے گا کافر کو ایمان اس کا بعد چڑھنے آفتاب کے پچھم کی طرف سے اور اسی طرح گنہگار کو بھی اس کی توبہ فائدہ نہ دے گی اور نہ نفع دے گا ایماندار کو عمل نیک کرنا اس کے بعد جو اس سے پہلے نہ کیا ہو اور کہا قاضی عیاض نے کہ مہر کی جائے گی ہر شخص کے عمل پر جس حالت پر کہ وہ ہے اور حکمت اس میں یہ ہے کہ اول ابتدا قائم ہونے قیامت کا ہے ساتھ متغیر ہونے عالم علوی کے اور جب یہ مشاہدہ کیا گیا تو حاصل ہو گا ایمان ضروری ساتھ معانہ آنکھ کے اور دور ہو گا ایمان بالغیب اور وہ مانند ایمان کی ہے وقت غرغرہ کے اور وہ فائدہ نہیں دیتا پس مشاہدہ سورج کے نکلنے کا مغرب کے سے بھی اسی طرح ہے اور کہا قرطبی نے کہ اس وقت کی توبہ مردود ہے لیکن اگر اس کے بعد دنیا دراز ہو یہاں تک کہ یہ امر بھول جائے اور تواتر اس کا بند ہو کر آحاد ہو جائے سو جو شخص کہ اس وقت مسلمان ہو یا توبہ

کرے تو مقبول ہے اور اسی کی تائید کرتا ہے جو مروی ہے کہ اس کے بعد چاند اور سورج کو پھر روشنی دی جائے گی اور دونوں بدستور چڑھا کریں گے جیسا کہ پہلے چڑھتے تھے اور ذکر کیا ہے ابواللیث سمرقندی نے اپنی تفسیر میں عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے کہ ایمان اور توبہ کا مقبول نہ ہونا تو فقط اسی وقت میں ہے جب کہ سورج مغرب کی طرف سے چڑھے گا سو جو اس وقت میں ایمان لائے گا یا توبہ کرے گا اس کی توبہ مقبول نہ ہوگی اور جو اس کے بعد توبہ کرے گا اس کی توبہ قبول ہوگی یعنی توبہ کا قبول نہ ہونا عین طلوع آفتاب کے ساتھ خاص ہے نہ اس سے پہلے ہے نہ پیچھے اور یہ قول مخالف ہے صحیح حدیثوں کے سو صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو توبہ کرے پہلے اس سے کہ سورج مغرب کی طرف سے نکلے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرتا ہے اس کا مفہوم یہ ہے کہ جو اس کے بعد توبہ کرے اس کی توبہ مقبول نہیں ہے اور ابوداؤد اور نسائی نے معاویہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کی ہے کہ ہمیشہ توبہ مقبول ہوتی رہے گی یہاں تک کہ سورج اپنے ڈوبنے کی طرف سے چڑھے اور صفوان کی حدیث میں ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ مغرب میں ایک دروازہ ہے کھلا ہوا واسطے توبہ کے ستر برس کی راہ چوڑا نہ بند کیا جائے گا یہاں تک کہ سورج ڈوبنے کی جگہ سے چڑھے روایت کیا ہے اس کو ترمذی نے اور کہا کہ حسن صحیح ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے مانند اس کی اور اس میں ہے کہ جب یہ دروازہ بند ہو گیا تو اس کے بعد توبہ مقبول نہیں ہوگی اور نہ نیکی فائدہ دے گی مگر جو اس سے پہلے نیک عمل کیا کرتا تھا کہ اس کے واسطے وہ عمل اس کا جاری رہے گا اور اس کو نفع دے گا اور اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا حال ہوگا سورج کا بعد اس کے اور حالانکہ لوگ موجود ہوں گے فرمایا کہ سورج کو روشنی بھر دی جائے گی اور چڑھائی کرے گا جس طرح کہ پہلے چڑھا کرتا تھا روایت کیا ہے اس کو ابن مردویہ نے اور عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک رات آئے گی بقدر تین راتوں کے نہ پہچانیں گے اس کو مگر تہجد کی نماز پڑھنے والے کھڑا ہوگا مرد سو اپنا وظیفہ پڑھے گا پھر سوئے گا پھر اٹھے گا پھر پڑھے گا پھر سوئے گا پھر اٹھے گا سو اس وقت لوگوں میں شور وغل پڑ جائے گا یہاں تک کہ جب فجر کی نماز پڑھیں گے اور بیٹھیں گے سو اچانک دیکھیں گے کہ سورج اپنے ڈوبنے کی جگہ سے نکلا سو آہ ماریں گے لوگ ایک آہ یہاں تک کہ جب آسمان کے بیچ میں آئے گا تو پھر پلٹ جائے گا روایت کیا ہے اس کو عبد بن حمید نے اور ایک روایت میں ہے کہ سورج اپنے ڈوبنے کی جگہ سے چڑھے گا سو کوئی پکارنے والا آدمیوں کو پکارے گا کہ اے ایمان والو! تمہاری توبہ قبول ہوئی اور اے کافرو! البتہ توبہ کا دروازہ تم سے بند ہوا اور قلمیں خشک ہو گئیں اور کاغذ لپیٹے گئے روایت کیا ہے اس کو ابونعیم نے اور ایک روایت میں ہے کہ جب سورج ڈوبنے کی جگہ سے چڑھے گا تو مہر کی جائے گی دلوں پر ساتھ اس چیز کے کہ ان میں ہے اور اُٹھائے جائیں گے چوکیدار اور حکم کیا جائے گا فرشتوں کو کہ اس کے بعد کوئی عمل نہ لکھیں یعنی نیک عمل سو یہ حدیثیں ایک دوسری کو پکا کرتی ہیں اور سب بالاتفاق دلالت کرتی ہیں اس پر کہ جس وقت

سورج اپنے ڈوبنے کی جگہ سے چڑھے گا تو اس وقت توبہ کا دروازہ بند کیا جائے گا اور اس کے بعد کبھی نہیں کھولا جائے گا اور یہ کہ نہ قبول ہونا توبہ کا نہیں خاص ہے ساتھ اس دن کے جس میں سورج چڑھے گا بلکہ دراز ہو گا قیامت تک اور اس سے لیا جاتا ہے کہ چڑھنا سورج کا اپنے ڈوبنے کی جگہ سے اول ڈرانا ہے ساتھ قائم ہونے قیامت کے اور اس حدیث میں رد ہے ہیئت والوں پر کہ کہتے ہیں کہ سورج وغیرہ آسمانی چیزیں بسیط ہیں نہیں مختلف ہوتی ہیں مقتضیات ان کی اور نہیں راہ پاتا ہے ان کی طرف بدلنا ان کی وضع کا اور کہا کرمانی نے کہ نہیں ہے منع یہ کہ ہو جائے مشرق مغرب وبالعکس۔ (فتح)

فائدہ: اور اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ لوگ اپنی دنیا کے کاموں میں مشغول ہوں گے کہ اچانک قیامت آ جائے گی۔ (فتح)

بَابُ مَنْ أَحَبَّ لِقَآءَ اللّٰهِ أَحَبَّ اللّٰهُ لِقَآءَ هُ.

جو اللہ تعالیٰ کو ملنا یعنی موت اور آخرت چاہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ملنے کو چاہتا ہے۔

فائدہ: کہا علماء نے کہ محبت اللہ تعالیٰ کے واسطے بندے اپنے کے ارادہ کرنا خیر کا ہے واسطے اس کے اور ارادہ وہ دکھلانا ہے اس کو اس کی طرف اور انعام کرنا اوپر اس کے اور کراہت اس کی ضد ہے۔ (فتح)

٦٠٢٦۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَحَبَّ لِقَآءَ اللّٰهِ أَحَبَّ اللّٰهُ لِقَآءَ هُ وَمَنْ كَرِهَ لِقَآءَ اللّٰهِ كَرِهَ اللّٰهُ لِقَآءَ هُ قَالَتْ عَائِشَةُ أَوْ بَعْضُ أَزْوَاجِهِ إِنَّا لَنَكْرَهُ الْمَوْتَ قَالَ لَيْسَ ذَاكِ وَلٰكِنَّ الْمُؤْمِنَ إِذَا حَضَرَهُ الْمَوْتُ بُشِّرَ بِرِضْوَانِ اللّٰهِ وَكَرَامَتِهِ فَلَيْسَ شَيْءٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا أَمَامَهُ فَأَحَبَّ لِقَآءَ اللّٰهِ وَأَحَبَّ اللّٰهُ لِقَآءَ هُ وَإِنَّ الْكَافِرَ إِذَا حُضِرَ بُشِّرَ بِعَذَابِ اللّٰهِ وَعُقُوبَتِهِ فَلَيْسَ شَيْءٌ أَكْرَهَ إِلَيْهِ مِمَّا أَمَامَهُ كَرِهَ لِقَآءَ اللّٰهِ وَكَرِهَ اللّٰهُ لِقَآءَ هُ. اِخْتَصَرَهُ أَبُوْ دَاوُدَ وَعَمْرٌو عَنْ شُعْبَةَ

٦٠٢٦۔ حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اللہ تعالیٰ کو ملنا چاہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ملنے کو چاہتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کا ملنا برا جانتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ملنے کو برا جانتا ہے سو عائشہ رضی اللہ عنہا یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی بیوی نے کہا کہ البتہ ہم موت کو برا جانتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یوں نہیں لیکن جب ایماندار کو موت آتی ہے تو اس کو اللہ تعالیٰ کی رضا مندی اور کرامت کی خوشی سنائی جاتی ہے سو نہیں ہوتی ہے کوئی چیز زیادہ تر پیاری اس کو اس چیز سے کہ اس کے آگے ہے یعنی جو مرنے کے بعد اس کو سامنے آئے گی سو وہ اللہ تعالیٰ کے ملنے کو چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے ملنے کو چاہتا ہے اور بیشک جب کافر کو موت آتی ہے تو اس کو عذابِ الٰہی اور اس کی عقوبت کی خبر سنائی جاتی ہے سو نہیں ہوتی ہے نزدیک اس کے کوئی چیز زیادہ تر بری اس چیز سے کہ

وَقَالَ سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَارَةَ عَنْ سَعْدٍ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

اس کے آگے ہے سو وہ اللہ تعالیٰ کے ملنے کو برا جانتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے ملنے کو برا جانتا ہے اور اختصار کیا ہے اس کو ابوداؤد نے اور عمرو نے شعبہ سے یعنی اصل حدیث پر سوائے قول اس کے سو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا، الخ اور کہا سعید نے قتادہ سے زارہ سے سعد سے عائشہ رضی اللہ عنہا سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

فائدہ: جو اللہ تعالیٰ کے ملنے کو برا جانے کہا مازری نے کہ اللہ تعالیٰ نے جس کی موت لکھی ہے وہ ضرور مرے گا اگرچہ اللہ تعالیٰ کے ملنے کو برا جانے اور اگر اللہ تعالیٰ اس کے ملنے کو برا جانتا تو نہ مرتا سو محمول ہوگی حدیث اوپر کراہت اللہ تعالیٰ کے مغفرت اس کی کو یعنی اس کے بخشنے کو برا جانتا ہے واسطے دور کرنے اس کے اپنی رحمت سے اور کہا ابن اثیر نے کہ مراد ساتھ لقاء اللہ کے اس جگہ پھرنا ہے طرف گھر آخرت کی اور طلب کرنا اس چیز کا کہ نزدیک اللہ تعالیٰ کے ہے اور نہیں ہے غرض ساتھ اس کے موت اس واسطے کہ ہر شخص اس کو برا جانتا ہے سو جو دنیا کو ترک کرے اور اس سے عداوت رکھے اس نے اللہ تعالیٰ کے ملنے کو چاہا اور جس نے دنیا کو اختیار کیا اس نے اللہ تعالیٰ کے ملنے کو برا جانا اس واسطے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ پہنچتا ہے اس کی طرف ساتھ موت کے اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول سے کہ ہم موت کو برا جانتے ہیں وہم پیدا ہوتا ہے کہ مراد ساتھ لقاء اللہ کے حدیث میں موت ہے اور حالانکہ اس طرح نہیں اس واسطے کہ لقاء اللہ کا غیر موت کے ہے جیسا کہ دوسری روایت میں ہے کہ موت لقاء اللہ کے سوائے ہے لیکن موت چونکہ وسیلہ ہے طرف لقاء الہ کی تو تعبیر کیا اس سے ساتھ لقاء اللہ کے اور خطابی نے کہا کہ مراد ساتھ چاہنے بندے کے لقاء اللہ کو مقدم کرنا اس کا آخرت کو ہے دنیا پر سو نہ چاہے ہمیشہ رہنے کو بیچ دنیا کے بلکہ تیار رہے واسطے کوچ کرنے کے اس سے اور کراہت ضد اس کی ہے اور کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ معنی حدیث کے یہ ہیں کہ محبت اور کراہت جو شرع میں معتبر ہے وہی ہے جو واقع ہو نزع کی حالت میں جس میں توبہ قبول نہیں اور آدمی کو معلوم ہو جاتا ہے جس کی طرف پھرنے والا ہے اور اس حدیث میں ہے کہ جب نزع کے وقت آدمی پر خوشی کی نشانیاں ظاہر ہوں تو ہوتی ہے اس پر کہ اس کو خیر کی خوشی سنائی گئی اور اسی طرح اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کے ملنے کو چاہنا نہیں داخل ہے نہی میں تمنی موت کے سے اس واسطے کہ ممکن ہے ساتھ آرزو کرنے موت کے جیسے کہ ہو محبت حاصل نہ مختلف ہو حال اس کا بیچ اس کے ساتھ حاصل ہونے موت کے اور نہ ساتھ مؤخر ہونے اس کے اور یہ کہ نہی موت کی آرزو کرنے سے محمول ہے اوپر حالت زندگی مستمرہ کے یعنی بدستور جیتا ہو اس حالت میں موت کی آرزو کرنی منع ہے اور بہرحال وقت حاضر ہونے موت کے اور معائنہ اس کے سو نہیں داخل ہے یہ نیچے نہی کے بلکہ مستحب ہے اور یہ کہ صحت کی حالت میں موت کو برا جاننا اس میں تفصیل ہے سو جو مکروہ جانے اس کو واسطے مقدم کرنے زندگی کے اس چیز پر کہ موت کے بعد ہے آخرت

کی نعمتوں سے سو یہ مذموم ہے اور جو اس کو برا جانے اس خوف سے کہ مؤاخذہ کی طرف نوبت پہنچائے جیسے کہ عمل میں قصور ہو تو وہ معذور ہے لیکن اس کو لائق ہے کہ جلدی کرے طرف سامان لینے کی یہاں تک کہ جب اس کو موت آئے تو اس کو برا نہ جانے بلکہ اس کو دوست رکھے واسطے اس چیز کے کہ امیدوار ہے اس کا بعد موت کے اللہ تعالیٰ کے ملنے سے اور اس حدیث میں ہے کہ کوئی زندہ آدمی اللہ تعالیٰ کو دنیا میں نہ دیکھے گا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہوگا یہ واسطے ایمانداروں کے بعد موت کے اور مسلم میں صریح تر آچکا ہے ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی حدیث طویل میں اور جانو کہ بیشک تم اللہ تعالیٰ کو ہرگز نہ دیکھو گے یہاں تک کہ مرو۔ (فتح)

٦٠٢٧ ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَحَبَّ لِقَآءَ اللّٰهِ أَحَبَّ اللّٰهُ لِقَآءَهُ وَمَنْ كَرِهَ لِقَآءَ اللّٰهِ كَرِهَ اللّٰهُ لِقَآءَهُ.

۶۰۲۷۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اللہ تعالیٰ کا ملنا چاہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ملنے کو چاہتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کے ملنے کو برا جانتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ملنے کو برا جانتا ہے۔

٦٠٢٨ ـ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَعُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ فِي رِجَالٍ مِّنْ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ وَهُوَ صَحِيحٌ إِنَّهُ لَمْ يُقْبَضْ نَبِيٌّ قَطُّ حَتّٰى يَرٰى مَقْعَدَهُ مِنَ الْجَنَّةِ ثُمَّ يُخَيَّرُ فَلَمَّا نَزَلَ بِهِ وَرَأْسُهُ عَلٰى فَخِذِيْ غُشِيَ عَلَيْهِ سَاعَةً ثُمَّ أَفَاقَ فَأَشْخَصَ بَصَرَهُ إِلَى السَّقْفِ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ الرَّفِيْقَ الْأَعْلٰى قُلْتُ إِذًا لَا يَخْتَارُنَا وَعَرَفْتُ أَنَّهُ الْحَدِيثُ الَّذِيْ كَانَ يُحَدِّثُنَا بِهِ قَالَتْ فَكَانَتْ تِلْكَ آخِرَ كَلِمَةٍ تَكَلَّمَ بِهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۶۰۲۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحت کی حالت میں فرماتے تھے کہ بیشک بات یوں ہے کہ کوئی نبی ہرگز نہیں مرتا جب تک کہ اپنا مکان بہشت میں نہیں دیکھ لیتا پھر اس کو مرنے جینے میں اختیار دیا جاتا ہے سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر موت اتری اور آپ کا سر مبارک میری ران پر تھا تو آپ کو ایک گھڑی غش آیا پھر ہوش میں آئے سو اپنی آنکھ کو چھت کی طرف لگایا پھر فرمایا الٰہی! بلند رتبہ رفیقوں کا ساتھ چاہتا ہوں میں نے کہا کہ اب ہم کو اختیار نہیں کریں گے اور میں نے پہچانا کہ یہ وہی حدیث ہے جو ہم کو بتلایا کرتے تھے کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ اخیر کلام تھی جس کے ساتھ آپ نے کلام کیا یہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ الٰہی! بلند رتبہ رفیقوں کا ساتھ چاہتا ہوں یعنی اس کے بعد پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ کلام نہیں کی یہاں تک کہ دنیا سے انتقال فرمایا۔

قَوْلُهُ اللّٰهُمَّ الرَّفِيْقَ الْأَعْلٰى.

فائدہ: اس حدیث کی شرح وفات نبوی ﷺ میں گزر چکی ہے اور مناسبت حدیث کی واسطے باب کے اس جہت سے ہے کہ حضرت ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے لقاء کو اختیار کیا اس کے بعد کہ آپ کو مرنے اور جینے میں اختیار دیا گیا سو حضرت ﷺ نے موت کو اختیار کیا سو لائق ہے پیروی کرنی حضرت ﷺ کے بیچ اس کے۔ (فتح)

بَابُ سَكَرَاتِ الْمَوْتِ.

موت کی بیہوشیوں کے بیان میں۔

٦٠٢٩۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ مَيْمُوْنٍ حَدَّثَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيْدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِيْ مُلَيْكَةَ أَنَّ أَبَا عَمْرٍو ذَكْوَانَ مَوْلٰى عَائِشَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا كَانَتْ تَقُوْلُ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ بَيْنَ يَدَيْهِ رَكْوَةٌ أَوْ عُلْبَةٌ فِيْهَا مَآءٌ يَشُكُّ عُمَرُ فَجَعَلَ يُدْخِلُ يَدَيْهِ فِي الْمَآءِ فَيَمْسَحُ بِهِمَا وَجْهَهُ وَيَقُوْلُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ إِنَّ لِلْمَوْتِ سَكَرَاتٍ ثُمَّ نَصَبَ يَدَهُ فَجَعَلَ يَقُوْلُ فِي الرَّفِيْقِ الْأَعْلٰى حَتّٰى قُبِضَ وَمَالَتْ يَدُهُ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ الْعُلْبَةُ مِنَ الْخَشَبِ وَالرَّكْوَةُ مِنَ الْأَدَمِ.

٦٠٢٩۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کہتی تھیں کہ حضرت ﷺ کے آگے ایک پیالہ تھا چمڑے کا اس میں کچھ پانی تھا سو حضرت ﷺ نے شروع کیا کہ اپنے دونوں ہاتھ پانی میں داخل کرتے پھر دونوں سے اپنے منہ کا مسح کرتے اور فرماتے نہیں کوئی لائق بندگی کے سوائے اللہ تعالیٰ کے بیشک موت کے واسطے سختیاں ہیں پھر آپ نے دونوں ہاتھ کھڑے کیے سو فرمانے لگے الٰہی! مجھ کو بلند رتبہ رفیقوں کے ساتھ ملا دے یہاں تک کہ آپ کی روح قبض ہوئی اور آپ کا ہاتھ جھکا۔

فائدہ: اس حدیث میں ہے کہ موت کی سختی دلالت نہیں کرتی اوپر کم ہونے مرتبے کے بلکہ واسطے ایماندار کے یا زیادتی سے اس کی نیکیوں میں یا کفارہ ہے اس کے گناہوں کا اور ساتھ اس تقریر کے ظاہر ہوگی مناسبت احادیث باب کی واسطے ترجمہ کے۔ (فتح)

٦٠٣٠۔ حَدَّثَنِيْ صَدَقَةُ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْأَعْرَابِ جُفَاةً يَأْتُوْنَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَسْأَلُوْنَهُ مَتٰى

٦٠٣٠۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ دیہاتی لوگ سخت خو سخت دل حضرت ﷺ کے پاس آتے تھے اور حضرت ﷺ سے پوچھتے تھے کہ قیامت کب آئے گی؟ سو حضرت ﷺ ان میں کم عمر والے کی طرف دیکھتے سو فرماتے

السَّاعَةُ فَكَانَ يَنْظُرُ إِلَى أَصْغَرِهِمْ فَيَقُولُ إِنْ يَّعِشْ هٰذَا لَا يُدْرِكْهُ الْهَرَمُ حَتّٰى تَقُوْمَ عَلَيْكُمْ سَاعَتُكُمْ قَالَ هِشَامٌ يَعْنِي مَوْتَهُمْ.

کہ اگر یہ زندہ رہا تو اس کو بڑھاپا نہ آنے پائے گا یہاں تک کہ تمہاری قیامت تم پر قائم ہو جائے گی، کہا ہشام راوی نے کہ مراد قیامت سے ان کی موت ہے۔

فائدہ: انہوں نے حقیقی قیامت کا سوال کیا تھا حضرت ﷺ نے مجازی قیامت کا جواب دیا اس واسطے کہ اگر فرماتے کہ میں قیامت کا وقت نہیں جانتا باوجود اس چیز کے کہ ان میں ہے جہالت سے اور پہلے قرار پکڑنے ایمان کے ان کے دل میں تو بد اعتقاد ہو جاتے سو ان کو وہ وقت بتلایا جس میں وہ سب مر جائیں گے اور اگر ایمان ان کے دلوں میں قرار گیر ہوتا تو البتہ بیان کرتے مراد کو اور کہا کرمانی نے کہ یہ جواب اسلوب حکیم سے ہے یعنی حقیقی قیامت کا سوال مت کرو اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ کے سوائے اس کو کوئی نہیں جانتا اور سوال کرو اس وقت سے کہ تمہارے زمانے کے لوگ اس میں سب گزر جائیں گے اور ساعت تین چیزوں پر بولی جاتی ہے ایک قیامت کبریٰ پر اور وہ اُٹھانا لوگوں کا ہے واسطے حساب کے دوسری قیامت صغریٰ پر اور وہ مر جانا آدمی کا ہے پس قیامت پر آدمی کی مرنا اس کا ہے تیسری قیامت وسطیٰ پر اور وہ مر جانا ایک زمانے کے لوگوں کا ہے۔ (فتح)

٦٠٣١ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ عَنْ مَعْبَدِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ بْنِ رِبْعِيٍّ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّهُ كَانَ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرَّ عَلَيْهِ بِجَنَازَةٍ فَقَالَ مُسْتَرِيْحٌ وَمُسْتَرَاحٌ مِّنْهُ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللهِ مَا الْمُسْتَرِيْحُ وَالْمُسْتَرَاحُ مِنْهُ قَالَ الْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ يَسْتَرِيْحُ مِنْ نَّصَبِ الدُّنْيَا وَأَذَاهَا إِلٰى رَحْمَةِ اللهِ وَالْعَبْدُ الْفَاجِرُ يَسْتَرِيْحُ مِنْهُ الْعِبَادُ وَالْبِلَادُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَابُّ.

٦٠٣١۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک جنازہ حضرت ﷺ پر گزرا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ مردہ آرام پانے والا ہے یا آرام دینے والا اصحاب نے کہا کہ یا حضرت! آرام پانے والا او رآرام دینے والا کیسا؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ایماندار دنیا کے رنج اور مصیبت سے آرام پاتا ہے طرف رحمت اللہ تعالیٰ کے اور ظالم فاسق بندے سے آدمی اور شہر اور درخت اور جانور آرام پاتے ہیں۔

فائدہ: یعنی مومن متقی کے حق میں دنیا میں قید خانہ ہے جہاں وہ مر گیا عذاب سے چھوٹا اور ظالم فاسق بے قید ہوتا ہے ہر ایک مخلوق کو ناحق تکلیف دیتا ہے تو اس کی موت سے عالم کو آرام ہوتا ہے اور احتمال ہے کہ مراد خاص مومن متقی ہو یا ہر مومن اور احتمال ہے کہ مراد فاجر سے کافر ہو اور احتمال ہے کہ اس میں گنہگار بھی داخل ہو کہا داؤدی نے کہ

بندوں کا آرام پانا سو واسطے اس چیز کے کہ برے کام کرتا ہے سو اگر اس پر انکار کریں تو ان کو تکلیف دے اور اگر چپ رہیں تو گنہگاروں اور آرام شہروں کا اس چیز سے ہے کہ لاتا ہے گناہوں سے اس واسطے کہ یہ اس قسم سے ہے کہ حاصل ہوتا ہے اس کو قحط پس تقاضا کرتا ہے کھیتی اور جانورں کے ہلاک کو اور احتمال ہے کہ ہو مراد ساتھ آرام پانے بندوں کے اس سے واسطے اس چیز کے کہ واقع ہوتا ہے ظلم اس کے سے واسطے ان کے اور آرام زمین کا اس سے واسطے اس کے کہ واقع ہوتا ہے اس پر غضب اس کے سے اور منع کرنے حق اس کے سے اور صرف کرنے اس کے سے بیچ غیر وجہ اس کے اور آرام جانوروں کا اس چیز سے کہ نہیں جائز ہے مشقت دینے ان کے سے۔ (فتح)

٦٠٣٢۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عَبْدِ رَبِّهٖ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ حَدَّثَنِي ابْنُ كَعْبٍ عَنْ أَبِيْ قَتَادَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مُسْتَرِيْحٌ وَّمُسْتَرَاحٌ مِّنْهُ الْمُؤْمِنُ يَسْتَرِيْحُ.

٦٠٣٢۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آرام پانے والا ہے یا آرام دینے والا ہے۔

فائدہ: اور وجہ مناسبت اس حدیث کی ترجمہ سے یہ ہے کہ مردہ ان دونوں قسموں سے خالی نہیں یا آرام پانے والا ہے یا آرام دینے والا اور ہر ایک دونوں میں سے جائز ہے کہ تشدید کی جائے اوپر اس کے وقت موت کے اور یہ کہ تخفیف کی جائے اور اول ہے جس کے واسطے موت کی سختیاں حاصل ہوتی ہیں اور نہیں متعلق ہے یہ اس کے تقویٰ اور فسق سے بلکہ اگر اہل تقویٰ سے ہو تو اس کا ثواب زیادہ ہوتا ہے نہیں تو اس قدر اس کے گناہ اُتارے جاتے ہیں پھر آرام پاتا ہے دنیا کی تکلیف سے جس کا یہ خاتمہ ہے اور کہا عمر بن عبدالعزیز نے کہ میں نہیں چاہتا کہ آسان ہوں مجھ پر موت کی سختیاں اس واسطے کہ وہ آخر چیز ہے جو ایماندار کے واسطے کفارہ ہے اور باوجود اس کے جو حاصل ہوتا ہے واسطے ایماندار کے شہادت اور خوشی اس کی سے ساتھ ملنے اللہ تعالیٰ کے آسان کرتا ہے اس پر ہر اس چیز کو کہ حاصل ہوتی ہے واسطے اس کے درد موت کے سے یہاں تک کہ ہو جاتا ہے جیسے اس کو کوئی چیز اس سے معلوم نہیں یعنی وہ سختی موت کی اس خوشی کے مقابلے میں اس کو کچھ چیز معلوم نہیں ہوتی۔ (فتح)

٦٠٣٣۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتْبَعُ الْمَيِّتَ ثَلَاثَةٌ فَيَرْجِعُ اثْنَانِ وَيَبْقٰى مَعَهٗ

٦٠٣٣۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مردے کے ساتھ تین چیزیں جاتی ہیں سو دو پلٹ آتی ہیں اور ایک اس کے ساتھ باقی رہتی ہے اس کے ساتھ جاتے ہیں اس کے گھر والے اور اس کا مال اور عمل سو اس کے گھر والے اور مال تو پلٹ آتے ہیں اور اس کا عمل اس کے

وَاحِدٌ يَتْبَعُهُ أَهْلُهُ وَمَالُهُ وَعَمَلُهُ فَيَرْجِعُ أَهْلُهُ وَمَالُهُ وَيَبْقَى عَمَلُهُ.

ساتھ باقی رہتا ہے۔

فائدہ: اور یہ باعتبار غالب کے ہے اور بہت مردے ایسے ہیں کہ نہیں جاتا ہے ساتھ اس کے مگر عمل اس کا فقط اور مراد وہ لوگ ہیں جو اس کے جنازے کے ساتھ جاتے ہیں اس کے گھر والوں اور رفیقوں وغیرہ سے اور معنی باقی رہنے عمل کے یہ ہیں کہ اس کا عمل اس کے ساتھ اس کی قبر میں داخل ہوتا ہے اور براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی حدیث دراز میں واقع ہوا ہے کہ آتا ہے اس کے پاس ایک مرد خوبصورت عمدہ کپڑوں والا خوشبو والا سو کہتا ہے کہ تجھ کو بشارت ہو اس چیز کی جو تجھ کو خوش کرے سو وہ کہتا ہے کہ تو کون ہے؟ وہ کہتا ہے کہ میں تیرا نیک عمل ہوں اور کافر کے پاس ایک بد شکل مرد آتا ہے، الخ۔ (فتح)

٦٠٣٤ ـ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا مَاتَ أَحَدُكُمْ عُرِضَ عَلَيْهِ مَقْعَدُهُ غُدْوَةً وَّعَشِيًّا إِمَّا النَّارُ وَإِمَّا الْجَنَّةُ فَيُقَالُ هٰذَا مَقْعَدُكَ حَتّٰى تُبْعَثَ إِلَيْهِ.

۶۰۳۴۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی مر جاتا ہے تو اس کا اصلی مکان صبح وشام اس کے سامنے کیا جاتا ہے یا دوزخ اور یا بہشت پھر کہا جاتا ہے کہ یہ تیرا مکان ہے یہاں تک کہ تو وہاں بھیجا جائے۔

فائدہ: اور یہ سامنے ہونا واقع ہے اور پھر روح کے حقیقۃً اور اس چیز پر کہ متصل ہے ساتھ اس کے بدن سے ایسا اتصال کہ ممکن ہو ساتھ اس کے ادراک عیش یا عذاب کا اور ظاہر کیا ہے قرطبی نے احتمال کہ یہ عرض فقط روح پر ہے یا روح اور بدن دونوں پر اور بعض نے کہا کہ فقط روح پر عرض کیا جاتا ہے اور یہ خلاف ظاہر کا ہے اور نہیں جائز ہے پھرنا ظاہر سے مگر ساتھ پھیرنے والی چیز کے کہ اس کو ظاہر سے پھیرے، میں کہتا ہوں کہ ظاہر پر حمل کرنے کی تائید کرتی ہے یہ بات کہ حدیث وارد ہوئی ہے عموم پر ایماندار اور کافروں دونوں کے حق میں سو اگر عرض کو روح کے ساتھ خاص کیا جائے تو نہیں ہوتا ہے واسطے شہید کے اس میں بڑا فائدہ اس واسطے کہ اس کی روح عیش میں ہے یقیناً جیسا کہ وارد ہو چکا ہے صحیح حدیثوں میں اور اسی طرح کافر کی روح کو عذاب ہوتا ہے دوزخ میں یقیناً سو جب حمل کیا جائے اوپر روح کے کہ اس کو اتصال ہے ساتھ بدن کے تو ظاہر ہوگا فائدہ اس کا شہید کے حق میں بھی اور کافر کے حق میں بھی اور مراد صبح وشام بہ نسبت اہل دنیا کے ہے پھر یہ عرض واسطے مومن متقی اور کافر کے ظاہر ہے اور بہرحال مومن گنہگار سو احتمال ہے کہ اس کا ٹھکانہ بھی بہشت سے دکھلایا جاتا ہو جس کی طرف انجام کار پہنچے گا، میں کہتا ہوں اور ظاہر ہوتا ہے جواب اس اشکال کا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے جو روایت کی ہے طبرانی وغیرہ نے اور صحیح کہا ہے اس کو ابن

حبان نے قبر کے سوال کے قصے میں کہ اس میں ہے کہ پھر اس کے واسطے بہشت کا دروازہ کھولا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ یہ ہے ٹھکانہ تیرا اور جو تیار کیا ہے اللہ تعالیٰ نے واسطے تیرے بیچ اس کے سو زیادہ ہوتی ہے اس کو خوشی اور رشک پھر اس کے واسطے دوزخ کا دروازہ کھولا جاتا ہے سو کہا جاتا ہے کہ یہ ٹھکانہ تیرا اور جو تیار کیا ہے اللہ تعالیٰ نے واسطے تیرے بیچ اس کے اگر تو اس کی نافرمانی کرتا س زیادہ ہوتی ہے اس کو خوشی اور رشک اور اس میں ہے کافر کے حق میں کہ اسی طرح اس کو اول دوزخ دکھلائی جاتی ہے پھر بہشت سو زیادہ ہوتی ہے اس کو حسرت اور ہلاکت دونوں جگہوں میں اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے لیا جاتا ہے کہ اس کا دیکھنا واسطے نجات یا عذاب کے ہے آخرت میں بنا بر اس کے پس احتمال ہے کہ گنہگار کے حق میں جس پر مقدر کیا گیا ہے کہ اس کو عذاب کیا جائے بہشت میں داخل ہونے سے پہلے یہ کہ مثلاً اس کو کہا جائے بعد سامنے کرنے ٹھکانے اس کے کی بہشت سے کہ یہ مکان تیرا تھا پہلے پہل اگر تو گناہ نہ کرتا اور یہ ٹھکانا ہے تیرا پہلے پہل واسطے گناہ کرنے تیرے کے ہم اللہ تعالیٰ سے معافی اور عافیت چاہتے ہیں ہر بلا سے زندگی میں اور موت کے بعد بیشک وہ صاحب بڑے فضل کا ہے۔ (فتح)

٦٠٣٥ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسُبُّوا الْأَمْوَاتَ فَإِنَّهُمْ قَدْ أَفْضَوْا إِلٰى مَا قَدَّمُوْا.

٦٠٣٥ـ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مردوں کو گالی مت دو اور برا مت کہو سو وہ پہنچ گئے اپنے کیے کو۔

فائدہ: یعنی مردوں نے جو نیک یا بد کام کیے تھے سو قبر میں ثواب یا عذاب ان کو پہنچ گیا اب ان کو بد کہنا بے فائدہ ہے بلکہ ناحق ان کی زندہ اولاد کو رنج دینا ہے اور باقی شرح پوری اس کی کتاب الجنائز میں گزر چکی ہے۔

هُوَ اللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ

❀ ...... ❀ ...... ❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین

کتاب الدعوات

کتاب الرقاق